اللہ اکبر

المحاسن

باب المفاخرت

من کتاب المحاسن و الاضداد للادیب الاریب جاحظ عثمانی

(مطبوعہ مطبع سعادت قریب دیوان محافظت - مصر)

دربیان مکالمت و مفاخرت و ترجیح و تفضیل بنی ہاشم علی بنی امیہ

(مترجمہ و مرتبہ)

خان بہادر سید اولاد حیدر "فوق" بلگرامی

باہتمام احقر العباد محمد جواد مالک و مہتمم مطبع

نظامی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ طبع گردید

فہرست مضامین المحاسن باب المفاخرت

اللہ اکبر

باب المفاخرت

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب المتعال والصلوٰۃ والسلام علی محمد وآلہ خیر آل

سال گذشتہ فیض آباد کی سالانہ مجالس تبلیغی کی شرکت سے شرف اندوز ہوا - قوم وملت کے مشہور ومعروف علمائے دین - واعظین اور ذاکرین نزدیک ودور سے تشریف لائے تھے - قابلیت - جامعیت اور علم وواقفیت کا کامل مجمع تھا - مجلسین بھی کامیاب رہین اور سامعین بھی نئے معلومات اور تازہ اطلاعات کا کافی ذخیرہ ساتھ لیکر رخصت ہوئے

مین ان متبرک مجالس سے جو تبرک لیکر گھر لوٹا وہ کتاب المحاسن والاضداد کا **باب المفاخرۃ** تھا - جو مجھکو میرے عنایت فرمائے قدیم - محترمی مولانا سید شبیر حسین صاحب - مدرس اعلائے - وثیقہ اسکول فیض آباد نے بغرض مطالعہ عنایت کی تھی - کتاب المحاسن والاضداد عرب کے قدیم اور مشہور ادیب - جاحظ عثمانی کی تصنیف ہے جو متوکل باللہ خلیفہ عباسی کے لڑکون کا معلم تھا اور مخالفت اہلبیت کی عصبیت مین چور اور ناصبیت مین خاص طور پر مشہور ہے -

مصنف نے اس کتاب کی تدوین وترتیب مین اخلاق انسانی کے دونون پہلوؤن کو دکھلایا ہے اور اوصاف انسانی جہان تک محاسن پائے جاتے ہین پہلے اونکو تفصیل سے تمثیل کے ساتھ بیان کیا ہے اسکے بعد اونکے نقائص و ذمائم کو بھی بتلایا ہے

مین نے اپنے ایک ہفتہ کے قیام مین اس کتاب کو بالاستیعاب دیکھ بھی ڈالا اور پڑھ بھی ڈالا اور پھر اپنی ضرورت کے مطابق اوسکے باب المفاخرت کو نقل بھی کر ڈالا - میری کم استعدادی اور محدود عربیت نے جہان تک زبان عربی کے اس اعلیٰ نمونہ ادبیت کا مطالعہ کیا اور اوسکے مختلف دلائل ومباحث کو پڑھا مجھے یہ کتاب ادبیات واخلاقیات کا کامل مخزن ہونیکے علاوہ تاریخی معلومات کا کافی ذخیرہ ثابت ہوئی - فصاحت وبلاغت کے اعلیٰ نمونہ ہونیکے علاوہ ہر مضمون پر اسکی بحث وتمحیص معقولات استدلالیہ کے جوہرون سے مالامال ہین - تمثیلات بھی واقعات ومشاہدات تاریخی کے جواہر پارے ہین - قریباً دو سو صفحون کی کتاب ہے مصر مصری کے مطبع **السعادۃ** (قریب دیوان محافظت مین) چھپی ہے **یو - پی - گورنمنٹ** نے قدردانی کرکے اپنے عربی نصاب تعلیمی مین اسے داخل کرلیا ہے - کسی کالج کا کوئی شیعہ متعلم - بی - اے کلاس - مجالس کی شرکت سے آئے تھے اور ہمارے

عنایت فرما مولانا کی خدمت مین استفادہ حاصل کرنیکی غرض خاص سی یہ کتاب بھی ہمراہ لآیے تھے - چہاد ضمین کی کتاب بھی جو مولانا
نے مجھے دکھلائی تھی اور مجھے بہت پسند آئی تھی - خصوصًا اسکے باب المفاخرت کے مطالعہ نے تو مجھے دیر تک حیرت مین ڈال رکھا تھا
اور میری سمجھ مین نہ آتا تھا کہ جاحظ عثمانی کے ایسے شدید ناصبی نے اپنی کتاب مین المفاخرت کا باب کیون قائم کیا اور پھر باب
المفاخرت مین خصوصیت کیساتھ کافی تفصیلات وکامل تمثیلات سے خاندان بنی ہاشم کی تفضیل و ترجیح کو قبیلہ بنی امیہ پر جسمین غالبًا
وہ بھی داخل تھا مشاہدات تاریخی کے اسناد صحیحہ کے مطابق کس دل کس ہاتھ اور کس قلم سے لکھ سکا جسمین اسکا کوئی سبب
نہ سمجھ سکا تو بالآخر اسکو مین نے ان واقعات کی حقانیت کا روحانی معجزہ اور اوس جبروت یزدانی کا قوی مظاہرہ یقین کر لیا
جس نے جاحظ کا قلم تھا کر مرگ سے حقیقت کا اقرار کروایا اور مفاخرت بنی ہاشم کے حقیقی واقعات کو اوسکے ہاتھون سے
لکھوا چھوڑا اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ وَ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر

تاریخون سے ثابت ہے کہ مفاخرت نسبی کا اظہار اہل عرب کی ثبوت شرافت کا قدیم معیار ہے - کچھ شرافت نسبی پر موقوف
نہین - اہل عرب حب وطنی اور محبت قومی کے گہرے جذبات مین اتنے ڈوبے ہوے تھے کہ اپنے ملک و وطن کی تمام چیزون کو دنیا بھر
کی چیزون سے بہتر سمجھتے تھے - تمام اقطاع عالم مین شرافت ونجابت ہمت شجاعت جود وسخاوت تواضع وضیافت فصاحت وبلاغت
کو عدیم المثال اور لاجواب سمجھتے تھے - یہی وجہ تھی کہ اپنے کمال ادب اور فصاحت وبلاغت کے آگے وہ دنیا کی تمام قومون کو عجم
(گونگا) کہتے تھے - عرب قدیم کی ادبیات سے قطع نظر کرکے غیر املاک واقوام کے ادبیات بھی انکے جوہرون کی صحت و واقعیت
کا اقرار کرتے ہین اور بتلاتے ہین کہ زمانہ قدیم مین - سامی - سبائی اور حمیری اقوام عرب کا تمدن - اونکی تہذیب - تمام دنیا
مین لاثانی تھی اور اپنا جواب نہین رکھتی تھی - ان ایام مین عرب ارتقاے انسانی کی انتہا تک پہونچے ہوے تھے اور دنیا
کی تمام اقوام وقبائل انکی عظمت ووقار کے آگے سر تسلیم واقرار خم کیے تھی اور یہی محامد ومحاسن ادبی اونکے ملکی اقتدار
اور قومی عزت ووقار کے اصلی معیار بنکر ہمیشہ قائم رہے -

اسلام کے روشن زمانے مین بھی اونکے معیار ادبی اور کمال فصاحت وبلاغت کے اظہار برقرار رکھے گئے اور ان محامد ومحاسن کو
اونکی قدیم خصوصیات مین شمار کیا گیا - اتنی ترمیم واصلاح ضرور کر دی گئی کہ ان محاسن پر مفاخرت کی افراط وتفریط - انکے بیجا
ذیجا اظہار اور انمین کذب وافترا کے اضافات کو ممنوع کر دیا گیا - مفاخرت کی انھین غیر مناسب طریقہ عمل کو اونکے معائب ومناقص
اور ذمائم سے تعبیر کیا گیا ہے - اور جب کسی محامد ومحاسن انسانی کی حقیقت اور اصلیت دریافت کی جاے تو معلوم ہوجاتا ہے کہ
محاسن اصلًا محاسن ہی ہین اور ہمیشہ محاسن ہی ہوکر رہینگے - یہ عقل کے خلاف ہے کہ محاسن کی ترکیب فطرت مین ابتدا ہی سے
ذمائم بھی شامل ہون - نہین ایسا نہین ہے بلکہ ترکیب فطرت کے اعتبار سے محاسن محض محاسن ہین - یہ فقط طرز عمل کی
خرابی ہے جو محاسن مین ذمائم پیدا کر دیتی ہے اور اونکی یکطرفی ویکسوئی کو ذوجہتی اور دوسوئی کی بدنما صورت مین دکھلاتی ہے
اسی وجہ سے انسان کے ہر اخلاقی اوصاف ومحاسن مین دو پہلو نظر آتے ہین - افسوس ہے کہ ادیب عرب جاحظ عثمانی نے

صرف محاسن ومعائب کی تفصیلات وتمثیلات کو بیان کیا ہی اور اسکی حقیقت وعلّیت اور ماہیت پر توجہ نہین کی ۔
انسان کے جس وصف پر نظر ڈالی جائے یہی صورت حال یہی معلوم ہوتی ہے ۔ "شرافت نسبی پر مفاخرت" چونکہ ہمارے قدیم ادیب عرب کا موضوع تالیف ہی اسلئے ہم اور محاسن ومحامد انسانی کی تفصیل وبیان سے قطع نظر کرکے صرف اسی وصف خاص کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہین ۔

انسان کا یہ وصف ذاتی جسقدر قدیم ہے اوسی قدر اس پر اظہار مفاخرت کا طرز عمل بھی قدیم ہے ۔ اسکا آغاز اور اسکی اجرائ اوسوقت سے پائی جاتی ہے جسوقت سے دنیا مین **قومیت** کی بنیاد پڑی ۔ علمائے تاریخ کی تحقیق مین قومیت کی بنا **طوفان نوحؑ** کے بعد سے شروع ہوئی جب سے انکی اولاد اقطاع عالم کے مختلف مقامات مین آباد ہوئی اوسیوقت سے محاسن ومعائب کے ذاتی اور اخلاقی مظاہرے بھی شروع ہو گیے ۔ اسی شرافت نسبی کی بنا پر یا یون کہا جائے کہ اسی کو وسیلہ بنا کر یا اسی کا واسطہ دیکر حضرت نوحؑ کے ایسے مقدس بزرگ اور اولی العزم پیغمبر نے اپنے گنہگار اور ناہموار فرزند کی نجات کے لئے بارگاہ آلہی مین ان الفاظ کے ساتھ دعا فرمائی ۔

اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِیْنَ

پروردگار میرا بیٹا (بھی) میرے اہل وعیال مین داخل ہی اور تو نے جو (میرے اہل وعیال کو نجات دینے کا) وعدہ فرمایا تھا (وہ) سچا ہے ۔ اور تو سب حاکمون سے بڑا حاکم ہے ۔

اس سے مستفاد ہوتا ہی کہ حضرت نوحؑ سے بھی مثل اور انبیاے سابقین وآخرین کے وعدۂ اہل وعیال کی نجات ومغفرت کا پہلے سے وعدہ ہو چکا تھا لیکن باوجود اس وعدہ خداوندی کے جسکی صداقت واہمیت کا حضرت نوح اپنی مناجات مین حوالہ دیتے ہین تاہم وہ احکم الحاکمین اور ارحم الراحمین انکی نہین سنتا اور نہین مانتا بلکہ ہدایت وانتباہ کے لہجہ مین انکو جواب دیتا ہی

یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْــَٔلْنِ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنِّیْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ

اے نوح تمہارا بیٹا تمہارے اہل مین (اہل وعیال مین داخل) نہین کیونکہ اوسکے عمل اچھے نہین جس چیز کی حقیقت حال تمکو معلوم نہین تم اوسکی درخواست نکرو ہم تمکو سمجھا دیتے ہین کہ نادانون کے ایسی باتین نکیا کرو

غور کیا جائے تو صاف طور پر یہ الفاظ بتا رہے ہین کہ نوحؑ کے بیٹے کی شرافت نسبی مین اوسکے طرز عمل کی برائیان داخل ہو کر اوسکے اس شرف ذاتی کو بالکل بیکار اور محض بے اثر ثابت کر چکی تھین ۔ اوسکے طرز عمل کی خرابیان کچھ ایسی ہی بڑھی ہوئی تھین کہ اونکے سامنے خدا نے انکی شرافت نسبی اور پیغمبرزادگی کا بھی کچھ لحاظ نفرمایا اور بتلا دیا کہ شریف ترین خاندانون کے نااہل اور ناہموار نسلون کی بد کاریان خدا کی کسی رعایت وعنایت کی مستحق نہین وہ اپنی انھین بد کاریون کی وجہ سے سلسلہ نسبی کے محاسن شرافت سے بھی خارج ہو جاتے ہین جناب نوحؑ نے صرف وعدہ آلہی کی صداقت پر اعتبار کیا اور اوسکی اجرا و ایفا مین مستحق وغیر مستحق کا یا تو اونکو علم نتھا یا درد فرزندی

کے جذبات ہی یا اوس عالم اضطراب کے اثرات سے اسکا خیال نفرما سکے ۔ خدائے مجید نے فوراً ٹوک کر تبلادیا کہ جس چیز کی حقیقت نہین معلوم نہین تم اوسکی درخواست نکرو ۔ ہم تمکو سمجھائے دیتے ہین کہ (دانا ہوکر) نادانون کے ایسی باتین نکرو ۔ " اس لئے کہ غیر مستحق کے ساتھہ رعایت خلاف عدالت ہی اور بدکارون کی نجات و مغفرت مخالف قانون فطرت ۔

حضرت نوح کے زمانہ مین تو تنظیم قومیت ابتدائی حالتون مین تھی ۔ جناب ابراہیم کے وقت مین تو قومی نظم و تمدن عروج و ارتقا کے وسط الکمال تک پہونچا ہوا تھا ۔ کوشی او قبطی قومین اپنی تہذیب و تمدن اور اقتدار و وقار کے لئے تمام عالم مین مشہور و معروف تھین ۔ حضرت ابراہیم کو بھی اس زمانہ مین ایک ایسا ہی واقعہ پیش آیا ۔ اونھون نے بھی اپنی تمام اولاد و اعقاب کے لیئے وقار و اختیار دینی و دنیوی دئیے جانیکے لئے بارگاہ رب العزت مین دعا فرمائی تھی ۔ قرآن مجید مین اس واقعہ کی حقیقت ان الفاظ مین بیان فرمائی گئی ہے ۔

وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرٰهِیْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ ۝

جب خدا نے ابراہیم کو چند باتون مین آزمایا اور اونھون نے اونکو پورا کر دکھلایا (تو خدا نے ضامند ہوکر) فرمایا کہ ہم تمکو لوگون کا پیشوا (امام) بنانے والے ہین تو ابراہیم نے کہا اور میری اولاد مین سے؟ (خدا نے) فرمایا (ہان ۔ مگر) ہمارے (اس اقرار مین (تمہاری اولاد کے) وہ (لوگ) داخل نہین جو برسر ناحق ہون گے

اس سے ثابت ہوگیا کہ ذریت ابراہیمی مین بھی وعدۂ خداوندی کی ایفا اونھین لوگون کے ساتھ مشروط ہے جو اسکے اہل ہین اور مستحق ۔ صالحین ہین ۔ ظالمین نہین ۔ یہان بھی دیکھا جاوے تو وہی شرط موجود ہے ۔ شرافت نسبی کے ساتھہ محاسن عملی کی شرط لازمی ہے ۔ اگر طرز عمل درست نہین تو ایک نہین ہزار محاسن ہون جسبی ہون یا نسبی ۔ ملکی ہون یا قومی ۔ علمی ہون یا ادبی سب بیکار ہین سعدی گی بابئہ پیغمبرزادگی درکار نیست ۔ ایسے ہی موقعون کے لئے کہا گیا ہے ۔

امام ہشتم حضرت علی ابن موسی الرضا علیہ السلام کے ایک بھائی تھے مختلف البطن ۔ اونکا نام تھا زید اور لقب تھا زید النار ۔ اسلئے کہ اونھون نے رجعت پسندان کوفہ کا ساتھہ دیا اور ابو السرایا ے شیبانی کیطرف سے عامل حجاز مقرر ہوکر گاؤن کے گاؤن قصبے کے قصبے جلا ڈالے اس بنا پر زید النار کے لقب سے مشہور ہوے ۔ آخرکار یہہ گرفتار ہوکر مامون کے سامنے لائے گئے ۔ چونکہ یہہ کئی بار مخالفین حکومت کی شرکت کے جرم مین سزائے قید پا چکے تھے اسلئے مامون نے ابکی بار پھر انکو قید کی سزا دینا بیکار سمجھا اور انکو امام رضا علیہ السلام کے پاس بھیجدیا معروضہ خاص کے ساتھہ بھیجدیا کہ مین انکی باربار کی تنبیہ و تادیب سے عاجز آگیا ۔ اب انکو آپ کے پاس بھیجتا ہون ۔ آپ جو مناسب سمجھین عمل مین لائین ۔

خادم شاہی تو رخصت ہو گئے ۔ امام نے بھائی کیطرف سے منہ پھیر لیا ۔ اور بالکل سکوت اختیار کیا اسلئے کہ اونکے طرز عمل سے آپ سخت بیزار تھے ۔ آخرکار زید نے آپ کو خود متوجہ کرنا چاہا اور عرض کی کہ مین ہون آپ کا بھائی ۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ سلسلہ اخوت وہین تک ہی جبتک خدا کی معصیت اومین داخل نہو ۔ اے زید ۔ تمکو عوام کوفہ کا یہہ کہنا کہ ذریات فاطمہ آتش جہنم سے

آزاد ہین ۔ کہین وہ ہوکا نہ ہے ۔ ذریات سے مرادِ اولاد شکمی مراد ہین ۔ وہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام ہین اور کوئی دوسرا نہین آیندہ نسلون مین جو جیسا کرے گا ویسا پایے گا ۔ کیا تمہارے نزدیک جائز ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام شب و روز عبادتین کیا کرین اور تم خدا کی معصیت و نافرمانی کیا کرو اور پھر مرنے کے بعد خدا ے سبحانہ تعالے دونو کو بہشت برین مین جمع کر دیوے اگر ایسا ہو تو ہم کہینگے کہ تم خدا کے نزدیک اپنے اور ہمارے پدر عالی مقدار جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے زیادہ مکرم ٹھیرو گے تمہارا یہ خیال خام غلط و باطل ہے ۔ اے زید ۔ یاد کرو قول اپنے اور ہمارے جد بزرگوار حضرت علی ابن الحسین امام زین العابدین علیہ السلام

لمحسننا کفلان من الاجر و لمسیئنا ضعفان من العذاب

ہمارے (اہلبیت کے) نیک لوگون کے لئے دوہرا ثواب ہے اور ہمارے گنہگارون کے لیۓ اوسیطرح دونا عذاب بھی ہوگا ۔

اب تو یقین ہو گیا کہ سلسلہ نبوت سے لیکر خانوادہ امامت تک چونکہ ایک ہی شجرہ طیبہ کی دو شاخین ہین یہ شرافت نسبی کے ساتھ محاسن عملی کی شرط دونوں مین بقدر مشترک واجب العمل ہے ۔ ان پاک ہستیون نے ہدایات و ارشاد الٰہی کے موافق اعلےٰ ترین شرافت نسبی و عظمت خاندانی رکھتے ہوے بھی اپنے اطوار و کردار اور عمل صالح کو اپنے تمام محاسن و اوصاف خاندانی پر مقدم رکھا ہے ۔ اور اپنے وقار خاندانی کے ساتھ ہی ساتھ اپنے عمل صالح کا اسوۂ حسنہ دنیا اور اہل دنیا کی دیدہ افروزی اور ہدایت و سبق آموزی کے لئے پیش کر دیا ہے ۔

ہم پہلے لکھکر بتلا آیے ہین کہ شرافت نسبی پر افتخار عرب کا قومی شعار تھا ۔ ایام جاہلیت سے لیکر سید دورِ رسالت تک قائم رہا ۔ عرب کے بڑے بڑے میلے ۔ عکاظ ۔ ذو المجاز وغیرہ مین مشہور و معروف قومی ادیب خطیب اور شعرا اپنے کمال فصاحت و بلاغت کے مظاہرون مین جو خطبے پڑھتے تھے تقریرین کرتے تھے وہ علے الاکثر اونکی شرافت حسبی و نسبی اور شجاعت و دلیری کے تفصیلی فخر ہوا کرتے تھے ۔ مفاخرت نسبی کے یہ جلسے موسم (ایام حج) یا غیر موسم ۔ غرض ہر ایام مین ہوتے تھے ۔ انکے لئے خاص اہتمام کئے جاتے تھے ۔ طرفین مقابل کے علاوہ ملک و قوم کے اکابر و عمائد ایک جگہ جمع ہوتے تھے ۔ اتفاق رائے سے ایک شخص حکم قرار پاتا تھا جلسہ کے سامنے طرفین اپنی اپنی شرافت نسبی اور نیک عملی کے واقعات بیان کرتے تھے ۔ سارے جلسہ کے لوگ جانبین کی تقریر اور اونکی استدلال کی تفصیل کو بڑی توجہ اور دلچسپی سے سنتے تھے اور طرفین کے بیانات ختم ہونے پر ۔ واقعات کی صداقت و صحت کے اعتبار سے ۔ جلسہ کا حکم ایک فریق کو دوسرے پر فضیلت و ترجیح دینے کا حکم سنا دیتا تھا اور اوسکا حکم ناطق سمجھا جاتا تھا ۔ ان جلسون کو وہ اپنی اصطلاح مین **محاورہ یا مفاخرہ** کہتے تھے

اسلام نے کل مومنون اخوۃ (سب مومن بھائی بھائی ہین) کا پیغام عام دیکر امت اسلام کے تمام طبقات مین مساوات اور یکجہتی قائم کر دی اور محاورات کے ان روزانہ دنگلون کی کثرت اور گرم بازاری کو روک دیا ۔ لیکن ایک معتدل اور مناسب طریقہ

سے اسکا دستور باقی رکھا گیا۔ بڑے بڑے دنگل ۔لمبی لمبی تقریرین نوجاتی رہین۔ ہان اظہار حق اور عام ہدایت و تعلیم کی غرض خاص سے گاہ بیگاہ ضرورت کیوقت خوشگوار طریقہ سے اسکے مظاہرے اور مذاکرے ہوجایا کرتے تھے۔

زمانہ رسالت کی ابتدائی ایام مین قریش اپنی قدیم عادت جہالت کے موافق آنحضرت صلعم کی توہین اسلام کی اہانت اور مسلمانون کی ہجوین کہا کرتے تھے۔ لمبی چوڑی نظمین لکہا کرتے تھے۔ اونکے یہہ اشعار جب آنحضرت صلعم تک پہونچتے تھے تو حسان ابن ثابت عثمان ابن مظعون ۔عبد اللہ ابن رواحہ اور ابی ابن کعب وغیرہ انصار و اصحاب رسول صلعم اونکی تردید مین ویسی ہی نظمین مرتب فرماتے تھے۔ دربار رسالت مین جب تمام عمایدو اکابر جمع ہوجاتے تھے تو طرفین سے نظمین پڑھی جاتی تہین کبھی آنحضرت بالنفس النفیس خود محاکمہ فرماتے تھے اور کبھی ممتاز صحابہ مین سے کوئی بزرگ محاکمت کے لئے نامزد کیئے جاتے تھے۔ حسان ابن ثابت کی نظمین سب سے بڑہی چڑھی رہتی تھین۔ انکی نظمون مین سے اکثر کا محاکمہ خود زبان رسالت سے کیا گیا ہے اور حسان کو کلمات خیر سے یاد فرمایا گیا ہے۔

اسلام کے تسلط و اطمینان کے زمانے مین عرب کا ایک قبیلہ انپے رئیسون کی وفد کے ساتھ اسلام لانیکی غرض سے مدینہ مین آیا۔ لیکن دربار رسالت مین عرض حقیقت سے پہلے انلوگون نے مجلس مجاورت جمادی۔ اپنے ہمراہی خطیب کو حکمدیا اوسنے پہلے نثر مین انکے قبیلہ کی خاندانی مدح خوانی شروع کردی جب یہہ چپ ہوے تو اونکے شاعر نے ایک طولانی نظم انکی شرافت نسبی او رحسن عملی کے اظہار مین پڑھ ڈالی۔ جب انکے مظاہرے تمام ہوچکے تو سرور عالم صلعم کے اشارے سے حسان ابن ثابت نے فی البدیہہ خانوادہ رسالت کی مدح و ثنا فرمائی اور اپنی نظم مین تمام اقوام و قبائل عرب پر بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کی ترجیح و فضیلت ثابت کردی اور اس خوبی و خوش اسلوبی کے ساتھ کہ وُسارے قبائل نے خاندان رسالت کی ترجیح و فضیلت کی اعتراف کے ساتھ یہہ بھی اقرار کردیا کہ آپ کا خطیب میرے خطیب سے اور آپکا شاعر میرے شاعر سے بہتر ہے اسوۃ الرسول جلد چہارم بحوالہ سیرۃ النبی جلد دوم

ادیب عرب جاحظ عثمانی نے باب المفاخرت مین بنی ہاشم و بنی امیہ کی مفاخرت نسبی کی ترجیح و تفضیل کی تفصیل مین باہمی مکالمت و مقابلت دکھلاکر اپنی حقیقت شناسی ۔صلاحیت ذاتی او اپنے انتخاب کے لئے جواب ہونیکا پورا ثبوت دیدیا ہے اوسکا مدعا بیان یہہ ہے جیساکہ اصولاً ہم اوپر بتلا آئے ہین کہ نسبی شرافت پر مفاخرت کرنا اونھین بزرگوارون کے شایان شان ہوتا ہے جو شرافت نسبی کے زیورون کے ساتھ محاسن عملی کے جوہرون سے بھی آراستہ و پیراستہ ہوتے ہین۔ ایسے ہی ایسین مایہ افتخار اونیکا بزرگوارون کے اظہار مفاخر عام اجابت و مقبولیت کا اعزاز حاصل کرتے ہین۔ اونکے ان مظاہرات کو نہ کوئی تعلّی کہتا ہے اور نہ تانی ذاتی انانیت سے تعبیر کرتا ہے نہ ان پر خودستائیون کا شبہہ ہوسکتا ہے اور نہ خودستائیون کا گمان۔ بلکہ یہہ محض اظہار حق ہوتا ہے جو اوسکے مستحق کیطرف اہل دنیا کی سبق آموزی اور ہدایت اندوزی کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ آنکے برعکس وہ لوگ جو شرافت نسبی پر اگرچہ کم و بیش فائز بھی ہوتے مگر محاسن عملی سے بالکل محروم ہوتے ہین اور محامد و مکارم کی جگہ اونکی طبیعت اونکی عادت اور اونکے اطوار ذمائم عملی اور معائب اخلاقی سے مملو ہوتے ہین۔ اسلیے اونکی مفاخرت نسبی بالکل بیجا مفاخرت ہوتی ہے۔ نہ اوسکو کوئی سنتا ہے اور نہ کوئی مانتا ہے بلکہ اوسکو خودستا ۔خودنما ۔مغرور اور تعلّی پسند کہتا ہے

جاحظ عثمانی نے باب المفاخرت مین اسی حقیقت کا مظاہرہ کیا ہے اور مشاہدہ کرایا ہے کہ دنیائی دنیا بنی امیہ کی طرفدار اور معویہ
کے زیر اختیار ہوچکی تھی۔ ملک وقوم کے ذی اقتدار و با اختیار طبقات اوسکی ولہ ربائی حاشیہ برداری اور نمک خواری کا دم بھر رہے
تھے۔ بنی ہاشم کا ممتاز قبیلہ انحطاط پذیر ہوچکا تھا اور انقلاب ان تیز گیون کو صبر وسکون سے دیکھ رہا تھا لیکن قدیم دستور جہالت کے
موافق جب بنی امیہ کے رأس الرئیس معویہ نے اپنی ثروت و تمکنت کی قوت پر مفاخرت نسبی کے دنگل جمائے اور اوسکے حواشی
اور وظیفہ خوار اوسکی پیٹھ ٹھونکنے اور ہان مین ہان ملانے آئے تو معویہ نے اپنے غرور ونخوت کی دھن مین بنی ہاشم کے مایہ
افتخار، سبط رسول خدا حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثنا کو ایکبار نہین چند بار شرافت ونجابت کے مفاخرے اور مظاہرے
کیلیے بلایا عرب کے دستور قدیم کے مطابق جانبین سے شرافت ونجابت کے دعوے پیش ہوے اور اوسپر استدلال قائم کیے گئے
جو پوری تفصیل سے اصل کتاب کی عبارات مین مندرج ہین۔ مگر نتیجہ کیا ہوا؟ ہر بار اور ہر مرتبہ معویہ کی شکست اوسکی ذلت و
رسوائی اور تمام بنی امیہ کی بدکاریون کی جلوہ نمائی ہوگئی۔ کس لیے؟ اسلیے کہ بنی ہاشم کے برعکس بنی امیہ مین نہ شرافت نسبی باقی
رہی تھی اور نہ محاسن عملی اس بناپر بنی ہاشم کے استحقاق شرافت اور محاسن عملی کے مقابلے مین معویہ اور اوسکے جانبدارون کی فضول
یاوہ گوئیون کو نہ کسی نے مانا اور نہ کسی نے سنا۔

معویہ ایسے نہین تھے کہ خود چوٹ کھاجاتے اور دوسرون تک اسکے اثر نہ پہونچاتے یا آپ تنہا ذلت ورسوائی اوٹھاتے اور دوسرون
کو اپنا شریک حال نہ بناتے۔ دوسرون کو ابھارنے اور نفرون مین لانے مین یہ بڑے مشاق تھے۔ امام حسن علیہ السلام سے مکالمات مین
پوری کک اوٹھاکر انہون نے پہلے مروان پھر عبداللہ ابن زبیر کو اوبھارا اور میدان مقابلت مین لا اوتارا۔ ان لوگون نے بھی اوسیطرح منہ
کی کھائی اور معرکہ مین پیٹھ دکھلائی۔ مروان کی یہ جرأت بنی امیہ ہونیکی خصوصیت سے اسقدر تعجب انگیز نہین تھی جتنی عبداللہ ابن زبیر
کی یہ نامعاقلانہ حرکت تعجب خیز تھی۔ کیونکہ باوجود قرابت ابنی ہاشم ہونیکے بھی وہ اپنی ترجیح و فضیلت کو بنی ہاشم پر ثابت کرنے کیلیے
کیسے تیار ہوگئے۔ اسکی وجہ بالکل صاف ہے وہ یہ کہ عبداللہ آغاز ہی سے زبیر ابن العوام کی ابنیت اور حضرت عائشہ کی تبنیت
کی مفاخرت اضافی پر اتنا پھولے ہوئے تھے کہ اپنی بساط ومقدار حقیقت کو بھی بھول گئے تھے۔ مخالفت بنی ہاشم مین انکی پرجوشی بنی امیہ
کے جذبات عداوت سے کم نہین تھی بلکہ زاید۔ اسلیے کہ جنگ جمل کے باعث یہی تھے اور جنگ جمل جنگ صفین سے یقیناً پہلے واقع ہوئی
تھی سو ہمین انصاف سے کہدو انکا الاکس نے تر سہلے۔

شرافت نسبی پر بنی ہاشم کی مفاخرت اخلاقی اور عملی دونون طریقون سے تمام عرب کا متفقہ مسئلہ تھا محاسن عمل کیا اعتبار سے
انکے مقابلہ مین کوئی قبیلہ انکا ہمسر نہین تھا بنی امیہ کے قبیلہ مین سوائے کثرت مال و دولت کے اور کوئی اخلاقی یا عملی خصوصیت پائی نہین
جاتی تھی اور نہ اونمین رذالت کے سوا شرافت کی بو باقی رہی تھی۔ وہ تنہا اپنی حکومت و دولت کی قوت پر بنی ہاشم سے اظہار مفاخرت

کرتے تھے۔ حالانکہ یہ تدبیر بالکل بیکار تھی اسلئے کہ یہ مسلم ہے کہ دولت کی افزائش۔ حکومت کی زیب و زیبائش یا جابرانہ تنبیہہ و فہمائش نہ مجہول النسبی کے دھبوں کو چھڑا سکتی ہے اور نہ اخلاقی کمزوریوں اور نہ دون طبعی کی عیبوں کو مٹا سکتی ہیں۔ غانمہ بنت غانم قرشیہ کی آتشِ تقریر اسکی شاہد کامل ہے۔ باوجودیکہ معاویہ کا تمام ملک و قوم پر پورے طور سے تسلط ہوچکا تھا اور شام سے لیکر حجاز و یمن تک گیا بلکہ ایران تک تمام بلاد اسلام پر انکے اقتدار و اختیار کا سکہ بیٹھ چکا تھا لیکن عالی نسبی حسن اخلاق نیکوکاری اور علم روا داری کے موقع اظہار پر بلا استثنا کسی طبقہ و فرقہ کے تمام عرب کی قوم و قبائل ان محاسن میں برابر بنی ہاشم کو بنی امیہ پر بالاعلان ترجیح دیتے تھے جیسا کہ غانمہ کی تقریر اور اوسکے واقعہ سے بالتفصیل ثابت ہے

معویہ نے اگرچہ اس عالمگیر خیال کو مٹانیکی بڑی بڑی کوششیں کیں۔ غانمہ کو تنبیہ و فہمائش کی غرض سے اپنے پاس بلا بھیجا اپنے ولیعہد یزید علیہ ما علیہ کو اوسکے رسم استقبال کے لئے بھیجا اور مہمانخانہ شاہی کو اوسکے لئے آراستہ کرایا لیکن وہ آزاد خیال اور جری سید عورت انکی دلجوئی اور چاپلوسی کے فقروں میں نہیں آئی اپنے بھائی عمر ابن غانم کے گھر اوتر پڑی مجبور ہوکر معویہ اپنے خدم و حشم کے ساتھ خود انسے ملنے گیے۔ وہ انکی سطوت شاہی سے رتی بھر بھی مرعوب نہوئی بلکہ بڑی دلیری سے بنی ہاشم کے فضائل و محامد اور بنی امیہ کے رذائل و معائب بیان کرتی رہی اور معویہ اور اونکے وزیر باتدبیر عمرو عاص سے سوایے سر تسلیم خم کرنے اور چپ رہنے کے کچھ نہ بن آئی جیسا کہ غانمہ قرشیہ کے واقعات بتلا رہے ہیں

مرقومہ بالا تفصیلات و تمثیلات سے بالمقابلہ و المشاہدہ ثابت ہوگیا کہ بنی امیہ پر بنی ہاشم کی ترجیح و فضیلت ہمیشہ عرب کا مسلمہ متفقہ بنی رہی اور کسی وقت و حالت میں کسیکو بھی اس سے انکار کی جرأت نہیں ہوئی اقبال و اقتدار کے زمانہ میں بھی بنی امیہ کی متواتر ناکامیاب کوششوں اور انکی بار بار شکستوں نے بتلا دیا اور دکھلا دیا کہ دولت و ثروت امارت و حکومت شرافت نسبی یا محاسن عملی نہیں پیدا کر سکتی نہ جبر و تشدد شاہی سے ملک و قوم کی رائے اور مختار عام میں ذرہ بھر بھی تغیر ہوسکتا ہے ان تصریحات نے یہ بھی ثابت کردیا کہ شرافت نسبی بھی مفاخرت دنیا کا بہت قدیم دستور قومی ہے جیسا اوپر بھی بتلا دیا گیا ہے لیکن اوسکو صرف جذبہ تخیلات بناکر رہنا بیسود ہے اسکے تصورات ماضی و حال کے ماحول میں اولجھکر رہجانا اور اسپر عمل پیرا نہونا اسکی حقیقت اور اپنی حقیقت دونوں کو فنا کر دینا ہے اسکو آئیڈیل (خیالی) سمجھکر نہ بیٹھ رہنا چاہیے بلکہ اسے پریکٹیکل (عملی) یقین کرکے اسکے بہترین نمونے دنیا کے پیش کرنا چاہیے۔ خیال تک محدود رکھنا چاہیے بلکہ مثال بناکر دکھلانا چاہیے۔ کسی وصف ذاتی یا اضافی پر نازش ہو سب کیساتھ حسن عمل ضروری اور لازمی ہے۔ ورنہ زبانی دعویے اور خالی لفاظی سمجھی جاوے گی

مفاخرت میں توریث کا خیال بھی ٹھیک نہیں۔ وہ جزو لاینفک ہے یہ تقسیم کے قابل نہیں اچھوں کے برے اور بروں کے اچھے برابر دیکھنے میں آتے ہیں۔ مداومت کا گمان بھی درست نہیں اسلئے کہ نفس انفسانی کبھی قابل اعتبار نہیں۔ آج ایک آدمی بڑا نیکوکار پایا جاتا ہے تھوڑے دنوں میں وہی شخص بدکار دیکھا جاتا ہے۔ ان وجوہ سے مفاخرت کی کوئی قسم ہو یا صورت۔ تمام قسموں اور صورتوں میں آدمی کا طرز عمل مشترک لیا جزو اعظم ہے۔ اگر اوصاف ذاتی کے ساتھ اعمال حسنہ بھی شامل ہیں تو تمام دنیا اوسکے دعاوی مفاخرت کو تسلیم کرلیگی ورنہ خالی لفاظی سمجھکر ٹھکرا دے گی۔ قرآن مجید کی مفصلہ ذیل آیت بھی اسکی طرف اشارہ کن ہے

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ — آدمیون مین سب سے زیادہ ڈرنیوالا شخص خدا کے آگے مکرم ہے

اور یہہ ظاہر ہے کہ خدا سے وہی شخص زیادہ ڈریگا جو اوسکے بتلائے ہوئے طریقے پر عمل کریگا اور چلیگا۔ پھر خداے پاک نے صاف صاف لفظون مین پھر اسی فرمان کا یون تاکید مزید کیساتھ اعلان فرمایا ہے۔

لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَا أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ وَلَا يَجِدْ لَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا (سورہ نساء)

(اے مسلمانو) نجات نہ تمہاری آرزؤن پر ہے اور نہ اہل کتاب (یہود و نصاری) کے آرزؤن (یقینی) پر (تم سب) مین ہے) جو شخص برے کام کریگا (وہ ضرور) اوسکی سزا پائیگا۔ اور پھر اوسکے لئے سوا خدا کے کوئی حامی و مددگار نہین ہے۔

اس کتاب کو پڑھکر لوگ کہین گے کہ اصل کتاب سے اسکی شرح بڑھ گئی ہے۔ یہہ بالکل صحیح ہے۔ لیکن ایسی کتاب پر منحصر نہین جتنی شرحین دیکھی جائینگی سب اپنے اصل سے طولانی پائی جائینگی۔ اسلئے کہ اصل کے ہر اجمال کی تفصیل کرنی ہوتی ہے اور تفصیل موجب تطویل مسئلہ مشہور ہے۔ اس کتاب مین بھی وہی ضرورتین طوالت کی باعث ہوئین۔ اگر اس کتاب مین اجمال کی تفصیل نہ کیجاتی تو جانبین کے دعوون مین کسی جانب کے دعوون کی عملی تمثیلات کا انکشاف نہوتا۔ اور فریقین کے دعوے محض بیان کی صفائی اور خوشنمائی ہوکر رہجاتے اسلئے بنی امیہ و بنی ہاشم دونون فریق کے دعوہاے ترجیح و تفضیل لکھکر۔ جانبین کے طرز عمل اور اونکی تمثیلات تاریخ و سیر کے واقعات و مشاہدات سے قلمبند کردی گئی ہین معویہ اور انکی جانبداروں نے اپنی مختلف تقریروں مین جن اوصاف کی بنا پر بنی ہاشم پر ترجیح و فوقیت ثابت کرنی چاہی تہی وہی اوصاف بلکہ انسے بدرجہا بہتر تمثیلین بنی ہاشم کے طرز عمل سے ثابت کردی گئی ہین اور وہ تمثیلین تاریخ و سیر کے زندہ واقعات ہین۔ حالانکہ جانبداران معویہ اور مددگاران بنی امیہ نے اپنی تقریرون مین سواے زبانی دعوون کے کبھی اپنی کسی عملی تمثیل کا ذکر نہین کیا۔ اور نہ تاریخ و سیر مین انکے محاسن اعمال اور مکارم اخلاق خصوصیت کیساتھ نقل کیے گئے ہین۔ اسلئے ہم کو بنی ہاشم کے عملی اور اخلاقی تفصیل و تمثیل کی چندان ضرورت نہین تہی مگر تمثیل کی تفصیل نکیجاتی تو پھر بنی ہاشم کے دعواے مفاخرت بھی بنی امیہ کے دعواے مفاخرت کیطرح زبانی جمع خرچ بنکر رہجاتے۔

قوم بنی امیہ پر بنی ہاشم کی ترجیح کا مسئلہ زمانہ اسلام ہی سے نہین شروع ہوتا ہے بلکہ ہاشم و امیہ کے قدیم زمانہ سے اپنے رسالہ نے بنی ہاشم کو اپنے معاصر بنی امیہ سے مرجح اور افضل ثابت کیا گیا ہے اس ترتیب و سلسلہ کے موافق آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ابوسفیان کے تمام و کمال واقعات قلمبند کیے گئے ہین جن سے رسول اللہ صلعم کے محاسن اخلاق اور ابوسفیان کے بغض و نفاق پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ یہہ سلسلہ تفصیل تمثیل حضرت امام حسن علیہ التحیۃ والثنا کے ایام امامت تک پہونچاکر ختم کردیا گیا ہے اسلیئے کہ اصل کتاب مین بھی اسی زمانہ تک کے حالات قلمبند ہین معویہ کی پوری سوانح عمری روز پیدائش سے لیکر اونکی موت کے دن تک کامل شرح و بسط سے لکھدی گئی ہے اسلئے کہ انکے لمبے چوڑے دعوون کی تکذیب و تردید مین انکے طرز عمل سے بحث و تحقیق کی سخت ضرورت تھی۔

خاندان بنی امیہ کے حالات بھی بنی امیہ کے وقت سے لیکر معویہ کے زمانہ تک بالتفصیل لکھکر ہم نے معویہ کے اون جانبدارون اور مددگارون کے حالات اونکے طرز عمل کی تمثیلات بھی کافی تفصیل سے لکھدی ہین۔ جوان محاورت کے دنگلون مین اونکی طرف سے تقریر کرنے والے

اور اوسکی شان مین شان ملانیوالے تھے۔ انکے حالات کو پڑھکر با آسانی سمجھ لیا جائیگا کہ حضرت نے بمصداق الجنس یمیل الی الجنس اپنے گرد و پیش کالے۔ بھورے۔ چتکبرے سنگریزے جمع کر کے اپنے دربار شاہی کی کیسی اچھی نورتن ٹھیا کر رکھی تھی۔

یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کتاب مین کوئی نوعیت نہین ہے۔ وہی بنی امیہ و بنی ہاشم کے پرانے ٹھرانے سنے سنائے قصے بھر دیے ہین۔ جو تیرہ سو برس سے تمام اسلامی تاریخ و سیر کی کتابون مین برابر نقل ہوتے چلے آتے ہین۔ اس بنا پر اونکا بار بار نقل در نقل کرنا اور تمام لکھی ہوئی باتونکو لکھنا بیکار کی خود زحمت قلمی اوٹھانا اور ناظرین کو بھی خواہمخواہ مطالعہ کتاب کی تکلیف دلانا ہے۔

بظاہر خیال تو درست معلوم ہوتا ہے مگر گذارش یہ ہے کہ اس کتاب پر منحصر نہین سیرۃ و تاریخ کے موضوع پر زمانہ حاضرہ مین جتنی بھی کتابین لکھی جاتی ہین یا آیندہ لکھی جائینگی وہ سب پرانی لکیرون کا پیٹنا کہلائینگی۔ اور ان ہذا اساطیر الاولین (یہ تو وہی پرانے ڈھکوسلے ہین) سمجھے جائینگے اور اگر اسی تفہیم پر اعتبار کر لیا جائے تو میرے قیاس مین تمام دنیا مین تاریخ و سیر کے موضوع پر تصنیف و تالیف کا یکقلم کام ہی موقوف ہو جائے اسلیے کہ خیال غلط ہے سیرت و تاریخ کے واقعات قدیم۔ معلومات جدید کے مخازن عظیم ہین جنکے مطالعہ سے ہزارون مفید باتون کی ناظرین کو سبق آموزی اور بصیرت افروزی حاصل ہوتی ہے۔ اس کتاب کی بھی یہی صورت اور ضرورت ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ واقعات وہی ہین وہی بنی ہاشم و بنی امیہ کے اور بحث بھی وہی باہمی ترجیح و فضیلت کی جو سیکڑون برس کی لکھی لکھائی اور سنی سنائی ہین مگر اس سے جو معلومات حاصل ہوتے ہین اور انکشافات ظاہر ہوتے ہین وہی دیکھنے پڑھنے اور سمجھنے کی باتین ہین اور اونہین سے مستفید و مستفیض ہونیکی امید کامل ہے الا ماشاء اللہ وما توفیقی الا باللہ

ہم ان باتون کو اصل کتاب مین تفصیل سے دکھلا چکے ہین اور مقدمہ کتاب مین بھی اوپر لکھ چکے ہین۔ بار بار کی تکرار فضول ہے خلاصہ یہ ہے کہ طرفین مقابل مین بنی امیہ کے دعوے زبانی تفصیل کے حدود سے آگے نہین بڑھتے۔ اونکی عملی تمثیلات سیر و تاریخ کے مشاہدات سے ثابت نہین ہوتی ہین انکے برعکس حضرات بنی ہاشم کے دعوے تفصیل و تمثیل دونون طریقون سے تمام سیر و تاریخ کی کتابون مین محفوظ ہین۔ انکے تمام محاسن۔ حسن تقریر اور حسن تدبیر۔ دونو قسم کے عملی مظاہرات سے ثابت ہین اور یہی اس کتاب کے اصل موضوع کا مقصود ہے۔

کوٹھ۔ ضلع آرہ
شریف العمارت
جمعہ ۲ ربیع الثانی ۵۰ھ

المؤلف
(خان بہادر) سید اولاد حیدر فوق بلگرامی
عفاہ اللہ السامی

باب المفاخرت

من کتاب المحاسن والاضداد للجاحظ عثمانی مطبوعہ مطبع السعادت ۔ مصر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم انا سید البشر والافخر

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مین تمام ادمیون کا سردار ہون اور سب سے زیادہ قابل افتخار (فخر کیے جانے کے قابل)

سمع رسول اللہ صلعم رجلا ینشد بیتا من شعر ہ

جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص (مسلم) کو منجملہ اور اشعار کے یہہ بیت پڑہتے ہوے سنا ہ

انی امرؤ حمیری حین تنسبنی
لا من ربیعہ ابائی و مضر

مین حکم کنندہ (لوگون کا حاکم) ہون ۔ اسلئے کہ مین حمیری[1] (ملوک حمیر کے شاہی) (نسب) (خاندان) سے ہون نہ ربیعہ[2] میرے اباواجداد مین ہین نہ مضر[3]

فقال لہ ذلک الام لک وابعد من اللہ و رسولہ وقال بعضہم ہ

تو اوس سے ارشاد ہوا کہ یہہ تیری اصلیت سے قریب ہی مگر خدا اور رسول کی (پسندیدگی سے بہت دور ہے بعض شعرانے (جوابًا) کہا

اذا مضر الحمراء کانت ارومتی
وقام بنصری حازم ابن حازم
عطست بانف شامخ وتناولت
یدای الثریا قاعدا غیر قائمہ

مضر حمرا سے میری بنیاد (اصلیت) ہوتی ہے
اور پہر اگر میری نصرت (امداد) کے لیے حازم ابن حازم
بہی طیار ہو تو مین (اوسکو) اپنی بینی بلند سے چھینک کر
(اپ بینی کی طرح) اپنے دونو ہاتھون سے زمین پر کھڑے ہوکر
بہی نہین بلکہ بیٹھے بیٹھے (ہی) پہینک دون

---

[1] حمیر ۔ عبدالشمس ملقب بسبا اکبر بانی سلطنت سبا ۔ ملقب بہ سبائے اکبر شہر سبا اور مارب کا بیٹا تھا مورخ ابوالفدا لکھتے ہین ۔ وخلف سبا المذکور عدة اولاد منهم حمیر وعمرو وکهلان واشعر وغیرهم ولما مات سبا ملک الیمن بعده ابنه حمیر ابن سبا ۔ سبا مذکور کی کئی اولادین تہین ۔ اون مین حمیر ۔ عمرو ۔ کہلان اور اشعر وغیرہ ہین ۔ جب سبا مر گیا تو حمیر ابن سبا اوسکا بیٹا بادشاہ ہوا ۔ ابو زید ناسخ صاحب حمیر کا زمانہ ۲۲۰۰ ق م قرار دیتے ہین ۔ سلسلہ ملوک حمیری عرب کا بہت قدیم اور مشہور شاہی خاندان شمار لیا جاتا ہی ۔ علامہ ثعالبی نے اپنی تاریخ ایران مین جس کا نام غرر تاریخ الفرس ہے اور اب یورپ مین چھپ گئی ہے لکھا ہی کہ ایرانی مورخین نے جس بادشاہ کا نام ہاماوران لکھا ہے وہ سلسلہ حمیری کا بادشاہ تہا ۔ اور ہاماوران لفظ عربی حمیر کی تصحیف ہے ۔ علامہ موصوف یہہ بہی لکھتے ہین کہ سودابہ جو کیکاوس کی زوجہ تہی اور فردوسی کے بیان کے مطابق سیاوش پر عاشق تہی اوسکا اصلی نام سُعدیٰ تہا ۔ ایرانیون نے اپنی تلفظ مین اوسکو سودابہ کر لیا [2] ربیعہ نزار کے بیٹے اور مضر کے بہائی ۔ ربیعہ شجرہ رسالت مین داخل نہین ہین [3] مضر بن نزار وانما قیل مضر الحمراء ولاخیه ربیعة الفرس لانه اعطی فی المیراث الذهب واخوه الفرس (صراح جوہری) مضر نزار کے بیٹے تہے وہ مضر الحمراء کے لقب سے مشہور تہے اور انکے بہائی ربیعہ الفرس کے خطاب سے یاد کیے جاتے تہے

شعیب بن ابراهیم بن علی بن زید عن عبد الله بن حارث عن عبد المطلب بن ربیعة قال مر العباس بن عبد المطلب بنفر من قریش وهم یقولون انما محمد فی اهله مثل نخلة نبتت فی کناسة فبلغ ذلک رسول الله صلعم فوجد منه فخرج حتی قام فیهم خطیبا ثم قال ایها الناس من انت قالوا انت رسول الله قال انا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب بن هاشم ان الله عز وجل خلق خلقه فجعلنی خیر خلقه ثم جعل الخلق الذی انا منهم فریقین فجعلنی منهم خیر الفریقین من خلقه ثم جعلنا الخلق الذی انا منهم شعوبا فجعلنی فی خیرهم شعوبا ثم جعلهم بیوتا فجعلنی من خیرهم بیتا وخیرهم والدا وانی سباه لکم قم یا عباس فقام عن یمینه ثم قال قم یا سعد فقام عن یساره فقال لیقرب امرء منکم عما مثل هذا وخالا مثل هذا

شعیب بن ابراہیم بن علی بن زید عبد اللہ بن حارث سے حارث عبد المطلب بن ربیعہ کی زبانی بیان کرتے ہین کہ ایک بار عباس بن عبد المطلب قریش کی جماعت کے پاس سے ہو کر نکلے وہ لوگ آپس مین کہہ رہے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال اپنے خاندان کے لوگون مین ایسی ہے جیسے زمین افتادہ (کوڑے) پر درخت شاداب نکلا ہو حضرت عباس نے اس واقعہ کو جناب رسالتمآب صلعم کے خدمت میں عرض کر دیا یہ سنکر آپ کو انتہائی ناگوار ہوا کہ آپ اوس جماعت قریش کے درمیان تشریف لیجا کر خطبہ کہنے کی غرض سے کھڑے ہو گئے اور (ان لوگون کو مخاطب کر کے استفسار) فرمایا - اے لوگو (بتاؤ) مین کون ہون؟ سب نے عرض کی آپ رسول اللہ صلعم ہین - فرمایا مین ہون محمد - خدا کا بندہ - بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم - خدا نے مخلوق کو پیدا کیا اور مجھکو بہترین مخلوق قرار دیا - پھر اون بہترین مخلوق کے جسمین ہم ہین - دو حصے کیے - اور مجھکو اوسکے بہترین حصہ مین رکھا پھر اوس بہترین حصے میں جسمین ہم شامل ہین قبیلے بنائے اور مجھکو اون تمام قبائل کے بہترین قبیلہ مین قرار دیا اور پھر اون قبائل کے مسکن و موطن (گھر بار) بنائے اور مجھکو اوسکے بہترین حصہ مین رکھا یعنی تمام گھرون سے بہترین گھر مین رکھا (ان دلائل کے رو سے آگاہ ہو جاؤ کہ) ہم گھر کے اعتبار سے (بھی) تم سے کہین بہتر ہین اور مین تم سب کے لیئے مایہ فخر ہون - پھر فرمایا اے عباس[1] کھڑے ہو جاؤ (یہ سنکر) وہ آپ کو داہنے کھڑے ہو گئے - پھر فرمایا - اے سعد[2] کھڑے ہو جاؤ وہ آپ کی بائین طرف کھڑے ہو گیے - آپ نے لوگون کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم لوگ اپنے لوگون مین سے کوئی ایسا شخص لاؤ جو میرے ان چچا کے ایسا ہو اور میرے ان ماموں کے ایسا ہو۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ اس لئے کہ (نزارکی) میراث مین مضر کو اشرفیان (دینار سرخ) ملے تھے اور اون کے بھائی ربیعہ کو گھوڑے - مضر آنحضرت صلعم سے اونیسوین[19] پشت اوپر ہین اونکی عظمت و وجاہت پر بنی ہاشم ہمیشہ سے مفاخرت کرتے آئے ہین - چنانچہ حضرت ابیطالب نے اپنے اوس خطبہ مین جو آنحضرت صلعم کی تقریب نکاح مین پڑھا انکی ابوبیت کیطرف اشارہ فرمایا ہے - عبارت یہ ہے الحمد للہ الذی جعلنا من ذریة ابراهیم وزرع اسمٰعیل وضئضئ معد وعنصر مضر تمام تعریف اوس خدا کے لئے سزاوار ہے جس نے ہمکو ذریت ابراہیم - اولاد اسمٰعیل - نسل معد بن عدنان اور صلب مضر سے پیدا کیا - زرقانی ص ۲۴۳ ج امصر

[3] حازم بن حازم اصل مین یہ بشیر بن حازم ہے یہ شخص یمن کے قبیلہ طے کا مورث اور حاتم طائی کے سلسلہ اجداد مین ہے ھراح

[1] عباس ابن عبد المطلب . آپ سے دنیائے اسلام پورے طور سے واقف ہے تفصیل معرفت کی ضرورت نہین - صرف اتنا لکھکر بتلا دینا کافی ہوگا کہ آپ ابتدا ہی سے مصدق اسلام تھے - جنگ بدر مین اقرار ظاہر کا اعلان فرمایا - ظہور اسلام سے پہلے بھی منصب سقایہ پر فائز تھے اور اسلام کے زمانہ مین بھی اسی منصب پر ممتاز رہے - قرآن مجید مین بھی آپ کے اس منصب کی تخصیص موجود ہے

[2] سعد سے غالباً سعد بن ابی وقاص مقصود ہین لیکن پہلے یہ ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ اظہار مفاخرت سعد کی ذات پر مبنی نہین ہے بلکہ قبیلہ بنی زہرہ کی شرافت کیطرف اشارہ ہے - یہ قبیلہ مکہ سے دو میل کے فاصلہ پر باہر جا کر آباد ہوا تھا - سعد اسی قبیلہ سے منسوب تھے اور جناب آمنہ اسی قبیلہ کی خاتون بنت وہب تھین سعد کے باپ ابی وقاص کی چچیری بہن ہوتی تھین - اسی رعایت قرابت مادری سے سعد کی بھی خصوصیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے - مگر افسوس سعد اور سعد کے قبیلہ نے آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد اس خصوصیت قرابت کی کوئی رعایت نہ کی - سعد کے بیٹے عمر نے رسول کے بیٹے حسینؑ کو کربلا کے میدان مین بھوکا پیاسا قتل کروا دیا

بطمع خراب شد پے تسخیر ملک شام یثرب تباہ شد بہ تمنائے ملک رے

المولف عفی عنہ

حدثنا سنان بن الحسن التستری عن اسمٰعیل بن مہران
العسکری عن ابان بن عثمان عن عکرمۃ عن ابن عباس عن
علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ قال لما امر رسول اللہ
ان یعرض نفسہ علی القبائل خرج وانا معہ وابابکر وکان عالما
بانساب العرب فوقفنا علی مجلس من مجالس العرب علیہم
الوقار والسکینۃ فتقدم ابوبکر فسلم علیہم فردوا علیہم
السلام فقال ابوبکر ممن القوم فقال من ربیعۃ قال من
ہامتہا ام لہاذمہا قالوا بل من ہامتہا العظمی قال وای
ہامتہا قالوا ذہل قال ذہل الاکبر ام ذہل الاصغر
قالوا بل الاکبر قال افمنکم عوف الذی کان یقول
لاحر بوادی عوف قالوا لا قال افمنکم جساس ابن مرۃ
حامی الذمار ومانع الجار قالوا لا قال افمنکم المزدلف
صاحب العمامۃ قالوا لا قال افانتم اصہار الملوک
من اللخم قالوا لا قال افانتم خال الملوک الکندۃ
قالوا لا قال فلستم من ذہل الاکبر اذا انتم من ذہل
الاصغر فقام الیہ اعرابی غلام حاین بقل وجہہ فاخذ
بزمام ناقتہ ورسول اللہ صلعم واقف علی ناقتہ یسمع
مخاطبتہ فقال سہ لنا علی سائلنا ان نسئلہ ؛ والعب
لاتعرفہ او تحملہ ۔ یا ہذا انک قد سئلنا ای مسئلۃ ۔
شئت فلم نکتمک شیئا واخبرنا ممن انت فقال ابوبکر
من قریش فقال بخ بخ اہل الشرف والریاسۃ فاخبرنی
من ای قریش انت قال من تیم بن مرۃ قال افمنکم
قصی بن کلاب الذی جمع القبائل من فہر فکان یقال
لہ مجمع قال ابوبکر لا قال افمنکم ہاشم الذی
یقول فیہ الشاعر ؎ عمرو الذی ہشم الثرید لقومہ
ورجال مکۃ مسنتون عجاف قال ابوبکر لا قال افمنکم
شیبۃ الحمد الذی کان وجہہ یضئ فی لیلۃ الداجیۃ
مطعم الطیر قال لا فقال افمن اہل السقایۃ انت
قال لا فقال افمن اہل الحجابۃ انت

سنان ابن حسن تستری نے اسمٰعیل ابن مہران عسکری سے اونہون نے
ابان بن عثمان سے اونہون نے عکرمہ سے عکرمہ نے ابن عباس سے
ابن عباس نے علیؑ ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کی زبانی بیان کیا ہے
کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بالنفس النفیس تبلیغ دین کی
ضرورت سے ایک قدیم قبیلہ عرب مین تشریف لیگئے ۔ مین اور ابوبکر آپ
کے ساتھ تھے اور ابوبکر انساب کے بڑے جاننے والے تھے ۔ ہم لوگون کا گذر
اعراب کی مجالس مین سے ایک ایسی مجلس مین ہوا جسمین عرب کے
صاحبان وقار و تمکنت جمع تھے ۔ اونکو دیکھکر ابوبکر آگے بڑھے اور
اونکو سلام کیا ۔ اونہون نے جواب سلام دیا ۔
ناظرین کی دلچسپی اور سہولیت کے لئے ہم اس واقعہ کو مکالمہ کی صورت
مین یہان سے لکھتے ہین ۔
ابوبکر ۔ آپ لوگ کس قوم سے ہین ۔
اعراب ۔ قوم ربیعہ سے
ابوبکر ۔ ربیعہ کی کس شاخ سے ۔ ہامہ سے یا ذمہ سے
اعراب ۔ ہم شاخ ہامۃ العظمی سے ہین
ابوبکر ۔ ہامۃ العظمی کی کس شاخ سے
اعراب ۔ ذہل سے
ابوبکر ۔ ذہل اکبر سے یا ذہل اصغر سے
اعراب ۔ ذہل اکبر سے
ابوبکر ۔ آپ ہی لوگون مین ایک شخص عوف نامی تھا جسکی نسبت یہ مثل
آجتک مشہور ہے کہ کوئی شخص وادی عوف مین جاکر آزاد نہین رہسکتا
یعنی بغیر اسیر ہوئے بچ نہین سکتا
اعراب ۔ نہین
ابوبکر ۔ آپ ہی لوگون مین بسطام بن قیس نامی ۔ صاحب علم اور زندون
کو تمام کر دینے والا مشہور تھا
اعراب ۔ نہین
ابوبکر ۔ آپ ہی لوگون مین جساس ابن مرہ لڑاکا ۔ لوگون کا مددگار
اور ہمسایون کا حامی اور دل آزار مشہور تھا ۔

قال لاافقال اما واللہ لو شئت لاخبرتك انك لست من اشراف

قریش فاجتذب ابوبکر زمام ناقتہ کھیئۃ المغضب فقال

الاعرابی صادف درء السیل دُریدفعہ یھضبہ مرۃ

ویصدعہ - فتبسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال علی کرم

اللہ وجہہ فقلت یا ابابکر لقد وقعت من ھذا الاعرابی علی باقعۃ

قال اجل یا ابا الحسن ما من طامۃ الا وفوقہا من طامۃ وان البلاء

موکل بالمنطق

اعراب - نہین -

ابوبکر - اپ ہی لوگون مین مزدلف نامی عمامہ والا مشہور رہا

اعراب - نہین -

ابوبکر - اپ ہی لوگ سلاطین کندہ کرا قرابت مین) ماموں

ہوتے ہین

اعراب - نہین

ابوبکر - اپ ہی لوگ سلاطین لخم سے (قرابت مین) داماد ہوتے ہین

اعراب - نہین

ابوبکر - تب اپ لوگ (ربیعہ کی شاخ) ذہل اکبر سے نہین - بلکہ ذہل اصغر سے ہین

یہ مکالمات سنکر جماعت عرب مین سے ایک جوان سبزہ آغاز حضرت ابوبکر کے مقابل اپنی ناقہ کی مہار تھامکر کھڑا ہو گیا جناب رسول خدا صلعم بہی اپنے ناقہ پر سوار اس مخاطبہ کو سن رہے تہے - اوس جوان سبزہ آغاز نے اپنی مکالمت سے پہلے یہ شعر پڑہا - تمہاری طرف سے ہمارے سائل پر فرض ہو کہ جب ہم سوال کرین تو جو عیب اوسمین ہو اوسکا بار اوتار دے (جواب شافی دیدے) یا ہم پر بار کردے - یعنی جو ہمارے عیب ہون وہ کھولدے) - یہہ شعر پڑہکر وہ حضرت ابوبکر کو ان الفاظ مین مخاطب کرکے کہنے لگا - اے شخص بزرگ حاضر - آپ نے تو جتنا آپ کے جی مین آیا ہم سے پوچھ لیا اور ہم نے کچہ نہ چھپایا - سب اپ کو بتلا دیا - اب آپ بتلائین

جوان - اپ کس قوم سے ہین -

ابوبکر - قوم قریش سے

جوان - اپ کو مبارک ہو - مبارک کہ اپ صاحبان شرافت وحکومت سے ہین (اچھا یہہ تو بتلا دیجئے) قریش کی کس شاخ سے ؟

ابوبکر - تیم ابن مرہ کی شاخ سے

جوان - آپ ہی لوگون مین قصی بن کلاب تہے جنہون نے تمام قبائل بنی فہر کی تنظیم کی اور اسوجہ سے اونکا لقب مجمع (جمع کنندہ) مشہور تھا

ابوبکر - نہین -

جوان - کیا آپ ہی حضرات مین ہاشم تھے - جنکی تعریف مین شاعر نے کہا ہے - عمرو (ہاشم کا نام تہا) عالی مرتبہ نے اپنی قوم کو ثرید (شوربے مین بھیگی ہوئی روٹیون کے ٹکڑے) کھلایا اور (اس ترکیب سے) مکے کے لاغر لوگون کو موٹا کر دیا

ابوبکر - نہین -

جوان - اپ اون لوگون سے ہین جنہین شیبۃ الحمد تہے - جنکا چہرہ (روشن) شب تاریک مین چمکتا تہا اور جنکا لقب مطعم الطیر (پرندون کے کھلانیوالے) مشہور تھا

ابوبکر - نہین

جوان - کیا اپ اون لوگون مین سے ہین جنکو مفیضین عہ (فیض پہونچانیوالے) کے لقب سے یاد کیا جاتا ہی

عہ مفیضین متولیان خانہ کعبہ کو کہتے ہین اور وہ حضرات بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب ہین - مولف عفی عنہ

ابوبکر - نہین

جوان - کیا آپ صاحبان رفادہ سے ہین۔ (رفادہ - حاجیون کو روٹی کھلانیکا منصب - یہہ منصب بنی ہاشم کے لئے مخصوص تھا)

ابوبکر - نہین

جوان - کیا آپ صاحبان سقایہ سے ہین۔ (سقایہ - حاجیون کو پانی (زمزم) پلانے کا عہدہ - یہہ منصب بنی عباس سے متعلق تہا)

ابوبکر - نہین

جوان - کیا آپ صاحبان حجابہ سے ہین۔ (حجابہ - خانہ کعبہ کو پوشش پہنانا او کلید برداری کرنا - یہہ منصب ہاشم کے بڑے لڑکے عبدالدار کی اولاد مین مخصوص تہا)

ابوبکر - نہین

جوان - خدا کی قسم میری نیت آپ کے ملول کرنیکی نہین ہے (لیکن صورت حال مجھے مجبور کرتی ہے کہ) آپ اشراف قریش سے نہین ہین
یہہ سنکر حضرت ابوبکر نے غضبناک ہوکر اپنے ناقہ کی مہار کھینچی اور (وہان سے) اوٹے۔ انکی یہہ حالت دیکھکر اوس (عربی جوان) نے یہہ
شعر پڑہا۔ سیل (بیان) کی روانی نے سوتی کو کچھ ایسے عالم شکستگی (اضطراب) مین ڈالدیا کہ ادہر اتو توڑا گیا۔ بیٹھا تو توڑا گیا
یہہ سنکر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مسکرا دیے۔ حضرت علیؑ نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ اس جوان عربی کی وجہ سے تمکو تو سخت مشکل
پیش آئی۔ حضرت ابوبکر نے جوابدیا بلکہ سخت ترین۔ اے ابوالحسن۔ یہہ تو مصیبت بالاے مصیبت تہی اور تمام مصیبتین (اکثر) زبان ہی کی
وجہ سے پیش آیا کرتی ہین

(مفاخرت بین الحسنؑ والمعاویہ)

(حضرت امام حسنؑ اور معویہ کے درمیان مفاخرت)

قال واتی الحسن ابن علی معویة بن ابی سفیان وسبقته ابن عباس رحمة الله علیه قام معویة بانزاله فبینا معویة مع عمر ابن العاص ومروان بن الحکم وزیاد المدعی الی ابی سفیان یتجاورون فی قدیمهم وحدیثهم اذ قال معویة قد اکثرتم الفخر ولو حضرکم الحسن ابن علی وعبد الله بن عباس تقصروا من اعنتکم فقال زیاد وکیف ذالک یا امیر المومنین وما یقومان لمروان بن الحکم فی غرب منطقه ولا لنا فی بواذخنا فابعث الیهما حتے نسمع کلامهما فقال معویة الحسن وما تقول فی هذا اللیل فابعث الیهما فی غد فبعث معویة بابنه یزید الیهما فاتیا فدخلا علیه وبدا معویة فقال انی اجلکما وارفع قدرکما من المسامرة باللیل و

(ایک مرتبہ کا ذکر ہے، کہ (امام) حسن رضی اللہ عنہ معویہ کے پاس آئے اور اون سے قبل عبداللہ ابن عباس آچکے تہے۔ راوی کا بیان ہے کہ جب معویہ کو (ان لوگون کی آمد کی) خبر ملی تو (اوسنے) انکے ٹہرائے جانیکا حکم دیا۔ اوس وقت ہم لوگون مین معویہ کے پاس عمر عاص۔ مروان بن الحکم اور زیاد (ابن سمیہ) جو ابوسفیان کی فرزندیت کا دعویدار تہا بیٹھے تہے اور (یہی لوگ وہ تہے) جو اوس کی فضیلت وعظمت کے مداح تہے (اس اثنا مین) معویہ نے کہا کہ (مین نے علی الاکثر دیکہا ہے) تملوگ (آپسمین) اکثر (اپنی ذات وصفات پر) مفاخرت کیا کرتے ہو لیکن جب (حضرت امام) حسن ابن علیؑ اور عبداللہ ابن عباس آجاتے ہین تو تمہاری زبانین (انکی) عیب جوئیون مین بند ہوجاتی ہین۔ زیاد بولا اے امیر المومنین یہہ کیسے ہوسکتا ہے۔ ہملوگون مین مروان

لاسيما انت يا ابا محمدؑ فانك يابن رسول الله صلعم وسيد
شباب اهل الجنة فشكر له فلمّا استويا فى مجلسهما علم
عمروان الحدّة ستقع به فقال والله لابدّ ان تكلّم فان
قهرت فسبيل ذلك وان قهرت اكون قد ابتدأت فقال
ياحسن انا قد تفاوضنا فقلنا ان رجال بنى امية اصبر
على اللقاء والمضى فى الوغاء واوفى عهدا واكرم خيما وامنع
لما وراء ظهورهم من بنى عبد المطّلب ثم تكلم مروان الحكم
فقال كيف لايكون ذلك وقد قارعناهم فغلبناهم و
حاربناهم فملكناهم فان شئنا عفونا وان شئنا بطشنا ثم
تكلم زياد وما ينبغى لهم ان ينكروا الفضل لاهل. ويجحدوا
الخير فى مظانه نحن الحملة فى الحروب ولنا الفضل على
الناس قديما وحديثا فتكلم الحسن ابن على فقال
ان يصمت الرجل عند ايراد الحجة ولكن من الافك ان
ينطق الرجال بالخنا ويصوّر الكذب فى صورة الحق
يا عمر افتخارا بالكذب وجرأة على الافك مازلت اعرف
مثالبك الخبيثة ابديها مرة بعد مرة أتذكر مصابيح
الدجى واعلام الهدى وفرسان الطرّاد وحتوف
الاقران وابناء الطعان وربيع الضيّفان ومعدن
العلم ومهبط النبوة وزعمتم انكم احمى لما وراء
ظهوركم وقد تبين ذلك يوم بدر حين نكصت
الابطال وتساورت الاقران واقتحمت الليوث
واعتركت المنيّة وقامت رحاها على قطبها وفرّت
عن نابها وطار شرار الحرب فقتلنا رجالكم ومن النبىّ
صلعم على ذراريكم وكنتم لعمرى فى هذا اليوم غير مانعين
لما وراء ظهوركم من بنى عبد المطلب ثم قال واما انت يا مروان
فما انت والاكثار فى قريش وانت ابن الى طليق و
ابوك طريد تتقلّب فى خرابه الى سوءة وقد اوتى
بك الى امير المومنين يوم الجمل فلما رأيت الضرغام

الحکم کے ایسا غریب اللسان (خوش بیان) موجود ہو اور ہمارا یہ
دعوی مغرورانہ نہین ہے۔ آپ اور دونون (امام حسنؑ اور عبد اللہ
ابن عباس) کو بلا بھیجو اور اونکے ساتھ ہمارے مکالمات ہون لیجئے
یہ سنکر معویہ نے عمر عاص کیطرف دیکھا اور پوچھا وہ اسیوقت رات
کو بلوائے جائین یا کل صبح کو۔ پھر اوس نے اپنے بیٹے یزید کو بلا کر اون
لوگون کے پاس بھیجا اور بلوایا وہ (حضرات) جب آے تو معویہ نے
اون ابتداے کلام کی اور کہا کہ مین آپ حضرات کی جلالت قدر و
منزلت کو اس امر سے کہین زیادہ جانتا ہون کہ آپ کو رات کے وقت
تشریف لانیکی زحمت دون خصوصًا اے ابو محمدؑ آپ کو اسلیئے
کہ آپ فرزند رسولؐ اور جوانان بہشت کے سردار ہین۔ یہ کہکر وہ آپ
کی تشریف آوری کا شکریہ بجا لایا۔ پھر جب دونون بزرگوار (امام
حسنؑ اور عبد اللہ ابن عباس) اوس مجلس مین اطمینان سے برابر
بیٹھ گیے۔ تو (دل ہی دل مین) عمر عاص نے سمجھ لیا کہ مصیبت آگئی
(اوس نے دل ہی دل مین) کہا خدا کی قسم مجھے بغیر تقریر کیے چارہ
نہین ہے۔ اگرچہ مین (کلام مین) غالب آؤن یا مغلوب ہون۔ کوئی
صورت ہو (تقریر ضرور ہے) پھر اوس نے (عمر عاص) نے کہا ہم
مساوات (فیمابین) کا موازنہ کرتے ہین اور سید کہلاتے ہین کہ قوم
بنی امیہ کا طرز عمل یہ ہے کہ مقابلہ کیوقت بڑے بہتر ہین اور
جنگ کے وقت آگے بڑھ جاتے ہین۔ اپنے وعدون کو پورا کرتے ہین
بڑے مہمان نواز ہین اور جو کچھ اون پر (قوم بنی امیہ) بنی عبد المطلب
کے ہاتھون سے گذر چکا ہے اوس سے درگذر کرنیوالے ہین (اسکے بعد)
مروان الحکم نے کہا کہ وہ (بنی امیہ) ایسے کیونکر نہون کہ ہم نے اون پر
(بنی عبد المطلب پر) حملہ کیا اور ہم اون پر غالب آئے۔ ہم اون سے
لڑے اور ہم (اونپر فتحیاب ہوکر) اونکے مالک ہوگئے اور اب ہمکو اختیار
ہے چاہے اونہین معاف کردین یا چاہین تو اونپر سختی کرین (اسکے
بعد) زیاد (بن سمیہ) بولا۔ اور وہ لوگ (بنی عبد المطلب) کسی اہل
فضل کی فضیلت کا انکار کرنے والے نہین ہین اور وہ نیکی کو نیکی کی
جگہہ پہونچانے سے نہین رک سکتے۔ ہم معرکہ آرائیون اور جنگ جوئی مین

قد رضیت برائنه واشتبکت انیابه کنت کما قال الاول ؎
بصیص ثم رمین بالابعار

فلما من علیك بالعفو وارخی خناقك بعد ما ضاق علیك و
غصصت بریقك لا نقعد منا مقعد اهل الشکر ولکن تبنا وبنا
وتجاربنا ونحن من لا یدرکنا عار ولا یلحقنا خزایة ثم التفت الی
زیاد وقال ما انت یا زیاد وقریش ما اعرف لك فیها ادیما
صحیحا ولا فرعا نابتا ولا منبتا کریما کانت امك بغیا تداولها
رجالات قریش وفجار العرب ولما ولدت لم تعرف لك العرب
والدا فادعاك هذا یعنی معویة فما لك والافتخار
یکفیك السمیة ویکفینا رسول الله صلعم وابی سید المومنین
الذی لم یرتد علی عقبیه وعمای حمزة سید الشهداء
وجعفر الطیار فی الجنة وانا واخی سیدا شباب اهل الجنة
ثم التفت الی ابن عباس فقال انما هی بغاث الطیر انقض
علیه البازی فاراد ابن عباس ان یتکلم فاقسم علیه معویة
ان یکف فکف ثم خرجا فقال معویه اجاد عمرو الکلام ولا
لولا ان حجته دحضت وقد تکلم مروان لولا انه نکص ثم
التفت الی زیاد فقال ما دعاك الی محاورته ما کنت الا
کالحجل فی کف العقاب فقال عمرو افلا رمیت من ورائنا قال معویة
اذا کنت شریککم فی الجهل افاخر رسول الله صلعم جده وهو سید
من مضی ومن بقی وامه فاطمة سیدة نساء العلمین ثم قال لهم
والله لئن سمع اهل الشام ذلك انه للسوءة السوآء فقال
عمرو لقد ابقی علیك ولکن طحن مروان وزیاد طحن الرحا
بثفالها ووطئهما وطئ البازل القراد بمنسمه فقال زیاد
ولکنك یا معویة تزید الاغراء بیننا وبینهم لا جرم والله
لا شهدت مجلسا یکونان فیه الا کنت معهما علی من فاخرهما
فخلا ابن عباس بالحسن بن علی رضی الله عنه فقبل بین
عینیه وقال افدیك یا ابن عمی والله ما زال بحرك یزخر
وانت تصول حتی شفیتنی من اولاد البغایا

مشہور آفاق ہین اور ہمکو تمام لوگون پر اعتبار قدامت و فضیلت حاصل ہے
اسکے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام نے جوابا ارشاد فرمایا کہ یہہ کوئی (اخلاقی
احتیاط) نہین کہی جاسکتی کہ انسان تردید دلائل کے وقت خموش بیٹھا رہجاے اور
خاصکر ایسے وقت مین جب (تفصیل دلائل مین) کذب و افترا سے کام لیا گیا ہو
اور تقریر کنندہ اپنی تقریر مین خیانت کر رہا ہو اور محض جھوٹ کے نقشے مین حق کی
تصویر کھینچتا ہو۔ اے عمر عاص۔ (حقیقت امر تو یہہ ہے کہ (غلط بیانیون
پر تیری مفاخرت اور افترا پردازیون پر تیری جرأت تیری ذات سے اون عیبون
اور خباثتون کو (ذرہ بھر بھی) گھٹا نہین سکتین جو یکے بادیگرے تجھہ مین پیدا
ہوچکی ہین (تیرا یہہ موہنہ ہے کہ) تو ذکر کرے اون لوگون کا جو تاریکی کی شمعین
ہین۔ ہدایات کے نشان ہین۔ شہسواران تیز رفتار ہین (اپنے حریف
مقابل کے) ہلاک کنندہ ہین۔ تیرہ برداران (معرکہ) کے فرزند ہین۔ بہادرون
کا (دل کی) بہار ہین۔ علوم کے معدن ہین۔ وحی کے مقام نزول۔ اور تم کو جو یہہ
زعم ہے کہ تم پر جو گذر چکا اوسکی وجہ سے تم (امر فضیلت مین) کمتر ہوگئے
یہہ باتین تو تمام بدر والے دن اوسیوقت ظاہر ہوچکین جسوقت اہل باطل
بھاگ گئی اور مقابل (آپسمین جنگ کے لیئے) برابر کھڑے ہوگئی شیران
نبرد گر پڑے۔ موت نے اونھین گوشمالی دی اور ٹہر گئے موت کی تو سے
اور مسرور ہوے آواز جنگ سے اور لڑائی کے شعلے تمام پھیل گئے۔ ہم (ایسی
حالت مین) تم لوگون سے (دعوے کے ساتھہ) کہتے ہین کہ جناب رسولخدا صلی
اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تم پر احسان (خاص) فرمایا اور مجھکو اپنی جان
کی قسم ہے (مین خوب جانتا ہون) کہ آج کے دن تک تم لوگون نے اون
احسانات کو پس پشت نہین ڈالا ہے (بھلایا نہین ہے) جبتک عبد المطلب سے تمکو پیش
آئے پھر (مروان الحکم کو مخاطب کر کے) آپنے فرمایا کہ اے مروان تو نے قریشیون
مین سب سے زیادہ مال جمع کیا ہی۔ تو ایک آزاد کردہ مجرم کا بیٹا ہی اور تیرا
باپ آزاد کردہ مجرم ہے۔ تو (فطرتی) خرابیون سے بڑھکر بدکاری کیطرف
پھر گیا ہی اور جنگ جمل کے دن امیر المومنین علیہ السلام شیر غالب آے
اور تو نے جب شیر کو آتے دیکھا تو اپنے دامن کو گرا کر بھاگ گیا اور (بھاگتے مین)
اپنی آواز کو پھاڑ دیا۔ تیری مثال (بھاگنے مین) ایسی تھی جیسی کہ قدیم
شاعر نے کہا ہے ؎ دُم ہلاتی ہوئین اور مینگنیان کرتی ہوئی (بھیڑیان) بھاگین

لیکن اس حالت میں بھی امیر المومنین علیہ السلام نے تجھے معاف فرمادیا تجھپر احسان کیا اور تجھکو ان مصیبتوں سے رہائی دلوادی جسمیں تیرا دم خفگی کررہا تھا اور (تیرے گلے میں) کف گلوگیر ہو رہا تھا۔ بغیر ہم لوگوں کے جلوس کے صاحبان سکر کی مجلسیں نہیں منعقد ہوسکتی ہیں۔ ہم (ہر حالت میں سب کے ساتھ) مساوات اختیار کرتے ہیں اور حقوق ہمسائیگی ادا کرتے ہیں اور ہم وہ (شرفائے قوم) لوگ ہیں جنھوں نے (کبھی کسی امر میں) ذلت نہیں اوٹھائی اور نہ کسی نے ہم میں کوئی برائی پائی۔ اسکے بعد آپ زیاد کی طرف ملتفت ہوے اور ارشاد فرمایا۔ اے زیاد۔ تو تو وہی ہے کہ قریش نے آج تک تیرا (فرش صحیح (بستر تولید) نہ جانا۔ تیری کوئی شاخ (نسب) قائم (روئیدہ) نہیں ہے۔ تیری کوئی قدامت ثابت نہیں اور تیرے (روئیدہ کرنے والے) قائم کرنیوالے نیکوکار نہیں تھے کیونکہ تیری ماں (سخت) بدکار تھی۔ جسکے ساتھ (ایک ہی بار) اکثر مردان قریش اور بدکاران قریش نے مجامعت کی۔ جب تو پیدا ہوا تو عرب میں کسی نے تجھکو نہیں پہچانا کہ تیرا باپ کون ہے، یہاں تک کہ اس شخص یعنی معویہ نے تجھکو اپنا سگا بھائی بنایا۔ اس سے تیرے لئے تو کوئی مفاخرت نہیں ہوسکتی۔ بہتر ہے کہ فخر کرنیکو (تیری ماں) سمیّہ کافی ہے اور ہماری مفاخرت کو لئے یہی کافی ہے کہ ہمارے جد بزرگوار) جناب محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ہمارے پدر بزرگوار سردار مومنین ہیں جنھوں نے اپنے قدم معرکہائے جنگ سے پیچھے نہیں ہٹائے اور ہمارے دونوں عم عالیمقدار حضرت حمزہ سردار شہیدان (راہ خدا) اور حضرت جعفر طیّار ہیں جو بہشت میں پرواز کرتے ہیں۔ پھر آپ عبداللہ ابن عباس کیطرف مخاطب ہوے اور فرمایا آپ نے دیکھا۔ مردہ خوار پرند جمع ہوگئے تھے۔ جنکو شہباز نے جھپٹ کر پراگندہ کردیا۔ یہ سنکر حضرت عبداللہ ابن عباس نے کلام کرنا چاہا۔ مگر معویہ نے چپ رہنے کی قسم دیدی اور وہ چپ رہگئے۔ اور اسکے بعد دونوں حضرات (امام حسن اور عبداللہ ابن عباس) وہاں سے تشریف لیگئے۔ تو معویہ نے سب سے پہلے عمر عاص سے آغاز کلام کیا اور کہا کہ کیا (تمہاری) دلیلیں لغزش میں نہیں آگئیں اور پھر مروان سے پوچھا کہ کیا تو (اپنی دلیلوں میں) پارہ پارہ نہیں ہوگیا۔ پھر زیاد کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ آخر تجھکو اون کے ساتھ کس بات پر مفاخرت کا دعوے تھا اور تیری مثال تو اون سے تقریر کرتے وقت ہم ایسی ہی تھی جیسی چڑیا عقاب کی پنجہ میں۔ عمر عاص نے کہا (اے معویہ بتلاؤ) کیا ہم لوگ (اپنے دلائل میں) پیٹھ پھیر کر نہ پھرے یعنی نہ بھاگ کھڑے ہوے۔ معویہ بولا کہ اگر تمہاری طرح میں بھی تمہاری جہالت میں شریک ہوتا تو (البتہ) میں اوس شخص سے مفاخرت پیش کرتا جسکا نانا خدا کا رسولؐ ہے اور وہ تمام گذشتہ اور موجودہ قوموں کا سردار ہے۔ اونکی مادر گرامی قدر تمام دنیا کی عورتوں کی سردار ہیں۔ پھر اون لوگوں کو مخاطب کرکے کہا خدا کی قسم۔ اگر اہل شام ان باتوں کو سن لیں تو رسوائی پر (کثیر) رسوائیاں بڑھ جائیں۔ عمر عاص نے کہا تم باقی رہ گئے۔ لیکن (حقیقت تو یہ ہے) مروان اور زیاد (اوّل سے) آخر تک آٹے کی طرح پیس دیے گئے۔ سوار بلند مرتبہ نے اپنے (گھوڑے کی) سموں سے اون دونوں کو روند ڈالا۔ زیاد نے کہا۔ خدا کی قسم۔ اونھوں نے ایسا ہی کیا۔ لیکن تم نے اس ترکیب سے ہمارے اور اونکے مابین مفارقت قائم کردی اور اسمیں تمہارا قصور نہیں۔ میں نے تو (تمہاری) کوئی ایسی صحبت نہیں دیکھی جسمیں وہ دونوں حضرات (امام حسن اور عبداللہ ابن عباس) ہوں اور تم اونکی مفاخرت میں اونکے ساتھ نہ ہوگئے ہو۔

پھر عبداللہ ابن عباس نے امام حسن علیہ السلام کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا اور فرمایا۔ اے میرے چچا کے بیٹے۔ میں آپ پر فدا ہوں۔ جو کچھ (مواد فاسد) کہ جمع کیا گیا تھا آپ اوسکے ہلا دینے اور فنا کردینے میں ذرا بھی نہ رکے۔ یہانتک کہ آپنے مجھکو ان بدکاروں کی اولاد سے بچالیا۔ اور مطمئن فرمادیا۔

امام حسن علیہ السّلام اور عبداللہ ابن ربیعہ

ثم ان الحسن رضی اللہ عنہ غاب ایامًا ثم رجع حتے (اس مکالمہ مذکورہ کے بعد) امام حسن علیہ السّلام کچھ زمانہ تک باہر تشریف

اور ہم میں ہمارے بھائی ہیں جو جوانان اہل بہشت کے سردار ہیں

دخل علی معویة وعنده ابن زبیر فقال یا ابا محمد انی اظنک تعبا فانت المنزل فاسترح نفسک فقام الحسن فخرج فقال معویة لعبد الله ابن زبیر لو افتخرت علی الحسن فانت ابن حواری رسول الله صلعم وابن عمتة ولابیک فی الاسلام نصیبا وافرا فقال ابن الزبیر انا له جعل لیلته یطلب الحجج فلما اصبح دخل علی معویة فجاء الحسن علیه السلام فحیاه وسئل عن مبیته فقال خیر مبیت واکرم مستفاض فلما استوی فی مجلسه قال له ابن الزبیر لولا انک خوار فی الحروب غیر مقدام ما سلمت لمعویة الامر وکنت لا تحتاج الی اختراق السهوب وقطع الارض والمفاوز معروفة وتقوم ببابه وکنت حریا ان لا تفعل ذلک وانت ابن علی فی باسه ونجدته وما ادری ما الذی حملک علی ذلک اضعف حال ام وهن نحیرة ما اظن لک مخرجا من هذین الحالین اما والله لو استجمع لی ما استجمع لک لعلمت انی ابن الزبیر وانی لا انکص عن الابطال فکیف لا اکون کذلک وجدتی صفیة بنت عبد المطلب وابی الزبیر حواری رسول الله صلعم فالتفت الحسن علیه السلام الیه وقال اما والله لولا ان بنی امیة تنسبنی الی العجز عن المقال لکففت عنک تهاونا بک ولکن سابین ذلک لتعلم انی لست بالکلیل ایای تعمد وعلی تفتخر ولم یک لجدک فی الجاهلیة مکرمة الا تزوجه عمتی صفیة بنت عبد المطلب فبذخ بها علی جمیع العرب وشرف مکانها فکیف تفاخر فی القلادة واسطتها وفی الاشراف سادتها نحن اکرم الارض زندا لنا الشرف الثاقب والکرم الغالب ثم زعمت انی سلمت الامر لمعویة فکیف یکون ویحک کذلک وانا ابن اشجع العرب ولدتنی فاطمة سیدة نساء العالمین وخیر الامهات لم افعل ویحک ذلک جبنا ولا فرقا ولکنه بایعنی مثلک وهو یطلب بترة ویداجینی المودة

تشریف فرما رہے۔ واپس آئے تو معاویہ کے پاس گئے (اتفاق سے) معویہ کے پاس عبداللہ ابن زبیر بیٹھے تھے معویہ نے آپ سے کہا میں آپ کے چہرہ سے تکلیف سفر محسوس کرتا ہوں۔ بہتر ہے آپ قیامگاہ کو تشریف لیجائیں اور آرام فرمائیں یہ سنکر آپ اٹھے اور چلے گئے (آپ کے چلے جانیکے بعد) معویہ نے ابن زبیر سے کہا کہ بہتر ہے تاکہ تم امام حسن علیہ السلام کے ساتھ مفاخرہ کرتے اسلئے کہ تم حواری رسول صلعم کے بیٹے ہو اور تمہارے باپ کو اسلام میں بہرہ اندوزی کثیر حاصل ہے عبداللہ ابن زبیر نے کہا کہ اچھا رات کو میں اپنے دلائل سوچ رکھونگا صبح ہوئی تو ابن زبیر معویہ کے پاس آئے۔ اور (انکے بعد) امام حسنؑ بھی تشریف لائے معویہ نے آپکو خیر باد کہی اور آپ سے آپ کی فرودگاہ کے (سامان آسائش وغیرہ) متعلق دریافت کیا آپ نے ارشاد کیا یہ قیام کا مکان بہت اچھا ہے اور آپ میں مہمانداری کا سامان و انتظام بہترین ہے۔ جب معویہ کی مجلس طیار ہوگئی تو عبداللہ ابن زبیر نے امام حسنؑ سے مخاطب ہوکر کہا کہ اگر آپ (فطرتاً) معرکہائے جنگ میں عاجز و سست ہوتے اور گریز پائی نہ اختیار کرتے تو آپ نے امر خلافت معویہ کو ندیدیا ہوتا اور پھر آپ کو (اس) بادیہ پیمائی۔ طے منازل و مسافت۔ اور امرائے ذی اقتدار کے دروازوں پر جانیکی ضرورت نہ ہوتی اور اگر آپ ایسا نہ کیے ہوتے تو آپ اسوقت بالکل آزاد ہوتے۔ اور آپ تو حضرت علیؑ کے فرزند ہیں اور انکی جلالت اور تجارب کے مستحق ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ آپ کو کس چیز نے اس بات پر آمادہ کیا اور یہ تو آپ کی پوری شکست ہے کہ اس سے مجھکو آپ کی نجات کی امید نہیں ہے اور خدا کی قسم اگر آپ کی طرح مجھ میں یہ اوصاف جمع ہوتے تو میں دنیا کو بتلا دیتا کہ میں ابن زبیر ہوں اور کبھی میں اہل باطل کے مقابلہ سے پیچھے ہٹنے والا بھی نہیں ہوں اور یہ (مجھ سے) کیسے ہو سکتا ہے کہ میری دادی صفیہ بنت عبد المطلب اور باپ زبیر ہیں جو حواری رسولؐ کے لقب سے مشہور ہیں یہ سنکر حضرت امام حسنؑ انکی طرف ملتفت ہوئے اور ارشاد فرمایا۔ خدا کی قسم۔ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ قوم بنی امیہ کے لوگ مجھے قوت کلام سے عاجز ٹھہرائیں گے تو میں کبھی تمہاری اہانت کی طرف متوجہ نہ ہوتا لیکن محض اون عیب جوئیوں کی وجہ سے محض اطلاع کیلئے کہتا ہوں تاکہ لوگ جان لیں کہ میں ضعیف الکلام نہیں ہوں۔ اے ابن زبیر۔ تم کس بات پر اتراتے ہو اور مجھ پہ فخر کرتے ہو۔ زمانہ جاہلیت میں تمہارے دادا کو کوئی بزرگی حاصل نہیں تھی

فلم تنصره لانكم بيت غدر واهل احن وترة فكيف
لا يكون كما اقول وقد بايع امير المومنين ابوك ثم
نكث بيعته ونكص على عقبيه فاختدع حشية من حشايا
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
ليضل بها الناس فلما دلف نحو الاعنة ورأى بريق
الاسنة قتل بمضيعة لا ناصر له واتى بك اسيرا
وقد وطئتك الكماة باظلافها والخيل بسنابكها واعتلاك الاشتر
فغصصت بريقك واقعيت على عقبيك كالكلب اذا احتوشته
الليوث فنحن ويحك نور البلاد واملاكها وبنا تفتخر الامة
والينا تلقى مقاليد الارض وانت تخدع النساء ثم تفتخر
على بني الانبياء لم تزل الاقاويل منا مقبولة عليك وعلى ابيك
مردودة دخل الناس في دين جدي طائعين كارهين ثم بايعوا
امير المومنين صلوات الله عليه فسار الى ابيك وطلحة حين نكثا البيعة
وخدعا عرس رسول الله صلعم فقتل اعند نكثهما بيعته واتى
بك اسيرا تبصبص بذنبك فناشدته الرحم الا يقتلك فعفى عنك فانت
عتاقة ابي وانا سيدك وابي سيد ابيك فذق وبال امرك فقال
ابن الزبير اعذرنا يا ابا محمد فانما حملني محاورتك هذا واشتهي
الاغراء بيننا فهلا اذ جهلت امسكت عني فانكم اهل بيت
سجيتكم الحلم فقال الحسن يا معوية انظر اكع عن محاورة احد
ويحك اتدري من اي شجرة انا والى من انتمي انته قبل ان اسمك
بسمة يتحدث بها الركبان في آفاق البلدان قال ابن الزبير
هو لذلك اهل فقال معوية اما انه قد شفا بلابل صدري منك
ورمى مقتلك فبقيت في يده كالحجل في كف البازي يتلاعب بك كيف شاء
فلا اراك تفتخر على احد بعد هذا

جب ہماری پھوپھی صفیہ بنت عبدالمطلب اونھیں بیاہی گئیں تب اونکی وجہ سے
تمہارے دادا کو تمام عرب پر شرف حاصل ہو گیا اور اپنے قبیلہ (خاص) مین
فخر و امتیاز۔ پھر تم کیسے ویسے شخص پر مفاخرت کر سکتے ہو جسکے سلسلہ سے صفیہ
کو خود واسطہ ہی اور وہ خود اپنی شرافتون مین اوسکا (صفیہ) کا مرہون ہے
ہین کیونکہ نسبت کے اعتبار سے تمام لوگون سے بزرگ تر ہین۔ ہمارے لئے شرف
روشن ہو اور نسب کریم۔ اے ابن زبیر تمکو خیال باطل ہوا ہے کہ مین نے کسی
(ضعف کے) باعث سے خلافت معویہ کو سپرد کر دی۔ افسوس ہے تم پر مجھسے
کیسے ہو سکتا ہو۔ حالانکہ مین شجاع ترین عرب کا بیٹا ہون۔ اور مین فاطمہ
سیدۃ النساء اور بہترین ماؤن کی مخدومہ کا فرزند ہون۔ افسوس ہے کہ مین نے
یہ فعل اپنی ضعف و عجز سے نہین کیا ہی اور نہ فرقہ بندی اور تفرقہ اندازی کے قصد سے
(لیکن بات یہہ ہی) کہ تمہارے ہی ایسے لوگون نے مجھ سے بیعت کی تھی جو ابتدا ہی سے
منافقت کے متلاشی تھے اور قطع محبت چاہتے تھے۔ مین نے اونکی بیعت، نصرت اور امداد پر
اعتبار نہین کیا کیونکہ تم لوگ تو یہی غدر و فساد ہو اور صاحب کینہ و بغض اور یہ مین
کیسے کرتا۔ جیسا کہ مین اوپر کہہ چکا ہون۔ دیکھو۔ (اے ابن زبیر تمہارے ہی)
باپ نے (میرے پدر بزرگوار) امیرالمومنین علیہ السلام سے بیعت کی اور پھر توڑ بھی دی
اور اولٹے پاؤن پھر بھی گئے اور جو اشتہ رسول صلعم مین سے ایک کے ساتھ مکر و فریب
کیا اسلئے کہ اوسکے ذریعہ سے تمام آدمیون کو گمراہ بنا دین پھر جب وہ جنگی
کے ساتھ دوری کرنیوالون کی طرح پھر گئے (اس حالت مین کہ اضطراب کی وجہ سے)
اونکے مونھہ مین بدبودار کف بھرا ہوا تھا۔ اور پھر وہ میدان جنگ سے بھاگنے پر بھی
ایسی مصیبت گاہ مین قتل کر ڈالے گئے جہان اونکا کوئی مددگار نہین تھا۔ اور اونکے بعد
اے ابن زبیر تم اسیر کئے گئے۔ اسپ کمیت کی طرح باندھ کر لائے گئے گھوڑون
کی طرح تمہاری مشکین کھینچی گئیں تھین اور تم اونٹون کی طرح لگام (مہار) چاہتے
تھے اور کف تمہارے گلوگیر ہو رہا تھا اور تم (ریتی ہوئی گرہ) پیچھے بھاگنا چاہتے تھے جس طرح
کتا شیر کو دیکھکر پیچھے بھاگتا ہی۔ اے ابن زبیر۔ افسوس ہے تم پر ہم تمام شہرون
اور ملکون کی روشنی ہین۔ اور ہم پر تمام امت کو ناز ہے اور ہمارے پاس تمام روئے زمین
کی کنجیان ہین۔ اے ابن زبیر تم نے ایک عورت سے مکر کیا۔ اب اولاد انبیا سے مفاخرت کرنے آئے ہو۔ تمہارے اقوال ہمارے آگے مقبول نہین ہو سکتے
(بلکہ وہ تمام تر) تم پر اور تمہارے باپ پر لوٹا دیئے جاتے ہین۔ تم نے میرے جد بزرگوار کے دین کو طوعاً و کرہاً اختیار کیا تھا پھر اسکے بعد تم لوگون نے امیرالمومنین سے بیعت کی پھر تمہارے
باپ اور طلحہ بیعت توڑ کر مدینہ سے چلے گئے۔ اور دونون نے ملکر زوجہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ فریب کیا اور وہ دونو شکست کھا کر مقتول

کی پاداش مین قتل کیئے گئے - اور تم اسیر کیے گئے - اپنے قصور پر تم دُم ہلاتے ہوئے (دڑتے ہوئے) آیے - اور تم پر قتل کیئے جانیکے عوض رحم فرمایا گیا اور معافی دیدی گئی - (اس بنا پر) تم میرے باپ کے آزاد کردہ ہو (غلام ہو) اور ہم تمہارے سردار ہین اور میرے پدر بزرگوار تمہارے باپ کے سردار ہین - اب تم اپنے اعمال کیے وبال اوٹھاؤ - یہ سنکر عبداللہ ابن زبیر نے عرض کی اے ابا محمد (علیہ السلام) معاف فرمایئے مجھی آپ کے ساتھ اس مفاخرت کلامیہ کیلئے اس شخص معویہ نے مجبور کیا تھا اور اس سے اسکی غرض ہمارے آپ کے درمیان تفریق پیدا کرنی تھی لیکن باوجودیکہ مجھسے جہالت ہوگئی تھی - (بہتر تھا) آپ (ہی) خموش رہجاتے - اسلئے کہ آپ حضرات اہل بیت علیہم السلام کے حلم کی تمام خریف کیجاتی ہے - امام حسن علیہ السلام نے ارشاد فرمایا - آج سے کسی کے ساتھ مفاخرت یا محادرت کرنیسے باز آؤ - افسوس ہے تم پر تم نہین جانتے کہ مین کس شجرہ (طیبہ) مین داخل ہون اور کس پر میرے سلسلہ کی انتہا ہوتی ہے اور قبل اسکے کہ دنیا مین تمہارا نام رکھا جاتا (میرے سلسلہ کی) شہرت شجاعان (خاندان) یہ تمام دنیا کے شہرون مین پہونچاری تھی - عبداللہ ابن زبیر نے عرض کی کہ وہ (معویۃ) اسی قابل ہے - معویۃ بولا (ہان - مگر) اس امر نے میرے دل کے زخمون کو اچھا کر دیا اور تجھکو تیری قتل گاہ تک پہونچا دیا اور تیرا یہ عالم ہوا کہ تو شہباز کے پنجہ مین ایک چڑیے کی شال دکھلائی دیتا تھا اور تیرے ساتھ جیسا وہ چاہتا تھا کھیلتا تھا - بس آج سے دیکھ (یاد رکھ لو) کسی سے مفاخرہ یا محادرہ کا قصد (ہرگز) نکرنا

امام حسن علیہ السلام اور معویہ سے دو دو باتین

وذكروا ان الحسن ابن علی صلوات الله عليهما دخل علی معوية فقال فی كلام جری من معوية فی ذلك ؎

فيم الكلام وقد سبقت مبرزا

سبق الجواد من المدی والمقوس

فقال معوية اياى تعنی والله لاتينك بما يعرفه قلبك و لاينكره جلساءك انا ابن بطحاء مكة انا ابن اجودها جوادا واكرمها ابوة وجدودا واوفی بها عهودا انا ابن سادات اهل الدنيا بالحسب المناقب والشرف الفائق والقديم السابق وابن من ارضاه رضی الرحمن وسخطه سخط الرحمن فهل لك اب كابی او قديم كقديمی فان تقل لا تغلب وان تقل نعم كذب فقال اقول لا تصديقا لقولك فقال الحسن عليه السلام ـ

الحق ابلج لا يزيغ سبيله

والحق يعرفه ذووا الالباب

اکثر لوگون نے بیان کیا ہے کہ (ایکبار) امام حسنؑ نے معویہ کے کلام کے جواب مین شارہ کیا کہ اس مین کوئی کلام نہین کہ مین ہمیشہ اپنے مقابل پر سبقت لیجاتا ہون جسطرح ایک سخی مرد (ہمیشہ) ایک فضول گو اور متہم شخص سے (مقابلتہً) بڑھ جاتا ہے خدا کی قسم مین تمکو اسوقت وہ باتین بتلاتا ہون جسکو تمہارا دل تسلیم کرلیگا اور جسسے تمہارے اصحاب بھی انکار نہین کرینگے وہ یہ ہے کہ مین شہر بطحا کا فرزند (مکی) ہون مین بخشش و جود کے لحاظ سے سخی ترین مردم کا بیٹا ہون اور باعتبار آبا و اجداد کے تمہارے باپ دادا سے بہتر اور بزرگ تر ہون - مین اپنے وعدون کا پورا کرنیوالا اور مشہور و معروف سردار دنیا کا فرزند رشید ہون - حسب روشن نسب فائق اور قدامت سابق کے اعتبار سے اور اوس شخص کا فرزند ہون جسکی رضا سے خدا راضی ہوتا ہے اور جسکی ناراضی خدا کی ناراضی ہے - پس دکھلاؤ اگر تمہارا باپ میرے باپ کا ایسا اور تمہارا قدیم میرے قدیم کے ایسا - اگر تم نے کہا نہین تو تم مغلوب ہوگے اور اگر تم نے کہا - ہان ہے - تو محض جھوٹ ہوگے معویہ بولا ہم تو آپ کے قول کی تصدیق نکرینگے - امام حسن علیہ السلام نے فرمایا حق (پورے طور سے) روشن ہوگیا - اب کوئی اوسکی راہ (روش) سے پھر نہین سکتا حق وہ ہے جس کو تمام صاحبان عقول پہچانتے ہین

فضیلت بنی ہاشم پر مالک ابن عجلان اور عمرِ عاص سے گفتگو

قال وقال معوية ذات یوم وعنده اشراف الناس من قریش وغیرهم اخبرونی باکرم الناس ابا وامّا وعمّا وخالا وخالة وجدا وجدّة فقام مالك ابن عجلان واوما الی الحسن ابن علی صلوات الله علیهما فقال هوذا ابوه علی ابن ابی طالب وامه فاطمة بنت رسول الله صلعم وعمّه جعفر الطیارؑ وعمّته ام هانی بنت ابی طالب وخاله ابوالقاسم ابن رسول اللهؐ وخالته زینب بنت رسول اللهؐ وجده رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وجدّته خدیجة بنت خویلد فسکت القوم فنهض الحسن فاقبل عمرو ابن عاص علی مالك فقال احب بنی هاشم حملك علی ان تكلمت بالباطل فقال ابن عجلان ما قلت الاحقّا وما احد من الناس یطلب رضا مخلوق بمعصیة الخالق الا لم یعط امنیته فی دنیاه وختم له بالشقاء فی آخرته بنو هاشم انضرکم عودا واورکم زندا اكذلك هو یا معوية قال اللّٰهم نعم

نقل ہے کہ ایکدن معویہ کے پاس بہت سی اشراف قریش اور دوسرے قوموں کی لوگ بہی کثرت سے جمع تہے (امام حسن علیہ السلام بہی بیٹھے) معویہ نے سب کو مخاطب کرکے کہا کہ آپ لوگ مجہے ایسے شخص کا نام بتلا دیں جو۔ باپ چچا پھوپھی۔ خالو خالہ دادا اور دادی کے اعتبار سے تمام لوگوں میں بزرگ ترین مردم ہو۔ یہہ سنکر مالک ابن عجلان نے حضرت امام حسن علیہ السلام کیطرف اشارہ کیا اور کہا یہہ وہی بزرگ ہیں۔ انکے پدر بزرگوار علی ابن ابی طالبؑ اور ماں فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم ہیں۔ انکے چچا جعفر الطیار ہیں اور پھوپھی ام ہانی بنت ابیطالبؑ ہیں۔ انکے ماموں ابوالقاسم ابن رسول اللہ صلعم ہیں اور خالہ زینب بنت رسول اللہ صلعم۔ انکے نانا رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں اور نانی خدیجہ بنت خویلد۔ پس تمام قریش یہہ تقریر سنکر خوش رہگئے اور حضرت امام حسنؑ اٹھکر چلے گئے تو عمر عاص نے آگے بڑھکر مالک ابن عجلان سے کہا کیا تجھکو بنی ہاشم کی محبت نے ان اقوال باطل کے کہنے پر آمادہ کیا تھا؟۔ ابن عجلان نے کہا۔ میں نے تو سوائے کلمہ حق کے اور کچھ نہیں کہا اور کسی شخص نے رضائے مخلوق میں معصیت خالق طلب نہیں کی (جسکا نتیجہ یہہ ہوا) کہ اوسکے مقاصد دنیا میں نہیں دئے گئے۔ بلکہ شقاوت و محرومی کے ساتھ اوسکے معاملہ آخرت بھی تمام کردیے گئے۔ بنی ہاشم۔ ہملوگوں (قریش) میں اصلاً خالص ترین مردم ہیں اور نسلاً دلیر ترین۔ اے معویہ کیا یہہ سچ نہیں ہے؟ معویہ نے کہا۔ اللہ کی قسم (بالکل) سچ ہے۔

حضرت عبداللہ ابن جعفر اور عمر عاص

قال واستاذن الحسن ابن علی علی معوية وعنده عبد اللهؓ ابن جعفر وعمر عاص فاذن له فلمّا اقبل قال عمر ابن العاص قد جاءکم الفهة العیّ الّذی کان عقله بین لحییه فقال عبد الله ابن جعفر لقد رمت صخرة مملمة تحط عند السیول وتقصر دونها الوعول لا تبلغها السهام فایاك والحسن ایاك فانك لا تزال راتعا فی لحم رجل من قریش ولقد رمیت فما برح سهمك وقدحت فما

جناب امام حسنؑ علیہ السلام نے ایکبار معویہ سے آنیکی اجازت مانگی اوسوقت اوسکے پاس عبداللہ ابن جعفر اور عمر ابن عاص بیٹھے تہے۔ اوس نے بلالیا آپ تشریف لائے تو عمر عاص نے کہا کہ آپ لوگوں کے پاس ایک کم سخن اور غبی شخص ایسا آتا ہے جسکی عقل اوسکی داڑھی کے درمیان ہے۔ حضرت عبداللہ ابن جعفر نے جوابدیا۔ خدا کی قسم جب سیل کی روانی کے ساتھ سنگ بارانی ہوتی ہے تو بکریاں بھاگنے سے عاجز رہجاتی ہیں اور اپنی سزا تک نہیں پہونچتی۔ یہی مثال تیری اور امام حسن علیہ السلام کی ہے

او من ذلك فسمع الكلام فلما اخذ مجلسه قال يا معوية لا يزال عندك عبد يرتع في لحوم الناس اما والله لئن شئت ليكونن بيننا ما تنتفا تم فيه الامور وتحرج منه الصدور ثم انشا يقول ؎

خدا کی قسم قریش مین کوئی تجھسے زیادہ حریص نہین لیکن تو اپنی کمینہ پائی کی وجہ سے اپنے مقصد تک نہین سوچ سکتا اور تیری اصلیت مین ہمیشہ رد و قدح ہوا کی ہے امام حسن نے سن لیا۔ جب آپ مجلس مین بیٹھے تو معویہ سے کہا کہ تیری صحبت حریف بن مردم کے قابل نہین رہتی خدا کی قسم میری یہ غرض نہین کہ مین تم لوگون پر اپنی فوقیت ظاہر کرونا ور میرا لطف نہی جو تمہارے دل مین جمع ہو بیان کرون۔ اسکے بعد آپ نے یہ شعر پڑھے ؎

اتانا مرىا معاوى عبد سهمى لشتمي والملاء منا شهود ا	کیا تو نے اے معویہ اس غلام سہمی کو میری عیب گوئی اور سخت کلامی پر متعین کیا ہے اور بزرگان قوم اس کے شاہد ہین
اذا اخذت مجالسها قريش فقد علمت قريش ما تريد	اور کیا تو نے یہ مجلس قریش اسلئے جمع کی ہے کہ اکابر قریش تیرے ارادہ سے واقف ہو جائین
انت تطل تشتمني سفاها لضغن ما يزول ولا يبيد	کیا تو نے تحریک کی ہے کہ مجھکو کم عقلی سے لعنت دیجاے اپنے اس کینہ و حسد سے جسمین کمی و بیشی نہین ہوتی
فهل لك من اب كابي تسامى به من قد تسامى اوتكيد	کب تیرا باپ میرے باپ کے ایسا عالیقدر ہو سکتا ہے جسکے نام پر تمام بلند پایہ اور بزرگ اپنے نام رکھتے ہین
ولا جد كجدي يا ابن حرب رسول الله ان ذكر الجدود	میرے دادا کے ایسا تیرا دادا حرب نہین ہے جو خدا کے رسول تھے اور جنکا ذکر باپ دادا تک باقی رہیگا
ولا ام كامي من قريش اذا ما حصل الحسب التليد	اور نہ تیری ماں میری ماں کی ایسی ہو سکتی ہے اور نہ قریش مین کوئی ماں ایسا شرف تو لیدی رکھتی ہے
فما مثلي تهكم يا ابن حرب ولا مثلي ينهنها الوعيد	اے ابن حرب تو مجھہ ایسے شخص پر حملہ نہین کر سکتا اور نہ مجھہ ایسے شخص کی تو زبانی توہین کر سکتا ہے
فمهلا لا تهج منا امورا يشيب لهولها الطفل الوليد	تیرے لئے ہلاکت ہو تو کسی امر مین میری ہجو نہین کر سکتا اگرچہ اوسکے خوف سے بچے تو بوڑھے بھی ہو جائین

امام حسن علیہ السلام کا شہر شام مین خطبہ

وذكروا ان عمرو ابن عاص قال لمعوية ابعث الى الحسن ابن علي فأمره ان يخطب على المنبر فلعله يحصر فيكون في ذلك ما نعيره به فبعث اليه معوية فامره ان يخطب فصعد المنبر وقد اجتمع الناس فحمد الله واثنى عليه ثم قال ايها الناس من عرفني

منقول ہے کہ عمرو عاص نے معویہ سے کہا کہ امام حسن علیہ السلام کو بلوا کر اون کی مجمع عام مین منبر پر خطبہ پڑھوایا جاے کہ وہ ظاہر کر دین کہ اونھون نے کن وجوہ سے امر خلافت مین تبدیلی کی ہے۔ یہ سنکر معویہ نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو بلا بھیجا اور خطبہ کہنے کی فرمائش کی۔ یہ سنتے ہی آپ منبر پر تشریف لے گئے اور جب سب لوگ جمع

ومن لم يعرفني فانا الحسن بن علي ابن ابي طالب ابن عم النبي انا ابن البشير والنذير والسراج المنير انا ابن من بعثه الله رحمة للعالمين انا ابن اول من ينفض راسه من التراب انا ابن اول من يقرع الجنة انا ابن من قاتلت معه الملائكة والنصر بالرعب من مسيرة شهر وامعن في هذا الباب ولم يزل حتى اظلمت الارض على معوية فقال يا حسن قد كنت ترجو ان تكون خليفة و لست هناك قال الحسن انما الخليفة من سار بسيرة رسول الله صلى الله عليه واله وسلم وعمل بطاعته وليس الخليفة من دان بالجور وعطل السنن واتخذ الدنيا ابا وامّا ولكن ذلك ملك يمتع به قليلا ويعذب بعده طويلا وكان قد انقطع عنه واستعجل لذته وبقيت عليه التبعة فكان كما قال الله تعالى وَاِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ثم انصرف - قال معوية لعمر وما اردت الا هتكي ما كان اهل الشام يرون احدا مثلي حتى سمعوا من الحسن ابن علي ما سمعوا

ہوگئے تو آپ نے خدای برتر کی حمد وثنا کے بعد ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھے جانتا ہو یا نہ جانتا ہو پہچان لے کہ میں حضرت علی ابن ابی طالب ابن عم جناب رسول خدا کا بیٹا ہوں میں اوسکا بیٹا ہوں جو بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور چراغ روشن ہے میں اوسکا فرزند ہوں جسکو خدا نے تمام عالم کے لئے رحمت بناکر بھیجا ہے - میں اوسکا بیٹا ہوں جس نے سجدہ معبود میں سب سے پہلا اپنا فرق مبارک رکھا - میں اوسکا بیٹا ہوں جس نے سب سے پہلے دروازہ جنت پر دستک دی (یعنی داخل ہوا) میں اوسکا بیٹا ہوں جسکے ساتھ ملائکہ نے جنگ میں شرکت کی اور ایک مہینہ تک کی مسافت کے مقامات پر اپنی جلالت کے آثار قائم فرماکر یہاں تک اپنی سطوت کو ظاہر کردیا کہ معویہ کی آنکھوں میں دنیا تاریک ہوگئی - حاضرین نے پوچھا کہ کیا آپ کو اسکی امید تھی کہ آپ خلیفہ بنا لیے جائینگے - حالانکہ ایسا نہیں ہوا - آپ نے فرمایا کہ حقیقت میں خلیفہ وہ ہے جو سیرۃ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق اور اطاعت رسول کے موافق اپنا طرز عمل اختیار کرے - وہ ہرگز خلیفہ نہیں ہے جو ظلم وجور کرے اور سنت رسول صلعم کو ترک کرے اور دنیا کو محض ماں باپ کا مال سمجھکر اپنا کرلے - ایسے ہی لوگ بادشاہ بنکر ملک لے لیتے ہیں - لیکن اوس سے فائدہ تو کم اوٹھاتے ہیں مگر اوسکے عذاب طویل میں گرفتار رہتے ہیں - وہ ملک ومال تو اون سے جدا ہوجاتا ہے اور اوسکی لذتیں بھی جلدی سے چلی جاتی ہیں لیکن بیعت لینے کا عذاب اون پر ہمیشہ کے لئے رہجاتا ہے - خداوند عالم نے اسی کیطرف اشارہ فرمایا ہے - "وہ لوگ دیکھ لیتے ہیں کہ یہ (امر) اونکے لئے فتنہ لایا اور اوس سے اونکو صرف وقتی فائدہ حاصل ہوا" پھر آپ وہاں سے تشریف لیگئے - معویہ نے عمر عاص سے کہا اس امر سے تیرا ارادہ بجز میری ہتک کے کچھ اور نہیں تھا اہل شام نے اب تک کسی سے ایسی باتیں نہیں سنی تھیں جیسی اونہوں نے آج امام حسن علیہ السلام سے میری نسبت سنی ہیں -

امام حسنؑ اور معویہ کے دربار عام میں مروان سے کلام

قال وفد الحسن ابن علي عليه السلام على معوية فلما دخل عليه وجد عنده عمر ابن عاص ومروان الحكم ومغيرة ابن شعبة وصناديد قومه ووجوه اهل بيته ووجوه اهل اليمن واهل الشام فلما نظر اليه معوية اقعده على سريره وقبل عليه بوجهه يريه السرور به بقدومه فحسد مروان وقد كان معوية قال لهم لا تحاورون هذين الرجلين فقد قلداكم العار

امام حسن علیہ السلام (ایکبار) معویہ کے پاس آیے اور آپ نے اوسکے پاس عمر عاص - مروان الحکم - مغیرہ ابن شعبہ - عمائد قوم بنی امیہ - عزیزان معاویہ - رئیسان یمن اور بزرگان شام کو دیکھا معویہ نے جب آپ کو آتے دیکھا تو کھڑا ہوگیا اور آپ کو لاکر اپنے تخت پر بٹھایا اور آپ کے روے مبارک کا بوسہ لیا اور آپ کی تشریف آوری پر اظہار مسرت کیا یہ دیکھکر مروان کو رشک وحسد ہوا حالانکہ معویہ ان لوگوں سے کہہ چکا تھا کہ ان حضرات (امام حسن اور عبداللہ ابن عباس) سے بحث

عنه اهل الشام يعني الحسن ابن على عليهما السلام وعبدالله ابن عباس فقال مروان يا حسن لولا حلم امير المومنين و ما قد بناه له اباؤه الكرام من المجد والعلى ما اقعدك هذا المقعد ولقتلك وانت لهذا مستحق بقودك الجماهير الينا فلما قادمتنا وعلمت الاطاقة لك بفرسان اهل الشام وصناديد بني امية اذعنت بالطاعة واحتجبت بالبيعة وبعثت وتطلب الامان اما والله لولا ذلك لاراق دمك ولعلمت انا نعطي السيوف حقها عند الوغى فاحمد الله اذ ابتلاك بمعوية وعفى عنك بحلمه ثم صنع بك ما ترى فنظر اليه الحسن وقال ويلك يا مروان لقد تقلدت مقالية العار في الحروب عند مشاهدها والمخاذلة عند مخالطتها هبلتك امك لنا الحجج البوالغ ولنا عليكم ان شكرتم النعم السوابغ تدعوكم الى النجاة وتدعوننا الى النار فشتان ما بين المنزلتين تفتخر بني امية وتزعم انهم صبر على الحرب اسد في اللقاء ثكلتك الثواكل اولئك البهاليل السادة والحماة الزادة والكرام القادة بنو عبد المطلب اما والله لقد رائيتهم انت وجميع من في المجلس ما هالتهم الاهوال والاحاد وعن الابطال كالليوث الضارية الباسلة فعندها وليت هاربا واخذت اسيرا فقلدت قومك العار لانك في الحروب خوار الهريق دمي مهلا اهرقت دم وثب على عثمان في الدار فذبحه كما يذبح الجمل وانت تثغو ثغاء النعجة وتنادي بالويل والثبور كالمراءة الوكعاء ما دفعت عنه بسهم ولا منعت دونه الحرب قد ارتعدت فرائصك وغشى بصرك واستغثت كما يستغيث العبد بربه فانجيتك من القتل ثم جعلت تحث على قتلي ويوادم ذلك معوية معك يذبح كما ذبح عثمان ابن عفان وانت معه اقصر يدا واضيق باعا واجبن قلبا من ان تجسر على ذلك ثم تزعم اني ابتليت بحلم معوية اما والله لهو اعرف بشانه واشكر لنا اذ وليناه هذا الامر

وتکرار نہ کرتا ورنہ یہ لوگ سمجھتے کہ اہل شام کے سامنے رسوا کر دینگے (مگر تا ہم) مروان نے تعریفا حضرت امام حسن علیہ السلام کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر یہ امیر المومنین (معویہ) کا حلم و خلاق پر مبنی ہوتا جسکی ابتدا ان کے اباء کرام کی بزرگی اور عالی حوصلگی سے ہوتی ہے۔ تو وہ اس تعظیم و اعزاز سے تمہارا استقبال فرما کر اس مقام تک نہ لاتے بلکہ تمکو قتل کر ڈالتے اور تم اسکے مستحق بھی تھے۔ تم ایک جماعت کثیر کو لیکر ہم پر چڑھ آئے اور جب تم نے سمجھ لیا کہ تمکو سواران شام اور بنی امیہ سے طاقت مقابلہ نہیں رہی تو تم نے اظہار اطاعت کیا اور بیعت کو لئے تیار ہوئے (اور تم نے) طلب امان میں پناہ جان بچائی۔ خدا کی قسم۔ اگر یہ امور تم سے واقع نہ ہوتے تو ہم نے تمہیں قتل کرا دیا ہوتا اور ہم دشمن کی گردن زدنی کے مستحق ہیں۔ پس خدا کا شکر ادا کرو کہ جب معویہ نے تمہیں اسیر کر لیا تو اپنے حلم کے باعث تمہیں معاف کر دیا اور اسکا اس وقت جو سلوک ہے وہ تم نے خود دیکھ لیے۔ یہ سنکر امام حسن علیہ السلام نے مروان کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا۔ افسوس ہے تجھپر۔ اے مروان تو تمام معرکہ ہائے جنگ اور میدان مقابلہ و مقاتلہ میں رسوائیوں پر رسوائیاں اوٹھا چکا ہے۔ تیری ماں تیرا ولادت ہونا ہمارے لوگوں کے پاس حجتہا بالغہ ہیں۔ اور اگر تم ہمارے شکر ادا کرنا چاہو تو ہمارے اوپر ہمارے بڑے بڑے احسانات ہیں۔ ہم تم لوگوں کو راہ نجات کی طرف بلاتے رہے اور تم لوگون کو ہمیشہ دوزخ کی راہ دکھلاتے رہے اور تم لوگ ان دونوں منزلوں میں پریشان سے اور پراگندہ حال بنے رہے۔ بنی امیہ اس پر فخر کرتے ہیں اور زعم کرتے ہیں کہ وہ معرکہ ہائے جنگ میں شیروں کے مقابلہ میں ثابت قدم رہے۔ تجھپر بیٹے والیاں روئیں۔ وہ (بنی امیہ) تو سب کے سب قابل لعنت و نفرین ہیں اور صلحا (امت کے سردار اور مددگاران با اثر تو بنی عبد المطلب ہیں۔ اے مروان تو نے اور ان تمام لوگوں نے جو اس مجلس میں جمع ہیں دیکھا ہے۔ جن مصائب میں تم گرفتار ہو کر تم ذلیل ہو چکے۔ اور نیز ان لوگوں نے بہادر کیسا تمہارا اتفاق بھی دیکھا ہے لیکن جب شیران نبرد اور شجاع تمہارے قریب پہنچگیا تو تم لوگ اوسکے پاس سے پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔ اسکے بعد تم لوگ اسیر کر لئے گئے اور تمہاری قوم نے وہ رسوائی اختیار کی کہ آج کے دن تک تو معرکہ ہائے جنگ میں ذلیل ترین خیال کیا جاتا ہے تو اور میرا خون کرتا۔ تجھپر نفرین ہو۔ تو نے ان لوگوں کا اس وقت خون نہیں کیا تھا جب اونھوں نے ایسے گھر میں عثمان ابن عفان کو گھیٹ کر بھیڑ کی طرح ذبح کر ڈالا تھا اور تو اونٹنی کی طرح چلایا کیا۔ اور ہائے میں مرا میں مرا کہہ کہہ کر

فمتی بدا لہ فلا یغضین جفنہ علی القذی فواللہ لاغمضن اہل الشام بجیش یضیق فضاؤہ ویستاصل فرسانہ ثم لاینفعك عند ذلك الروغان والھرب ولا ینفع تدریجك الکلام۔ فنحن لا یجھل اباؤنا الکرام القدماء الاکابر وفروعنا السادۃ الاخیار الافاضل انطق ان کنت صادقا فقال عمرو ینطق بالخناء وتنطق بالصدق ثم انشا یقول

قد یضرط العیر والمکواۃ تاخذہ
لا یضرط العیر والمکواۃ فی النار

ذق وبال امرك یا مروان ۔ فاقبل علیہ معویہ فقال قد نہیتك عن ھذا الرجل وانت تابی الا انھماکا فیما لا یعنیك اربع علی نفسك فلیس ابوہ کابیك ولا ھو مثلك انت ابن الطرید الشرید وھو ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم الکریم ولکن رب باحث عن حتفہ بظلفہ فقال مروان ارم دون بیضتك وقم بحجۃ عشیرتك ثم قال لعمرو لقد طعنك ابوہ فوقیت نفسك بخصیتك ومنھا تثنیت اعنتك وقام مغضبا فقال معویۃ لا تجار البحار فتغمرك ولا الجبال فتبھرك واسترح من الاعتذار

تو فریاد کرتا رہا جس طرح مار گزیدہ عورت چلاتی ہے۔ نہ تو اونکو ایسے تیر چلا کر ہٹا سکا اور نہ تو اونسے تو لڑکر روک سکا۔ اور نہ تو اون سے مقابلہ کرکے اونکو ہٹا سکا تیرا یہ حال تو خوف سے کانپ رہا تھا اور تیری خوف سے آنکھیں قفس (جیب) گئی تھیں اور تو چلا چلا کر ایسا فریاد کر رہا تھا جیسا غلام اپنے آقا سے فریاد کرتا ہے۔ ایسی حالت میں ہم نے تجھکو قتل ہونے سے بچا لیا اور اب تو اس قابل ہو گیا کہ میرے قتل میں کوشش کرے اور میرے خون کی تمنا کرے اور معویہ بھی تیری طرح قتل عثمان میں شریک (عمل) تھا جیسا تو ویسا ہی وہ۔ ہاتھ پر ہاتھ دہرے بیٹھا رہا اور اپنی سعیت کو تنگ کئے رہا اور تم دونوں اپنے قلب کو بزدل اور نرم بنائے بیٹھے رہے اس لئے کہ تم دونو چاہتے تھے کہ وہ (عثمان) کسی طرح ہٹ جائیں۔ اسکے بعد تمہارے رحم بالیل میں ہم معویہ کے حلم کے زیر بار ہیں۔ خدا کی قسم۔ وہی (خدا یتعالی) اپنی شان کا سب سے بہتر جاننے والا ہے اور ہم اوسکے اس احسان کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اوس نے ہمکو امر امامت کا متولی قرار دیا۔ پھر اوسکے تعین میں کیسے تبدیلی ہو سکتی ہے اور اوس امر میں جو اوسکی طرف سے عطا ہوا ہے کون چل مار سکتا ہے۔ خدا کی قسم۔ اہل شام نے اوس لشکر کو دیکھ لیا جس نے اون پر میدان جنگ کو تنگ کر دیا اور اونکے سواروں کو مٹا ڈالا بس تجھکو اوسوقت رو بانہ گریز پائی اور بھاگ جانے سے کیا فائدہ ہوا (اوسی طرح) تجھکو تیرے اس کلام نے ربط سے کوئی منفعت بھی نہیں ہو سکتی۔ ہملوگ وہ ہیں۔ جنکے آبا ے کرام۔ اسلاف قدیم اور جنکے اعقاب اخیار اور اخلاف فضیلت شعار کو کوئی فراموش نہیں کر سکتا۔ اے مروان۔ اگر تو سچا ہے تو کہہ۔ کیا سچ نہیں ہے؟ عمرعاص بولا (حقیقتاً) مروان نے جو کچھ کہا وہ خیانت اور خباثت سے کہا اور آپ نے جو کچھ فرمایا وہ صداقت سے۔ یہ کہکر اوس نے یہ شعر پڑہا سہ جب کوئی اونٹ ضرورت سے زیادہ تیز چلا تو وہ ضرور داغ دیا گیا؛ اونٹ کی (بیضرورت) تیزی اوسکے آگ سے داغ دیئے جانیکی علامت ہے۔ اے مروان۔ اب اپنے کیئے کی سزا بھگتو۔ یہ سنکر معاویہ آگے بڑہا اور کہنے لگا اے مروان میں نے تو تجھکو پہلے ہی منع کر دیا تھا کہ ان لوگوں سے نہ اولجھو۔ لیکن تو اپنی شرارت نفسی کی انہماک کیوجہ سے نہ مانا۔ تو نے اپنی تقریر کرتے وقت اپنی ذات میں ان چار امور (مخصوص) کا بھی خیال نہیں کیا کہ اون کے پدر عالیمقدار تیرے باپ کے ایسے نہیں اور نہ وہ بذات خاص تجھہ ایسے ہیں۔ تو تو ایک مردود و شریر کا بیٹا ہے اور وہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرزند (رشید) ہیں۔ لیکن (تو کیا کرے) تیری پرورش ہی ایسی ہوئی ہے کہ تو اپنی خشونت طبعی کی باعث اپنی ہلاکت کا (آپ) باعث ہوتا ہے۔ مروان بولا۔ اے معاویہ اپنے ہی دائرے میں رہو اور اپنے ہی قبیلہ کے دلائل پر قائم رہو۔ یہ کہکر عمرعاص سے مخاطب ہو کر کہنے لگا جب اونکے پدر عالی مقدار نے تجھے نیزے سے گرایا تو تو نے اپنی شرمگاہ کو دکھلا کر اپنی جان بچائی۔ یہ کہا اور وہ (مروان) مجلس سے غضبناک ہو کر اوٹھ گیا۔ معویہ نے کہا سچ تو یوں ہے کہ کوئی دریا ایسا نہیں ہے جس نے تجھکو غرق نہ کر لیا اور کوئی ایسا پہاڑ نہ تھا جس نے تجھپر مصیبت نہ گرائی۔ ان سب کا تدارک و علاج۔ (صرف) معذرت و عذر خواہی سے ممکن ہے۔

خانہ کعبہ مین امام حسن علیہ السلام اور عمر عاص سے گفتگو

قال ولقی عمرو ابن عاص الحسن ابن علی علیہما السلام فی الطواف فقال یا حسن ازعمت ان الدین لا یقوم الا بک وبابیک فقد رایت اللہ اقامہ بمعویۃ فجعلہ ثابتا بعد میلہ وبینا بعد خفائہ افیرضی اللہ قتل عثمان ام الحق ان تدور بالبیت کما یدور الجمل بالطحین علیک ثیاب کغرقئ البیض وانت قاتل عثمان واللہ انہ لالم للشعث واسھل للوعث ان یوردک معویۃ حیاض ابیک فقال الحسن علیہ السلام ان لاھل النار علامات تعرفون بھا الالحاد فی دین اللہ والموالاۃ لاعداء اللہ والانحراف عن دین اللہ واللہ انک لتعلم ان علیا لم یتریث فی الامر ولم یشک فی اللہ طرفۃ عین وایم اللہ لتنتھین یا ابن العاص او لاقرعن قصتک بعنی جنینۃ بقوارع وکلام وایاک والجراءۃ علی فانی من عرفت لست بضعیف الغمز ولا ہش المشاشۃ یعنی الحطام ولا بمری الماکلۃ وانی لمن قریش کاوسط القلادۃ تعرف حسبی لا ادعی بغیر ابی وقد تحاکمت فیک رجال من قریش فغلب علیک الامھا حسبا واعظمھا لعنۃ فایاک عنی فانک نجس ونحن اھل بیت الطھارۃ اذھب اللہ عنا الرجس وطھرنا تطھیرا

عمر عاص نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو طواف کعبہ کرتے ہوئے دیکھا اور کہا کہ اے حسنؑ آپ کو یہ زعم (آپ کا یہ دعویٰ) ہے کہ دین (اسلام) بغیر آپ کے یا آپ کے باپ کے قائم نہین رہسکتا لیکن (بخلاف آپ کے عقیدے کے) خدا نے اوسکا (اسلام کا) قیام معویہ کے ساتھ قائم فرمایا ہے اور مخفی رہنے کے بعد اسکو ظاہر کر دیا ہے کہ کیا خداوند عالم قتل عثمان سے راضی ہوا ہے؟ کیا جائز طور پر اوسکے گھر کا محاصرہ کیا گیا تھا؟ جسطرح اونٹ پانی پینے کی جگہہ کو گھیر لیتے ہین۔ آپ کا دامن آلودہ ہے اور آپ ہی عثمان کے قاتل ہین اور خدا کی قسم۔ آدمی جسطرح دلدل یا بڑے ریگستان مین پھنس جاتا ہے اوسی طرح معویہ نے آپ کو آپ کے باپ کے امور (حوضون) مین محصور و مجبور کر رکھا ہے امام حسن علیہ السلام نے اوسکے جواب مین ارشاد فرمایا کہ اہل دوزخ کے لئے چند علامتین خاص طور پر مقرر کی گئی ہین وہ یہ ہین کہ۔ خدا کے دین مین الحاد کرنا۔ دشمنان خدا سے موالاۃ کرنا اور دین خدا سے انحراف کرنا۔ خدا کی قسم۔ تو اسکو یقین کر لے کہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے کسی امر مین تاخیر نہین کی اور ایک چشم زدن کے لئے بھی خدا کی معرفت مین شک نہین کیا۔ اور خدا کی قسم اے ابن عاص مین تجھے رسوا کر ڈالونگا اور تیرے تمام پوشیدہ واقعات کو اپنے کلام اور بیان سے کھول کر رکھہ دونگا (یہ تیرا ہونا ہوا کہ) تو مجھ پر جرأت کرے! مین تو تجھکو قدیم ضعیف العمر چیتھڑوں اور مفلوج الاعضا شخص سمجھتا ہون اور ایسی ناکارہ شے جانتا ہون جو حلق سے اوتاری نہین جاتی۔ اور مین جانتا ہون کہ تو عرب کے پست ترین سلسلۂ نسب مین ہے اور تیری اصلیت غیر شخص کیطرف سے اور تیری اصلیت دریافت کرتے وقت قریش سے ایک آدمی نے محاکمہ کیا اور (اس بنا پر) تیرے حسب خبیث مین خبیث ترین عیوب اور عظیم ترین نفرین داخل ہوگئین اور (با اینہمہ) تو مجھ سے سر مقابلہ آتا ہے۔ درحقیقت تو یہ ہے کہ تو میرے نزدیک (سراپا) نجس ہے۔ اور ہم لوگ اہل بیت طہارت ہین جن سے خدائے پاک و منزہ نے تمام آلائشون کو دور فرما دیا ہے اور (ہم لوگون کو) ایسا طاہر فرما دیا ہے جیسا طاہر ہونے کا حق ہے

امام حسن علیہ السلام اور عمر عاص پھر ایک مجمع مین

قال واجتمع الحسن ابن علی صلوات اللہ علیہما وعمرو ابن عاص فقال الحسن قد علمت القریش باسرھا انی منھا فی

حضرت امام حسن ابن علی صلوات اللہ علیہما اور عمر عاص (پھر) ایک مجمع مین جمع ہوئے امام حسنؑ نے ارشاد فرمایا کہ مین قریش کی تمام اسرار (کمال حقیقت) کو جانتا ہو

ثم ازداد منها الى الحبس ضعف ولما عكس على خسف اعرف
لنسبي نسبا وادعى الا ابي فقال عمرو قد علمت قريش انك من اقلها
عقلا واكثرها جهلا وان فيك خصالا لو لم يكن فيك الا واحدة منها
لشملك عيبها كما شمل البياض الحالك والله لئن تنته عما انت
تصنع لاكسبن لك صاقة كبعل الفالك اذا اعتادت رحمها
فما تحمل ارهبات من خلالها باحر من وقع الاثافي اعرك منها الحيات
عرك السلعة فانك طالما ركبت المنبر ونزلت في اعراض الوغى
التماسا للفرقة وارصادا للاعتنة ولن يزيدك الله فيها الا فرقة
فقال الحسن اما والله لو كنت تسموا بحسبك وتعمل برايك ما
سلكت فج فقد ولا حللت راية مجد اما والله لو اطاعنا معوية
لجعلك بمنزلة العدو والكاشح فانه طال ما اخر شاؤك
واستشرى داؤك وطمح بك الرجا الى الغاية القصوى التي
لا يورق بها غصنك ولا يخضر منها مرعيك اما والله ليوشكن
يا ابن العاص ان تقع بين لحيي ضرغام ولا ينجيك منه
الروغان اذا التقت حلقتا البطان عه

دینی تمکو آداب تبلا دیا اونہوں اور میں قریش کے اون لوگون میں سے ہون جو کبھی
ضعف و کمزوری کیطرف مائل نہیں ہوئے اور کبھی پیٹھ پیچھے نہیں پھرتے ہیں اپنے
حسب نسب کا جاننے والا ہون اور اپنے باپ کیطرف سے لوگون کو دعوت دینے والا
یعنی قائم مقام ہون - عمرو عاص نے تعریضیہ یون کلام کرنا شروع کیا اور کہا میں بھی
قریش کو جانتا ہون - آپ قریش میں اونکے بیٹھے ہین جو (نعوذ باللہ) سب سے زیادہ
کم عقل اور جہالت اختیار کرنیوالے ہے اور آپ لوگون میں ایسے خصائل ہین کہ اگر
وہ خصائل زائل بھی ہو جائیں اور اونمیں سے صرف ایک ہی رہجاوے تاہم آپ
کی برائی مٹنے والی نہیں ہے جیسے سفیدی کی سفیدی کوسے کو کوسے کے کہلانے
سے باز نہیں رکھتی اور خدا کی قسم - تم چپ ہونے والے نہیں جبتک کہ تمہاری
غلط بیانی کی جدا دکھا نہ دون اور تمہارے حسب نسب کی پوری جامہ دری کرلون
تاکہ بیوقوف آدمی تمہاری بنیاد کی قبولیت کا تحمل کرلے - تمہارے (ان واقعات
گذشتہ کو بیان کرکے) جو تم نے اپنی ہتک کا ہون سے سنگینون کی طرح اپنے فرشتہ
شکستہ پیچھے چھوڑ رکھے ہین اور تم بنا نہ ظالم ہوا اور تمہارا قتل جائز ہے اور تمہارا
مقصد حسد و کینہ ہے اور تمہاری غرض فرقہ بندی ہے اور تمہارا مطلب تفریب جوئی ہے
اور ان تمام امور سے خداے تعالی کا ارادہ تمہاری نیت سوائے فضیحت و رسوائی کے کچھ اور

نہین ہے - امام حسن علیہ السلام نے جواب دیا کہ اگر تجھکو لوگ تیرے نام کیساتھ تیرے حسب نسب کو بیان لیون اور تیری اسے پیروی کرین تو تجھمین پاکیزگی کی بو بھی نہ پائین گے اور ظلمت و بندگی کی کوئی علامت بھی نہ دیکھینگے - خدا کی قسم - اگر ہم معویہ کی اطاعت بھی کرین (تاہم) تو ہمارا دشمن ہی بنا رہیگا اور تو ہماری عداوت کو بڑھاتا رہیگا اور کبھی حیف خدا اپنے ہاتھ نکل پائیگا - یہان تک کہ تیرا قلب سودا خدا ہو جائے اور تجھ سے چھپ ... تیری شاخ تمنا مین کبھی برگ و بار نہ آئے اور تیری امیدین کبھی ہری نہ ہوں اور خدا کی قسم اسمین کوئی شک نہیں اے عمر عاص - عنقریب ایک شیر شکار افگن تیرے سامنے آئیگا جس سے تجھے بھاگنا پڑیگا کیونکہ وقت تجھکو سخت سے سخت مشکل پڑ جایگی اور تیرا دم گھٹنے لگے گا -

عبداللہ ابن عباس اور ابن زبیر مکہ میں

قال ابن منذر عن ابيه عن الشعبي عن ابن عباس
انه دخل المسجد وقد سار الحسين ابن علي الى العراق
فاذا هو ابن الزبير في جماعة قريش قد استعلاهم بالكلام عه

ابن منذر اپنے باپ سے - اوس نے شعبی سے اوس نے ابن عباس سے
نقل کی ہے کہ مین (ابن عباس) ایکبار مسجد (کعبہ) مین گیا - یہ وہ
زمانہ ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام عراق کی طرف تشریف لیجا چکے تھے

عہ التقت حلقتا البطان عرب کا خاص محاورہ ہے جو سخت مشکل کے وقت استعمال کیا جاتا ہے - ای اشتد الامر وضاق (صراح)
عہ یہ واقعہ قبل وقوع جنگ صفین اوس وقت کا ہے جب امام حسن علیہ السلام قبائل بصرہ و کوفہ مین اپنے والد بزرگوار کیطرف سے دعوت دیتے تھے مؤلف عفی عنہ

فجاء ابن عباس فضرب بيده على عضد ابن الزبير وقال اصبحت والله كما قال الشاعر

يا لك من قنبرة بمعمر

خلا لك الجو فبيضي واصفري

ونقري ما شئت ان تنقري

قد ذهب الصياد عنك فابشري

لابد من اخذك يوما فاصبري

قد خلت الحجاز من الحسين ابن عليؑ واقبلت تهدر في جوانبها فغضب ابن الزبير وقال والله انك لترى انك احق بهذا من غيرك فقال ابن عباس انما يرى ذلك من كان في حال شك وانا من ذلك على يقين قال ابن الزبير وباي شيء استحق عندك انك احق بهذا الامر مني فقال ابن عباس لانا احق بمن يدل حقه باي شيء استحق عندك انك احق بها من سائر العرب الا بنا فقال ابن الزبير استحق عندي اني احق بها منكم لشرفي عليكم قديما وحديثا فقال ام انت اشرف ام من شرفت به فقال ان من شرفت به زادني شرفا الى شرفي فقال فمني الزيادة ام منك فتبسم ابن عباس فقال ابن الزبير يا ابن عباس دعني من لسانك هذا الذي تقلبه حيث شئت والله يا بني هاشم لا تحبوننا ابدا قال ابن عباس صدقت نحن اهل البيت مع الله لا نحب من بغضه الله قال يا ابن عباس اما ينبغي لك ان تصفح عن كلمة واحدة قال انما يصفح عمن اقر واما من هر فلا الفضل لاهل الفضل قال عند اهل البيت لا تصرفه عن اهله فتظلموا ولا تضعه في اهل غيره فتندم قال ابن الزبير افلست منى اهله قال بلى ان نبذت الحسد ولزمت الجدد (وانقضى حديثهما)

میں ایسے وقت مسجد میں داخل ہوا کہ جب ابن زبیر ایک جماعت قریش کے آگے اپنی تقریر میں اپنی عالی مرتبتی کا اظہار کر رہا تھا میں نے اوسکا شانہ ہلا کر کہا کہ تمہاری حالت ایسی ہے جیسا شاعر نے کہا ہے۔

اے چنڈول - خوشحال بنیر آکہ تو اپنے جائے آب و دانہ میں ہے

تیرے لئے میدان خالی ہو خوشی سے انڈے دے اور بچے نکال

اور اپنے چونچ کی جگہہ کو جتنا چاہو درست اور نرم کر لے

کیونکہ صیاد تو چلا گیا اب تو خوب خوش ہو

تاہم تجھکو ایک ایسے دن کا انتظار کرنا چاہیے جسدن تو پکڑی جاوے گی

(میان سے ہم حاشیوں کی گفتگو کو مکالمہ کے طور پر لکھتے ہیں)

ابن عباس - ابن زبیر، ملک حجاز تو امام حسین علیہ السلام سے خالی ہو گیا لیکن مجھے خوف ہے کہ کہیں تیرا خون بھی نہ اس اطراف میں جائز کر دیا جاوے

ابن زبیر (غضبناک ہو کر) خدا کی قسم - مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ تم نے میری نسبت خیال کیا ہے اوسکے مستحق تم ہی اپنے غیر سے زیادہ ہو

ابن عباس تو نے جو کچھ معلوم کیا ہے وہ صرف شک کی حد تک ہے اور میں نے جو سمجھا ہے وہ یقین کے درجہ تک پہونچا ہوا ہے

ابن زبیر تم کس شے سے اس امر خلافت میں اپنے آپ کو مجھ سے زیادہ مستحق سمجھتے ہو

ابن عباس ہم اسکے لئے تم سے زیادہ مستحق ہیں اون دلائل کی رو سے جن سے تمام استحقاق قائم کیے جاتے ہیں - اب تم بتلاؤ تم کس شے سے بمقابلہ تمام عرب کے باستثناے ہمارے اسکے لئے اپنے آپ کو مستحق سمجھتے ہو۔

ابن زبیر - میرے استحقاق میرے پاس ہیں اور وہ یہ ہیں کہ میں قدامت اور حدوث دونوں کے اعتبار سے تم پر شرف و فضیلت رکھتا ہوں

ابن عباس - یہ شرف تمہارے ذاتی ہیں یا کسی کے واسطے سے تمہیں حاصل ہوئے ہیں

ابن زبیر - جس نے مجھے یہ شرف دیا ہے اوسنے میری ایک شرف کو دوسرے شرف پر اضافہ کیا ہے

ابن عباس یہ شرافت ہماری طرف سے ہے یا خاص تمہاری طرف سے

یہ کہکر ابن عباس مسکرا دیئے۔

ابن زبیر - اے ابن عباس - تم اپنی زبان کو مجھ سے بچا لو - یہ تو وہی ہے کہ جدھر چاہتی ہے اولٹ دیتی ہے - خدا کی قسم - تم بنی ہاشم کبھی ہم سے محبت رکھنے والے نہیں،

ابن عباس - یہ تم سچ کہتے ہو - ہم اہل بیت خدا کے ساتھ ہیں - اور کبھی اوس شخص سے محبت نہیں رکھتے جو خدا سے عداوت رکھتا ہو

ابن زبیر - کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں ہوا کہ تم نے (امت کے) ایک امر اتفاق کردہ (اجماع امت) سے انحراف کیا۔

ابن عباس - اچھا جنھون نے انحراف کیا پھر (آج تک) اونھون نے (اپنے انحراف کا اقرار کیا - یا وہ اس امر اجماع کو) مکروہ سمجھکر (آج تک) انکار (ہی) کرتی ہے - (لیکن یہ یقین کرلو) کہ فضیلت اہل فضیلت ہی کے لئے ہوتی ہے

ابن زبیر (ہم بھی تو سنین) وہ فضیلت کیا ہے؟

ابن عباس - ہم اہل بیت کے نزدیک جو اس (امر خلافت) کو اوسکے مستحق جائز سے نکال لیگا وہ ظلم کرنیوالا ہوگا اور جو اس امر کو اوسکے غیر مستحق کے حوالے کریگا وہ ندامت اوٹھانیوالا ہوگا

ابن زبیر - تو کیا تم (حقیقتاً) مجھسے زیادہ اس امر کے مستحق ہو

ابن عباس - ہان ضرور، اگر حسد چھوڑ دیا جاوے اور کوشش (تحقیق) اختیار کیجاوے

(ابن زبیر اور ابن عباس کی تقریر ختم ہوگئی)

عبداللہ ابن عباس معویہ کے دربار مین

روی ابن عباس انه قال قدمت علی معویة وقد قعد علی سریرہ وجمع بنی امیة ووفود العرب عندہ فدخلت وسلمت وقعدت فقال معویة یا ابن عباس من الناس فقلت نحن قال فاذا غبتم قلت فلا احد قال فانک ترے انی قعدت هذا المقعد بکم قلت نعم فبمن قعدت قال بمن کان مثل حرب بن امیه قلت من کفا علیه اناءہ واجارہ بردائه قال فغضب وقال ارحنی من شخصك شهرا فقد امرت لك بصلتك واضعفتها لك فلما خرج ابن عباس قال لخاصته الا تسالونی ما الذی اغضب معویة قالوا بلی فقل بفضلك قال ان اباہ حربا لم یلق احدا من رؤساء قریش فی عقبه ولا مضیق الا تقدمه حتی یجوزہ فلقیه یوما رجل من تمیم فی عقبة فتقدمه التمیمی ثم اراد دخول مکة فقال من یجیرنی من حرب بنی امیة فقیل له عبد المطلب فقال له عبد المطلب اجل قدرا من ان یجیر علی حرب فاتی لیلا الی دار الزبیر بن عبد المطلب فدق بابه فقال الزبیر لعبدہ قد جاءنا رجل اما طالب قری واما مستجیر او قد اجبناہ الی ما یرید ثم خرج الزبیر الیه فقال التمیمی

لاقیت حربا فی الثنیة مقبلا
والصبح ابلج ضوؤہ للساری

ابن عباس سے منقول ہے کہ مین ایکبار معویہ کے پاس گیا وہ اپنی تخت پر بیٹھا تھا اور تمام بنی امیہ اور عرب کے سردار و وفود اوسکے پاس موجود تھے - ہم گئے اور سلام کرکے بیٹھ گئے - معویہ نے پوچھا (بہترین) انسان کون (لوگ) ہین - مین نے کہا ہم لوگ - معویہ نے کہا تم جانتے ہو کہ فی الحال اس مقام پر ہم تمہاری بیعت کرنے والے ہین یعنی ہم حاکم وقت ہین اور تم محکوم - مین نے کہا ہان - تم کس امر مین میری رہنمائی کرتے ہو معویہ نے کہا اسکی مثال مین تو حرب ابن امیہ کی آثار و قیادت موجود ہے - مین نے کہا ہان وہی (حرب) کون ایسا شخص تھا جو اوسکے غرور انانیت مین اوسکی مدد کرتا دی (حرب نے) تو اپنی ردا کو اجارہ مین دیا کرتا تھا - ابن عباس بیان کرتے ہین کہ یہ سنکر معویہ بہت غضبناک ہوا اور کہنے لگا اے ابن عباس - اب اپنی حاضری سے ایک مہینہ تک مجھے آرام لینے دو - یعنی ایک مہینہ تک میرے پاس نہ آنا - تمہارے وظیفہ مقررہ تمکو دیے جاینگے بلکہ اس سے بھی المضاعف عطا کیے جاینگا حکم دیتا ہون - جب ابن عباس معویہ کی مجلس سے اوٹھکر اپنے خاص لوگون مین چلے آئے تو کہا کیا تملوگ ہم سے پوچھنا چاہتے ہو کہ (میرے سلسلہ بیان مین) کس چیز نے معویہ کو اتنا غصہ دلایا - سب نے کہا جی ہان - مہربانی فرماکر بیان کیجیے - ابن عباس نے کہا کہ اسکے باپ حرب کا یہ دستور تھا کہ وہ رؤساء قریش مین سے اپنے سر آگے کسی کے چلنے کا روادار نہوتا تھا - بلکہ اگر کوئی اوس سے آگے بڑھتا تھا تو اوسکو اتنا پریشان کرتا تھا کہ لوگ آخر اوسکو ضمانت پر چھڑا لاتے تھے - ایکبار بنی تیم کے ایک شخص

نے اوسے (حرب کو) اپنے پیچھے دیکھا اور وہ چلنے مین ان سے آگے بڑھ گیا - آخر اوس (حرب) نے اوسکو (مرد تمیمی کو) آگاہ کر دینے کیلئے کہا کہ مین حرب بن امیہ ہون - اوس مرد تمیمی نے انکے کہنے پر کوئی توجہ نہین کی اور راہ لئے آگے آگے چلا گیا - حرب نے کہا کہ کیا تم مکہ جاتے ہو - اوسکے سوال سے مرد تمیمی کو خوف ہوا جب مکہ مین داخل ہونے لگا تو اوس نے دریافت کیا کہ کون شخص اوسکو حرب بن امیہ سے بچا سکتا ہے لوگون نے کہا عبد المطلب اور وہی ایسے جلیل القدر بزرگ ہین جو تمکو حرب ابن امیہ سے پناہ دے سکتے ہین - وہ مرد تمیمی رات کے وقت زبیر ابن عبد المطلب کو دروازے پر پہونچا اور دق الباب کیا اور (آواز سنکر) زبیر نے اپنے غلام سے کہا کہ (دیکھو) کوئی (شخص) ہمارے گھر قیام کرنا چاہتا ہے یا (ہمارے گھر) پناہ لینا چاہتا ہے (بہر حال) اوسکا جو ارادہ ہو وہ مجھے قبول ہے - کواڑ کھلے - زبیر (مہمان کے خیر مقدم کو) باہر نکل آئے - مرد تمیمی (جو انکی گفتگو کو سن چکا تھا) انکو دیکھکر کہنے لگا -

فدعا بصوت واکتنی لیروعنی
فترکته کالکلب ینبح ظله
واتیت قوم معالم وفخار
لیثا هزبرا السیار بجزة
رخت المباة مکرم للجار
ولقد خلقت بمکة وبزمزم
والبیت ذی الحجار والاستار
ان الزبیر لمانعی من خوفه
ما کبر الحجاج فی الامصار

مین نے حرب کو اوسکی بڑی شان کے ساتھ اپنے آگے جاتے دیکھا - اوس وقت صبح کی روشنی چلنے والون کو راہ دکھلاتی تھی (یعنی اچھی طرح دن نکل آیا تھا) مجھپر وہ ایک مہیب آواز سے خوف دلانے کیلئے حملہ کرتا ہے - مین نے اوسے کتے کی طرح زور سے بھونکتا ہوا پیچھے چھوڑا اور (مین) اونلوگون سے آملا جو مرکز علم و افتخار ہین - ہمسایون کو آرام دینے والے اور تکریم کرنے والے ہین - اونکی اصلیت - مکہ - زمزم اور اوس خانہ (خدا) سے ہے جو پتھر کا بنا ہے اور جس پر پوشش پڑی ہے - اور ان لوگون مین زبیر ایسے شخص ہین جنکی تکبیرون کی آوازون کے خوف سے حاجی لوگ تکبیرین کہ سکتے (منہ سے آوازین نکال سکتے)

فقدمه الزبیر واجاره ودخل به المسجد فرآه حرب فلطمه فحمل الزبیر بالسیف فولی هاربا یعدو حتی دار عبد المطلب فقال اجرنی من الزبیر فاکفا علیه جفنة کان هاشم فی الناس فبقی تحتها ساعة ثم قال له اخرج قال وکیف اخرج وعلی الباب تسعة من بنیك قد احتبوا بسیوفهم فالقی علیه رداء کان کساه اتاه سیف بن ذی یزن له طرتان خضر وان فخرج علیهم فعلموا انه قد اجاره عبد المطلب فتفرقوا عنه

پس زبیر اوسکو گھر لائے اور اوسکی جان کے ضامن ہوے - پھر اوسکو لیکر بیت اللہ مین لائے - حرب بن امیہ نے اوس مرد تمیمی کو دیکھا اور جھپٹ کر اوسکو طمانچہ مارا - یہ دیکھکر زبیر نے اوسپر تلوار سے حملہ کیا - حرب خوف سے بے تحاشا بھاگا اور عبد المطلب کے گھر مین داخل ہوا اور چلا چلا کر کہنے لگا - مجھکو زبیر سے بچالو - اوسکو ہاشم کی ڈھال کے نیچے چھپا دیا گیا پھر اوس سے کہا گیا کہ باہر آؤ - حرب بولا - واہ - کیسے باہر آؤن - ابھی تو دروازے پر تمہارے نو لڑکے کھڑے ہین - وہ مجھے اپنی تلوارون سے گرا دینگے - اوس وقت حرب ایک چادر اوڑھے تھا اور وہ خلعت رکھلی تھی جو سیف بن ذی یزن (بادشاہ یمن) نے اوسکو دی تھی - اور اوسمین سبز رنگ کے دو پھندنے لگے تھے - حرب نے وہ چادر لوگون کیطرف پھینک دی اور چلا گیا لوگون نے سمجھ لیا کہ عبد المطلب کا یہ حق اجارہ ہے - لوگ اس سے علحدہ ہو گئے -

عبداللہ ابن جعفر عبداللہ ابن عباس اور عمر عاص کی تعریف کا جواب

قال وحضر مجلس معوية عبد الله ابن جعفر فقال عمرو بن العاص
قد جاءكم رجل كثير الخلوات بالتمني والطربات بالتغني محب
القيان كثير مزاحه شديد طماحه صدود عن السنان
ظاهر الطيش رخي العيش اخاذ بالسلف منفاق بالسرف
قال ابن عباس كذبت والله انت وليس كما ذكرت ولكنه
لله ذكور ولنعمائه شكور وعن الخنا زجور جواد كريم سيد
حليم اذا رمى اصاب واذا سئل اجاب غير حصر ولا هياب
ولا عيابة مغتاب حل من قريش في كريم النصاب كالهزبر
الضرغام الجري المقدام في الحسب القمقام ليس بدعي ولا
لادني لا كمن اختصم فيه قريش شرارها فغلب عليها
جزارها فاصبح الامها حسبا وادناها منصبا ينوء منها
بالذليل ويأوي منها الى القليل مذبذب بين الحيين
كالساقط بين المهدين لا المضطر فيهم عرفوه ولا الظاعن عنهم
فقدوه فليت شعري باي قدر تتعرض بالرجال وباي حسب
تتعدى به عند النضال أبنفسك وانت الوغد اللئيم
النكد الذميم والوضيع الزنيم ام بمن تنمي اليهم وهم اهل
السفه والطيش والدناءة في القريش لا بشرف في الجاهلية
شهروا ولا بقديم في الاسلام ذكروا جعلت تتكلم بغير لسانك
وتنطق بالزور في غير اقرانك والله لكان ابين للفضل وابعد
للعدوان ان ينزلك معوية منزلة البعيد السحيق فانه طالما
سلس داؤك وطمح بك رجاؤك الى الغاية القصوى التي
لم يخضر فيها رعيك ولم يورق فيها غصنك فقال عبد الله بن
جعفر اقسمت عليك لما امسكت فانك عني ناضلت ولي فاخرت
فقال ابن عباس دعني والعبد فانه قد كان يهدر خاليا ولا يجد
ملاحيا وقد اتيح له ضيغم شرس للاقران مفترس وللارواح

ایک بار معویہ کے دربار میں عبداللہ ابن جعفر تشریف لائے۔ عمر عاص نے حاضرین کو مخاطب
کر کے کہا کہ سب لوگو! یہاں وہ شخص آیا ہے جو زیادہ تر خلوت میں تمنا کا خواہشمند ہے۔
گانے بجانے کا شائق ہے اور گانے والی عورتوں کا عاشق کثرت سے مزاح کرنے والا
متلون الطبع مغلوب الغیظ عیش پسند۔ اسلاف پر غرور کرنے والا۔ فضول خرچی
کا نام بخشش رکھنے والا۔ ابن عباس (جو اس وقت مجلس میں بیٹھے تھے)
کہنے لگے۔ عمر عاص۔ تو جھوٹ بکتا ہے۔ تو خود ایسا ہے۔ اور جسکو تو بتلاتا ہے
وہ ایسا نہیں ہے۔ وہ ایسے ہیں جنھیں خدا نے قابل الذکر قرار دیا ہے اور وہ
اسکی نعمتوں پر شکر کرنے والے ہیں وہ خیانت سے نفور ہیں سخی جواد کریم ہیں۔ سید و بردبار
ہیں۔ اہل مصیبت کی مصیبت سے ملول ہوتے ہیں اور جب اون سے سوال ہوتا ہے
تو بلا دریافت امتنا و بلا توقف قبول کر لیتے ہیں۔ اونکی عیب جوئی ہذیان ہے۔ وہ
قوم قریش کے مرد آزاد اور نیکو کار ہیں۔ شیر میدان ہیں شجاع سبقت کنندہ
ہیں۔ صاحب نسب روشن ہیں (خدانخواستہ) اونکا نسب ایسا پست و
ذلیل نہیں ہے جیسا کہ اوس شخص کا جسکی نسبت بدکاران قریش نے جھگڑا
کیا۔ اور (بالآخر) اون پر ایک اونٹ ذبح کرنے والا (قصاب) غالب آگیا
پھر اوسکی اصلیت حسب کہ اوسکی ماں نے ظاہر کیا جس سے اسکی ذلت معلوم ہوئی
جسکی بیت نسبی کی بنا ذلت اور رذالت پر قائم ہوئی اور جسکی اصلیت پہچاننے
والے بہت کم نکلے غرضکہ اوسکی حقیقت مشکوک و مذبذب ہے جیسے گہوارے
کی دونوں طرف والی لکڑیاں۔ جو شخص اسکی اصلیت کو چاہتا ہو وہ کبھی مضطر اور غیر
مطمئن نہیں رہتا اور جس نے اوس سے پیوند کیا وہ کبھی الٹے کر پٹے مکر نیہ کرتا رہا (باوجود
ان سب کے) میری سمجھ میں نہیں آتا کہ پھر تو کس حیثیت سے صاحبان حسب و نسب پر
اعتراض کرتا ہے اور (اپنی) کس حسب کے اعتبار سے دوسروں پر تیر افگنی (طعن)
کرتا ہے۔ اگر تو اپنی ذات کے سبب سے ایسا کرتا ہے تو (یقین کر لے) کہ تو نا اہل
اور کمینہ شخص ہے سرکش اور بدخو ہے۔ (خوامخواہ) اوس نسب میں ملا ہوا ہے
جسمیں تو ہرگز نہیں ہے۔ باوجود اسکے کہ جن لوگوں کی طرف تو نے اپنے باپ کو
منسوب کیا ہے۔ وہ خود (عرب میں) بیوقوف اور بدعقل مشہور ہوتے تھے

مجلس فقال عمرو ابن العاص دعني يا امير المومنين
انتصف منه فوالله ما ترك شيئا قال ابن عباس دعه
فلا يبقي المبقي الا على نفسه فوالله ان قلبي لشديد و
ان جوابي لعتيد واني لكما قال نابغة بني ذبيان

اور قبائل قریش میں پست ترین (مردم) ٹہرائے جاتے تھے۔ نہ ایام
جہالت میں وہ مشہور ہے اور نہ زمانہ اسلام میں اوسکی سابقت
ذکر ہوئی۔ تو بھی اس قابل ہوا کہ باوجود خود مقدوح ہونیکے دوسروں
پر زبان طعن لعن کھولے اور اپنے بڑوں کے حق میں کمزوری کے کلام کرے

حالانکہ خدا کی قسم وہ باعتبار بزرگی کے روشن ترین اور بلحاظ دشمنی و خصومت دور ترین ہیں۔ اگر معویہ تجھے رتبہ بلند و رفیع پر بھی پہونچا دے (تاہم) تو
ظالم (ہی) کہا جائے گا۔ اسلیئے کہ اوس نے تیری خواہشوں کو آسان کردیا اور اسوجہ سے تیری حرص الطبعی اسقدر سرکش اور ناقابل برداشت ہوگئی
ہے کہ تیری مراد (خود) پوری ہوسکی اور تیری شاخ تمنا بارور نہو سکیگی۔ اتنا سنکر حضرت عبداللہ ابن جعفر نے (غایت اخلاق سے) فرمایا۔ اے ابن عباس
میں آپکو قسم دیتا ہوں کہ آپ خموش ہوجائیں۔ یقیناً آپ نے میری طرف سے خوب (معترض پر) تیر افگنی فرمائی اور کامل طور سے میرے تمام مقامی کے حقوق
ادا فرمائے۔ عبداللہ ابن عباس نے فرمایا کہ آپ بھی اور اس غلام (زادے) کو چھوڑ دیں کیونکہ وہ قابل سزا ہے اور کوئی اسکی پشت پناہی نہیں کرسکتا
پس اوسپر وہ شیر غضبناک حملہ آور ہوا جو دلیروں کا معین و مددگار ہے اور (دشمنوں کی) ارواح کا نکال لیجانے والا ہے۔ یہ سنکر عمر عاص نے معویہ
کو مخاطب کرکے کہا اے امیرالمومنین میری دادرسی کیجیئے۔ خدا کی قسم۔ اب تو کوئی بات اوٹھا نہ رکھی۔ حضرت عبداللہ ابن عباس نے کہا ہم نے
اوسے چھوڑ دیا اور اب باقی رکھنے والے نے سوائے اوسکی ذات کے کچھ باقی نہیں چھوڑا۔ قسم بخدا میرا قلب استوار ہے اور تم دونوں کے لئے میرا جواب
(ہمیشہ) طیار ہے۔

غانمہ بنت غانم کی اہل مکہ سے تقریر دربارہ معاویہ میں اوسکی طلبی اور دلیرانہ تقریر

قال وبلغ غانمة بنت غانم ثلب معوية وعمرو ابن العاص لبني هاشم
فقالت لاهل مكة ايها الناس ان بني هاشم سادت فجادت
وملكت ففضلت وفضلت واصطفت واصطفيت ليس
فيها كدر فلا افك ولا عيب ولا افسر ولا طاغين ولا خاسرين
ولا نادمين ولاهم من المغضوب عليهم ولا الضالين
ان بني هاشم اطول الناس باعا وامجد الناس اصلا و
اعظم الناس حلما واكثر الناس علما وعطاء ومنا عبد مناف
المؤثر وفيه يقول الشاعر

كانت قريش بيضة فتفلقت
فالمح خالصها لعبد مناف

و ولده هاشم الذي هشم الثريد لقومه وفيه يقول الشاعر
عمرو العلى هشم الثريد لقومه

معویہ کو خبر ملی کہ غانمہ بنت غانم بنی ہاشم کی طرف سے معویہ اور عمر عاص کے عیب بیان
کرتی ہے اور اوس نے دلیرانہ اپنے اہل مکہ سے کہا ہے کہ بنی ہاشم وہ بزرگوار اور صاحبان وقار
ہیں جو ہمیشہ سرداری اور سپہری کرتے آئے ہیں۔ بادشاہ (حاکم) ہیں اور بادشاہ
بنانے گر۔ صاحبان فضیلت ہیں اور صاحبان فضیلت بنائے گئے ہیں منتخب ہیں اور منتخب کیے
گئے ہیں۔ اونمیں کسی قسم کی کدورت نہیں۔ اونکے نفوس میں جھوٹ اور فتنہ داخل نہیں۔ اونکی شان
اعزاز کو گمراہان زمانہ۔ مالداران دنیا اور امرا و سلاطین گھٹا نہیں سکتے اور نہ وہ مقدس گروہ
مغضوب علیہم لا الضالین میں آسکتا ہے یقیناً بنی ہاشم سب سے لمبے ہاتھ والے اور بلند ترین مردم میں
شریف ترین۔ انتہا کا عظیم ترین علم و عطا کے اعتبار سے کثیر الاوصاف ہیں انہیں لوگوں میں عبد مناف تھا
اور انہیں جنکی شان میں شاعر کہتا ہے۔ قوم قریش ایک بیضہ (تخم مرغ) کی مثال تھا جب
وہ شگافتہ ہوا تو اوسکے زردہ خالص عبد مناف ہیں
انکے صاحبزادے ہاشم ہیں۔ یہ وہ بزرگوار ہیں جنہوں نے روٹیاں توڑکر قوم کو کھلائیں
اور تمام مکہ کے لوگوں کو لاغری سے موٹا کردیا اور انہیں لوگوں میں

ورجال مکۃ مسنتون عجاف ومنا عبد المطلب الذی سقینا
به الغیث وفیه یقول ابی طالب ؎ ونحن سنی المحل قام شفیعنا
بمکۃ یدعوا والمیاه تغور ؛؛ وابنه ابی طالب عظیم قریش
وفیه یقول الشاعر ؎ اتیته ملکا فقام لحاجتی ؛؛ وترى
العلیج خائبا مذموما ومنا العباس بن عبد المطلب اردفه
رسول الله صلعم واعطاه ماله وفیه یقول الشاعر ردیف
رسول الله لم تری مثله ؛؛ ولا مثله حتی القیامة یولد ومنا حمزة
سید الشهداء وفیه یقول الشاعر ؎ ابا یعلی بك الارکان هدت
وانت الماجد البر الوصول ومنا جعفر ذو الجناحین احسن
الناس حالا واکملهم کمالا لیس بغدار ولا جبان ابدله الله
بکلتی یدیه جناحین یطیر بهما فی الجنة وفیه یقول الشاعر ؎
هاتوا کجعفر نا ومثل علینا ؛؛ کانا اعز الناس عند الخالق ومنا
ابو الحسن علی ابن ابی طالب صلواة الله علیهما افرس بنی هاشم
واکرم من احتبی وانتعل فیه یقول الشاعر ؎ علی الف القرآن
صحفا ؛؛ ووالی المصطفیٰ طفلا صبیا ومنا الحسین بن علی
علیهما السلام سبط رسول الله صلعم وسید شباب اهل الجنة
وفیه یقول الشاعر ؎ حب الحسین ذخیرة الحسنة ؛؛ یا رب
فاحشرنی فی حزبه - یا معشر القریش والله ما معویة
کامیر المومنین علیؑ ولا هو کما یزعم هو والله شانی
رسول الله وانی اتیت معویة وقائل له ما یعرق عنه
جبینه ویکثر منه عویله وانیته فکتب عامل معویة
الیه بذلك فلما بلغه انها قربت منه بدار ضیافة
فتنظفت والقی فیها فرش فلما قربت من المدینة استقبلها
یزید فی حشمه ومالکیه فلما دخلت المدینة اتت دار اخیها
عمرابن غانم فقال لها یزید ابن معویة ان اباعبد الرحمن
یامرك ان تنتقلی الی دار ضیافة وکانت لا تعرفه فقالت
من انت کلاك الله فقال انا یزید ابن معویة قالت فلا
رعاك الله تعالی یا ناقص لست بزاید فتغیر لون یزید

عبد المطلب ہین - جنکے وسیلے سے ابر ہلوگون پر پانی برستا ہے - جنکی شان مین
ابی طالب نے کہا ہے ؎ ہم لوگ وہ عالی مقام ہین کہ جب شفاعت کے لئے
کھڑے ہوتے ہین اور مکہ مین دعا مانگنے لگتے ہین تو چشمہ اے آب جوش مارنے
لگتے ہین اونکے فرزند ارجمند ابیطالب ہین جو قریش کے سردار ہین - جنکی
شان مین شاعر قریش کہتا ہے ؎ خدا نے اونھین حکومت و ملکداری دی ہے
اور وہ سب کی حمایت و حاجت برآری کیا کرتے ہین اور کافر بیدین یہ دیکھکر
ذلیل و پشیمان ہوا کرتا ہے - ہمین لوگون مین عباس ابن عبد المطلب بھی
ہین جو سواری پر رسول اللہ صلعم کے ساتھ سفر مین ردیف ہوا کرتے تھے
اور جنھون نے اپنا مال آنحضرت صلعم کو نذر کر دیا تھا اونکی تعریف مین شاعر نے
کہا ہے ؎ رسول اللہ صلعم کے ردیف تھے - اونکی مثال آج تک نہین دیکھی
گئی اور نہ مثال اونکی قیامت تک پیدا ہو سکے گی - ہمین لوگون مین حمزہؓ
سید الشہداء تھے اونکی مدح مین شاعر نے کہا ہے ؎ اے ابو یعلی حسن شخص
نے آپکی تعریف مین ہدیہ پیش کیا ؛ آپ ایسے عالی حوصلہ ہین کہ آپنے اوسکے صلہ
مین اوسے آزادی کامل عطا فرمائی - ہمین لوگون مین جعفر ذو الجناحین ہین
دو شہپر والے جنکے ذریعہ سے وہ بہشت مین پرواز کرتے ہین اونھین کی مدح
مین شاعر نے کہا ہے ؎ تم بھی لاؤ کوئی ہمارے جعفر اور ہمارے علیؑ کے ایسا
یہ دونون بزرگوار خالق روزگار کے آگے عزیز ترین مردم ہین - ہمین لوگون
مین ابو الحسن علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہین جو شجاع ترین بنی ہاشم ہین اور
ہمارے محبوب ترین روزگار شاعر نے اونکی تعریف مین کہا ہے ؎ علی وہ بزرگ
ہین جنھون نے قرآن مجید کو کتاب کی صورت مین جمع کیا ؛ اور بچپن ہی کے
عالم مین خدا کے رسول برحق نے اونکی پرورش فرمائی - ہمین لوگون مین جناب
امام حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام بھی ہین - جو جوانان بہشت
کے سردار ہین اور سبط رسول مختارؐ - جنکی مدح مین شاعر نے کہا ہے ؎
حسینؑ کی محبت سرمایہ (آخرت) ہے ؛ اے پروردگار کل (روز قیامت)
تو مجھکو اونکے گروہ مین محشور فرما - اے معشر قریش - خدا کی قسم - کبھی
معاویہ علیؑ کے برابر نہین اور نہ کبھی وہ ایسا ہی جیسا مشہور کیا جاتا ہے
خدا ہمارا کفیل حال ہے اور نبی ہماری جائے پناہ ہے - اور اوس (معویہ)
سے یہ سب کہدو (کہ ان دلائل کو سنکر) کہ اوسکی پیشانی پر پسینہ آجائے

وان اباہ فاخبرہ فقال ھے اسن قریش واعظمھم حلما
قال یزید کم تعد لھا قال کانت تعد علے عہد رسول اللہ
اربعمایۃ عام وھی من بقیۃ الکرام فلما کان من الغد اتیھا
معویہ فسلم علیھا فقالت علی المومنین السلام وعلی الکافرین
الھوان والملام ثم قالت افیکم عمر عاص قال عمرو ھا انا ذا
قالت انت تسب قریشا وبنی ھاشم وانت اھل السب و
الیک یعود السب یا عمرو واللہ انی عارفۃ بک وبعیوبک وعیوب
امک وانی اذکر لک ولدت من امۃ سوداء مجنونۃ حمقاء
تبول من قیامھا وتعلوھا اللئام واذا لامسھا الفحل فکان نطفتھا
انفذ من نطفۃ رکبھا فی یوم واحد اربعون رجل واما انت
فقد رأیتک غاویا غیر مرشد ومفسدا غیر مصلح واللہ لقد
رأیت فحل زوجتک علی فراشک فما غرت ولا انکرت واما
انت یا معویۃ فما کنت فی خیر ولا ربیت فی نعمۃ فما لک
ولبنی ھاشم انساؤک کنسائھم ام اعطی امیۃ فی الجاھلیۃ
والاسلام ما اعطی ھاشم وکفی فخرا برسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم فقال معویۃ انا کاف عن بنی ھاشم قالت فانی کتب
علیک کتابا فقد کان رسول اللہ صلعم دعا ربہ ان یستجیب
لی خمس دعوات فجعل تلک الدعوات کلھا فیک فخاف معویۃ
فحلف ان لا یسب بنی ھاشم ابدا - فھذا ما کان بین
معویۃ وبنی ھاشم من المفاخرۃ

اور اوسکا غم والم سب جاتا رہا ئے - عامل مدینہ نے یہ ساری روئداد معویہ کو لکھ بھیجی معویہ نے غانمہ کو بلا بھیجا - جب معویہ کو خبر ہوئی کہ غانمہ اوسکے پاس جاتی ہے تو معویہ نے دار الضیافت (شاہی مہمانخانہ) مین اوسکے ٹھہرانے جانیکا حکم دیا اور اوسمین فرش کیا گیا جب غانمہ مدینہ کے قریب پہنچی تو (باپ کی طرف سے) یزید نے تمام حشم وخدم کیساتھ اوسکا استقبال کیا جب شہر مین وہ داخل ہوئی تو براہ راست اپنے بھائی عمر ابن غانم کے گھر مین جا اوتری - یزید نے اوس سے کہا کیے ابو عبد الرحمن نے (معویہ کی کنیت ہے) حکم دیا ہے کہ مین تمکو یہان سے لیجاکر مہمان خانہ شاہی مین ٹھہراؤن - غانمہ یزید کو نہین پہچانتی تھی - کہنے لگی - ارے تو کون ہے؟ خدا تجھے رسوا کرے - یزید نے جوابدیا - مین یزید معویہ کا بیٹا ہون اوس نے کہا - خدا تیری عاقبت بخیر نہ کرے - ارے تو تو ناقص ہے - زلیدگیان سی ہوگا یہ سنکر یزید کا رنگ اوڑ گیا - وہان سے لوٹ کر اپنے باپ کے پاس چلا آیا اور تمام واقعہ سے اوسکو اطلاع دی - معویہ بولا وہ عورت تمام قریش مین سب سے زیادہ عمر والی ہے اور اونمین سب سے زیادہ قدر والی - یزید نے پوچھا اوس کا کیا سن ہوگا معویہ نے کہا وہ جناب رسولخدا صلعم کے زمانے مین چار سو برس کی ہو چکی تھی - اور فی الحال وہی باقیماندگان بزرگان سلف مین شمار ہوتی تھی - دوسرے دن معویہ خود اوسکے پاس آیا اور اوسے سلام کیا اور اوس نے کہا کہ مومنین پر میرا اسلام پہونچے اور کافرین پر میری اہانت وملامت - پھر اوس نے پوچھا کیا تملوگون کے ساتھ عمر بن عاص بھی ہے - عمر عاص بولا - ہان مین تو یہین ہون - اوس نے پوچھا - ارے تو ہی قریش یان اور بنی ہاشمیون کو برا کہتا ہے - ارے تو ہی تو برا ہے اور تیری خلقت برائی سے بھری ہے اور تیرا برائی کرنا یا گالی دینا تجھی پر لوٹ کر پڑتا ہے - اے عمر عاص - تو یقین کرلے کہ مین تیری حقیقت اور اصلیت کو خوب جانتی ہون - اور تیرے اور تیرے مان باپ کے عیوب کو خوب پہچانتی ہون اور مین اونکو اسوقت تجھسے بالتفصیل بیان کیے دیتی ہون (اور وہ یہ ہے) کہ تجھکو ایک زن حبشیہ نے پیدا کیا جو مجنون تھی اور بے وقوف و بیعقل - کھڑے کھڑے پیشاب کرتی تھی - اوس پر بدمعاش اور اوباش سواری کیا کرتے تھے - اونھین بدکارون مین سے کسی نے مقاربت کی اور تو اوسکے نطفہ سے خارج ہوا - ایکبار چالیس مرد اوس پر چڑھے اوترے اور اب انھین اوسے تو اپنی عوات طبعی کو سمجھ لے - تو راہ دکھلانیوالا نہین ہے بلکہ گمراہ کرنیوالا - تو اصلاح کرنیوالا نہین ہے بلکہ فساد پھیلانیوالا - خدا کی قسم - مین نے تیری مان کے فرش پر ایک جوان کو خود دیکھا ہے - لیکن نہ کبھی تجھکو اسکی غیرت آئی اور نہ کبھی تو نے اس سے منع کیا - اور تو اے معویہ - تجھمین کبھی نیکی نہ سمائی اور نہ کبھی تو نے نعمات الٰہی مین پرورش پائی - ارے تجھے بنی ہاشم کے ساتھ کیا پڑ گئی ہے - ارے تیری عورتین کیا اونکی عورتون کی ایسی ہوسکتی ہین؟ اور کیا بنی امیہ نے جہالت و اسلام دونون زمانون مین ایسا ایثار وکرم کیا ہے جیسا بنی ہاشم نے کر دکھلایا ہے - اور اون کی مفاخرت کے لئے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات بابرکات کافی ہے - معویہ نے جوابدیا - اے مین رسیدہ عورت میری لیئے بنی ہاشم کافی ہے - اوس نے کہا (اگر حقیقتاً ایسا ہی) تو اسے لکھ لے کہ مین نے ایکبار آنحضرت صلعم کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا ہے کہ پروردگار تو میری ان پانچ دعاون کو قبول فرمالے اور مجھے خوب یاد ہے کہ وہ پانچون دعائین تیرے خلاف تھین یہ سنکر معویہ ڈر گیا اور اوس نے حلفاً قسم کھائی کہ وہ بنی ہاشم کو آج سے برا نہ کہیگا

(اس مقام پر) بنی ہاشم اور بنی امیہ کی باہمی مفاخرت کا باب ختم ہو گیا)

انکشاف حقیقت

(مقدمہ)

مفاخرت بنی ہاشم پر تاریخ کی تصدیقی شہادت

مفاخرت کے مذکورہ بالا مکالمات پر۔ عقائد کی نفسیات کو ہٹا کر۔ اگر محض تاریخی تصدیقات کے اعتبار سے دیکھا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ مروان۔ عمر عاص۔ زیاد ابن سمیہ اور خود معویہ کی زبانی محاسن۔ بنی امیہ کا کلام اخلاق کی تلمیحات و اشارات۔ صریح زبردستی اور حکومت پرستی ہے۔ جسکو نہ واقعیت سے علاقہ ہے اور نہ اصلیت سے سروکار۔ عنوان واقعہ ہی میں معویہ نے پہلے حضرات بنی ہاشم کے مقابلہ میں اپنی کمزوری اور باہمی مکالمہ کی مجبوری کا اعتراف کر کے اپنی اور اونکی (تمام بنی امیہ کی) طرف سے انکشاف حقیقت کر دیا ہے۔ اس بنا پر معویہ اور بنی امیہ کے ضعف استدلال کی حقیقت تو یہین سے معلوم ہو گئی لیکن اونکے حواشی کی غلط مدح سرائی اور حوصلہ افزائی نے ان مجالس مفاخرت کی بنیاد ڈالی اور نتیجہ میں ذلت و رسوائی اور ندامت و پشیمانی اوٹھائی۔

استحقاق مفاخرت

معویہ۔ مروان۔ عمر عاص اور زیاد بن سمیہ وغیرہم نے اپنی مختلف تقریرون مین اپنی طرف سے جو اسباب و استحقاق مفاخرت پیش کیے وہ مجموعاً حسب ذیل پائے جاتے ہین ۔

(۱) بنی امیہ کا معرکہ جنگ مین عدیم المثال استقلال

(۲) معرکہائے جنگ مین بنی امیہ کے دلیرانہ اور شجاعانہ مظاہرے

(۳) فتوحات کے بعد مفتوحین کے ساتھ بنی امیہ کی خاص مراعات و رعایات

(۴) بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کے حملات پر بنی امیہ کی فروگذاشت

(۵) بنی امیہ کی مہمان نوازی اور عام فیاضی

پہلی دلیل استحقاق ۔ پہلی دلیل بنی امیہ کی معرکہائے جنگ مین استقامت و استقلال ہے ۔ اسکے اجمالی جواب مین۔ بدر۔ احد۔ خندق وغیرہ کے جنگی کارنامے شہادت تاریخی کیلئے کافی ہین ۔

دوسری دلیل استحقاق ۔ دلیرانہ اور شجاعانہ مظاہرات جبھی بنی امیہ کے فتح مکہ کے دن ثابت ہو گئے ۔

تیسری دلیل استحقاق ۔ اپنی قدیم شرافت پیش کر کے بنی امیہ کے موجودہ معارف کا یون اظہار کیا جاتا ہے کہ زمانہ رسالت مین بنی ہاشم و بنی عبد المطلب (آنحضرت صلعم) کے ہاتھون سے۔ بدر۔ احد۔ خندق اور فتح مکہ مین متواتر شکستین کھا کر بنی امیہ نے جو نقصانات اوٹھائے اپنے دوران حکومت مین اونکا کوئی خیال نہین کیا۔ بلکہ بخلاف اسکے عبد المطلب کو گویا معاف کر دیا۔ اسکے اجمالی جواب مین تو حضرت علیؑ کے ساتھ معویہ اور تمام بنی امیہ کا معرکہائے صفین مین ستر لڑائیان ۔ مالک ابن اشتر کی زہر خورانی ۔ محمد ابن ابی بکر کا قتل۔ پسران آنحضرت عبد اللہ ابن عباس کا کمین ظالمانہ قتل۔ اسکے بعد خاص حضرت امام حسن علیہ السلام کو زہر دلوانا تاریخی شہادات موجود ہین

چوتھی اور پانچوین دلیل استحقاق ۔ بنی امیہ کی رعایات و مراعات ۔ اونکی مہمان نوازی اور عام فیاضی کی نسبت امیہ اور ہاشم۔ حرب اور عبد المطلب کے واقعات عرب کی تمام تاریخون مین محفوظ ہین۔ وہی باہمی ترجیح و تفضیل کے فیصلہ کن ثابت ہون گے ۔

حقیقت کا تفصیلی انکشاف حقیقت بین نگاہون مین یہ تمام فردبیان سفید جھوٹ ہے ۔ حقیقت حال معاملہ کو برعکس

تبلاتی ہی۔ قبل و بعد اسلام معرکہائے جنگ مین ہمیشہ بنی ہاشم ہی کا استقلال تاریخون سے ثابت ہے نہ بنی اُمیہ کا۔ ایام جہالت مگر قریب الاسلام زمانہ کا آخری قومی معرکہ۔ حلف الفضول سے۔ ظالمان قوم کے ساتھ بنی امیہ تھے۔ بنی ہاشم نہین۔ بالآخر میدان جنگ بنی ہاشم ہی کے ہاتھ رہا ابن ہشام ابن اثیر۔ طبری۔ اسلامی معارک مین فتح بدر سے لیکر فتح مکہ تک۔ ہر موقع اور ہر مقام پر بنی ہاشم ہی کا استقلال ثابت ہوتا ہے۔ اور بنی اُمیہ کا ہمیشہ فرار اسی سے انکے دلیرانہ اور شجاعانہ کارنامون کا بھی پورا اندازہ ہوجاتا ہے

اب رہا بنی امیہ کی وعدہ وفائی اور مہمان نوازی کی بجہہ انکی بدعہدی۔ کج خلقی۔ مظالم۔ بخالت اور سخت سود خواری کے واقعات عرب کی سیر و تاریخ مین بکھرے پڑے ہین۔ انکے خلاف بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کے محاسن اخلاق۔ استغنا۔ ایثار و احسان۔ اعانت مظلومین اور ضیافت و اکرام غربا و مساکین کی تفصیل مین دفتر کے دفتر طیار ہین۔ پھر ان مشاہد تاریخی کے مقابلہ مین محاسن بنی امیہ کی بکواس سُننے کا جسکو اصلیت و واقعیت سے کوئی لگاؤ نہین۔

بنی امیہ کے ہاتھ سے بنی ہاشم کے عظیم نقصانات

جنگ بدر مین شیبہ۔ ربیعہ۔ ولید اور حنظلہ بن ابی سفیان کے قتل سے جسقدر بنی امیہ کو نقصان اوٹھانے پڑے تھے اتنے ہی آنحضرت صلعم کو بھی۔ ابوعبیدہ ابن حارث ابن عبد المطلب۔ حارثہ ابن سراقہ۔ عمر ابن الحمام۔ عوف ابن حارث الضا[illegible] او سعد بن خیثمہ کے پے در پے شہادت پانے اور ہمیشہ کے لیے چھٹ جانے کی وجہ سے صدمہ عظیم پہونچا تھا

ابوعبیدہ کی شہادت کی تفصیلی حالات

اب ان شہدائے بدر کی شہادت کے تفصیلی حالات یہ ہین۔

جنگ بدر کے موقع پر کفار قریش سے حسب ذیل بنی ہاشم مقابل ہوئے۔ حضرت حمزہ نے عتبہ سے مقابلہ کیا۔ ابوعبیدہ نے شیبہ سے اور حضرت علیؑ نے ولید سے۔ عتبہ کو حضرت حمزہ نے مار گرایا۔ ولید کو حضرت علی کی تیغ آبدار نے بسمل کر دیا۔ مگر شیبہ کی تیز دستی ابوعبیدہ کی ران پر زخم کاری لگا گئی۔ اور وہ زخمی ہوکر زمین پر گر پڑے۔ انکے گرتے ہی حضرت حمزہ اور حضرت علی نے موقع پر پہونچکر شیبہ کا کام تمام کر دیا اور مجروح ابوعبیدہ کو اپنے کاندھون پر اوٹھا کر خدمت رسول مین اوٹھا لائے۔ ابوعبیدہ کا زخم کاری تھا۔ اور کثرت سے خون جاری ابوعبیدہ نے حاضر خدمت ہوکر نہ زخم کی تکلیف بیان کی اور نہ درد و تکلیف کی شکایت۔ جمال مبارک پر نظر کرتے ہی پوچھا تو یہ۔ یا رسول اللہ کیا مین درجہ شہادت پر فائز نہین ہوا آپ ذات خالق جان نثار رسالت اور طلبگار شہادت کے جواب مین ارشاد فرمایا۔ تم ضرور فائز بشہادت ہوئے۔ زبان رسالت سے یہ بشارت سنتے ہی ابوعبیدہ کا چہرہ افسردہ اور روئے پژمردہ پر اصلی فرحت اور ابدی اطمینان و راحت کے آثار نمایان ہو گئے اور اوس کامل الایمان نے بطور یادگار عرض کی۔ یا رسول اللہ۔ ہمارے اور آپ کے چچا ابوطالب افسوس ہے کہ اسوقت زندہ نہین۔ اگر وہ موجود ہوتے تو اس موقع پر وہ معترفانہ طور پر اقرار کرتے کہ اونکے اس شعر کا۔ جو حضور ہی کی مدح مین نظم کیا گیا تھا اصل مستحق مین ہون وہ شعر یہ ہے

ونسلمه حتى نصرع حوله — ونذهل عن ابنائنا والحلائل

ہم اوسوقت تک محمدؐ کو دشمنون کے حوالہ نکرینگے جبتک کہ اونکے گرد لڑکر مر جا بینگے — ہم محمدؐ کے لیے اپنی بیٹیون اور اپنی بیویون کو بھول جائینگے

اوپر بیان ہوچکا ہے کہ انکا زخم کاری تھا۔ جنگ بدر سے واپسی مین منزل روحاء پر پہونچکر یہ مجاہد جان نثار انتقال کر گیا اور یہ شہید راہ خدا وہین مدفون کر دیا گیا۔ صحیح بخاری باب التفسیر مین ہے

عن قيس بن عبادة قال قال علیؑ انا اول من يجثو بين يدی الرحمٰن للخصومة يوم القيامة قال قيس وفيهم نزلت هذان خصمان اختصموا فی ربهم الخ قال هم الذين تبارزوا يوم بدر حمزةؓ وعلیؑ و عبيدةؓ

قیس ابن عبادہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت علیؑ نے کہ مین قیامت کے دن سب سے پہلے اپنا جھگڑا پیش کرونگا۔ قیس کہتے ہین کہ یہ آیت۔ وہ مدعی اپنے رب کے واسطے الخ۔ اون لوگون کے واسطے نازل ہوئی ہے جو جنگ بدر مین لڑے اور

من المؤمنین وعتبۃ وشیبۃ وولید بن عتبۃ من الکافرین
وہ حمزہ علی اور ابو عبیدہ مومنین سے تھے اور عتبہ شیبہ اور ولید بن عتبہ کافرین مین تھے

حارثہ بن سراقہ کی شہادت

علامہ زرقانی انکی شہادت کی یون تفصیل کرتے ہین ۔

حارثہ بن سراقہ یا خراشہ لشکر اسلام کی صفون مین گھوم گھوم کر دیکھتے تھے کہ کون شخص مقابلہ کیلئے نہین نکلتا ہے۔ اس اثنا مین ایک تیر اوڑتا ہوا آیا انکے وسط حلق پر بیٹھا اور یہ جان بحق تسلیم ہو گیے ۔ انکی غریب مان ام ربیع یہ حال دیکھکر انحضرت صلعم کیخدمت مین دوڑتی آئین اور عرض کرنے لگین ۔ آپ ارشاد فرمایئن ۔ اگر حارثہ بہشت مین داخل ہو گیا ہے تو پھر مین صبر کر کے خوش ہو جاؤن ۔ ورنہ آپ دیکھ لینگی مین دشمنون کے ساتھ کیا کرون گی ۔ آپنے فرمایا بہشت ایک نہین ہے بلکہ اوسکے متعدد درجے ہین اور حارثہ اوس درجہ بہشت مین ہے جسکو جنت الفردوس کہتے ہین ۔ یہ روایت صحاح کی ہے

عمر ابن الحمام کی شہادت

ابن ہشام جلد دوم ص ۱۸ ۔ طبری ۱۳۲۴ زرقانی ص ۳۶ مین انکے حالات شہادت یون لکھتے ہین ۔

جب انحضرت صلعم نے ان الفاظ مین لشکر اسلام کو قتال کفار پر تاکید فرمائی کہ مجھے اوس خدا کی قسم ہے جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہے ۔ جو شخص صبر و تحمل سے اور ضبط و خاموشی سے قدم آگے بڑھاتا ہو ۔ بھاگنے کیلئے پیچھے نہ ہٹتا ہو ۔ قتل کیا جاے گا تو وہ یقینی بہشت مین داخل ہوگا ۔ عمر ابن الحمام اوسوقت اپنے دامن مین کھجورین لئے کھا رہے تھے ۔ کہنے لگے واہ واہ آپ تو میرے داخلہ جنت مین کوئی شئے حائل نہین ہو سکتی ۔ مین تو خوش ہون ۔ یہ قوم مجھے مار ڈالے ۔ یہ کہکر کھجورین پھینکدین اور تلوار لیکر لشکر کفار مین جا پڑے اور یہ رجز پڑھنے لگے ۔ مین تو اپنے خدا کے پاس بغیر کسی توشہ کے جاتا ہون اور میرے پاس کوئی توشہ نہو اسیے تقوے ہے ۔ عمل آخرت ۔ جہاد فی سبیل اللہ اور مصائب پر صبر کے کچھ اور نہین ہے یہ کہکر غنیم سے مقابل ہوے اور شہید ہو گئے ۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ ۔

عوف ابن حارث کی شہادت

طبری نے انکی تفصیلی روداد شہادت یون لکھی ہے ۔

جنگ کی عین گرم بازاری مین جب طرفین سے شدید حملے ہو رہے تھے عوف ابن حارث انحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر تھے ایکبار جوش شجاعت اور فرط خلوص و عقیدت سے سرشار ہو کر عرض کرنے لگے ۔ یا رسول اللہ صلعم ۔ بندہ کی کون سی ادا پروردگار کو خوش کرتی ہے ارشاد ہوا کہ بغیر سلاح جنگ کے دشمنان خدا سے برہنہ ہو کر لڑنا ۔ یہ سنکر عوف نے سلاح جنگ جو پہنے ہوے تھے اوتار کر پارہ پارہ کر ڈالے ۔ برہنہ جسم ہو کر تلوار لی اور کفار سے لڑنے لگے ۔ یہان تک کہ فائز بشہادت ہوے ۔ طبری ۳ ۱۳۲۲ جز ن

سعد بن خزیمہ کی شہادت

سعد بن خزیمہ طبقہ نقبا مین داخل تھے ۔ عقبہ اولی مین مشرف باسلام ہوے تھے ۔ خود صحابی تھے ۔ صحابی کے بیٹے تھے ۔ خود شہید تھے ۔ اور شہید کے بیٹے تھے ۔ انکو عمر ابن عبدود نے شہید کیا زرقانی مطبوعہ مصر ص ۵۳۵

ان واقعات تاریخی سے استقلال ۔ دلیرانہ مظاہرات اور کریمانہ تحمل و رضا بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کا ثابت ہے نہ بنی امیہ کا

غزوۂ کدر مین بنی امیہ کے قزاقانہ حملے

جنگ بدر کے بعد ابو سفیان رئیس بنی امیہ کا ایک قزاقانہ حملہ غزوہ کدر یا غزوۃ السویق کی صورت مین واقع ہوا ۔ جسکے تفصیلی حالات حسب ذیل ہین ۔

ابو سفیان قصاص بدر کیلئے بیچین ہو رہا تھا ۔ اوس نے عہد کر لیا تھا کہ جب تک اہل اسلام سے کشتگان بدر کا انتقام نہ لے لیگا

نہ غسل جنابت کرے گا۔ نہ کپڑے بدلے گا اور نہ سر مین تیل ڈالے گا۔ اوسکا اضطراب قصاص اوسکو ایسا ہی بیتاب بنائے تھا کہ شکست بدر کے بعد ہی دو سو ستر سوارون کے ساتھ مدینہ تک چڑھ آیا۔ لیکن اب اسلام کے مونہہ پر چڑھ آنا آسان نہین تھا۔ بلکہ اب اوسکے سامنے آنے مین پھونک پھونک کر قدم رکھنے کی ضرورت تھی۔ اسوجہ سے ابوسفیان مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر چاہ کدر (قرقرۃ الکدر) پر اوتر پڑا۔ اسلام کی طرف سے یہود کی بیدلی اور بدعہدی کی خبر اوسے مل چکی تھی اسلئے اوسنے یہودیون سے پہلے استفسار حالات اور نیز اونکو اپنا ہمخیال و ہم آہنگ بنالینے کی تدبیر سوچی۔ چنانچہ وہ رات کی تاریکی مین چھپکر مدینہ پہونچا۔ سب سے پہلے حی ابن اخطب کے گھر آیا۔ رات زیادہ گئی تھی۔ اوسکے گھر کے کواڑ بند ہوچکے تھے کھل نہ سکے۔ مجبور ہوکر سلام بن مشکم کے گھر گیا جو یہودان بنی نضیر کا سردار اور تمام یہودیون کے خزانون کا امانتدار تھا۔ دروازے پر دستک دی کواڑ کھلے۔ سلام نے بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا۔ بڑے اکرام و احترام سے مہمانی کی۔ عمدہ عمدہ کھانے پکوائے۔ کھانیکے بعد رات بھر بادہ نوشی کی صحبت جمی رہی اور اسی صحبت مین اصل مدعا پر بھی گفتگو ہوتی رہی۔ سلام بن مشکم نے ابوسفیان کے تمام مفسرات کا جواب دیا اور اسلام کو متعلق ہر ہر جزئیات کی اطلاع دی۔ لیکن آخر مین یہہ بھی کہدیا کہ ابھی مقابلہ و مقاتلہ کا وقت نہین ہے۔ تھوڑا اور توقف کرنا چاہیئے۔

ابوسفیان علے الصباح مدینہ سے چلکر اپنی فرودگاہ۔ چاہ کدر پر پہونچگیا۔ عرب مین اپنے عہد کا پورا کرنا ایسا فرض تہا کہ کسی وقت وحالت مین وہ چھوڑا نہین جاسکتا تھا۔ ابوسفیان چونکہ قصاص بدر کا عہد کرکے آیا تہا اوسکا جزو (؟) پا کلی طور پر ادا کردینا واجب تہا اسلیے اوس نے کدر سے ملی ہوئی مسلمانون کی بستی عریض پر حملہ کردیا۔ عریض مین انصار کے چند قبائل آباد تھے۔ ایک مرد انصاری سعد ابن عمر کو جان سے مارڈالا اور انصار کے چند مکانات جلاکر خاک سیاہ کرڈالے۔ مویشیون کے چارے کے انبار مین بھی آگ لگادی اور اونکو بھی بیکار و ضائع کردیا اور اس طریقے سے اوس نے گویا جزوی طور پر اپنی قسم کو پورا کردیا

سیرۃ النبیؐ مین شبلی صاحب نے صرف سعد ابن عمر کا قتل لکھا ہے۔ لیکن ابن ہشام اپنی سیرت مین اوسکے حلیف کا قتل کیا جانا بھی لکھتے ہین۔ اس بنا پر ابوسفیان نے بلا سبب انصار کے دو آدمیون کا خون ناحق کرڈالا ابن ہشام ج ۲ ص ۹۹ مصر

قرقرۃ الکدر کا واقعہ تو ابوسفیان اور بنی امیہ کی کھلی قزاقی تھی۔ جسکو بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب ہمیشہ روکتے اور منع کرتے رہے اور اسوقت بھی اونکے مایۂ افتخار۔ رسول ہاشمیؐ۔ نبی مطلبیؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہین مظالم و مفاسد کے امتناعی احکام کی منجانب اللہ تبلیغ و تعلیم فرمارہے تھے بدکسیطرح اس واقعہ مین بھی جو کچھہ نقصان جان و مال ہوا وہ بنی ہاشمیون کا یا اونکے آدمیون کا۔ بنی امیہ کی درگذر کردینے والی صفت خاص کا تو اسی واقعہ سے پورا مظاہرہ ہورہا ہے کہ جنگ بدر کے جذبات قصاص اور جوش انتقام مین ابوسفیان دیوانہ بنے ہوئے تھے اپنی زندگی کے تمام کامون کو ترک کیے بیٹھے تھے۔ جیساکہ آغاز واقعہ مین تفصیل سے قلمبند ہوچکا ہے۔ کیاکوئی عقل کھکر کہہ سکتا ہے کہ درگذر کرنے والے کی یہی صورت ہوتی ہے۔

جنگ احد

جنگ احد مین تو خوش قسمتی سے کسی بنی امیہ کی نکسیر تک نہ پھوٹی۔ شامت اعمالی اور شوم بختی سے جو گت بنے والی تھی وہ اکیلے بنی عبد الدار کے علمدارون پر گذر گئی۔ حضرت علیؑ کی ذوالفقار نے مردون سے لیکر اونکی عورتون تک کا ایسا صفایا کردیا کہ میدان جنگ مین اس شجرہ خاردار کا ایک تنکا تک باقی نہ رہا۔ ان واقعات کے اعتبار سے جنگ احد مین تو بنی امیہ کو بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کے مقابلہ

مین کوئی نقصان ہی اوٹھانا نہین ہوا - اسلیئے جنگ اُحد کے متعلق اونکو کسی نقصان یاد رگذر کرنیکا کوئی حق ہی نہین ہے - لیکن بخلاف انکے بنی مطلب کو بنی اُمیہ کے افسر خاندان - اور بقول شبلی صاحب کے - قریش کے سپہ سالار اعظم - ابوسفیان کی حسن تدبیر اور اونکی اہلیہ (دشبراف) ہندہ کی کرشمہ تدبیر سے جو ناممکن الوصول نقصان پہونچا - وہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کی افسوسناک شہادت ہے - اسکے بعد مصعب ابن عمیر ہاشمی کا قتل - حنظلہ ابن الربیع - عمارہ ابن زیاد اور نفر ابن مالک کی خون ناحق ہین - تاریخ کی اس فہرست مصدقہ کو دیکھکر تو ہر شخص سمجھ لے گا کہ ابوسفیان اور بنی امیہ کے نقصانات سے تو بنی عبدالمطلب اور آنحضرت صلعم کے نقصانات وصدمات کا پلہ کہین بھاری ہے -

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کی شہادت

حضرت حمزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے چھوٹے چچا تھے - سن مین تقریباً آنحضرت صلعم کے برابر اور رضاعی بھائی تھے - دونو صاحبون نے ابولہب کی لونڈی ثوبیہ کا دودہ پیا تھا - حضرت حمزہ کچھ دنون تک کتمان ایمان فرماتے تہے - آخر کار ایکدن خانہ کعبہ مین برسر عام اپنے اسلام کا اعلان فرمایا - واقعہ یون ہوا کہ حضرت حمزہؓ کا مذاق خاص سپہ گری اور شکار افگنی تہا - تمام تمام دن شکار کھیلتے تہے - شام کو گھر واپس آتے تہے - پہلے حرم مین جاتے تھے - طواف بجالاتے تہے - رؤسائے قریش حرم مین الگ الگ دنگل جمائے بیٹھتے تھے - حضرت حمزہ سب سے صاحب سلامت کیا کرتے تہے - کبھی کسی کے پاس بیٹھ بھی جاتے تھے - اسطریقہ سے سب سے یارانہ تھا اور سب لوگ انکی قدر ومنزلت کرتے تہے - آنحضرت صلعم کے ساتھ مخالفین جس برے سے پیش آتے تہے وہ انکی نگاہون سے دیکھا نہین جاتا تھا - ایکدن ابوجہل نے رو در رو آنحضرت صلعم کے ساتھ گستاخی کی (طمانچہ مارا) - ایک کنیز دیکھ رہی تھی - حضرت حمزہ آئے تو اوس نے تمام ماجرا کہہ سنایا - حضرت حمزہ غصہ سے بیتاب ہو گئے - تیر و کمان لئے حرم مین چلے آئے اور ابوجہل سے فرمایا - مین مسلمان ہوگیا ہون - یہہ کہتے ہوئے اوسکے سر کے قریب آگئے اور اپنی کمان سے اوسکے سر پر ایسی ضرب شدید لگائی کہ اوسکا سر پھٹ گیا اور پھر تاکید کے لحاظ سے فرمایا کہ دیکھ - تو نے جسکو آج مارا ہے مین آج سے اوسکے دین مین داخل ہوگیا -

حضرت حمزہ کی تفصیلات شہادت بنی امیہ کے اون غلط دعوی کی پوری تردید کرتی ہین جسمین اوںھون نے لغویانہ اور مفتویانہ طور پر بنو عبدالمطلب کے ہاتھون سے بنوامیہ کا مصائب اوٹھانا بیان کیا ہے - جیسا کہ حضرت حمزہؓ کی شہادت کی تفصیلی حالات سے حسب ذیل ثابت ہوتا ہے -

وحشی حضرت حمزہؓ کے قاتل کا خود بیان ہے کہ علاوہ اسکے کہ مکہ مین ہندہ اور میرے درمیان قتل حمزہؓ کے متعلق وعدہ وعید ہو چکے تہے تاہم مکہ سے احد مین آتے وقت رستہ بھر مین جہان جہان مجھے ہندہ سے ملنے کا اتفاق ہوا وہ مجھکو برابر اس امر خاص کا خیال دلاتی جاتی تھی اور تاکید شدید کرتی جاتی تھی - یہان تک کہ روز احد جب سباع غبشانی کو قتل کرکے حضرت حمزہ آگے کی صفون مین بڑھے تو مین آپ کی تاک مین لگا ہوا تھا - اپنا چھوٹا سا نیزہ جسے زبان حبش مین حربہ کہتے ہین پھینک کر مارا وہ آپ کے وسط ناف مین لگا اور پار ہوگیا - حضرت حمزہؓ نے مجھپر اپنی تلوار کا وار کرنا چاہا - لیکن لڑکھڑا کر گر پڑے اور روح پرواز کر گئی

لاش حمزہؓ پر مظالم

وحشی اسکے آگے بیان کرتا ہے کہ جب حضرت حمزہؓ کا کام تمام ہوگیا - تو مین اونکی لاش سے کچھ دور ہٹ کر کھڑا ہوگیا اور انتظار کرنے لگا کہ جب آپ بالکل ٹھنڈے ہو جائین تو مین سنان نیزہ اوٹھاؤن - اتنے مین کچھ مسلمان انکی لاش کے پاس آگئے اور اونھون نے اونکی کیفیت سے ابوعمارہ کہکر پکارا - لیکن وہ بالکل ختم ہو چکے تھے کچھ نہ بولے - مین دور سے کھڑا دیکھ رہا تھا

پکارنے پر بھی انکے نہ بولنے سے مین سمجھہ گیا کہ اب یہہ بالکل ٹھنڈے ہو گئے اس اثنا مین لوگ انکی لاش کے پاس سے چلے گئے۔ تو مین پھر پہونچا اور مین نے ناف چیر کر اپنا حربہ نکال لیا اور پھر اوس سے انکی سینہ کو چاک کیا۔ اونکے جگر کو نکالا اور وہ جگر خون آلود لئے ہوے سیدھا ہند کے پاس چلا آیا اور کہنے لگا۔ لے۔ یہہ تیرے باپ کے قاتل کا خون جگر آلود ہے۔ ہندہ کی خوشیون کی حد نہ تھی۔

حضرت حمزہ کی لاش پر ہندہ کے خاص مظالم

ہندہ نے بڑے شوق سے اوس جگر خونچکان کو ہدیہ کو وحشی کے ہاتھون سے لے لیا اور اوسکے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھا گئی۔ مگر بنی اُمیہ کی اِس کالی مائی سے عبد المطلب کے لخت جگر کا خون ناحق ہضم ہو سکا۔ فوراً استفراغ ہو گیا اور وہ جگر کے ٹکڑے مونہہ سے باہر نکل آیے۔ اِس شریر النفس نے پھر اونکو اوٹھا کر دھویا اور ہار بنا کر گلے مین پہن لیا۔

لاش کے ساتھ تمام مظالم

وحشی کا بیان ہے کہ ان وحشیانہ حرکتون کے بعد ہندہ نے بڑی کشادہ دلی سے اپنا وعدہ پورا کیا اور اس حسن خدمت کو صلے مین ایک جوڑا کپڑا اور اپنے زیور مجھہ دیدئے اور مزید وعدہ یہہ کیا کہ مکہ پہونچکر دس ہزار دنیار سرخ تجھکو اور انعام مین دونگی۔ لیکن اب میری آخری تمنا یہہ ہے کہ تو مجھے حمزہ کی لاش پر لیے چل تو جو کچھہ آرزو دلمین باقی رہگئی ہے وہ بھی نکال لون الغرض مین اوسکو حمزہ کی لاش پر لیے آیا اوس بیرحم نے آپکے مردہ کی ناک کاٹی۔ پھر دونو کان کاٹے اور نہایت احتیاط سے اونکو اپنے ہمراہ مکہ لیتی گئی۔ روضۃ الاحباب ص ۲۰۰

حضرت حمزہ کی شہادت پر آنحضرت صلعم کا حزن وملال

جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت حمزہ کی شہادت سے کتنا نقصان عظیم اور انکی مفارقت سے کیسا صدمہ شدید پہونچا ہوگا جو خاصکر ام بنی امیہ ہندہ کی خاص کرتوت ثابت ہوتی ہے۔ اوسکی تفصیل حسب ذیل ہے خاتمہ جنگ پر شہداے احد کی تلاش ہوئی۔ سب سے پہلے حضرت حمزہ کی لاش ڈھونڈھی گئی۔ ایک انصاری صحابی تجسس مین بھیجا گیا۔ جب اوسکے آنے مین دیر ہوئی تو آنحضرت صلعم نے حضرت علی کو تلاش کیلئے بھیجا جب یہہ لاش پر پہونچے تو دیکھا وہ عقیدتمند مرد انصاری اوس جسم صد پارہ اور سپر شگافتہ پر کھڑا رو رہا ہے۔ اپنے عم محترم کی لاش کی یہہ بیحرمتی دیکھکر حضرت علی مرتضیٰ بھی دیر تک اشکبار رہے۔ پھر جناب رسولخدا صلعم کیخدمت مین حاضر ہوکر روئداد عرض کی۔ آپ کو بھی حزن وملال کی کوئی انتہا نہین تھی۔ فوراً اوٹھے اور حضرت حمزہ کی لاش پر تشریف لاے اور دیر تک اشکبار رہے حضرت حمزہ سے آپ کو کمال اُنس تھا۔ لاش کی بیحرمتی دیکھکر آپنے ارشاد فرمایا۔ مجھے آجتک کسی مقام کے مشاہدے نے ایسا خشم آلود نہین کیا ہے جیسا اس مقام کے منظر نے۔ مصلح قدرت نے فوراً پیام تسکین بھیجا۔

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ لَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ۝ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ

اگر تم الیسی ہی سختی کرو جیسی تمہارے ساتھہ کی گئی (تو برا بر کی ہو جاے گی)۔ لیکن صبر کرلو۔ صبر کرلینا صبر کرنے والون کے لئے بہر حال بہتر ہے۔ صبر کرلو۔ اور تمہارا صبر تو خدا کے لئے ہے۔ اور (ان مصیبتون) ملول نہو اور (ناروا) غم والم مین آلودہ نرہو۔

آپ نے یہہ حکم الٰہی سنکر فوراً صبر فرمالیا اور مستغفرانہ اپنے عم مرحوم کے لئے دعاے مغفرت فرمائی

بہن بھائی کی لاش پر

حضرت صفیہ کو بھائی کی شہادت کی خبر مل چکی تھی۔ بھائی کے درد سے بیچین ہوکر دوڑی چلی آتی تھین۔ زبیر اونکو لڑکے پاس کھڑے تھے۔ حکم دیا کہ ماں کو جاکر راہ مین روک لو۔ بھائی کی لاش کو اس حالت خراب سے دیکھنے کی تاب نہ لائین گی زبیر ابن العوام دوڑے۔ ماں کو روکنا چاہا۔ لیکن وہ نہ رکین۔ بیٹے سے اتنا کہا کہ مین کچھہ بھی نکرون گی۔ صرف بھائی کے آخری دیدار کو دیکھکر چلی آونگی۔ چنانچہ یہہ معظمہ بھائی کی لاش پر آئین۔ اور جو کہا تھا وہی کیا۔ بھائی کی لاش صد چاک کو دیکھا اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھکر ہٹ آئین۔ ہٹنا تھا کہ غم والم اور صدمہ وملال کا آسمان ٹوٹ پڑا۔ ڈھاڑین مار مار کر رونے لگین اور اونکے ساتھ جناب سیدہ اور دیگر خواتین ہاشمیہ ملکر فریاد وزاری کرنے لگین۔ جناب رسولخدا صلعم سے بھی ضبط نہو سکا۔ اوس نوحہ خوان گروہ نسوان کی طرف مخاطب ہوے اور حضرت

صفیہ سے خطاب کر کے صدائے غم آلود کے ساتھ ارشاد فرمایا

یا عمتی لن اصابک بمثلک ہذا — اے عمہ آپ سے بڑھکر کوئی دوسرا مصیبت زدہ نہوگا

افسوس ہے مسلمان ساٹھ ہی برس مین رسول اللہ صلعم کے اس تبلائے ہوئے آداب تعزیت اور مقتضیات اخلاق و ہمدردی کو بھول گیے — میدان کربلا مین فوج قریش سے کہین زیادہ مسلمانون کی جمعیت موجود تھی مگر اتنی کثیر تعداد مین کسی فرد واحد کو اتنی توفیق نہوئی کہ نور دیدہ مصطفیٰ جگر گوشہ فاطمہ زہرا حضرت زینب کو اپنے مجروح و مقتول بھائی کی لاش صد پارہ پر آنیسے روک لیتا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

اسکے بعد جناب رسول خدا صلعم نے ان مخدرات علیا سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ اے صفیہؓ اے فاطمہؓ۔ بشارت ہو کہ جبریل نے آکر مجھے یہہ مژدہ سنایا ہے کہ ملا‌ئکہ اعلےٰ نے حمزہؓ کو۔ اسد اللہ و اسد رسولہ کے لقب خاص سے مشہور و مرقوم کیا ہے

مصعب ابن عمیر ہاشمی کی شہادت

مصعب ابن عمیر ابن عبد مناف ابن ہاشم ابتدا مین نہایت خوشحال و مالدار تھے اور نہایت عیش و آرام سے مکہ مین انکی سواری جلوس کے ساتھ نکلا کرتی تھی۔ جسم پر ہمیشہ قیمتی لباس ہوا کرتا تھا کبھی کسی نے انھین معمولی لباس مین نہین دیکھا۔ لیکن جب اسلام سے مشرف ہوئے تو ان تمام ظاہری اور فانی نمائشات کی حقیقت معلوم ہوگئی۔ پھر تو انکی یہ حالت ہوگئی کہ جب مدینہ مین خدمت تبلیغ پر مامور ہوکر آئے تو تمام گلیون اور کوچون مین صرف کمل کا ایک ٹکڑا کمر سے لپیٹے اور دوسرا کاندھے پر ڈالے دین خدا کی منادی کیا کرتے تھے۔ اسلام مین زاہد اصلی اور مجاہد حقیقی کی یہی شان ہے۔ عقبۂ ثانیہ مین انصار مدینہ کی درخواست پر کہ اونکو ایک معلم اسلام کی سخت ضرورت ہے مصعب ابن عمیر کو مقرر فرماکر آنحضرت صلعم نے اونکے ہمراہ کردیا۔ انکی خدمات کی تفصیل ہم اسوۃ الرسولؐ جلد دوم ص ۲۸۷ مین لکھ چکے ہین۔ اونکے اعادہ کی ضرورت نہین۔ اتنا مختصراً لکھدینا کافی ہوگا کہ یہہ مصعب ابن عمیر ہی کی حسن تدبیر تھی کہ مدینہ کے تمام بڑے بڑے انصار کے قبیلے مثل۔ بنی ظفر اور بنی عبد الاشہل وغیرہم کے نہایت آسانی سے دائرۂ اسلام مین داخل ہوگئے۔

اکثر مورخین و محدثین کے قول کے مطابق جنگ احد مین علمدار تھے۔ آغاز سے خاتمۂ جنگ تک یہہ غنیم سے مقابلہ و مقاتلہ مین اپنی شجاعت و دلیری اور ہمت و جرات کی لاجواب مثالین قائم کر رہے تھے۔ کفار کی صفون کو درہم و برہم کر کے قلب لشکر مین دور تک بڑھ گئے تھے۔ وقت برابر ہو چکا تھا۔ ابن قمیّہ کی زد پر آگئے زخم کھا گئے اور شرف شہادت پا گئے۔ آنحضرت صلعم سے بہت مشابہ تھے۔ ابن قمیہ نے مصعب کو رسول اللہ سمجھکر شہادت رسولؐ کی غلط افواہ مشہور کردی۔ جناب رسول خدا صلعم انکی خبر شہادت سنکر سخت محزون و ملول ہوئے اور آدمی کو بھیجکر حضرت علی مرتضیٰؑ سے کہلا بھیجا کہ لشکر کا علم لیکر آگے بڑھین۔ ابن ہشام ج ۲ ص ۸۱

حضرت حمزہؓ کے دفن سے فراغت پاکر آنحضرت صلعم انکی تکفین و تدفین مین مصروف ہوئے۔ مصعب ابن عمیر مرحوم طویل القامت تھے اتفاق سے کفن کی چادر چھوٹی تھی۔ سر چھپایا جاتا تھا تو پاؤن کھلے رہتے تھے اور پاؤن چھپائے جاتے تھے تو سر کھلا رہتا تھا۔ بالآخر سر سے چادر ڈالدی گئی۔ پاؤن کھلے رہگئے۔ اونکو گھاس سے پوشیدہ کردیا گیا رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً۔

حنظلہ بن سعد الربیع کی شہادت

سعد ابن الربیع جوانان انصار مین تھے۔ اسلام کے جان نثار۔ کامل تھے اور وفادار خالص۔ جنگ احد مین آغاز سے لیکر انجام تک شرط وفاداری اور فرض جان نثاری پر قائم رہکر فائز بشہادت ہوئے اور اس قیامت خیز ہنگامہ مین کسی کو بھی انکی شہادت کی خبر معلوم ہوئی اور نہ یہہ معلوم ہوسکا کہ انکا قاتل کون تھا۔ میدان جنگ سے دشمنون کے چلے جانیکے بعد جب شہدائے احد کی تلاش ہوئی تو یہہ بھی ڈھونڈھے گئے۔ تو ایک مرد انصار کو یہہ جانباز اسلام دم توڑتا ہوا ملا طبری اور ابن ہشام اس عقیدتمند اور خالص وفادار کی آخری تقریر ان الفاظ مین تحریر کرتے ہین۔

وہ بزرگ انصاری بیان کرتے ہیں کہ میں نے انھیں کشتوں میں پڑا ہوا پایا۔ اسوقت تک نہیں مرے تھے جان باقی تھی میں نے پکار کر کہا کہ اے سعد مجھے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسلیئے بھیجا ہے کہ تمہیں تلاش کروں کہ تم زندہ ہیں یا مردہ تو انہیں سعد بولے میں تو مردوں میں ہوں لیکن مہربانی فرماکر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر میرا سلام کہنا اور عرض کرنا کہ خداتعالےٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ جو کسی نبی کو اوسکی امت کیطرف سے دی گئی ہو اور قوم کے لوگوں کو بھی میری طرف سے سلام کہنا اور کہدینا کہ سعد کہہ گیا ہے کہ جبتک تم لوگوں میں ایک آنکھ بھی جھپکنے والی باقی ہے اسوقت تک اگر دشمن نبی صلعم کے قریب پہونچگیا تو خدا کے حضور میں کیا عذر پیش کروگے۔

عمارۃ ابن زیاد کی شہادت یہ وفادار انصار آغاز جنگ سے خاتمہ تک قائم فی الجہاد رہا۔ اور آخر کار فائز شہادت ہوا اسکی شہادت کی خبر پہونچی تو جناب رسولخدا صلعم نے شفقت خاص سے اسکی لاش حضور میں اوٹھوا منگائی۔ جب لوگ انکی لاش اوٹھالائے تو فرمایا قریب لاؤ جب قریب لائے تو ارشاد ہوا اور قریب لاؤ یہانتک کہ انکی لاش آپ کے قدموں سے بالکل مل گئی اور وہ اپنے رخسار قدم رسول صلعم پر رکھکر جان بحق تسلیم ہوگیا۔ رحمۃ اللہ علیہ طبری ۳۰۳

انس بن نضر کی شہادت انس ابن مالک خادم رسول اللہ صلعم کے چچا انس بن نضر اوس گروہ منہزم میں اسلام کو جنگ کفار پر غیرت دلاکر فوج کفار کی گھنی صفوں میں نہایت شوکت و شان سے گھس پڑے اور لڑتے لڑتے فائز شہادت ہوئے۔ کفار نے انکو تلوار و نیزے اتنا چور کردیا تھا کہ لاشوں کے جاپڑنے کے وقت انکی لاش کو کوئی نہ پہچان سکا۔ بالآخر انکی مصیبت نصیب بہن نے ہاتھ کی انگوٹھی سے پہچانا۔

جنگ خندق یا احزاب

جنگ احد کے بعد ہی اگرچہ کفار قریش کے مع سالار ابوسفیان کے ارادے پست اور نیت سست ہوچکی تھی اسلام یا بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب کی ضیغمانہ ابدار سے تاب مقاومت باقی نہیں تھی۔ لیکن اس غیرتدار سپہ سالار لشکر کفار نے مرتا کیا نکرتا۔ کے قول کے مطابق ایک حرکت مذبوحی دکھلاکر اپنی آخری قسمت آزمائی کرنی بدر و احد کے گذشتہ معرکوں کے بعد جنگ خندق یا جنگ احزاب بنی امیہ یا قریش مکہ کی آخری جنگ تھی اسی جنگ میں ابوسفیان۔ عمرو عبدود سے پہلوان۔ عرب کو رستم دستان کو چڑھا لائے تھے مگر نتیجہ میں سوائے محرومی و ناکامی کے کچھ نصیب نہوا اور پھر حضرت علی مرتضیٰ کی ذوالفقار نے ابوسفیان کے رستم دستان کو میدان قتال میں سر زلف کیطرح پامال کردیا بالتفصیل جنگ منظور نہیں۔ موضوع بحث سے مقصود ہے۔ اس جنگ میں بھی ابوسفیان کا خس بھر بھی نقصان نہیں ہوا بنی امیہ کے کسی فرد واحد کے خراش بھی نہیں آئی جسکے لئے یہ اپنے مقابل بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب کو درگذر کرتے ہاں آپ کے مفسدانہ اور مخالفانہ بندوبست اور انقطاع رسد رسانی کے انتظام سے کامل مہینہ بھر تک مدینہ اور مدینہ والوں پر عموماً اور جناب رسولخدا صلعم پر خصوصاً بھوک پیاس۔ لشکر کی فاقہ کشی اور عالمگیر قحط سے جو مصیبتیں اور دشواریاں اسلام کے معاملات میں واقع ہوئیں وہ آنحضرت صلعم کے نقصانات کو پورے طور سے ثابت کرتی ہیں اور پھر انھیں مصائب کے ساتھ سعد ابن معاذ کے ایسے جان نثار اور وفادار کی شہادت و مفارقت آپ کے قلبی صدمات کے ثبوت میں موجود ہے۔ جب اس جنگ میں بنی امیہ کا کوئی نقصان جان و مال بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے ہاتھ سے ثابت نہیں تو درگذر اور عفو و احسان کا اظہار محض لغو اور بیکار ہے۔

سعد ابن معاذ کی شہادت سعد ابن معاذ رئیس انصار اور اسلام کے جان نثار تھے۔ انکی شہادت کی تفصیلی کیفیت یہ ہے۔ حضرت عائشہ سے منقول ہے کہ خندق کے روز جس قلعہ میں ہم پناہ گزین تھے اوس میں سعد بن معاذ کی ماں بھی تھیں حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ میں قلعہ کے باہر نکل کر پھر رہی تھی عقب سے پاؤں کی آہٹ معلوم ہوئی مڑکر دیکھا کہ سعد ہاتھ میں حربہ لئے ہوئے جوش کی حالت میں بڑی تیزی سے بڑھے جاتے ہیں اور یہ شعر زبان پر ہے جسکا ترجمہ یہ ہے ذرا ٹھہر جا لڑائی میں ایک اور شخص پہونچ جائے وقت جب آگیا تو موت سے ڈر کیا ہے۔ سعد کی ماں نے سنا تو کہا بیٹا دوڑ کے جا۔ تونے دیر لگادی سعد کی زرہ اتنی چھوٹی تھی کہ انکے دونو ہاتھ باہر تھے حضرت عائشہ نے سعد کی ماں سے کہا کاش سعد کی زرہ ذرا اور لمبی ہوتی اتفاق کہ ابن العرقہ نے تاک کر کھلے ہاتھ پر تیر مارا کہ اکحل کی رگ کھل گئی رفیدہ ایک خاتون تھیں جو اپنے پاس دوائیں بھی رکھتی تھیں اور زخم پر مرہم پٹی بھی کرتی تھیں انکا خیمہ مسجد رسول میں خندق کے غزوہ کے بعد کھڑا کر دیا گیا تھا اور یہ سعد کا علاج کرنے لگیں آنحضرت صلعم نے خود دست مبارک سے مشقص لیکر داغا پھر ورم آگیا۔ دوبارہ پھر داغا فائدہ نہ ہوا بنی قریظہ کے بعد یہ زخم کھل گیا اور انھوں نے وفات پائی۔ سیرۃ النبی جلد اول ۴۱۱

ہم نے پوری تفصیل سے اون تمام معارکہائے جنگ کے تفصیلی حالات لکھدئے جو بنی امیہ کیطرف سے بالکل جارحانہ اور مخالفانہ طور پر بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب پر کئے گئے تھے۔ لیکن انمیں سے کسی ایک جنگ میں بھی یہ امر ثابت نہیں ہوتا کہ بنی امیہ کو بنی عبدالمطلب کے مقابلہ میں سخت سے سخت نقصانات اٹھانے ہوئے۔ بلکہ اسکے خلاف بنی عبدالمطلب ہی کو بنی امیہ کے ہاتھوں ہر معرکہ میں ناقابل تلافی مصائب اٹھانے پڑے۔ اسکے علاوہ تمام تاریخ و سیر کی اسلامی کتابیں کیا بلکہ مخالفین اسلام کی تالیفات تک اس امر کا اعتراف کرتی ہیں کہ بنی امیہ کی تمام لڑائیاں جارحانہ تھیں۔ اور بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب کے تمام جہاد مدافعانہ تھے اور خاص الخاص اصول حفاظت خود اختیاری پر مبنی تھے اس بناپر جب بنی ہاشم کیطرف سے کسی جنگ میں سبقت ثابت ہوتی ہے اور نہ شدت تو پھر درگذر کس زیادتی سے کی گئی اور معافی کس جرم کی دی گئی ہم عنوان بحث میں لکھ چکے ہیں کہ مروان کی یہ منطق معکوس ہی معلوم ہوتی ہے حقیقت حال اسکے خلاف ہے۔ مروان اور جملہ بنی امیہ کے دعووں کے خلاف بنی ہاشموں کی درگذر۔ عفو جرائم رعایت و اشفاق خاص جو حاکم بنی امیہ کے ساتھ ملحوظ رکھے گئے ثابت ہوتے ہیں جنکو ہم انشاءاللہ آخر بحث میں پوری تفصیل سے قلمبند کرینگے۔ اسلئے کہ ہم کو اپنے موجودہ سلسلہ کلام میں کوئی بے ترتیبی پیدا کرنا پسند نہیں مروان یا بنی امیہ کا یہ دعویٰ کہ ہم نے اعلان یعنی بنی ہاشم پر حملہ کیا ہم اون پر غالب رہے ہم اونسے لڑے اور اون پر فتح پاکر اونکے مالک ہوگئے اور اب ہمکو اختیار ہے چاہیں اونکو معاف کردیں چاہے اون پر سختی کریں اونکی نخوت و انانیت کے مظاہرات ہیں اور واقعات کے اعتبار سے یہ بھی خالی لفاظیاں ہیں اور حقیقت حال انکے خلاف ہے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب مایہ ناز حضرت حمزہ پر قابو پاکر جو جاہلانہ اور وحشیانہ سلوک اونکے مردے کے ساتھ عمل میں لائے گئے اور جس حیوانانہ اور خونخوارانہ طریقہ سے اونکی لاش کی بیحرمتی کی گئی وہ ابھی ابھی تفصیل سے قلمبند ہوچکی ہے صرف ایک یہی واقعہ دعویٰ مروان کی تکذیب و تردید کیلئے کافی ہے۔ واقعات تو یہ بتلاتے ہیں کہ بنی ہاشم اور اونکے متعلقین پر قابو پاکر کبھی درگذر نہیں کیگئی بلکہ سخت سے سخت آزار پہونچائے گئے اور شدید سے شدید تکلیف و اذیت پہونچائی گئی ہم اسکے ثبوت میں مشاہدات تاریخی عنقریب پیش کرینگے۔

معارکہائے جنگ میں محاسن بنی ہاشم اور مظالم بنی امیہ کا فیصلہ پہلے یہ ذہن نشین کرلینا چاہیے کہ قریش کے تمام مظالم مرکز بنی امیہ تھی اسلئے

بنی ہاشمیون کے ساتھ قریش کو کوئی خاندانی منافرت اور مخالفت نہین تھی اور نہ عرب کی کسی تاریخ قدیم سے اسکا پتا ملتا ہے - مخالفت و منافرت کی ابتدا امیہ اور ہاشم کے زمانہ سے شروع ہوئی اور پھر اوسوقت سے لیکر دوسری صدی ہجری کے خاتمہ تک قائم رہی -

ظہور اسلام کے وقت حسب قرارداد مولوی شبلی صاحب تمام قریش کی کمان بنی امیہ کے زیر کمان تھی اور حرب ابن امیہ اور اوسکے بعد اوسکے بیٹے ابوسفیان ابن حرب قریش کے امیر - سردار اور سپہ سالار اعظم تھے - اس بنا پر قریش کے مظالم بنی امیہ کے مظالم تھے اور بنی امیہ کے مظالم قریش کے مظالم ہم اپنے اس بیان کے ثبوت مین اسلامی مہاجرین کے چند مصائب لکھتے ہین اور بنی ہاشم اور اوسکے متعلقین و معتقدین پر بنی امیہ اور قریشیون کا داؤ پا جانیکے بعد جو گذری حقیقت دکھلاتے ہین -

حضرت ام سلمہ کے مصائب

حضرت ام سلمہ کہتی ہین کہ میرے شوہر ابوسلمہ نے ہجرت کا ارادہ کیا - مجھکو اونٹ پر بٹھایا - میری گود مین میرا بچہ سلمہ تھا جب ہم چلے تو بنی مغیرہ نے آکر ابوسلمہ کو گھیر لیا اور کہا تو جا سکتا ہے - مگر ہماری لڑکی کو نہین لیجا سکتا - اب بنو اسد بھی آگئے - اونھون نے کہا ابوسلمہ - تو جا سکتا ہے - مگر ہمارے بچے کو نہین لیجا سکتا - غرض اونھون نے ابوسلمہ سے اونٹ کی مہار لیکر اونٹ کو بٹھلا دیا - بنو اسد تو بچہ کو ماں کی گود سے چھین کر لیگئے اور بنو مغیرہ ام سلمہ کو لے آئے - ابوسلمہ جو ہجرت کو دین کے لئے فرض سمجھتے تھے عورت اور بچہ کو چھوڑ کر مدینہ چلے گئے - ام سلمہ روز شام کو اوس جگہ پہونچ جاتین جہان وہ بچہ اور شوہر سے الگ کی گئی تھین گھنٹون رو دھو کر واپس آتین ایک سال تک اسی طرح روتے دھوتے سر پیٹتے چلاتے گذر گیا - حضرت ام سلمہ کے چچازاد بھائی کو اسکی خبر لگی - وہ آئے اور دونو قبائل کو سمجھا بجھا کر حضرت ام سلمہ کو بچہ کے ساتھ شوہر کے پاس بھیجدیا -

حضرت زینب بنت رسول صلعم

جنگ بدر کے بعد جب ابوالعاص دیت فدیہ دیکر رہا ہوئے تو مکہ آئے اور اپنی بی بی (حضرت زینب) کو جناب رسول اللہ صلعم کے پاس مدینہ بھیجدیا - قریش کو اسکی خبر لگی - زینب کی سواری روکدی - زینب حمل سے تھین - ہبار ابن الاسود جو متعلقین بنی امیہ مین سے تھا - انکی سواری پر اس زور سے نیزہ مارا کہ اوسکی کمان کے صدمہ سے زینب کا حمل ساقط ہوگیا - لیکن بی بی زینب اوسی حالت مصیبت مین ظالمین قریش و بنی امیہ (جانبازی) کے پنجہ سے کسیطرح مدینہ پہونچگئین - جناب رسولخدا صلعم نے ہبار کا خون ہدر فرما دیا تھا یعنی حلال کر دیا تھا - جسکو ملے وہ اوسے مار ڈالے

خبیب ابن عدی اور زید بن الدثنہ کی شہادت

خبیب ابن عدی اور زید بن الدثنہ آنحضرت صلعم کے دو مبلغین کو قریش کے دو مہمان کش میزبان گرفتار کرکے مکہ لے آئے - تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اسوۃ الرسول جلد دوم ص ۵۰۵ - خبیب کو حارث ابن عامر کے بیٹون نے خرید لیا اس لئے کہ خبیب نے جنگ احد مین اونکے باپ حارث ابن عامر کو قتل کیا تھا - زید بن الدثنہ کو صفوان بن امیہ نے قتل کی نیت سے خرید لیا - پہلے ہم خبیب کی سہمناک سرگذشت لکھتے ہین -

حارث ابن عامر کے بیٹون نے خبیب کے قتل کیے جانیکے بڑے انتظام کیے اسی لیئے فراہمی سامان اور درستی انتظام تک اونکو اپنے گھر ہی مین قید رکھا - انکو قیدخانہ مین چند روز گذرے تھے کہ ایکدن یہ عامر کی نواسی کو گود مین لئے ہوئے گھر کے غلامون کی طرح کھلا رہے تھے - اتفاق وقت سے اونکے ہاتھ مین اوسوقت ایک چھوٹی سی چھری تھی - لڑکی کی ماں اتفاقا اودھر سے آنکلی - انکی گود مین لڑکی - ہاتھ مین چھری دیکھکر خوف و اضطراب کے عالم مین زرد ہوگئی - خبیب اوسکے چہرے سے اوسکے محسوسات قلبی کو پہچان گئے - فوراً کہنے لگے - تم خاطر جمع رکھو مسلمان ایسے بیدرد نہین ہین کہ معصوم کو بیگناہ قتل کر ڈالین - یہ بیدادان اسلام کا کام نہین ہے بلکہ خونخوار بہائم کا - لڑکی کی ماں کو قدرے اطمینان ہوا تو اوس نے لڑکی کو فوراً انکی گود سے لے لیا

پھر انکی باتون کو حیلۃ الوقتی پر محمول سمجھکر اپنے بھائیون سے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ وہ بھی باپ کو قاتل ہونیکی وجہہ سے ڈر گیے۔

خبیب کا دردناک قتل

خبیب کو گھر ہی سے نہین بلکہ حدود مکہ سے باہر لیجا کر مقام تنعیم مین قید کر دیا۔ دو چار روز کے بعد تمام علما و اکابر قریش کو اور نیز دیگر قبائل اور ممتاز لوگون کو دعوت دی گئی اور قتل خبیب کی دعوت تقریب بھیجی گئی۔ بڑی بہت سے سب موقع پر حاضر ہوے جنمین قریش کے سپہ سالار ابوسفیان اور انکے فرزند بلند نشان معویہ صاحب بھی حضرت شیطان کی ساتھ حاضر تھے۔ یہ سب کے سب خبیب غریب کی زیر صلیب تماشہ دیکھنے کے لئے اکٹھا تھے۔ صفیر مرحوم سے

تیغ وہ کھینچی ہے اپنے بیگانے مین جمع ... معرکہ مین آج میرا امتحان ہونیکو ہے

خبیب کے لئے پہلے ہی سے سولی تیار ہو چکی تھی۔ جب یہ سولی کے پاس لائے گئے تو خبیب نے بڑے استقلال و پائداری سے کہا کہ مجھے صرف دو رکعت نماز پڑھ لینے دو۔ اجازت ملی۔ انھون نماز پڑھ لی۔ نماز پڑھ چکے تو کہا جی تو چاہتا تھا کہ نماز آخر تجمیع خاطر کے ساتھ بڑی دیر تک پڑھتا لیکن چونکہ صرف یہ خیال آیا کہ تملوگ سمجھوگے کہ موت کے خوف سے ڈرتا ہے اسلئے نماز مین دیر کرتا ہے۔ یہ کہکر بکمال استقلال سولی پر چڑھ گیے اور یہ اشعار پڑھنے لگے

۱ لقد جمع الاحزاب حولي والبوا ... قبائلهم واستجمعوا كل مجمع
دشمن دار ابنوہ لوگ میرے گرد آکر جمع ہو گیے ہین ... اور انھون نے بڑی بڑی جماعتون کو بلا لیا ہے

۲ وكلهم مبدي العداوة جاهدا ... علي لاني في وثاق بمضيع
سب کے سب میرے دشمن اور عداوت کا اظہار کر رہے ہین ... اور مین اس (دار) ہلاکت مین بندھا ہوا ہون

۳ وقد جمعوا ابناءهم ونساءهم ... وقربت من جذع طويل ممنع
انھون نے اپنی بیٹون اور عورتون کو بھی بلا لیا ہے ... اور مجھے ایک طویل اور مضبوط لکڑی مین باندھا ہے

۴ وقد خيروني الكفر والموت ... وقد هملت عيناي من غير مجزع
انھون نے کہا ہے کہ کفر اختیار کر نیسے آزادی مل سکتی ہے ... اس کو تو مصلحتاً سان ٹھہرا اسلیئے میری آنکھین پرنم نہین

۵ فلست بمبد للعدو تخشعا ... ولا جزعا اني الى الله مرجعي
مین دشمن سے عاجزی نکرونگا اور نہ چلاؤنگا ... اس لیئے کہ مین جانتا ہون کہ مین خدا کیطرف جاتا ہون

۶ ومالي حذار الموت اني لميت ... ولكن حذاري جحم نار ملفع
موت سے مجھے ڈر نہین ہے اسلیئے کہ مین مر جاؤنگا ... لیکن مین لپٹنے والی آگ سے ڈرتا ہون

۷ لذي العرش صبرني على ما يراد بي ... فقد بضعوا لحمي وقد ياس مطمعي
اس عرش کے مالک نے مجھسے کچھ خدمت لینی چاہی ہے ... صبر کرنیکو کہا ہے اب انھون نے ذرہ کر دیے میرا گوشت کو ٹکڑے ہو اور میری

۸ الى الله اشكو غربتي ثم كربتي ... وما ارصد الاحزاب لي عند مصرعي
مین اپنی بیکسی و بیوطنی کی فریاد اور دشمنون کی ان ... آرزون کے نالہ و فریاد جو میری جان لینے کے بعد ہیں کرتے ہین خدا کے یہان

۹ فوالله ما ارجو اذا مت مسلما ... على اي جنب كان في الله مصرعي
بخدا جب مین اسلام پر جان دے رہا ہون ... تو یہ پروا نہین کرتا کہ کس پہلو پر گر کر جان دیتا ہون

وذلک فی ذات الالٰہ وان یشاء | یبارک علی اوصال شلو ممزع
خدا کی ذات سے امید لگی ہے اگر وہ چاہے | تو میرے پارہ ہائے گوشت کو برکت عطا فرما

خبیب مرحوم کے ان دردبھرے اشعار مین چند شعر تشریح طلب ہین - اسلئے ناظرین کی واقفیت کیلئے اونکی شرح کردینا مفید ہوگا -

ساتوین شعر مین اس مرنیوالے مبلغ اسلامی نے کفار قریش کے مظالم کی تصریح کرتے ہوئے یہ بتلایا ہے کہ انہون نے زدوکوب کرکے میرا تمام گوشت کوٹ ڈالا ہے - واقعہ یہ ہے کہ سولی دینے سے پہلے کفار قریش نے انکو ڈنڈون اور کوڑون سے خوب مارا تھا - یہہ اسی کیطرف اشارہ ہے

پھر نوین شعر مین جو یہ فرمایا ہے کہ جب مین اسلام پر جان دے رہا ہون تو مین یہ پروا نہین کرتا کہ کس پہلو پر گر کر جان دون گا حقیقت یہ ہے کہ انکو واقعات شہادت مین جیسا کہ تاریخ و سیر کی کتابین ثابت کر رہی ہین کہ خبیب سولی پر چڑہا کر فوراً قتل نہین کر دئے گئے - بلکہ تختہ پر انکو بٹھلا کر ہر شخص نے اپنا نیزہ اوٹھالیا - اور اونکی تیز تیز نوکین چار دن طرف سے انکے جسم مین اسطرح چبھونے لگے کہ یہہ جدھر بھی پھرتے تھے ادسیطرف نیزون کی نوکین انکے بدن مین چبھو دی جاتی تھین - جیسا کہ بہت جلد ہمارے سلسلہ بیان سے ظاہر ہوگا -

بہرحال ان اشعار کو پڑہکر اس اہل دعا اور کامل الولا نے بارگاہ خدا مین ہاتھ اوٹھا کر یہہ دعا کی -

اللّٰھم بلغنا رسالة رسولك فبلغه ما تصنع بنا | پروردگار ہمنے تیرے رسول کی رسالت ادا کر دی تو اپنے رسول کو ہمارے حال سے آگاہ کر دے

دعا کے بعد یہہ فدائی اسلام سولی پر کھڑا رہا - چالیس جوان نیزہ دار نیزہ کی نوکون سے اُنکے بدن کو کوچنے لگے اونکی ہر ضرب اونکا جسم ادہر سے ادہر ہوجاتا تہا - لیکن یہہ کامل الایمان ہربار اپنا موہنہ کعبہ کی طرف پھیر کر فرماتا تھا -

الحمد للّٰه الذی جعل وجهی نحو القبلة التی رضی لنفسه ولنبیه وللمؤمنین | اوس خدا کا شکر ہے جس نے میرے موہنہ کو قبلہ کیطرف پھیر دیا اور مین اپنی ذات سے اپنے نبی سے اور مومنین سے راضی جاتا ہون

اس اثنا مین ایک بیدردی نے ایسا نیزہ مارا کہ پشت سے پار ہو گیا اور مظلوم خبیب اقرار توحید و رسالت کرتے ہوئے شہید ہو گئے رضی اللّٰہ تعالےٰ عنہ

ابوسفیان اور معویہ تماشائیون مین تھے

قرینہ غالب ہے کہ بنی امیہ کے طلیق اللسان اسپیکر مروان الحکم خود بھی اس خونین منظر مین شریک ہونگے اور اگر اپنی بدقسمتی سے وہ اس خون ناحق کے موقع پر ظالمون کیساتھ دینے کیلئے موجود نہ تھے تو اونکے دیگر بزرگ بنی امیہ ابوسفیان اور معویہ - خود آمد اند و صاحبزادگان را ہم آوردہ اند - کی پوری مثال بنکر موقعہ پر ضرور حاضر تھے - مگر نہ معلوم کہ اوسوقت درگذر کرنیوالی فطرت اور جرم و خطا کی بھولجانیوالی آپ کی عادت کہان چلی گئی تھی کہ یہہ دونو باپ بیٹے ان خونخوارانہ مظالم کو اپنی دونوں آنکھون سے دیکھتے رہے اور ہون سے چون نکر سکے -

محدثین کا اتفاق ہے کہ اوسیوقت سے یہہ دستور ہو گیا کہ قاتل سے مقتول دو رکعت نماز کی اجازت لیکر نماز پڑہ لیتا ہے تو قتل کیا جاتا ہے

خبیب کے خون ناحق سے عام خوف

اس امر پر بھی تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ خبیب ابن عدی کے مرثیہ بالا اشعار و دعا نے حاضرین مقتل کے قلوب پر ایسا ہیبت اثر پہنچایا تھا کہ وہ سب کے سب حواس باختہ ہو گئے تھے - چنانچہ ہم ان چند تماشائیون کے خوف و دہشت اور اثرات و جذبات ذیل مین تاریخ روضة الاحباب کے ترجمہ سے نقل کرتے ہین

معویہ ابن ابوسفیان کا بیان ہے کہ مین اسواقعہ مین موجود تہا اور ابوسفیان نے مجھے خبیب کی دعا کی ہیبت و خوف سے اوندھا زمین پر لیٹا دیا تھا کیونکہ عرب مین یہہ دستور قائم تھا کہ اگر کوئی شخص کسی کے حق مین دعائے بد کرے تو جس پر دعائے بد کیجاوے

اور وہ شخص اوندھا زمین پر لیٹ جاتیے تو دعا کا اثر جاتا رہتا ہے - دیکھیے بزرگان بنی امیہ کس مزے سے تماشہ دیکھ رہے ہین اور درگذر کیسی مسلمانی سو خاتمہ کر دئیے جانیکا بھی حکم نہین دیتیے - حقیقتاً اسلام کشی مین انلوگون کو مزہ آتا تھا -

خویطب بن العزیٰ کہتیے ہین کہ خبیب کی ہیبت دعا سے مین نے اپنے کانون مین انگلیان دیے رکھی تھین - وہان سے مارے خوف کے بھاگ آیا تھا -

حکیم بن حزام کہتیے ہین کہ مین اونکی دعا کی ہیبت سے بھاگ کر ایک درخت کے پیچھے چھپ گیا -

حضرت عمر کے زمانہ مین سعید ابن عامر (قاتل خبیب) امیر حمص تھے - اونکو کبھی کبھی بیہوشی بھی ہوجایا کرتی تھی - ایکبار حضرت عمر نے ان سے پوچھا کیا تمہین جنون و بیہوشی کی بیماری ہے - اونھون نے کہا نہ مجھے جنون ہے اور نہ بیہوشی کا مرض ہے - بات یہ ہے کہ مین قتل خبیب کی موقع پر حاضر تھا - جب مین اوس خوفناک منظر کو یاد کرتا ہون تو بیخود ہوجایا کرتا ہون روضۃ الاحباب رحمۃ العالمین ص ۱۱۳

زید بن الدثنہ کی شہادت

خبیب کے بعد اب زید بن الدثنہ کی آخری سرگذشت بھی ملاحظہ ہو

زید بن الدثنہ کا قتل بھی تماشہ کی غرض سے منظر عام مین بڑی طیاریون کے ساتھ عمل مین لایا گیا - حاضرین مین ابوسفیان بھی تھے - جب یہ اجل نصیب تلوار کے نیچے بیٹھ چکا تو ابوسفیان تعریضاً زید سے پوچھنے لگے - کہو زید - اگر اسوقت تمہاری جگہ محمد (صلعم) ہوتے تو کیا تم اسکو اپنی بہت بڑی خوش قسمتی نہین سمجھتے - یہ کامل الایمان بول اوٹھا - برب کعبہ مین تو اپنی جان کو اسکے برابر بھی عزیز نہین رکھتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاؤن مین کانٹا بھی چبھ جائے -

ان غریب کی قتل مین بھی ذلت کا ایک خاص شعبہ لگا دیا گیا وہ یہ کہ کسی قریش نے انکی گردن نہین ماری - بلکہ صفوان بن امیہ نے اپنے غلام نسطاس کو حکم دیا اور اوس بدبیدہ نے انکا سر قلم کر دیا - رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعہ

بنی امیہ کیے مظالم

ہم نے ضرورت سے زاید ایسے واقعات لکھکر پیش کر دیئے ہین جنسے کامل طور پر ثابت ہوتا ہے کہ بنی امیہ اور اونکے زیر فرمان کفار قریش نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب اور اونکے متبعین و معتقدین پر قابو پاکر کبھی کوئی درگذر نہین کی - اونکے ساتھ انصاف و ہمدردی کے کوئی سلوک قائم نہین رکھے - بلکہ بخلاف اسکے اونکو سخت سے سخت ایذائین پہونچائین - اون پر شدید سے شدید مظالم کیئے - اونکو وحشیانہ طور پر قتل کیا - پانی کیطرح اونکے خون بہایے - قزاقانہ طور سے دن دہاڑے اونکے مال و جائداد کو لوٹ کر خاک سیاہ کر ڈالا -

بنی ہاشم کے احسان

بنی امیہ اور ابوسفیان کے ان مظالم و مفاسد کیے خلاف بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے راس الرئیس جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے - جنکے یہ ہمیشہ درپے آزار - دشمن جان اور خون کے پیاسے رہے - ان پر کافی قابو - کامل فتح اور پورا اختیار پاکر انکے ساتھ کیسی مراعات اور احسانات قائم رکھے اور کس مہربانی اور کشادہ پیشانی سے اون تمام ناقابل معافی جرائم کو ایک ایک کر کے معاف کر دیا جو اون سے اسلام کی مخالفت اور بانی اسلام کی عداوت مین پیش آئے تھے اگرچہ ظہور اسلام سے پہلے - بنی ہاشم و بنی امیہ کے زمانے مین بھی - جانبین کی اس سعادت و شقاوت - اس ستمگاری و رواداری کی مثالین کثرت سے ملتی ہین اور ہم اونکو اسی وقت اور اسی موقع پر لکھ بھی دیتے - لیکن زاید از ضرورت اور باعث طوالت سمجھکر نہین لکھتے - لیکن تاہم عنوان بحث کی تمہید اور سلسلہ کلام کی ترتیب کو مدنظر رکھکر صرف دو مثالین ذیل مین لکھے دیتے ہین

بنی ہاشم کے قدیم محاسن اطوار اور بنی امیہ کے مظالم و آزار

امام المورخین طبری ہاشم اور امیہ کی تفصیل مخالفت مین لکھتے ہین ۔ اگرچہ امیہ کوشش کرتا تھا ہاشم کے ساتھ ہمسری کا دعوی رکھتا تھا مگر وہ بھی اپنی اخلاقی کمزوریون کی وجہ سے ہم اسکو پورا نکر سکا ۔

ایک وقت امیہ نے ہاشم سے خدمت رفادہ کے دینے کی بہت اصرار کیا اور تکرار کی نوبت پہنچائی ۔ ہاشم نے حالت کی نزاکت کا خیال کر کے رفادہ کی خدمت امیہ کو سپرد کردی اور کہدیا کہ کوئی ایسی بدنامی نہو کہ خاندانی بزرگی حاصل ہے ۔ امیہ نے بھائی سے اجازت پاکر اپنی طرف سے حجاج کی ضیافت کا بڑا سامان کیا اور اپنا تمام سرمایہ حاجیون کی دعوت مین اوٹھا ڈالا ۔ مگر تمام حجاج کو پیٹ بھر کھانا نہین ملا ۔ بہت سے حاجی بھوکے رہگئے ۔ امیہ کو تو کوئی جانتا بھی نہتھا ۔ ہاشم کی سخت بدنامی ہوگئی ۔ ہاشم کی حمیت جوش مین آگئی ۔ اپنی بدنامی کو وہ ایکساعت کیلئے بھی برداشت نکرسکے ۔ فوراً اپنے پاس سے پچاس اونٹ ذبح کئے اور حجاج کی اپنی ضیافت کر کے تمام شکایتون کو اونکے دلون سے دھودیا ۔ اسکے بعد ہاشم نے امیہ کو اس حرکت پر بہت ڈانٹا اور وہ پشیمان ہوکر مکہ سے شام کو چلاگیا پھر سال بھر تک مکہ مین مونہہ نہ دکھایا ۔ طبری جلد ۴ ص ۳۷۲

طبقات ابن سعد مین ہے ۔

فحسده (ای هاشم) امیه بن عبد الشمس بن عبد مناف بن قصی وكان ذا مال فتكلف ان يصنع صنيع هاشم فعجز عنه فشمت به الناس من قريش فغضب ونال من هاشم ودعاه الى المنافرة فكره هاشم ذلك لسنه وقدره فلم تدعه قريش واحفظوه قال فانی انافرك على خمسين ناقة سود الحدق تنحرها بمكة والجلاء عن مكة عشر سنين فرضي بنی امیه بذلك وجعلا بينهما الكاهن الخزاعی فنفر هاشما عليه فاخذ هاشم الابل فنحرها واطعمها من حضره وخرج امیه الى الشام فاقام بها عشر سنين فكانت اول عداوة وقعت بين هاشم وامیه

امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف بن قصی کو ہاشم کے ساتھ بوجہ امارت و حکومت رشک و حسد پیدا ہوا ۔ امیہ صاحب مال و دولت تھا اور اپنی مالی قوت کے اعتبار سے اوس نے ہاشم کے ساتھ عظمت و وجاہت مین بھی مساوی اور مقابل ہوجانیکے خیال سے وہی امور بجالانیکی کوشش کی جو ہاشم کیا کرتے تھے ۔ لیکن حقیقتاً امیہ نکرسکا اور عاجز رہا ۔ تمام لوگون نے اوسکی اس خفیف الحرکاتی پر سخت طعن و تشنیع کی امیہ کو غصہ آگیا اور اوسنے ہاشم سے اسکی شکایت کی اور اسکے ساتھ ہاشم کو منافرت کی دعوت دی ہاشم نے منافرہ کے انعقاد کو اپنی شان و مراتب کے خلاف سمجھکر انکار کردیا ۔ لیکن قوم و قبیلہ کے لوگون نے اسکا استرضا پر مجبور کردیا ۔ بالآخر ہاشم نے امیہ کے ساتھ منافرہ کی یہ شرطین پیش کین کہ جانبین سے جو مغلوب ہوجاے وہ پچاس سیاہ آنکھ والے اونٹ نحر کرے گا اور دس برس تک مکہ کی سکونت ترک کردے گا ۔ امیہ اس پر راضی ہوگیا ۔ قبیلہ خزاعی کا مرد کاہن حکم قرار پایا منافرہ مین ہاشم غالب آے اور شرط منافرہ کے مطابق ہاشم نے وہ اونٹ امیہ سے لیکر ذبح کئے اور اوسیوقت اونکا گوشت پکاکر تمام حاضرین کو کھلوادیا اور امیہ نے اوسی وقت سے سکونت مکہ چھوڑدی اور دس برس تک شام مین جاکر مقیم رہا اور یہ پہلی عداوت تھی جو سلسلہ ہاشمیہ اور خاندان بنی امیہ کے فیمابین واقع ہوئی ۔

ابن اثیر تاریخ کامل مین لکھتے ہین ۔

وولی هاشم بعد ابيه عبد مناف ما كان اليه

جب ہاشم اپنے باپ عبد مناف کے بعد اونکی ریاست سقایہ

من السقایه والرفادة فحسده امیة بن عبد الشمس علی ریاسته فکانت اول عداوة وقعت بین هاشم و امیه

اور رفادہ کے رئیس اور والی ہوئے تو امیہ بن عبد الشمس کے دلمین ہاشم کی طرف سے رشک و حسد پیدا ہوا اور یہ پہلی عداوت تھی جو ہاشم اور امیہ مین واقع ہوئی۔

ان دونو واقعات سے ہاشم اور امیہ کے مخالف طبایع اور طرز عمل کا پورا ثبوت ملتا ہے اور ظاہر ہوتا ہے کہ ابتدا ہی سے امیہ کی طبیعت مین خفیف الحرکاتی اور رشک و حسد کا خزانہ بھرا تھا اور ہاشم کے فطرت صالحہ مین رواداری اور صبر و تحمل کے جوہر ودیعت ہوے تھے پہلے واقعہ مین ہاشم نے امیہ کو موقع بھی دیا لیکن نتیجہ مین سوائے بدنامی اور توہین خاندانی کے کچھ اوسے حاصل نہوا آخر کار ہاشم کو اپنے صرف خاص سے اس بدنامی کو رفع کرنا ہوا۔

امیہ کے دل پر فطرت کی کمی اور عقل کی کمی کی وجہہ سے اولٹا اثر پڑا اور نوبت منافرہ کی آئی۔ ہاشم نے خلاف شان ہونیکی وجہہ سے اوسکو بہت ٹالا لیکن موئدین امیہ نے نہ مانا۔ بالآخر جو نتیجہ ہوا وہ ظاہر ہے۔ غرضکہ ان واقعات مین بھی سبقت مخالفانہ امیہ ہی کی طرف سے ثابت ہوتی ہے اور رواداری۔ عفو و درگذر ہاشم کی طرف سے۔

اب امیہ اور ہاشم کے بعد حرب ابن امیہ اور عبد المطلب کے واقعات بھی ذیل مین ملاحظہ ہون۔ پہلے یہ مقدمہ ذہن نشین کر لینا چاہیئے۔ ابن سعد طبقات مین لکھتے ہین۔

اوصی هاشم ابن عبد مناف الی اخیه مطلب ابن عبد مناف فبنو هاشم وبنو مطلب اید واحدة الی الیوم وبنو نوفل وبنو عبد الشمس اید واحد الی الیوم ص ۶۴

ہاشم نے اپنے اخیر اپنے بھائی مطلب کو اپنا وصی قرار دیا اور اوسوقت سے بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہوگیے اور آجتک ایک ہی رہے ہین اسیطرح بنو نوفل اور بنو عبد الشمس (بنی امیہ) ایک ہولیے اور آجتک ایک ہین۔ ص ۶۴

اوپر بیان ہوچکا ہے کہ امیہ مالدار شخص تہا اور طبیعت کا تنگ۔ ہاشم معتدل سرمایہ کے بزرگ تھے اور کشادہ دل۔ قریش کے ساتھ ہاشم کے سلوک مہمانی اصلاح و رفاہ ملکی و قومی تک محدود تھے۔ قریش کے لین دین۔ کاروبار اور سود بیاج کا بیوپار اوسکی ضرورتین امیہ سے وابستہ تھین اس بنا پر قریش کے کثیر التعداد قبیلے بہت جلد بنی امیہ کے ہمراز و ہم آواز ہوجاتے تھے۔

قریش اور عبد المطلب کی مخالفت

چنانچہ حضرت عبد المطلب جب اپنے والد بزرگوار فیاض عرب۔ حضرت مطلب ابن ہاشم کے بعد مکہ مین سریر آرائے حکومت ہوے اور رویائے صادقہ کے ذریعہ سے گم شدہ چاہ زمزم کے پھر کھودنے پر طیار ہوے تو آپ کے اس خواب کو سنکر حرب ابن امیہ اور اوسکے ساتھ تمام قریش نے مضحکہ اوڑایا اور کوئی فرد واحد اس امر عظیم اور کار خیر مین اونکا معاون نہوا یہان تک کہ اس مجاہد فی سبیل اللہ نے تن تنہا اپنے ایک صاحبزادے حرث کے ہمراہ اس کار خیر کو آغاز کر دیا۔ اوسوقت تک آپ کے یہی ایک صاحبزادے۔ حرث کام کرنیکے قابل ہوے تھے۔ اور کوئی صاحبزادے اوسوقت تک عالم وجود مین نہین آئے تھے۔ دیکھیے ابن ہشام کیا لکھتے ہین۔

فغدا عبد المطلب ومعه ابنه الحرث ولیس له یومئذ ولد غیره فوجد قریة النمل ووجد الغراب ینقر عندها بین الوثنین اساف ونائلة الذین کانت قریش تنحر

صبح سویرے عبد المطلب اپنے بیٹے حرث کو (اوسوقت تک اونکے یہی ایک بیٹے تھے) ساتھ لیکر (چاہ زمزم) کنوان کھودنے لگے اور قریۃ النمل و غراب کی علامات و بینات قدرت کے مطابق جو عالم رویا مین خدا کی

عندهما ذ بالمعول فجاء بالمعول وقام ليحفر حيث امر فقامت
اليه قريش حين رأى جده فقالوا والله لا نتركك تحفر
بين وثنينا هذين الذين ننحر عندهما فقال عبد المطلب
لابنه الحارث دعني حتى احفر والله لامضين لما امرت
به فلما عرفوا انه غير نازع خلوا بينه وبين حفره

طرف سے بتلائے گئے تھے اور جہاں پر دو بتوں اساف ونائلہ کے واقع تھا اور جہاں آ کے قریش اپنے جانوروں کو ذبح کیا کرتے تھے۔ جب عبد المطلب بیان کردہ نشان وغیرہ لیکر کنواں کھودنے کے لئے آئے، تو یکبارگی تمام قریش جنمیں بنو نوفل اور بنو امیہ بھی شامل تھے اونکی مخالفت پر آمادہ ہو گئے اور کہا ہم ہرگز ان دونوں بتوں کے درمیان کنواں نہیں کھودنے دینگے۔ عبد المطلب نے اپنے بیٹے سے کہا ان لوگوں کو ہمارے پاس سے ہٹا دے کہ ہم بغیر کنواں کھودے نہیں ہٹینگے اور کبھی اوس کام کو نہ چھوڑینگے جسکے انجام کرنیکا حکم ہمکو مل چکا ہے۔

انکی یہ تقریر سنکر قریش کو یقین ہو گیا کہ یہ اپنے ارادے سے کبھی باز نہ آئینگے اس لئے تمام لوگ اونکے اور اونکے کنواں کھودنے کے مقام کو چھوڑ کر ہٹ آئے۔

اسکے آگے ابن ہشام لکھتے ہیں۔

فلم يحفر (عبد المطلب) الا يسيرا حتى بدا له الطي
فكبر وعرف انه قد صدق فلما تمادى به الحفر وجد
فيها غزالين للذان دفنت جرهم فيها حين خرجت من
مكة ووجد فيها اسياف قلعية وادراعا فقالت له
قريش يا عبد المطلب لنا معك في هذا شرك وحق
قال لا ولكن هلم الى امر نصف بيني وبينكم

عبد المطلب نے تھوڑا کنواں کھودا تھا کہ چاہ قدیم کے آثار نکل آئے عبد المطلب نے خوشی میں تکبیر کہی اور یقین ہو گیا کہ خواب میں جو کچھ اونہیں دکھلایا گیا ہے وہ بالکل سچ ہے۔ جب کچھ اور کھودا تو دو سونے کے ہرن۔ جنکو جرہم نے مکے سے جاتے وقت چاہ زمزم میں ڈال دیا تھا نکلے۔ پھر اوسمیں قلعی کی ہوئی تلواریں اور زرہیں بھی عبد المطلب کو دستیاب ہوئیں۔ تب تو قریش پھر چلے آئے اور عبد المطلب سے کہنے لگے کہ ان اشیاء برآمد شدہ میں ہمارا بھی حق و حصہ ہے۔ عبد المطلب نے کہا نہیں۔ مگر ہاں اگر تم باخود بالتصفیہ کرنا چاہو تو ہم نصفا نصف کر دینگے قریش اور بنی امیہ باخود بالتصفیہ پر راضی نہوئے اور عبد المطلب نے بھی اونکو اون چیزوں میں کوئی حصہ نہ دیا۔ قریش وغیرہ نے اس معاملہ کے تصفیہ کے لئے ایک کاہنہ کو فیصلہ کن حکم قرار دیا۔ اور جانبین اس قرارداد پر راضی ہو کر مکے سے چلے۔

ابن سعد طبقات میں لکھتے ہیں

قریش و بنی امیہ کی شقاوت و
بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کی سخاوت

خرج مع عبد المطلب عشرون رجلا من
بني هاشم وعبد مناف وخرجت قريش بعشرين رجلا
من قبائلها فلما كانوا بالفقير من طريق الشام او حذوه
فني ماء القوم جميعا فعطشوا فقالوا لعبد المطلب
ما ترى فقال هو الموت فليحفر كل رجل منكم حفرة
لنفسه وكلما مات رجل دفنه اصحابه حتى يكون
اخرهم رجلا واحدا فيموتون ضيعة السير

عبد المطلب کے ساتھ بیس آدمی بنی ہاشم و بنی عبد مناف کی اولاد میں سے اور قریش کے ساتھ تمام قبائل کے ایک ایک آدمی مکہ سے چلے جب علاقہ شام کے مقام فقیر یا جذوہ میں پہونچے تو تمام لوگوں کا پانی چک گیا اور سب پیاسے رہگئے تو سب نے عبد المطلب سے کہا کہ اب تمہاری کیا رائے ہے۔ عبد المطلب نے کہا کہ موت۔ تم میں سے ہر آدمی اپنے لئے ایک گڑھا (قبر) کھود لے۔ جو آدمی مر جائے اوسکا ہمراہی اوسکو دفن کر دیوے یہانتک کہ تم میں ایک آدمی تنہا باقی رہجائیگا اور وہ البتہ بلا تیمارداری اور محض بیکسی و بے یاری کی موت مریگا مگر اس

من ان تموتوا جميعا فحفروا ثم قعدوا ينتظرون الموت فقال عبد المطلب والله ان القائنا بايدينا هكذا للعجز لا نضرب في الارض فعسى الله ان يرزقنا ماء ببعض هذه البلاد فارتحلوا فقام عبد المطلب الى راحلته فركبها فلما انبعثت به انفجرت تحت خفها عين ماء عذب فكبر عبد المطلب وكبر اصحابه وشربوا جميعا ثم دعا القبائل من قريش فقالوا هلم الى الماء الرواء سقانا الله فشربوا واستقوا وقالوا قد قضى الله علينا الذي سقاك هذا الماء هذه الفلاة هو الذي سقاك الزمزم فوالله لا نخاصمك فيها ابدا فرجع فرجعوا معه ولم يصلوا الى الكاهنة وخلوا بينه وبين زمزم

تھے کہ ساتھ ایک آدمی کا مرجانا اتنے آدمیوں کی سختی سے مرجانے سے بہتر ہوگا ان لوگوں نے گڑھے کھودے اور اپنی اپنی موت کو پورے منتظر ہو کر بیٹھ رہے۔ جب عبدالمطلب نے اونکی یہ حالت دیکھی تو کہا کہ یہ ہماری ہاتھوں کی بلائی ہوئی مصیبت کہی جایے گی اور یہ ہمارے ضعف وکمزوری کا نتیجہ کہا جایے گا۔ (یعنی گھر میں یا خود یا بیٹھکر تصفیہ کرلیا ہوتا جیسا کہ ہم نے کہا تھا تو آج یہ آفت کیوں نصیب ہوتی۔ اور اس طریقہ سے ہماری جہالت اور ذلت کی مثال دنیا میں قائم ہوجایے گی اگر خدا کو منظور ہے تو اس مقام سے کسی دوسرے مقام پر ہمکو پانی عنایت فرمایے گا۔ یہاں سے لوگ چلنے پر طیار ہوگئے اور حضرت عبدالمطلب بھی سوار ہونے کے لئے اپنی سواری کے قریب اٹھ کھڑے ہوئے اور وہاں سے چلنے ہی کو تھے کہ آپ کے پاؤں کے نیچے آب شیریں کا ایک چشمہ ریگ میں نظر آیا۔ اسکے دیکھتے ہی حضرت عبدالمطلب اور انکے ہمراہیوں نے تکبیریں پکاریں اور سب نے سیر ہو کر اوس پانی کو پیا۔ پھر اون

مخالف قبائل کو بھی آواز دی اور کہا کہ اس آب رواں کیطرف آؤ جو خداوند عالم نے ہمکو عنایت فرمایا ہے۔ یہ سنکر وہ تمام لوگ بھی آیے۔ اوس پانی کو پیا اور پلایا اور کہنے لگے کہ اب ہماری موجودہ نزاع کا فیصلہ ہوگیا جس شخص نے ہمکو اس چشمہ زمین سے پانی پلایا ہے۔ بیشک وہی ہمکو چاہ زمزم کا بھی پانی پلائے گا خدا کی قسم اب اس امر میں ہم اوسکی مخاصمت نکرینگے پس وہ لوگ حضرت عبدالمطلب کے ساتھ اوسیوقت لوٹ آیے اور اوس کاہنہ شامیہ کے پاس نہ گیے اور بیر زمزم سے حضرت عبدالمطلب سے دست بردار ہوگیے۔

سیرت ابن ہشام میں بھی قریب قریب یہی الفاظ ہیں مگر اوسمیں جو امر خاص قابل ذکر ہے وہ قریش اور بنی ہاشم کے اخلاقی اوصاف کے اختلاف ہیں۔ ذیل کی عبارت سے اوسکا پورا انکشاف ہوتا ہے

فخرجوا حتى اذا كانوا ببعض تلك المفازة بين الشام والحجاز فني ماء عبد المطلب واصحابه فظمئوا حتى تيقنوا بالهلكة واستسقوا من معهم من قبائل قريش فابوا عليهم فقالوا انا بمفازة ونحن نخشى على انفسنا مثل ما اصابكم فلما راى عبد المطلب ما صنع القوم وما يتخوف على نفسه واصحابه قال ماذا ترون قالوا ما راينا الا تبع رايك فامر ما شئت صفحہ ۶۹

فریقین نکلے اور جب شام وحجاز کے درمیان پہونچے تو حضرت عبدالمطلب کے ہمراہیوں کا پانی ختم ہوگیا۔ اور وہ پیاسے رہگئے اور جب پیاس سے ہلاکت کے قریب پہونچگئے تو اونھوں نے قبائل قریش سے پانی مانگا اون لوگوں نے قطعی انکار کردیا اور کہا کہ ہم اپنی جانوں کے لیئے اوسی مصیبت کا خوف و اندیشہ کرتے ہیں جو تمہاری جانوں پر آبنی ہے اور جسکو ہم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ یہ جواب سنکر حضرت عبدالمطلب نے کہا دیکھتے ہو جو تمہاری قوم تمہارے ساتھ کر رہی ہے اور اوسکو ہمارے اصحاب اور

ہماری جان کا کوئی درد اور خوف ولحاظ نہیں ہے۔ اب تمہاری کیا رایے ہے اصحاب عبدالمطلب نے جواب دیا ہماری کوئی رایے سوایے اسکے نہیں ہے کہ ہم آپ کی رایے کی متابعت کریں۔ جو آپ تجویز کریں وہ ہمکو حکم دیں۔

بنی امیہ کی بیدردی

ابن ہشام کی تحقیق میں پہلے قریش کا انکار درج ہوچکا ہے تب اسکے بعد چشمہ کے برآمد ہونیکا مشاہدہ واقع ہوا ہے

اس واقعہ سے پہلے جس چیز کا انکشاف ہوتا ہے وہ تعمیم و تخصیص کا مسئلہ ہے اور معمول کے ظاہری اصول پر شخص تخصیص کو اکثر حسن ارادت کا نتیجہ اور خلوص عقیدت کا مقتضی سمجھتا ہے اسی بنا پر اکثر لوگ بنی ہاشم کی بنی امیہ پر ترجیح و تفضیل کے مسئلہ کو قابل نہین سمجھتے بلکہ اسکو مولفین کی خوش عقیدگی سمجھکر قلم انداز کر دیتے ہین شبلی صاحب بھی اسی مسلک کے بزرگ تھے۔ لیکن اس غلط اصول تعمیم کے خلاف یہی دو واقعات کامل طور سے ثابت کرتے ہین کہ بنی امیہ اور تمام قریش کو باوجود ہم اصلی اور ہم بطنی کے بنی ہاشم کے ساتھ اخلاق۔ تہذیب۔ عام ہمدردی۔ فیاضی اور اشفاق کی تمام محاسن و اوصاف مین کوئی مشابہت اور مماثلت نہین ہے اور یہین واقعات سے آپ یہ نتیجہ نکال سکتے ہین کہ ان اوصاف و محامد کے لیے ہمقومی۔ ہم بطنی اور ہموطنی کی ضرورت نہین۔ انکی تفویض قدرت کی تدبیر اور مشیت کی تجویز پر مبنی ہوتی ہے۔ ورنہ عالم انسانی مین ممکن نہین ہے کہ ایک قوم ایک ملک اور ایک شہر کے لوگ اپنی جمعیت مین اپنے لوگون کو۔ گو وہ اوسوقت اونکے مخالف خیال ہی کیون نہ ہون پیاس سے مرتا ہوا آنکھون سے دیکھین اور اپنے پاس کافی مقدار مین پانی رکھکر اون پیاس سے مرتے ہوے انسانون کو پانی دینے سے صاف انکار کر دین اور پانی کی ایک بوند نہ دین۔ جیسا کہ ابن ہشام کی مرقومہ بالا عبارت سے ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت عبد المطلب اور اونکے ہمراہیون نے پیاس سے بیقرار ہو کر اور موت کے قریب پہونچکر اپنے ہمقوم اور ہموطن قریشی بھائیون سے پانی مانگا اور اون لوگون نے نہ دیا۔ پھر نہ دیا۔

بنی ہاشم کی ہمدردی

اس واقعہ کا دوسرا رخ بدلا جاتا ہے تو طبقات ابن سعد اور سیرت ابن ہشام دونو کی متفقہ عبارت سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ خدا کے فضل و کرم سے جب لب تشنگان عبد المطلب کو آب شیرین کا چشمہ مل گیا تو ان سیر چشمون نے اپنا تنہا پینا اور اس زلال رحمت سے خود ہی سیراب ہونا اپنی فطرتی اخلاق کے خلاف سمجھا۔ دردمندان قوم نے مسکین اور خشمگین جماعت قریش کو بلایا اور اس چشمہ رحمت کا پانی سب کو پلایا۔ یہی دونو واقعات جانبین کی فطرت اور مقتضاے طبیعت کو بخوبی بتلاتے ہین۔ دو توہم اصل بھی ہین اور ہم بطن بھی۔ مگر ایک کی طبیعت مین عداوت و شقاوت کے اتنے اجزاء و عناصر بھرے پڑے ہین کہ اونکی ظاہری تصویر انسانی بالکل ترکیب حیوانی معلوم ہوتی ہے۔ بخلاف اسکے دوسرے فریق کے مزاج و فطرت مین ہمدردی۔ رحم۔ مروت اور محاسن اخلاق کے اتنے بیش بہا اور لاانتہا جوہر بھرے پڑے ہین کہ باوجود ایسی شدید مخالفت و مخاصمت کے بھی وہ اپنے ایسے مخالف اور دشمن کو بھی اپنی اوس نعمت خاص مین شریک کر لینے اور حصہ دینے مین ذرا بھی تامل نہین کرتے جو خداے سبحانہ تعالیٰ کیطرف سے اونکو خاص طور پر عنایت فرمائی گئی ہے۔ یہی دو واقعات بنی امیہ اور تمام قریش کے طبایع حیوانی اور بنی ہاشم کے محاسن اخلاق اور تہذیب انسانی کو صاف بتلاتے ہین اور تعمیم و تخصیص کے امتیاز خاص کا انکشاف حقیقت کرتے ہین۔

ابوسفیان اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

ان واقعات سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کے ساتھ قریش ہون یا بنی امیہ کسی فریق نے قابو پاکر درگذر نہین کی اور باوجود اسکے کہ بنی ہاشم و بنی عبد المطلب ہر واقعات و معاملات مین اونکے ساتھ مراعات و مساوات کرتے رہے لیکن انھون نے اپنے اختیار و اقتدار کے وقت اونکے تمام احسانات کو نسیاً منسیا کر دیا

چونکہ خلقی اور فطرتی ماثر تھے اسلئے نسلاً بعد نسل بطناً بعد بطن فریقین کی طبیعتون مین قائم رہے۔ فطرت مین تغیر و تبدل ناممکن ہے۔ اسی بنا پر قریش و بنی امیہ کی بد نفسی اور کج فطرتی جیسی زمانہ جہالت مین تھی ویسی ہی دورہ اسلام مین بھی قائم رہی۔ اسیطرح بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کی فطرت صالحہ اور اخلاق حسنہ جیسے پہلے تھے ویسے ہی اب بھی تھے اسی لیے۔ امیہ

حرب بن امیہ - ابوسفیان بن حرب - معویہ بن ابوسفیان اور یزید ابن معویہ کی شرارت طبعی اور بدکاری کی نسبت جہالت کا عذر نامعقول پیش کرنا - عذر بدتر از گناہ کے حکم میں داخل ہے

فتح مکہ کے دن تمام قریش کے مظالم کو لاتثریب علیکم الیوم (آجکے دن تم پر کوئی گناہ نہیں ہے) کے بہانے سے نکلکر یہہ جیما الفاظ معفو کر گیئے - پھر معارک صفین میں - ابتدائے جنگ کے موقع پر نہر فرات پر قبضہ پاکر زبان امامت سے واللہ لا افعل کما فعل اتباعہ وظلمہ (قسم بخدا - میں تو وہ ہرگز نکرونگا جو اسکے اصحاب اور ظالمین کر چکے ہیں) اور پھر بار دیگر وفات سے کچھہ قبل اپنے قاتل کو شربت پلانیکے قبل ان یشرب بہ قبل ان یشرب منی (مجھسے پہلے اسکو شربت پلاؤ) کی تقریر کریمانہ میں جلوہ پذیر ہوا - پھر بھی اختصاص طبیعت اور امتیاز فطرت واقعہ صفین سے اکیس ۲۱ برس بعد کربلا کے قیامتناک مقتل میں یوں ظاہر ہوا کہ انمیں سے ایک فریق قاتل کی صورت اپنے دوسرے فریق مقتول و مظلوم کے سینہ پر سوار ہے - فریق مقتول جانور ذبیحہ کی مثال قاتل کے زیر زانو دبا ہوا ہے - چاہیے سے دم توڑنا چاہتا ایک قطرہ آب کا قاتل سے سوال کرتا ہے اور وہ بیدرد باوجودیکہ ایک جام یا ایک کوزہ آب پر کیا پورے دریائے فرات پر قابض ہے مگر اسکو (مقتول کو) ایک قطرہ آب نہیں دیتا ہے اور جلد از جلد ذبح کر رہا ہے - مقتول مایوس ہوکر قاتل کی اس بیدردی کی جواب میں اپنے قاتل کو دعائیں دیتا ہے اور دنیا سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو جاتا ہے اور سلسلہ ہاشمیہ اور خانوادہ مطلبیہ کی پاک سیرت اور نیک اخلاق کی سچی مثال ابدالآباد تک دنیا میں قائم کر جاتا ہے ۔

ابھی بھی تفصیل سے بیان ہو چکا ہے کہ ابوسفیان ابن حرب - راس الرئیس بنی امیہ نے جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے معاصر بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کے سید و سردار کے ساتھہ عداوت - مخاصمت اور قتل و غارت کا کوئی قرینہ - وسیلہ اور حیلہ اوٹھا نہیں رکھا جنگ بدر - احد اور خندق کے واقعات اور اونکے مظالم و مفاسد اور نیز دوسرے مصائب و شدائد کے تمام و کمال حالات فتح مکہ تک بیان ہو چکے ہیں - جنکے ایک ایک واقعہ سے بنی امیہ اور اونکے متبعین قبائل قریش کے مظالم کا پورا ثبوت ملتا ہے

اب انکے مرقومہ بالا افعال ذمیمہ اور اعمال قبیحہ کے خلاف ذیل میں راس الرئیس بنی ہاشم و بنی عبد المطلب حضرت رسول خدا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسانات و تفضلات بالتفصیل بیان کئے جاتے ہیں

بنی امیہ کے ساتھہ آنحضرتؐ کے احسانات

فتح مکہ کے وقت بنی امیہ اور قریش کی خموش مخاصمت اور چھپی ہوئی عداوت معرکہ حنین میں ظاہر ہوئی جو فتح مکہ کے دو چار روز بعد ہی واقع ہوا - یہی ابوسفیان - رئیس قریش و بنی امیہ ہیں جو فتح مکہ کے بعد سے بظاہر مسلمان بھی ہیں اور اہل ایمان بھی مگر جنگ حنین میں ذرا سے وقتی انقلاب کے ہو جاتے ہی رسول اللہ صلعم کا ساتھہ چھوڑکر پہاڑ پر چڑھہ جاتے ہیں مسلمانوں کو گریزان دیکھکر خوب خوش ہوتے ہیں اور بغلیں بجا لاکر فرماتے ہیں کہ ہوازن کے لوگ اب مسلمانوں کو سمندر کے کنارے تک پہونچائے بغیر نہیں رکتے - خوش ہوکر لوگوں کو فتح کی مبارکباد دیتے ہیں اور لوگوں سے ہزیمت اسلام کی مبارکباد لیتے ہیں - خود بھی کہتے ہیں اور دوسروں سے بھی کہلاتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) آج محمد (صلعم) کا سحر باطل ہو گیا جیسا کہ عنقریب جلد انکے رسوخ ایمان کی تفصیل بیان میں معلوم ہوگا - مگر یہہ سب قدرت کا دم بھر کا تماشہ تھا اور چشم زدن کا معاملہ تھا پل مارنے کی ہوئی تھا جو دیری تو سبحان اللہ شان تیری - کفار کا نصیب اولٹتا ہے اور مسلمانوں کا اقبال پلٹتا ہے - تنہا علی مرتضیٰؑ ہاشمی و مطلبی کی ذوالفقار آبدار قوم ہوازن و ثقیف کا میدان جنگ میں صفایا کر دیتی ہے - انکے دیکھا دیکھی بھاگے ہوئے مسلمانوں کو غیرت آتی ہے - سو سو کی ٹکڑی ہوکر جمع ہو جاتے ہیں اور حنین کا وسیع میدان دم کے دم میں کفار کے وجود سے بالکل خالی ہو جاتا ہے رسول اللہ صلعم کے پاس پھر حنین کا مال غنیمت جمع ہوکر انبار ہو جاتا ہے - پھر طائف سے ثقیف کا مال فراوان آتا ہے - حکم رسول صلعم ہے

دونو مقاموں کے اموال کثیر مقام جعرانہ میں جمع ہوئے تھے۔ جب آنحضرت صلعم کو انتظام ملکی و فوجی سے پوری فراغت اور کامل فرصت ہو جاتی ہے تو تقسیم اموال کا کام شروع فرماتے ہیں۔ اب اسوقت بنی امیہ کے رئیس خاندان ابوسفیان اور اونکے تمام اعزہ واعوان کی بخیر تمنانہ شان ایک طرف۔ اور ہاشم وعبدالمطلب کے فخر خاندان اور مایۂ ناز دودمان جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایثار واحسان کے فیاضانہ مناظر دوسری طرف برای العین ملاحظہ ومشاہدہ فرمایے جائیں۔ معارج النبوۃ رکن چہارم میں مرقوم ہے

ابوسفیان بن حرب کہ بامساک شہرتے داشت فرصتے غنیمت شمردہ بمجلس ہمایون حاضر گشتہ گفت یارسول اللہ تو امروز متمول قریشی آنحضرت صلعم تبسمی فرمود ابوسفیان تحریک سلسلہ طمع نمودہ گفت ازاین اموال چیزے بمن بدہ۔ چہل اوقیہ[1] نقرہ وصد شتر بوے انعام نمودہ ابوسفیان گفت پسرم یزید رانیز سرفراز گردان۔ حضرت اشارت فرمود تا موازی انعام الیشان بوے دادند۔ ہنوز قوت طامعہ اش آرام نگرفت وگفت نصیب پسر دیگرم معویہ راہم کرم فرما۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معویہ رانیز چہل اوقیہ نقرہ وصد شتر دیگر بداد۔ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ص ۲۶۸ ترجمہ ابن خلدون۔ الہ آباد۔ قرۃ العیون۔ آگرہ روضۃ الصفا ج ۲ ص ۱۸۴

ابوسفیان جو بخالت میں مشہور تھے فرصت غنیمت پاکر دربار رسالت میں حاضر ہوے اور کہنے لگے یارسول اللہ صلعم آج آپ کا شمار بھی تو قریشیوں میں ہے۔ یہ سنکر آنحضرت متبسم ہوے اور ابوسفیان نے اپنی طمع کے سلسلہ میں کہا کہ ان اموال غنیمت سے کچھ مجھکو بھی ملے۔ آپ کے حکم سے (اوسیوقت) انکو چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ انعام میں دیے گئے۔ ابوسفیان نے عرض کی میرے بیٹے یزید کو بھی سرفراز فرمایا جاوے۔ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا اتنا ہی اوسکو بھی دیا گیا (اتنے ملنے پر بھی) ابوسفیان کی حرص مال کم نہوئی کہنے لگے میرے دوسرے بیٹے معویہ پر بھی کرم فرمایا جاوے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معویہ کو بھی چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ دلواد یے

غرضکہ مجموعًا ابوسفیان کو اپنا اور دونو بیٹوں کے حصے ملاکر۔ تین سو اونٹ۔ ایکسو بیس اوقیہ چاندی ملی تقسیم حنین میں جتنی رقم ابوسفیان کے حصہ میں آئی اوتنی کسی کے حصہ میں بھی نہ آئی۔ کیا بنی ہاشم وبنی عبدالمطلب کے ساتھ اوسکے عشر عشیر۔ احسانات ومراعات کی کوئی مثال بنی امیہ یا اونکے موئدین کیطرف سے پیش کی جاسکتی ہے۔ کیا رسول اللہ صلعم کے ان محاسن اخلاق ایثار واحسان سے کہین ضمنًا واشارتًا اسکا نشان پایا جاتا ہے کہ ابوسفیان نے کبھی آپ کی مخالفت کی تھی۔ یا آپ کو کوئی آزار پہونچایا تھا۔ یا آپ کے خاطر آئینہ ماثر میں کبھی اونکی کافر کرداریوں کا خیال بھی تھا

تقسیم حنین کے تفحص حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ بنی امیہ کے ساتھ آپکی یہہ فیاضانہ داد ودہش عام شکایت کا باعث ہوگئی خصوصًا انصار کے چند جوان مزاجوں نے اسکی نسبت اشعار بھی نظم کر ڈالے۔ عباس ابن مرداس السلمی نے کھلے کھلے الفاظ میں تعریض بھی کی جو تمام تاریخ وسیر کی کتابوں میں مرقوم ہے۔ یہہ سب کچھ ہوا۔ لیکن جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حکم پر مستقل رہے آپ نے پہلے ہی کہدیا تھا کہ بنی امیہ کو تالیف قلوب کی غرض خاص سے غنیمت میں زیادہ حصہ دیا جایے گا۔ لیکن افسوس ہے کہ اصول فطرت کے خلاف ہونیکی وجہہ سے بنی امیہ پر اس ایثار رسالت کا کوئی اچھا اثر نہیں پڑا بلکہ برعکس اسکے وہ آپ کے ساتھ اور آپ کی اولاد واقارب کے ساتھ مظالم وشدائد میں اور تیز ہوگئے ؎ باآب زمزم وکوثر سفید نتوان کرد ٭ گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ

لیکن حقیقت یہہ ہے کہ جناب رسول خدا علیہ وآلہ التحیۃ والثنا بھی تو کسی طرح اپنی فطرت صالحہ کے مخالف ومنافی عمل پیرا

---

[1] ۱ آٹھ مونہ سے مونہ ملی ہوے جو کا ایک اوقیہ ہوتا ہے۔ مولف عفی عنہ

نہین ہوسکتے تھے اور جبتک یہہ متضاد مخالف واقعات ظہور پذیر نہوتے۔ جانبین کے مظالم و محاسن کے امتیازات کیونکر ہوتے۔ ممکن ہے کہ ان امور کی پردہ پوشی کے لئے موئیدین کی طرف سے بنی امیہ اور قریش کے اوسوقت تک اسلام نہ لانیکا عذر پیش کیا جاوے تو اوس عذر سے پہلے عذر کرنیوالون کو خداے سبحانہ تعالی کے بتلاے ہوے اصول لا فطرۃ اللہ تبدیلا کو پہلے ذہن نشین کرلینا چاہئے۔ اب خلاق عالم کے بتلاے ہوے اوسی اصول محکم کے مطابق ابوسفیان اور بنی امیہ کی اسلام لانیکے حالات بھی ملاحظہ کرلیے جائین۔

ابوسفیان کی حقیقت ایمان

ابوسفیان فتح مکہ کے وقت ۸ھ ہجری مین - بعد از ہزار خرابی بصرہ - اسلام بھی لاے تو اس حالت کیساتھ مین جیسا کہ تاریخ ابن ہشام کی اس ترجمہ عبارت سے ظاہر ہے۔

قریش نے لشکر اسلام کی خبر پاکر - بدیل ابن ورقاء - حکیم ابن حزام اور ابوسفیان بن حرب کو جاسوسی کی خدمت پر بھیجا اور تاکید کردی کہ اگر رسول اللہ صلعم سے ملاقات ہو تو معاہدہ حدیبیہ کے پھر شرائط منظور کراکے آپ کو راستہ ہی سے واپس کردینا چونکہ جاسوسی کی خدمت تھی اور یہہ معلوم نہ تھا کہ آنحضرت صلعم کس راہ سے مکہ مین آتے ہین - اسلئے تینون تین راہین پکڑ بیٹھے بدیل اور حکیم تو دو رستون سے گھوم کر پیچھے آے لیکن ابوسفیان رات ہی کو سب سے پہلے لشکر اسلامی مین پہونچگیا - خلاف معمول چارون طرف میدان مین آگ جلتی دیکھکر اوسکے حواس باختہ ہوگئے - وہ اسی حیرت مین تھا کہ اتفاقاً حضرت عباس اوسطرف سے گذر ان خچر پر نکلے - باہمی گفتگو ذیل کے مکالمہ مین ملاحظہ ہو

عباس (ابوسفیان کی آواز پہچان کر) ابوسفیان! ابوسفیان!

ابوسفیان (آواز دیکر) - ہان - اے ابا الفضل - میرے مان باپ آپ پر فدا ہون - یہہ کیا ہے؟

عباس - یہہ رسول اللہ صلعم کا لشکر ہے اور اب قریش کے لئے صبح ہی صبح ہے - اور بس

ابوسفیان (گڑگڑا کر) میرے مان باپ آپ پر فدا ہون - میرے بچنے کا کوئی قرینہ ہے

عباس - یہہ سمجھہ رکھو کہ فتح (مکہ) ہوتے ہی تمہاری گردن ماری جاے گی (تمہارے حق مین یہی بہتر ہے کہ) میرے خچر کے پیچھے سوار ہولو مین تمہین آنحضرت صلعم کی خدمت مین لیجا کر امان دلوا دون -

ناظرین کتاب یہین سے بنی امیہ کی قابو پرستی اور ابن الوقتی - اور بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کی عفو و درگذر - مروت و رواداری کو چشم عبرت سے دیکھہ لین - بہرحال - اب آگے اور پڑہیے اور اوسی تاریخ ابن ہشام کی آیندہ عبارت پڑھیے

ابوسفیان مرتا کیا نکرتا - حضرت عباس کے گدھے کے پیچھے (دُم کے پاس) سوار ہوجاتے ہین اور حضرت عباس اونکو رسول اللہ صلعم کی خدمت مین لے آتے ہین اور عرض کرتے ہین - ابوسفیان حاضر ہے - آپ نظر مبارک اوٹھاکر اوسکی طرف دیکھتے ہین اور ارشاد فرماتے ہین

رسول اللہ صلعم - کیون ابوسفیان - کیا اب بھی تمکو یقین نہین آیا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہین ہے

ابوسفیان - کوئی اور خدا ہوتا تو آج ہمارے کام آتا

رسول اللہ صلعم کیا اسمین کچھہ شک ہے کہ مین خدا کا رسول ہون

ابوسفیان - اسمین تو ابھی ذرا شبہہ ہے

عباس

عباس (ابوسفیان کو ڈانٹ کر) وائے ہو تجھ پر۔ جلدی سے حق کا کلمہ پڑھ دے۔ نہیں تو۔ خدا کی قسم۔ ابھی تیری گردن ماری جاتی ہے

ابوسفیان (ناچار بنیا سودا کر کے) لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ابوسفیان مسلمان بھی ہوئے تو کیسے مسلمان ہوئے

خیر۔ جیوں تیوں کر کے ابوسفیان مسلمان تو ہو گئے مگر کیسے مسلمان ہوئے۔ خود آنحضرت صلعم کی زبان صداقت سے سن لیجئے۔ ابن ہشام لکھتے ہیں کہ مسلمان ہونیکے بعد ہی ابوسفیان اور حکیم ابن حزام نے آنحضرت صلعم کی خدمت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ ایسے اوباش لوگوں (انصار مدینہ) کی جماعت لیکر آئے ہیں جو آپ کے قبیلے اور عشیرے والوں کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتے آپ نے ارشاد فرمایا تم تو خود ظالم ترین و فاجر ترین مردم قرار پائے ہو

ابوسفیان بنے ہوئے مسلمان تھے

آگے چلئے۔ محدث دہلوی۔ مدارج النبوۃ میں آنحضرت صلعم کی زبانی ابوسفیان کی نسبت لکھتے ہیں انه رجل مستسلم و لا مسلم (یہ شخص بنا ہوا مسلمان ہے مسلمان نہیں ہے۔ یعنی اس نے اسلام کو بہ تکلف اختیار کیا ہے۔ رغبت اور طیب خاطر سے نہیں۔ اس سے بڑھ کر ملاحظہ ہو۔

بنی امیہ کے اجمالی فضائل

ویل لبنی امیة ویل لبنی امیة ویل لبنی امیة۔ لکل شئ افة وافة هذا الدین بنی امیة۔ سیکون فی امتی زنادقة وشر قبائل العرب بنو امیة وکان ابغض الاحیاء او الناس الی رسول الله بنی امیة

ہلاکت ہو بنی امیہ پر۔ ہلاکت ہو بنی امیہ پر۔ ہلاکت ہو بنی امیہ پر ہر شے کے لئے ایک آفت ہے اور اس دین کی آفت بنی امیہ ہیں میری امت کے زندیق اور شریر ترین قبائل عرب بنی امیہ ہیں سب سے زیادہ زندہ لوگوں میں رسول اللہ صلعم سے بغض رکھنے والے بنی امیہ ہیں تاریخ معاویہ مطبوعہ جونپور ص ۳۹۸

مولفۃ القلوب کے لقب خاص سے ملقب

ابوسفیان اور انکا پورا خاندان اسلام میں مولفۃ القلوب کے لقب خاص سے مشہور رہے۔ دربار رسالت سے یہ خطاب انکو اور انکے تمام قبیلے کیلئے خاص طور پر مخصوص کر دیا گیا ہے۔ قرآن مجید کے سورہ توبہ (عذاب) میں بھی یہ لوگ اسی خطاب سے مخاطب فرمائے گئے ہیں۔

ابوسفیان کی معیار و مقدار ایمان ؟؟

کہاں تک لکھا جائے سے ہمہ ورق کہ سیہ گشت و مدعا باقیست۔ اسلام لانیکے بعد انکی مقدار اسلام تو معلوم ہو گئی اب معیار اسلام بھی ملاحظہ ہو۔ طبری اور ابن ہشام دونو کا ترجمہ عبارت حسب ذیل ہے شبلی صاحب انہوں نوں کی اسناد سے لکھتے ہیں۔

لشکر اسلام جب مکہ کی طرف بڑھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت عباس سے کہا کہ ابوسفیان کو پہاڑ کی چوٹی پر لیجا کر کھڑا کر دو کہ افواج الٰہی کا جلال آنکھوں سے دیکھے۔ کچھ دیر کے بعد دریائے اسلام میں تلاطم ہوا۔ قبائل عرب کی موجیں جوش مارتی ہوئی بڑھیں سب سے پہلے غفار کا پرچم نظر آیا۔ پھر جہینہ۔ ہذیل۔ ہذیم اور سلیم ہتیاروں میں ڈوبے ہوئے تکبیر کے نعرے مارتے ہوئے نکل گیے۔ ابوسفیان ہر بار مرعوب ہوجاتا تھا۔ سب کے بعد انصار کا قبیلہ اس شرف و شان سے آیا کہ ابوسفیان کی آنکھیں خیرہ ہو گیئں

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اس تدبیر سے ابوسفیان نے کیا نتیجہ نکالا۔ یہ ترکیب رسالت کہاں تک اس مبتدی اسلام کی سبق آموزی میں کامیاب ہوئی۔ حضرت عباس سے ابوسفیان کی حسب ذیل مکالمت تبلا رہی ہے

ارشاد رسالت کے مطابق حضرت عباس انکو لشکر اسلامی کی جلالت و سطوت دکھلانیکی غرض سے پہاڑ کی چوٹی پر لے آئے

اور اونھون نے مرقومہ بالا لشکر اسلامی کی جلالت وعظمت دیکھکر حضرت عباس سے پوچھا

ابوسفیان عباس - یہ کون لوگ ہین ؟

عباسؓ - یہ مہاجر و انصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جان نثار ہین

ابوسفیان (سخت حیران و متعجب ہوکر) ایسی تو پہلے (عرب مین) کسی کی شان وقوت نہین تھی - اے ابا الفضل خدا کی قسم - اب تو تمہارے بھتیجے کی بڑی سلطنت ہوگئی -

عباسؓ - وائے ہو تجھپر - یہ سلطنت نہین ہے اقتدار رسالت ہے -

انا للہ وانا الیہ راجعون - تعلیم رسول صلعم سے کیا اچھی تعلیم وتادیب حاصل کی گئی ہے - سلطنت ونبوت حکومت ورسالت کی فرق مابہ الامتیاز کو ماشا اللہ کس خوبی سے سمجھا گیا ہے - قدر ہر کس بقدر ہمت اوست

ابوسفیان کی ساتھ حضرت عباسؓ کے خاص اشفاق

بہرحال پھر وہی عبدالمطلب کے فرزند رشید کام آتے مین اور سیدھا راستہ بتلاتے ہین طبری - ہشام اور مواہب لدنیہ وغیرہ مین سلسلہ مکالمت یون تمام ہوتا ہے -

ابوسفیان آپ جو کچھہ کہتے ہین - صحیح ہے - اچھا - مین اب کیا کرون - یہہ تو بتلائیے -

عباسؓ اب تمہارے حق مین یہی بہتر ہے کہ اب تم شہر مین سیدھے چلے جاؤ اور قریش کو سمجھاؤ کہ فساد کا قصد نکرین اب کچھہ شدنی نہین ہے -

اتنا بتلا کر عبدالمطلب کے اوسی خلف صالح (حضرت عباسؓ) کو بنی امیہ کے اس بزرگ کی ساتھ امتیازی ہمدردی کا خیال آیا اور خیال کے ساتھ اوسکے عملی صورت مین ظاہر کردینے کا قصد فرمایا - ابوسفیان کا ہاتھ تھامے ہوے آنحضرت صلعم کی خدمت مین لے آیے اور عرض کی - تاریخ طبری کی عبارت کا ترجمہ ملاحظہ ہو -

ابوسفیان ایک مفاخرت پسند آدمی ہے - اسکے لئے کوئی امتیاز خاص خصوصیت ہو - جو اسکی قوم مین اسکے امتیاز کا باعث ہو - ارشاد ہوا - اچھا - پھر یون اعلان فرمان ہوا - کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر مین چلا آیے گا امان پایے گا - اور جو مسجد الحرام مین چلا جایے گا - وہ بھی امان پایے گا - اور جو اپنے گھر کے دروازے بند کرکے بیٹھ رہیگا وہ بھی امان پایے گا - طبری ص ۱۶۳۳

مکہ مین ابوسفیان کا قومی اور خانگی استقبال

بنی مطلبیؓ وہاشمی کے دربار رسالت اور پایگاہ نبوت سے رئیس خاندان بنی امیہؓ یہہ تمغہ امتیازی لیکر شہر مین داخل ہوے تو انکی قوم - انکے اعزہ واحباب نے عموماً اور انکی زوجہ محترمہ ہندہ بنت عتبہ نے خصوصاً انکی کیا گت بنائی - محدث شیرازی کی تاریخ روضۃ الاحباب کی عبارت کا ترجمہ ملاحظہ ہو

حضرت عباس نے ابوسفیان سے کہا کہ جلد چلے جاؤ اور لوگون کو تہدید کرو کہ وہ اپنی فکر کرین اور جلد مسلمان ہوجاین کہ اونکی نجات ہوجایے ورنہ سب ہلاک ہوجائینگے - ابوسفیان دوڑتا ہوا مکہ مین آیا اور لشکر اسلام مقام ذی طوی (مکہ سے ملا ہوا مقام) مین پہونچکر ٹھہر گیا - اسلیئے کہ آنحضرت صلعم اون سے آکر مل جائین - اوسدن بہت گرد وغبار تھا - تمام پہاڑ کی چوٹیان گرد سے بھری تھین اور اوسوقت تک کفار کو آنحضرت صلعم کی آمد کی کوئی خبر نہین تھی - جب لوگون نے ابوسفیان کو جلد جلد آتے دیکھا تو اوسکے استقبال کو آگے بڑھے اور اوس سے پوچھا تمہارے پیچھے کون ہے اور یہہ غبار کیسا ہے ابوسفیان

دیکھا کہ یہ محمد صلعم کا لشکر ہے جو اندر مین کثیر ہے اور بالکل غرق آہن و فولاد ہے اور مین ایسے دلاوران جنگ مین جن سے کسی کو تاب مقابلت و محاربت نہین ہے۔ محمد صلعم نے مجھسے کہدیا ہے کہ جو شخص میرے مکان مین آجایے گا وہ امان مین رہے گا اور جو ہتیار ڈالدیگا وہ بھی امان پائیگا اور جو شخص مسجد الحرام مین جایے گا وہ بھی امان پایے گا۔

یہ سنکر سب نے کہا خدا تجھے ذلیل کرے۔ یہ تو کیسی خبر لایا ہے۔ ہندہ بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان۔ شوہر کی خیر آمدید کو قوم کے ساتھ آئی تھین۔ شوہر کے ان ناشنوا کلمات کو سنکر بیتاب ہوگئین۔ شوہر کی داڑھی پکڑلی اور مجمع عام مین اوسکی بڑی ذلت کی اور پھر چلاکر (تمام قریش سے) کہنے لگین کہ اس بوڑھے احمق کو مار ڈالو کہ پھر (تمام لوگون سے) ایسے احمقانہ کلام نکرے ابوسفیان نے جوابدیا جو میری ذلت چاہو کرو مگر مین خدا کی قسم کھاکر کہتا ہون کہ اگر تو مسلمان نہو جایے گی تو تیری گردن ماری جایے گی۔ جا اور اپنے گھر کو دروازے بند کرکے بیٹھ رہ روضۃ الاحباب لکہنو ص ۴۲۷

جنگ حنین مین ابوسفیان کی ابن الوقتی

جنگ حنین مین جو باعتبار قربت کے گویا فتح مکہ کی صبح تہی۔ دنیا کی قابو پرست اور ابن الوقت لوگون نے راہ گریز اختیار کی۔ انہین سب سے پہلے خلفاے امویہ کے مورث اعلیٰ۔ امیر معویہ کے پدر نامدار۔ کفار قریش کے سپہ سالار۔ ابوسفیان ابن حرب بھاگ نکلے۔ انکی نسبت مورخ ابوالفدا لکہتے ہین۔

جب مسلمانون نے راہ فرار اختیار کی تو اہل مکہ کے دلو نمین جو کینہ اور حسد مخفی تھا ظاہر ہوگیا۔ چنانچہ مسلمانون کے بھاگنے پر ابوسفیان بن حرب کہنے لگے کہ یہ لوگ (مسلمان) جبتک کہ سمندر کے کنارے تک نہ پہونچ لینگے۔ دم نہ لینگے۔ بحوالہ تاریخ احمدی ص ۱۱۷

ابھی صبح سے شام نہین ہوئی تھی کہ انھین ابوسفیان کے ایسے دشمن جان و ایمان کے ساتھ پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام نے کیسے کیسے احسانات کئے تھے۔ کیا کیا تفضلات و الطاف دکھلائے تہے۔ جان بخشی فرمائی۔ تمام جرائم معاف کردیے۔ ذاتی اعزاز و امتیاز عنایت کیا۔ یہان تک کہ انکے گھر کو اہل جرائم کے عفو تقصیرات کا مامن اور رحمت و نجات کا دامن بنادیا۔ ان تمام احسانات و رعایات کے جواب مین ایک ذراسے انقلاب کو سوتے تہے۔ انکی فطرت نے فوراً کروٹ بدلی۔ پھر نہ خدا تھا نہ رسول۔ نہ اسلام تہا نہ ایمان ابھی ابھی جس مذہب کو قبول کیا تہا اور جس بانی مذہب کے دست مبارک پر بیعت کی تہی اوسی کی کھلی کھلی مخالفت اور معارضت کرنے لگے۔ ابن ہشام انکی ان معارضانہ اور محاربانہ طرز عمل پر حسب ذیل روشنی ڈالتے ہین۔

جب لوگ بھاگ گئے اور مکہ کے لوگون نے جنکے دلون مین کینہ و عداوت باقی تہی مسلمانون کے عالم ہزیمت و فرار کو دیکھ لیا تو ایسے ہین اسکا ذکر کرنے لگے۔ ابوسفیان بولا کہ اب یہ بغیر سمندر تک بھاگے نہین رکینگے۔ ابوسفیان کے پاس کمان بھی تھی اور کمان مین تیر بھی تھے۔ جبلہ بن حنبل نے اور بقول ابن ہشام کلدہ ابن حنبل نے اپنے بھائی صفوان ابن امیہ سے جو اسوقت تک مشرک تھا کہا کہ آج کے دن (نعوذ باللہ) محمد کا سحر باطل ہوگیا۔ صفوان نے ڈانٹ کر کہا کہ چپ رہ۔ خدا تیرے موںہ کو توڑے۔ میرے نزدیک اگر کوئی قریش کی ستائش و طرفداری کرتا تو بہتر ہوتا اس سے کہ کسی مرد ہوازن کی تعریف و جنبہ داری کرے ج ۲ ص ۱۱ مصر

محدث شیرازی ان بدنام کنندگان اسلام کے حالات مفصلہ ذیل عبارت مین لکہتے ہین

کفار قریش مین وہ لوگ جو نئے مسلمان ہوئے تہے اور ابھی تک اونکے سینے حسد و کینہ سے پاک و صاف نہین ہوئے تہے مسلمانون کی ہزیمت دیکھکر برے کلمات کہنے لگے۔ ایک نے کہا کہ محمد صلعم کے صحابہ ایسے بھاگے جاتے ہین کہ بغیر سمندر تک پہونچے نہین رکینگے اور کلدہ بن حنبل جو صفوان بن امیہ کا علاتی بھائی تھا کہنے لگا کہ آج سحر کے باطل ہونیکا دن ہے اور دوسرا صفوان کو

مخاطب کرکے کہنے لگا کہ تمہیں مبارک ہو دیکھو محمدؐ اور اونکے اصحاب بھاگ گئے۔

محدث شیرازی نے ان کافرانہ خطابات کو عموماً نو مسلمون کی جماعت کیطرف منسوب کیا ہے۔ لیکن ابن ہشام اور طبری اور ابوالفدا نے پہلے کلمہ کا متکلم ابوسفیان کو اونکا نام مع ابنیت کے لکھکر بتلایا ہے اور تاریخ روضۃ الصفا اور تاریخ الانبیا کی عبارتون سے ظاہر ہوتا ہے کہ او کلمات کے کہنے والے بھی یہی ابوسفیان تھے اور مبارکباد کی خوشخبری بھی پانے والے بھی یہی تھے۔ چنانچہ روضۃ الصفا اور تاریخ الانبیا جلد دوم کی عبارتون کی تفصیل مترجمہ یہ ہے۔

فوج اسلام مین ابوسفیان بھی تھے۔ اول تو جیسے یہ مسلمان ہوے تھے ظاہر ہے۔ فوج اسلامی کی حالت (فرار) دیکھکر پہاڑ پر چڑھ گئے اور وہان سے فوج اسلامی کا انتشار او علے العموم اہل اسلام کا اضطرار دیکھکر قہقہہ لگانے لگے اور اپنی چھپی ہوئی مخالفت کا یہ موقع پاکر مسلمانون سے بدلہ چکانے کر لیئے تیر و کمان بھی لیس کر رکھی۔ تیر بھی کون۔ وہی ازلام۔ جاہلیت کے زمانہ مین جس سے جوا کھیلا جاتا تھا اور فال لیجاتی تھی۔ جسکی حرمت قران مجید کی ایت انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان۔ شراب۔ جوا اور (جوئے اور فال کے) تیر شیطان کے عمل سے بھی بدترین۔ مین نص صریح ہے اور کہنے لگے مجھے امید ہے کہ قوم ہوازن اہل اسلام کو بحر سمندر کے کنارے پہونچائے بغیر نہین رکیگی۔ انکے یہ خیال بھی انکے ہمراہ تھے سب کے سب انکے ہمراہ تھے اور سیر کررہے تھے کسی کو مسلمان ہوئے ایک ہفتہ ہوا تھا کسیکو دو کسیکو تین ہفتے۔ پھر اونکی انکھون مین اسلام کی وقعت ہوتی تو کیسے۔ وہ تو صرف غنیمت کے لئے اسلام کے پیچھے پڑے تھے وہ سب ملکر اسلام کی ہزیمت پر بہت مسرور ہوئے۔ ابوسفیان کو جو سابق مین اونکا سردار تھا۔ ملکر مبارکباد دینے لگے اور کہنے لگے ای ابوسفیان اج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکے صحاب کا سحر باطل ہوگیا۔ اونکے اصحاب نے جنگ مین ہزیمت پائی تجھکو مبارک ہو۔ ملاذ ابن حیل نے کہا اج محمدؐ کا سحر باطل ہوگیا جو سالہا سال سے اہل عرب کے دلون پر کارگر ہورہا تھا۔ ابوالفدا ص ۳۹۴ روضۃ الصفا ج ۲ ص ۱۳۶۔ تاریخ الانبیا ج ۲ ص ۳۸۹

امام طبری اور ابوسفیان کی مذمت

انھین امور کو پیش نظر رکھکر امام المورخین طبری نے مخالفت رسول صلعم مین جس شدت و عصبیت کے ساتھ انکی خصوصیت بتلائی ہے وہ ذیل مین اونکے ترجمہ الفاظ سے ظاہر ہین۔

انحضرت صلعم کی قوم کے کثیر التعداد اشخاص نے اور بڑے بڑے گروہ نے انحضرت صلعم سے عناد کیا اور قطع تعلق کیا اور اونکی تکذیب کی اور اون سے لڑے بھی اور وہ لوگ اونکی تکذیب و ملامت کیساتھ پیش آتے تھے اور اونکی تکذیب۔ اذیت اور دھمکی کا قصد کرتے تھے او کھلی کھلی دشمنی کرتے تھے اور اونکے لئے لڑائی کھڑا کرتے تھے اور اونکیطرف جانیوالون کو روکتے تھے اور جو اونکا پیرو ہوتا تھا اوسکو (طرح طرح کے) عذاب مین مبتلا کرتے تھے اور خصوصاً ابوسفیان ابن حرب اس بارے مین سب سے زیادہ شدید العداوۃ (سخت دشمن) تھا اور بڑا زبردست مخالف تھا اور ہر لڑائی مین مقدمۃ الجیش ہوا کرتا تھا۔ جو جھنڈا اسلام کے خلاف اوٹھتا اوس کا اوٹھانیوالا اور اوس گروہ کا رئیس و سرگروہ وہی ہوا کرتا تھا یہی حالت ابوسفیان کی جنگ بدر و احد و خندق تمام لڑائیون مین رہی اور اوسکے ساتھ اوسکا گروہ بنو امیہ بھی رہتا تھا الملعونین فی کتاب اللہ ثم ملعونین علی لسان رسول اللہ ص فی عدۃ مواطن وعدۃ مواضع) جو بنی امیہ از روئے کتاب خدا بھی ملعون ہین اور پھر اکثر مقامات پر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے بھی اون

سب کو حق مین لعنت جاری ہوئی ہے - اسلئے کہ ان سبھون کا نفاق و کفر انکے علم مین گذر چکا تھا - ابوسفیان برابر آنحضرت صلعم کو ایذا پہونچاتا رہا اور آپسے لڑتا رہا اور قطع تعلق کرتا رہا حتی قھر السیف و علی امر اللہ - یہان تک کہ تلوار نے اوسکو زیر کیا اور خدا کا حکم غالب آیا - حالانکہ وہ سب کو سب ابوسفیان وغیرہ کراہیت کرتے ہیں (اسلام سے) فتقول بالاسلام غیر منطوٍ علیہ واسرّ الکفر غیر مقلعٍ منہ - پھر زبانی اسلام بھی لایے تو اوپر کے دل سے اور باطن مین کفر چھپائے رہے - اس (حالت نفاق) سے باز نہ آے - اوسکو (ابوسفیان کو) اسی نفاق کے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور سب مسلمانون نے پہچانا تو امتیاز کے لئے (رسول خدا صلعم کے مطابق) ان سبھون کو مولفۃ القلوب کے لقب سے نامزد کیا - اس لقب کو ابوسفیان اور اوسکی قوم نے بطیب خاطر قبول کیا - اس لقب کو مدنظر رکھکر حق مقامات پر خدا ئے سبحانہ تعالےٰ نے ان سبھون پر اپنے نبیؐ کی زبانی لعنت نازل کی - وہ آیت یہ ہے -

وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا

قران مین یہ وہ شجرہ ملعونہ ہے جسکے لئے ہمیشہ خوف و عذاب ہے اور جسکے لئے سوائے گمراہی کے اور کوئی ترقی نہین ہے

ولا خلاف بین احد انہ اراد بھا بنی امیّہ اور ہمین کسیکو بھی اختلاف نہین ہے کہ شجرہ ملعونہ سے مراد بنی امیہ ہین

تاریخ طبری حصہ سوم از صفحہ ۲۱۶۹ تا صفحہ ۲۱۷۰

ابوسفیان تمام عمر اسلام سے کورے رہے — اب رہا یہ شبہہ کہ شاید ابوسفیان اگر اسوقت نہین تو آئندہ چلکر کسی وقت رسوخیت فی الاسلام کے شرف سے فائز ہوئے ہون گے - لیکن حقیقت اور واقعیت یہ بتلاتی ہے کہ یہان تو ابتدا سے لیکر انتہا تک ایک ہی رنگ قائم رہا - ابوسفیان کے گویا مرتے دم تک کے حالات رسوخیت اسلام و ایمان امام عبدالبرؒ کی مفصلہ ذیل عبارت مین ملاحظہ فرمائی جایے

وروی عن ابو الحسن ان ابا سفیان دخل علی عثمان حین صارت الخلافۃ الیہ فقال قد صارت الیک بعد تیم وعدی فادرھا کالکرۃ واجعل اوتادھا بنی امیہ فانما ھو الملک ولا ادری ما جنۃ ولا نار وللہ اخبار من نحو ھذا ردیہ ذکرھا اھل الاخبار لم نذکرھا وجھالات فی بعضھا ما یدل علی ان اسلامہ لم یکن سالما

جب حضرت عثمان خلیفہ ہو گئے تو ابوسفیان نے اکر کہا کہ اب تو تیم (ابوبکر) اور عدی (عمر) کے بعد خلافت تمہارے ہاتھ آئی ہے اسکو گیند کیطرح اوچھالو اور اوسکی میخین بنی امیہ کو بناو (یعنی اس خلافت مین سوائے بنی امیہ کے کسی غیر کا رتی بھر دخل نہو) کیونکہ حقیقت مین (خلافت اسلامی) بادشاہی ہے اور ہم نہین جانتے کہ بہشت کیا چیز ہے اور دوزخ کیا ہے - امام عبدالبرؒ لکھتے ہین کہ اسی طرح او بہت سی ایسی باتین اہل اخبار نے لکھی ہین

ہم ایسی ردّی باتون کے لکھنے کی کوئی وجہ نہین دیکھتے اسلئے کہ بعض باتین اس بات پر دلالت کرتی ہین کہ اوسکا (ابوسفیان کا) اسلام ہی درست نہین تھا استیعاب حاشیہ اصابہ جلد چہارم مطبوعہ مصر ص ۸۷ و استیعاب قلمی ورق ۳۰۴

علامہ حسین دیار بکری تاریخ الخمیس مین اسی روایت کو ذرا اضافہ کے ساتھ اس عبارت مین لکھتے ہین -

[illegible] ابا سفیان یا بنی امیہ تلقفوھا تلقف الکرۃ فوالذی یحلف بہ ابوسفیان ما من عذاب ولا حساب ولا جنۃ ولا نار ولا بعث ولا قیامہ

ابوسفیان نے کہا کہ اے بنی امیہ اس خلافت کو اپس مین گیند کیطرح اوچھالو (یعنی تقسیم کرو - ابوسفیان قسم کھا کر کہتا ہے اوسکی جسکی قسم کھائی جاتی ہے (اللہ) - خدا کا نام بھی انکا نہین پیا سکتے ہ کہ نہ

عذاب ہی - نہ حساب ہی - نہ جنت ہی نہ دوزخ ہی - نہ بہشت ہی نہ قیامت ہی۔ جلد دوم مطبوعہ مصر

انا للہ و انا الیہ راجعون - جب تمام اصول اسلام ہی سے انکار ہے تو پھر یہی کفر کا اقرار ہے اور یہی بیدار دار

شیخ عبد الحق صاحب محدث دہلوی مدارج النبوۃ مین اسی واقعہ کو ان الفاظ مین لکھتے ہین -

در استیعاب می گوید کہ طائفہ روایت میکنند کہ بود ابوسفیان

پشت و پناہ منافقان (کہف المنافقین) بود از ان کہ

اسلام آوردہ بود در جاہلیت منسوب بزندقہ بود روایت

کردہ شدہ است از حسن کہ ابوسفیان درآمد بامیر المومنین عثمانؓ

بعد ازان کہ وقتیکہ رسید بروے وا و اعمی شدہ بود ابوسفیان

گفت گردیدہ است خلافت بسوئے تو بعد از تیم و عدی پس

بگردان تا وان بنی امیہ را و نیست آن مگر ملک و من نمی

دانم جنت را و نار را - جلد دوم مطبوعہ ناصری ص ۶۲۶

استیعاب مین منقول ہی کہ راویون کا ایک گروہ ابوسفیان کو -

اسلام لانیکے بعد بھی منافقین کا پشت و پناہ لکھکر بتلایا گیا ہی

اور جاہلیت مین اوسکو زندیق ٹھہرایا گیا ہی اور حسن سے روایت ہی

کہ ابوسفیان حضرت عثمان کے پاس اوسوقت آئے جب اونکو

خلافت مل چکی - ابوسفیان اندھے ہو چکے تھے کہنے لگے کہ اب

تیم (ابوبکر) اور عدی (عمر) کے بعد خلافت تمہارے پاس آئی

ہے پس تم بنی امیہ کے سب نقصانات پورے کردو - یہ (خلافت) ایک شاہی ہے (اور بس) اور نہ مین (کہین)

جنت کو پاتا ہون اور نہ (کہین) دوزخ کو -

علامہ مسعودی مروج الذہب مین انکے رسوخ فی الدین کی ایک مضحکہ خیز نقل فرماتے ہین - وہ یہ ہے

قال ابن عباس لقد کنا فی محفل فیہ ابوسفیان

وقد کف بصرہ وفینا علیؑ فاذن المؤذن فلما قال

اشہد ان محمدا رسول اللہؐ قال ابوسفیان ھہنا

من یحتشم قال واحد من القوم قالوا لا فقال للہ

در اخی بنی ہاشم انظروا این وضع اسمہ فقال

علیؑ اسخن اللہ عینیک یا اباسفیان فقال ابا سفیان

اسخن اللہ عین من قال لیس من یحتشم

ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک صحبت مین ہم بھی تھے اور ابوسفیان

بھی اور اونکی آنکھین بھی جا چکی تھین اسی جلسہ مین حضرت علیؑ

بھی تھے اس اثنا مین موذن نے اذان کہی جب اشہد ان محمدا

رسول اللہ پر پہونچا تو ابوسفیان نے کہا یہان کوئی غیر تو نہین

ہے کسی نے کہدیا - نہین کوئی نہین ہے - ابوسفیان نے کہا

خدا بھلا کرے برادر بنی ہاشم کا (آنحضرتؐ کیطرف اشارہ ہے)

دیکھو اپنا نام کہان رکھا ہے - حضرت علیؑ نے کہا خدا تیری

آنکھون کو گرم کرے (خود خدا نے اونکو یہ عزت دی ہے کہ فرمایا ہے ورفعنا لک ذکرک) ابوسفیان نے کہا خدا اوسکی آنکھون

کو گرم کرے جس نے بیان کیا یہان ایسا کوئی نہین ہے جس سے خوف کیا جاوے

سب سے آخر مین ہم جاحظ عثمانی (مصنف کتاب المفاخرت - عرب کے بہت بڑے ادیب اور متوکل کے ایسے

ناصبی خلیفہ کے لڑکون کا معلم) کی وہ فیصلہ کن رائے نقل کرکے ابوسفیان کی داستان کو ختم کرتے ہین جو اونھون نے

اسکے (ابوسفیان کے) اسلام و ایمان کی پوری تصویر کھینچکر قائم کی ہے -

قد عرفنا کیف اباسفیان فی عداوۃ النبی صلعم -

وفی محاربتہ وجدالہ علیہ وغزوہ ایاہ و

ہمکو خوب معلوم ہے کہ ابوسفیان رسول اللہ صلعم کا جیسا دشمن تھا

اور آپ سے کسطرح لڑائیان لڑا اور کوششین کین اور کسطرح

لوگوں کو آپ کی دشمنی پر آمادہ کیا اور اسی طرح حضرت علیؑ سے بھی کس کس طرح اس نے جہاد کیا۔ ہمکو اسکا اسلام بھی خوب معلوم ہے جیسا اوسکا خلوص تھا (حضرت عباس سے جو کچھ لشکر اسلام کی شان و شوکت دیکھکر کہا تھا کہ تمہارا برادرزادہ اب تو بڑا بادشاہ ہوگیا) وہ بھی معلوم ہے۔ جو کلمہ اوس نے بروز فتح حنین کہا تھا (الان بطل سحر محمد) صلعم اسوقت سے نعوذ باللہ آج محمدؐ کا سحر باطل ہوگیا) اور وہ کلمہ بھی معلوم ہے جو ابوسفیان نے اوسوقت کہا تھا کہ حضرت بلال نے خانہ کعبہ کے بالاخانہ پر اذان کہی تھی۔ ماخوذ از رسالہ اصلاح بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۰۶ء

معویہ ابن ابوسفیان

الولد سر لابیہ

بیٹا وہی قدم بقدم ہو جو باپ کے

ابوسفیان کی داستان کو پوری تفصیل سے بیان کرکے۔ اونکے دیہاتی بیٹے معویہ کے حالات حسب ذیل پیش کرجاتے ہین۔

نام اور کنیت انکا نام معویہ ہے۔ معویہ کے معنی۔ وہ کتیا جو عوعو کرکے کتون کو بلائے۔ انکے معتقدین انکی کنیت ابو عبد الرحمن بتلاتے ہین۔ اسکی تحقیق دشوار ہے کہ یہ کنیت انھون نے اپنی حصول امارت کے بعد اپنے لیے تجویز کی تھی یا آپ کے والد بزرگوار کہف النفاق۔ ابوسفیان صاحب نے اپنی پسند سے رکھی تھی۔ انکے والد ماجد ابوسفیان بن حرب تھے۔

لقب انکے اور انکے باپ کے القاب قریب قریب ایک تھے لیکن تاہم کثرت القاب مین باپ کا نمبر بیٹے سے بڑھا رہا مولفۃ القلوب انکا بھی لقب تھا اور انکے باپ کا بھی۔ معویہ و ابوہ من مولفۃ القلوب۔ معویہ اور اونکے باپ مولفۃ القلوب مین تھے۔ بلحاظ آزاد کردہ رسول صلعم روز فتح مکہ ہونے کے انکو طلیق ابن الطلیق بھی کہتے ہین۔ اسلئے انکا بھی لقب طلیق تھا اور انکے باپ کا بھی۔ وھو من الطلقاء الذین لایجوز لھم الخلافۃ۔ معویہ طلیق ہین اور طلیق کے لئے امر خلافت جائز نہین (ازالۃ الخفین ج اسطبوعہ دہلی بحوالہ استیعاب۔ انکے باپ کہف النفاق کے لقب خاص سے مشہور تھے اور انکا یہ لقب ایسا مخصوص تھا جو شمار مین انکے صاحبزادے کے القاب سے زیادہ تھا۔ استیعاب مین امام عبدالبر لکھتے ہین وطائفۃ تری انہ کنفا للمنافقین منذ اسلم وکان فی الجاہلیۃ ینسب الی زنادقہ۔ ایک گروہ محدثین کا قول ہے کہ یہ منافقین کی پشت و پناہ تھے جس وقت سے اسلام لائے۔ اور ایام جہالت مین زندقہ کے ساتھ منسوب تھے۔ لیجیے ایک نشد دوشد۔ انکا ایک لقب صاحبزادے سے بھی بڑھ گیا۔ استیعاب کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ زمانہ جہالت مین انکا لقب زندیق بھی تھا صد تازہ بتازہ نو بنو۔

والدہ ماجدہ معویہ کی مادر مہربان۔ ہندہ بنت عتبہ تھین۔ جنکا لقب آکلۃ الاکباد (کلیجون کی چبا جانیوالی) تھا۔ یہ خطاب انکو بروز احد دربار رسالت سے ملا تھا جب انھون نے عم رسول مقبول جناب سید الشہدا حضرت حمزہ کا کلیجہ دانتون سے چبایا تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ اس نے حضرت حمزہ کا کلیجہ چبایا مگر اسے نگل نہ سکی تو آپ نے فرمایا خدا نے دوزخ پر حرام فرمایا ہے کہ حمزہؑ کی گوشت کا مزہ چکھے سکے (ابوالفدا دفصل کافیہ مطبوعہ بمبئی) اسی سے ہندہ جگر خوارہ کا جہنمی ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔

ہندہ جگرخوارہ کی ثناخوانی حسان بن ثابت کی زبانی حسان ابن ثابت دربار رسالت کے ملک الشعرا تھے۔ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی ہجو و توہین مین - بنی امیہ وغیرہ بڑے بڑے قصیدے - طول وطویل نظمین لکھا کرتے تھے - آپ کیطرف سے حسان ابن ثابت اوسکے دندان شکن جواب اشعار مین دیا کرتے تھے اسی لئے انحضرت صلعم نے انکو بشارت دی تھی کہ جبتک تم ہماری مدح اور ہمارے دشمنون کی رد وقدح کرتے رہوگے اوسوقت تک روح القدس تمہاری تائید کرتا رہیگا -

ایکبار بنی امیہ نے انحضرت صلعم کی توہین مین ایک سخت توہین انگیز اور طویل نظم لکھی اور اوسمین اپنی شرافت حسبی ونسبی بہت کچھہ فخر وناز کیا - حسان ابن ثابت نے اوسکے جواب مین جو نظم طیار کی اوسمین - بی ہندہ - معاویہ کی مادر مہربان کے بہت سے راز سربستہ کھولدیے - اوسمین سے چند اشعار ناظرین کی تفریح طبع کے لئے ذیل مین لکھے جاتے ہین

اشرت بكاع وكان عادتها
توشہوت پرست اپنے نفس (امارہ) کی لونڈی تھی

لوما اذا كان اشرتا مع الكفر
تیری عادت قابل ملامت تھی جسکو تو نے کفر کے ساتھ مول لیا تھا

لعن الاله وزوجها معها
خداے تعالے کی لعنت تجھپر ہو اور تیرے شوہر پر

هند الهنود طويل البظر
اے ہندوؤن کی ہند - دراز شرمگاہ والی

اخرجت مرقصة الی احد
بروز احد تو ناچتی ہوئی نکلی اور اوس قوم کے سامنے

فی القوم مقتبة على بكر
گئی جو تیری جوانی پر شدید الشوق ہو رہے تھے

بكر ثقال لا حراك به
تیرے لئے تیری جوانی بار (وبال) جان ہوگئی

لاعن معاتبة ولا زجر
جسکی وجہہ سے تو خطاب وعتاب اور لعن طعن سے آزاد نہین ہوسکتی

وعصاك استك تتيقن بها
تیری بدکاریان ایسی مستقل ہین کہ ہر شخص کو اوسکا یقین ہوجاتا ہے

دق العجاية عاري الفهر
او کھولیے (شرم کی گردنوین) کچی سیاہ کردی ہے اور قریش کے لئے باعث عار ہے

قرحت عجيزتها ومرجها
تیرے چوتڑ تیری چراگاہ (شرمگاہ) اور تیرا فرش سب شگفتہ اور

من نقعها نقضا على القهر
پارہ پارہ ہین اور یہ سب تیری بدکاریون کی نشانیان ہین

زعم الولائد انها ولدت
ابناے زمانہ دعوے سے کہتے ہین کہ تو نے جو چھوٹا بچہ جنا ہے

ولدا صغيرا كان من عهر
وہ حقیقتاً زنا سے ہے - یعنی زنا زادہ ہے

(دیوان حسان ابن ثابت انصاری مطبوعہ مصر صفحہ ۶۱)

اس اخر شعر کی تصدیق خود معویہ کی بدزبانی بہت جلد سلسلہ بیان مین اتی ہے -

حسب ونسب معویہ ابن ابوسفیان (صخر) بن حرب بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف - اس اعتبار وشمار سے یہہ سلسلہ بظاہر عبد مناف پر پہونچکر خانوادہ ہاشمی سے ملجاتا ہے لیکن ع حقیقت تیری اے ننگ عرب کچھہ اور کہتی ہے فاضل معاصر - صاحب تاریخ معاویہ اسکی تفصیل مین تحریر فرماتے ہین -

اور اگر علامہ سبط ابن جوزی کی تحریر پر بنا کی جاوے تو پھر یہہ ایک ہی پشت اگے عبد المطلب سے مل جاتے ہین

اس اجمال کی تفصیل یہہ ہے کہ ایک مرتبہ خلیفہ یزید نے بزمانہ ولیعہدی امیر معویہ کے سامنے اسحق ابن طلحہ سے مذاق کیا کہ

تمہارے لئے تمام بنی حرب کا جنتی ہونا بہتر ہے (اسلئے کہ اسکے مادری خاندان کی کوئی عورت بعض بنی حرب سے متہم تھی)
اسحق نے بھی ترکی بترکی جواب دیا کہ تمہارے واسطے یہی بہتر ہوگا کہ جب کل بنی عباس جنت میں داخل ہو جائیں تو لیبید حقیقہ
ایک الھڑ مزاج کے ٹھہرا دیے تھے۔ اوسوقت تک (قتل کربلا کے جواز کا فتویٰ دیگر مجتہد بھی نہیں ہوئے تھے) اسحاق کی اس تریف
کو نہیں سمجھے۔ مگر معویہ صاحب گرم و سرد زمانہ چشیدہ۔ جنگ احزاب دیدہ۔ سمجھکر خاموش ہو رہے۔ جب اسحاق اوٹھ کر
چلے گئے تو یزید کو ڈانٹا۔ باپ بیٹے کی گفتگو بطور مکالمہ حسب ذیل ہے۔

معویہ۔ یہ سمجھ بوجھ کسی سے گالی گلوچ کیوں کرتے ہو نفس کی کہا تے ہو

یزید۔ میں نے تو اسحاق پر طعن کیا تھی

معویہ۔ اوس نے بھی اوسیطرح دندان شکن چوٹ کی

یزید۔ یہ بھلا کیونکر

معویہ۔ اما علمت ان بعض قریش فی الجاهلية یزعمون انی للعباس۔ کیا تو نہیں جانتا کہ بعض قریش جاہلیت میں گمان کرتے تھے کہ میں عباس کے نطفہ سے ہوں۔ تذکرہ خواص الامۃ ص ۱۵۰

کسی کو زعم ہے مسکن کا یا وطن پہ دعوے ہے خدا رکھے انھیں اپنے حرامی پن پہ دعوے ہے

اور آگے چلیئے۔ فاضل معاصر لکھتے ہیں۔

قدیم سلسلہ کے مطابق ابولہب (ابن عبد المطلب) معاویہ کا پھوپھا تھا۔ ایک روز عقیل ابن ابیطالب معویہ کے دربار میں گئے۔ معویہ نے ارکین خلافت سے خطاب کرکے انھیں سنا کر کہا کہ آپ ہی کا نام عقیل ہے۔ آپ ہی کے چچا ابولہب تھے۔ عقیل (کب چپ رہنے والے تھے) کہنے لگے۔ حاضرین! آپ ہی کا نام معویہ ہے آپ ہی کی پھوپھی حمالۃ الحطب تھیں۔ پھر معویہ سے مخاطب ہوکر کہا کہ جب دوزخ میں جانا تو ذرا بائیں طرف دیکھ لینا۔ ہمارے چچا تمہاری پھوپھی کو فرش بنائے ہوں گے اور یہ بھی غور کر لینا کہ فاعل بہتر ہے یا مفعول۔

ثمرۃ الاوراق

بنی ہاشم سے بڑا ناز بنی ہاشم سے الحاق و اتصال پر ہے۔ مروان یا بنی امیۃ کا زعم مقابلہ و مفاخرہ یہیں تک
ہمنسبی پر بیجا ناز پہونچکر ختم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ مقابلت اور مفاخرت اپنے سے بہتر کے اتحاد و اتصال پر کیجاتی ہے
یہ امر تمام دنیا کے تمام تمدن اور معاشرت کا مسلمہ ہے۔ اس بنا پر جبتک بنی ہاشم کا ترجیح بلامرجح بنی امیۃ اور مروان
کی آنکھوں میں قائم ہے اوسوقت تک اونکے توصل و توسل پر مفاخرت کے دعوے کیسے صحیح ہو سکتے تھے۔ بہرحال۔ اگر بفرض
محال۔ تھوڑی دیر تک یہ توسل و توصل مان بھی لیا جاوے۔ تاہم فیمابین کفر و نفاق کی وہ ناقابل عبور خلیج حائل
ہے کہ کبھی ایک دوسرے کے ساتھ فریقین میں مرکز مساوات و ہمسری پر جمع ہو نہیں سکتا۔

خدائے سبحانہ تعالیٰ نے خود بنی امیۃ کو شجرہ ملعونہ سے ملقب کرکے اور بنی ہاشم کو شجرہ طیبہ کے خلعت سے مشرف فرماکے جانبین کے فرق مابہ الامتیاز کو صاف صاف بتلا دیا ہے۔ ایسی نص صریح کے بعد پھر قدیم توسل کا دفتر پارینہ کا پیش کرنا سعی بیکار ہے مروان پر موقوف نہیں معاویہ صاحب خود بھی اس زعم باطل کو حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو

کی خدمت میں لکھ بھیجا تھا۔ افکر اس خط کا جو جواب دار الامارۃ کو فہ سے لکھا گیا تھا اوسکی عبارت کا ترجمہ یہ ہے۔

اے معویہ۔ تو جو کہتا ہے کہ ہم تم بنی عبد مناف ہیں۔ اسلئے ایک کو دوسرے پر فضیلت نہیں۔ ایسا نہیں ہے ابھی تو تحقیق نہیں کہتا ہی۔ حقیقت میں نہ امیہ ہاشم کے برابر تھا نہ عبد المطلب کے برابر حرب تھا۔ نہ ابوطالب کے برابر ابوسفیان تھا اور نہ ہمارے برابر تو ہے۔ نہ طلیق اور مہاجر برابر ہو سکتے ہیں۔ ہمارے ہاتھ میں نبوت کا فضل و شرف ہے جسکی وجہ سے ہم نے تیرے بڑے بڑے معزز لوگوں کو قتل کیا ہے۔ جس سے تیرے چھوٹوں کا سر نیچا ہو گیا ہے۔ اخبار الطوال مطبوعہ مطبع سعادت مصر ص ۱۹۰

معویہ کی ولدیت انساب عرب کی کتابوں میں بہت مشکوک ہے

علامہ زمخشری ربیع الابرار میں لکھتے ہیں

کان ابو سفیان ذمیما قصیرا وکان الصّباح عسیفا لابی سفیان شابا وسیما فدعته هند الی نفسها

ابوسفیان سو کھے پا کھے پست قد آدمی تھے اور صباح ابوسفیان کا مزدور موٹا تازہ جوان خوشرو تھا۔ اس وجہ سے ہند کی طبیعت اوس پر مائل تھی

علامہ سبط ابن جوزی ایک دوسری فہرست دیتے ہیں۔

وکان عمّارۃ ومسافر وعباس من احباب ابو سفیان متہم بالهند فامّا عمارۃ بن الولید فکان من اجمل رجالات قریش

عمارہ۔ مسافر اور عباس۔ ابوسفیان کے احباب ہند کے ساتھ متہم تھے اور انمیں عمارہ ابن الولید تمام قریشیوں میں سب سے زیادہ خوبصورت تھا۔

پھر علامہ موصوف اسی کے متعلق ایک اور ضمیمہ کا اضافہ فرماتے ہیں۔

وکانت هند من المغتلمات وکانت تمیل الی السودان من الرّجال فکانت اذا ولدت ولدا اسود اقتلته

ہند مغتلمہ (لونڈے باز) تھیں اور اگرچہ کالے مردوں (سندلیا) کی طرف انکا میلان طبع تھا۔ لیکن انکے پیٹ سے اگر کالا بچہ پیدا ہوتا تھا تو دگلا گھونٹ کر) اوسکو مار ڈالتی تھیں۔

چنانچہ علامہ سبط ابن جوزی اسکی حقیقت اور شہرت کے ثبوت میں لکھتے ہیں

قال الشعبی قد اشار رسول الله صلعم الی هند یوم فتح مکة لیشی من هذا فلما جاءت تبایعه و کان قد اهدر دمها فقالت علی ما ابایعك فقال علی ان لا تزنین فقالت هل تزنی الحرّۃ فعرفها رسول الله صلعم فنظر الی عمر فتبسم۔

شعبی نے کہا ہے کہ بروز فتح مکہ جب ہند بیعت کو لئے آئی تو رسولخدا صلعم نے اس امر کیطرف اشارہ کیا اور (پہلی) اوسکا خون مباح کر چکے تھے (کہ جو شخص ہندہ کو جسجگہہ پاوے قتل کر ڈالے) پس ہند نے کہا کہ ہم کس بات پر آپ کی بیعت کریں۔ رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ اب نہ زنا کرنا۔ ہند نے کہا کہیں آزاد عورتیں بھی زنا کرتی ہیں۔ رسولخدا صلعم نے ہند کو پہچان کر حضرت عمر کیطرف دیکھا (کہ اسکی دیدہ دلیری پر نظر کرو) وہ ہنسنے لگے۔

امام فخر الدین رازی کی تحقیق میں

فضحك عمر رضی الله عنه حتی استلقی

تفسیر کبیر جلد اوّل مطبوعہ مصر ص ۱۹۳

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ ہنستے ہنستے لوٹ گئے

الغرض - حضرت سلامت (امیر معویہ صاحب) ان صورِ مختلفہ کی ترکیب مجموعی تھے اور اسی وجہ سے آپکو خیریت سے اپنی خوبصورتی کا بھی دعویٰ تھا -

معویہ اور شریک اعور رئیس بصرہ

ایک دن شریک اعور رئیس بصرہ سے اپنی خوشجمالی کا سظاہرہ کرتے ہوے کہنے لگے کہ تو بدصورت ہے اور مین خوبصورت ہون - خوبصورت بدصورت سے بہتر ہوتا ہے - تیرا نام شریک ہے - اور خدا کا کوئی شریک نہین - تیرے باپ کا نام اعور ہے اور اعور کانے کو کہتے ہین اور کانے سے دونوں آنکھوں والا بہتر ہے - تو پھر تو کیونکر اپنی قوم کا سردار ہوگیا -

شریک چپ رہنے والا آدمی نہین تھا - بولا جی ہان - آپ کا نام معویہ ہے اور معویہ اوس کتیا کو کہتے ہین جو عوعو کرکے کتون کو اپنے پاس بلاتی ہے - تیرے باپ کا نام صخر ہے - صخر کہتے ہین پتھریلی زمین کو اور سہل یعنی نرم زمین بہتر ہے پتھریلی زمین سے - تیرے دادا کا نام حرب ہے - حرب کہتے ہین لڑائی کو - اور سلم یعنی صلح بہتر ہے لڑائی سے - اور تو امیّہ کے خاندان سے ہے اور امیہ (امۃ کم کنیز کی تصغیر ہے - پھر تو کیونکر مومنین کا سردار ہوگیا - مستطرفہ مطبوعہ مصر ص۳

بچپن

معویہ کے بچپن کے حالات پر بالکل پردہ ہے - قرینہ غالب یہ بتلاتا ہے کہ اصلیت وہی بنی امیہ - فطرت وہی بنی امیہ - طبیعت وہی امیہ اور صحبت و تربیت وہی بنی امیہ - تو پھر اس فضا مین تعلیم و تربیت بھی وہی ثابت ہوتی ہے جو علی العموم بنی امیہ کی ہوا کرتی ہے - گندم از گندم بروید جو ز جو

دنیائے اسلام نے ایکبار بچپن مین انکی صورت دیکھی تھی - وہ غریب خبیب کے صلیب دئے جانیکا موقع تھا - انکو بھی انکے باپ تماشہ دکھانے لائے تھے اور دعائے خبیب کے خوف سے انکے باپ نے رسم جہالت کے مطابق انکو زمین پر اوندھا لٹا دیا تھا اسلیئے کہ ان پر دعا کا اثر نہو - جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے - دوسرے بار غزوہ خندق مین باپ کے ساتھ ذرا سا دکھلائی دیئے تھے - پھر غائب -

اسلام کیساتھ ابتدا ہی سے متنفر تھا

اسلام سے آپ بھی ویسے ہی متنفر تھے جیسے آپ کے باپ - اور کیونکر نہوتے - فطرت وہی - طبیعت وہی صحبت وہی اور تربیت وہی - بلکہ تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ باپ سے انکی نفرت اسلام کہین زیادہ بڑھی ہوئی تھی - کیونکہ ظہور اسلام کے بعد انکے باپ نے نفرت و کراہت اسلام کی وجہ سے سکونت مکہ کو ترک نہین کیا - لیکن صاحبزادے (معویہ) اپنی غایت نفرت کے سبب سے اسلام کا ذکر تک سننا نہین چاہتے تھے بلکہ اکثر کفار مکہ - مثلاً کعب ابن زہیر - وحشی - عکرمہ بن ابوجہل وغیرہم کیطرح بیرونی علاقہجات اور دور دراز مقامات مین چلے گئے تھے - علامہ سبط ابن جوزی کے قول کے مطابق معویہ یمن مین چلے گئے تھے - اور فتح مکہ کے زمانہ تک وہان گوشہ گیر رہے

باپ کو مسلمان ہونیکی خبر سنکر ڈانٹنا

معویہ نے یمن ہی مین باپ کے مسلمان ہونیکا حال سنا تو باپ کو دورے ڈانٹ بتلائی کہ اسلام لاکر اپنے آپ کو فضیحت کیوں کیا اور یہ شعر اپنے خط مین اپنے باپ کو لکھ بھیجا

بعد الذین ببدر اصبحوا	یا صخر لا تسلمن طوعا فتفضحنا
بعد اونکے جو بدر کی لڑائی مین مسلمانونکے ہاتھون سے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالے گئے	اے صخر (ابوسفیان) تم بخوشی اسلام لاکر ہمکو رسوا نکرو
والراقصات بنعمان به الحرقا	مزقا الاثرکین الی امر تقلدنا
قسم ہے تکو اون ناقون کی جو وادی النعمان مین ناچتے اور پھرتے ہین	تم ہرگز ایسی باتوں کیطرف توجہ نکرو جس سے ہم تو بی گلے پڑ سکے

مگر مکہ فتح ہو ہی چکا تھا۔ باپ مسلمان ہو ہی چکے تھے۔ ماں بھی اسلام کی گرفت میں آ ہی چکی تھیں۔ اب یہ جانتے تو کہاں گھر والوں سے علیحدہ ہوتے ہیں تو نہ گھر کے رہتے ہیں نہ گھاٹ کے بالآخر انکا بنیا سودا کرے۔ یہ بھی باپ کے ساتھ مجبوری اور محض خوف جان سے مسلمان ہوئے تھے اور مولفۃ القلوب میں داخل انکے اسلام کا آخر میں یہ معیار طیار ہوا۔

روی عن الشافعی انہ اسر الی الربیع انہ
امام شافعی نے اپنے شاگرد سے بطور وصیت کہا

لا یقبل شہادۃ اربعۃ من الصحابۃ وہم معویۃ
کہ صحابہ میں سے چار آدمیوں کی گواہی قبول نہیں۔ معاویہ۔

وعمرو ابن العاص والمغیرہ وزیاد۔
عمرو عاص۔ مغیرہ اور زیاد (ابوالفدا)

ان کا خاتمہ اسلام امام طبری کے الفاظ سے یہ ثابت ہوتا ہے۔

فقال النبی صلعم ان معویۃ فی تابوت نار
فرمایا جناب رسالتمآب صلعم نے کہ معاویہ ایک آگ کے

فی نار منہا ینادی یاحنان ویامنان فیقال لہ
صندوق میں پست ترین طبقہ جہنم میں ہے جہاں وہ

الآن وقد عصیت قبل وکنت من المفسدین
یاحنان یامنان چلایا کرے گا اُسے ندا دیجائیگی کہ یہ

سب تیرے اعمال گذشتہ کا نتیجہ ہے جبکہ تو فساد پھیلانے والوں میں تھا۔

ہم نے اجمالاً معاویہ کے اسلام کی اجمالی داغ بیل دکھلا دی ہے تفصیل ہمارے آئندہ سلسلہ بیان سے اپنے اپنے مقام ہوگی معاویہ جنگ خندق یا احزاب میں باپ کے ساتھ تھے اور مفرورین میں داخل۔ جنگ حنین میں گویا باپ ہی کے ایسے مسلمان تھے لیکن تاہم باپ کے ردیف و شریف لشکر اسلام کے ساتھ تھے لیکن معرکہ جنگ کی ہوا لیتے ہی بھی اپنے باپ کے ساتھ ہوا ہو گئے اسوقت کے اوڑے اوڑے معرکہ طائف کو تصفیہ سے پندرہ دن بعد بمقام جعرانہ میں غنیمت حنین کا حصہ لینے کو آدھمکے۔

سنہ ۹ ہجری سے مدینہ میں معویہ کیا تمام بنی امیہ کی آمد و رفت شروع ہوئی باوجود اسکے کہ یہ لوگ اسلام ظاہری لائے تھے مگر سب کو دلوں میں اتنک کفر و نفاق چھپا ہوا تھا طبری نے صاف لفظوں میں لکھکر بتلا دیا ہے۔

فتقول بالاسلام غیر منطق علیہ
پھر بنی امیہ اور ابوسفیان وغیرہ اسلام لائے تو

واسر الکفر غیر مقلع منہ۔
اوپر دل سے اور باطن میں کفر چھپائے رہے اس سے باز نہ رہے۔

اسی وجہ سے مسلمان ہونے پر بھی۔ ابوسفیان۔ معویہ اور تمام بنی امیہ کو کسی اہل اسلام نے کبھی عزت و وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھا۔ معاویہ کی بہن ام المومنین حضرت ام حبیبہ مدینہ ہی میں موجود تھیں لیکن خدمت خدمت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مدت تک رہ کر وہ ادب شناس رسالت اور معرف مراتب نبوت ہو چکی تھیں۔ فتح مکہ سے چند روز پیشتر ابوسفیان عہد نامہ حدیبیہ کی تجدید کے لئے مدینہ میں آئے ہوئے تھے۔ بیٹی (ام حبیبہ) کے یہاں مہمان ہونا چاہتے تھے مگر بیٹی نے یہ کہکر باپ کو اپنے فرش پر بھی بیٹھنے نہ دیا کہ یہ رسول اللہ صلعم کا بستر ہے اور تم نجس العین کافر ہو یہ بھی اکڑ میں یہ کہتے ہوئے اوٹھکر چلے گئے۔ بٹکی۔ یہاں اکر تیرے مزاج میں شر آگیا ہے۔ ابوسفیان کی اولٹی سمجھ تھی۔ شر کیا۔ یہاں آکر وہ تو سراپا خیر ہو گئیں ہیں۔ جب باپ کی بیٹی نے —

کوئی قدر نہین کی تو بہن بھائی کو کیا چیز سمجھتی - اس بنا پر قیام مدینہ کی مدت مین بھی ہم کو کوئی ایسا واقعہ نہین ملتا - جس سے بھائی بہن مین کوئی رسم و راہ یا اتحاد پایا جاتا ہو

خدمت رسول مین معویہ کی ذاتی وقعت خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم مین جو کچھ رسوخ انکو حاصل تھا یا شہنشاہ رسالت کی نگاہون مین جو انکی ذاتی وقعت تھی اور مقدار و حیثیت - وہ ذیل کے واقعہ سے ظاہر ہے -

وائل ابن حجر - قبائل یمن کے مشہور سردار انحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئے - آپ نے انکا بڑا اکرام کیا - جب انکو رخصت فرمانے لگے تو غایت اخلاق و مہمان نوازی سے معویہ کو ہمراہ کر دیا کہ انکو حد رخصت تک پہونچا دے - چنانچہ یہ پیدل چلے اور وائل اپنے اونٹ پر سوار - انکو وائل کی رکاب مین پیدل ہونا پڑا - ادمی کیجگہہ اونٹ کی چال چلنا پڑا نتیجہ یہ ہوا کہ دوڑتے دوڑتے پاون تھک گئے - تلوون مین چھالے پڑ گئے - اخرکار عاجز اگر وائل سے کہنے لگے کہ مجھے بھی اپنے اونٹ پر بٹھا لیجیے - وائل نے ایک ڈانٹ بتائی اور کہا "

امش فی ظل ناقتی کفاک بہ شرف　|　میری ناقہ کی دم کے پیچھے چلا آ - تیرے لیے یہی شرافت کافی ہے (ترجمہ ابن خلدون طبع آلہ آباد صفحہ ۱۲۵)

معویہ اور خدمات رسول صلعم دو برس کی برائے نام اور ظاہری حاضری مین انکی کوئی خدمت قابل ذکر نہین ہے - ایک "کتابت" کی خدمت بڑی آفاشی اور قلمکاری کے بعد بتلائی جاتی ہے جسکی حقیقت بہت جلد معلوم ہوتی ہے -

لیکن ان تفاصیل سے پہلے خدمت اور متابعت رسول مین انکی خوش عقیدگی اور خلوص کی اجمالی کیفیت اس واقعہ سے پہلے ذہن نشین کر لیجیے -

رسول صلعم کی دعائے خیر حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے کہ کسی ضرورت سے آنحضرت صلعم نے معویہ کو طلب کرنا چاہا - مین سامنے حاضر تھا - مجھی کو بلا لانیکا حکم دیا - مین فوراً انکے پاس گیا - انھون نے کہا جا کر کہدو کھانا کھاتے ہین - ابن عباس نے اکر بجنسہ وہی الفاظ خدمت رسالت مین عرض کر دیے - انحضرت صلعم نے نہایت عتاب آمیز لہجہ مین ارشاد فرمایا لا اشبع اللہ بطنہ - خدا اوسکے پیٹ کو کبھی نہ بھرے

کتابت کی حقیقت تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ سوائے اس حدیث کے اور کوئی حدیث معویہ کے متعلق صحیح نہین ہے حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا مین لکھدیا ہے کہ رسول خدا صلعم کے کاتب نہین معاویہ بہت خوشخط تھا - لیکن مدائینی کی تحقیق مین زید بن ثابت کاتب وحی تھے - نقل حدیث مین حافظ ابو نعیم سے مدائینی کا پلہ بھاری ہے - لیکن تاہم دونون کو مسامحہ ہوا ہے - معویہ اور زید مین سے کوئی بھی کاتب وحی نہین تھا - وحی کو لکھنے والے اور بزرگوار تھے -

اگر بفرض محال کتابت وحی ثابت بھی ہوتی تاہم معویہ کو اس سے کوئی فضیلت خاص حاصل نہین ہوتی اسلئے کہ ان سے قبل عبد اللہ بن ابی سرح سا کافر و منافق بھی جسکا خون بروز فتح ہدر فرمایا گیا تھا - کاتب وحی رہ چکا ہے - اور مروان سا طلیق و طرید رسول صلعم بھی یہ خدمت کر چکا ہے - معویہ کی کتابت محض دھوکا ہے - زید کی کتابت کی حقیقت یہ ہے -

زید کی کتابت کی حقیقت زید بن ثابت کی کتابت وحی بھی غلط فہمی ہے - اسلئے کہ نزول رسالت کے وقت مدینہ مین یہ بالکل بچے تھے - یہودی جو خیبر سے قید ہو کر آئے تھے وہ لکھنا پڑھنا جانتے تھے انکی دیت یہ قرار دی گئی کہ وہ مہاجر و انصار کے لڑکون کو لکھنا پڑھنا سکھلا دین - انھین تعلیم پانے والے بچون مین زید بھی تھے - نزول مدینہ کے وقت سے

لیکن وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک انکا سن بمشکل دس بارہ برس کا ہوگا - اس عمر میں کتابت وحی کی ذمہ داری کیسی انکے سپرد کیجا سکتی تھی - انکی کتابت وحی کی نسبت جو غلط فہمی واقع ہوئی ہے وہ خلافت اوّل کے زمانہ میں جمع قران کی ضرورت سے انکی نقل قران کی خدمت ہے - جیسا کہ کنز العمال کی حسب ذیل عبارت سے ظاہر ہے -

جب حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے اور حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام قران مجید موافق تنزیل کو جمع کر کے لے آئے کہ اسکو بلاد اسلامیہ میں شایع کرو تو حضرت ابوبکر و عمر نے فرمایا کہ لیجاؤ ہمکو اسکی ضرورت نہیں ہے کیونکہ قران سب کو یاد ہے - مگر یمامہ کی لڑائی میں جب بہت سے حافظ قران مارے گئے تو لوگوں نے کہا کہ قران جمع کر کے لکھوا لو نہیں تو ضایع ہو جائے گا - تب حضرت ابوبکر و عمر نے زید بن ثابت سے کہا کہ قران جمع کرو - اوسوقت بھی امیر المومنین علی علیہ السلام سے نہیں کہا کہ جو قران تم جمع کر کے لائے تھے دیدو - اب اوسکی ضرورت ہے - زید کو خود پورا قران یاد نہیں تھا - لوگوں سے پوچھ پوچھ کے لکھ لیتے تھے یا لکھوا لیتے تھے - حالانکہ عبد اللہ ابن مسعود سا مشہور حافظ قران صحابی زندہ موجود تھا جسنے خود رسول صلعم سے سنکر اور سنا سنا کر قران جمع کیا تھا اور جمع کرنیکے بعد بھی پڑھکر اپ کو سنا دیا تھا یہانتک کہ آخرات آپ کو پڑھکر سنا دی تھی - لیکن باوجود اتنے اعتماد و استناد کے بھی قران کی تجمیع و تدوین میں انسے کوئی مدد نہیں لیگئی

رموز مملکت خویش خسروان دانند - لیکن علم القران کے ماہرین کو خلافت کی اس فروگذاشت پر ہمیشہ افسوس رہا کیا - چنانچہ علامہ ابن سیرین کا یہ قول آجتک زبانوں پر مشہور ہے اور کتابوں میں لکھا ہوا موجود ہے کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا اگر جمع کیا ہوا قران اسوقت موجود ہوتا تو اوس سے بہت سے فائدے حاصل ہوتے

بہر حال کتابت وحی بھی ثابت نہیں - اگر ہو بھی تو بقول حکیم سنائی غزنوی سہ

ور نوشت او خطے ز بہر رسول

از خط و خال اعتبارے نیست

عہد رسالت میں

عہد رسالت میں یہی ایک خدمت معویہ کے متعلق تبلائی جاتی ہے - وہ بھی ثابت نہیں ہوتی

معویہ کو کوئی عہدہ نہیں ملا

اسکے علاوہ انکے متعلق کسی غزوہ یا سریہ کے فوجی خدمات معلوم ہوتے ہیں اور نہ ملکی انتظامات تعلیم و تبلیغ دین کی خدمتوں کے لئے تو معویہ سرے سے نا قابل تھے - اسلئے کہ مولفۃ القلوب میں داخل اور مذبذبین میں فی الحال تھے مثال ہونیکی وجہ سے ان مناصب تعلیمی پر انکا تعین تو سہ او خویشتن گم است کرا رہبری کند - کا ہم مطلب تھا ہاں تالیف قلوب کی غرض خاص سے لیکے باپ ابوسفیان کو دربار رسالت سے زکواۃ و صدقات کی وصولی کی خدمت ملی تھی

کسی غزوہ میں شریک نہیں تھے

فتح مکہ کے بعد تین غزوات - حنین - طائف اور تبوک - انکے اسلام ظاہری اور خاص موجودگی میں واقع ہوئے - مگر کسی میں بھی انکی شرکت ثابت نہیں ہوتی - آنحضرت صلعم کا آخری سفر حجۃ الوداع تھا - اوسکی فہرست رفقا میں بھی انکا نام پایا نہیں جاتا - یہ واقعات پورے طور سے مبتلا رہے ہیں کہ اسلام اور بانی اسلام علیہ و آلہ السلام کی نگاہ ہو نہیں یہ کسی خدمت و منصب کے لائق نہیں تھے - ان پر موقوف نہیں ہم تو تمام نئی اسیتین کسی شخص کی نسبت بھی کسی خدمت و منصب کا تعلق نہیں پاتے - ایام رسالت کے ڈہائی برس انکو اسی عالم کس مپرسی میں گذر گئے -

نظام خلافت

نظام خلافت — جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات کے بعد خلافت بنی امیہ کی تنظیم بالاجماع کا انتظام ہوا اور اسی انتظام سے بنی امیہ کے قوم کی تنظیم ہوگئی۔ اور حقیقتاً بدیہی خلافت سے عمداً اور حضرت عمر کے ایسے پولیٹیکل دماغ رکھنے والے ادمی سے خصوصاً ایسی ناقابل اصلاح سیاسی غلطی عمل میں آئی جس نے اسلامی اتحاد کے شیرازہ کو پارہ پارہ کر دیا بنی ہاشم وبنی عبدالمطلب سے حضرت عمر کی فطرتی مخالفت اور خلقی نفرت اس کا باعث ہوئی علامہ ابن عبد ربہ اندلسی اپنی کتاب عقد الفرید کے ترجمہ عبارت سے ہماری اس بیان پر حقیقت کی پوری روشنی پڑتی ہے :-

واپس ہونے لگے تو راستہ میں کسی سے رسولخدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات کی خبر ملی اور ... بھی دریافت ہوا کہ ابوبکر خلیفہ ہوئے۔ کہا کہ علی وعباس کیا کرتے ہیں اس نے کہا کہ بیٹھے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ اگر خدا کی قسم میں اُنکی مدد کے لئے زندہ رہا تو انکی پشت وپناہی ضرور کرونگا پھر کہا کہ میں (اپنے دل میں) ایک غبار (یا غیرت) رکھتا ہوں جسے بجز خون کے کوئی اور بجھا نہیں سکتا۔ اور جب مدینہ میں پہونچے تو تمام گلی کوچوں میں گشت لگاتے ہوئے یہ شعر پڑھتے پھرتے تھے۔

بنی هاشم لا تطمع الناس فيكم — ولا سيما تيم بن مرة او عدی

اے بنی ہاشم تمھاری موجودگی میں کسیکو (امر خلافت کی) لالچ نہونا چاہیے — خصوصاً بنی تیم بن مرہ (ابوبکر) اور بنی عدی (عمر) کو

فما الامر الا فيكم واليكم — وليس لها الا ابو الحسن

خلافت تمہارے لیے ہے اور تم خلافت کے لیے — اور اسکے لیے کوئی زیبا نہیں ہے مگر ابو الحسن (علی)

جب یہ خبر معلوم ہوئی تو حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ ابوسفیان آگیا۔ یہ بڑا فسادی اور شریر آدمی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی اسکی تالیف فرمایا کرتے تھے۔ اسکے پاس جو کچھ صدقہ کا مال ہے (اگرچہ سب مسلمانوں کا مال ہے) اسکے واسطے چھوڑ دو۔ ابوبکر نے ایسا ہی کیا بس (پھر کیا تھا) ابوسفیان صاحب راضی ہوگئے اور بیعت کرلی۔

پھر اسی کتاب عقد الفرید میں آگے چلکر لکھا ہے۔

یہی مضمون امیر المومنین علیہ السلام نے ایک مرتبہ معویہ کو لکھا تھا کہ جب رسولخدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وفات پائی تو تیرا باپ میرے پاس آیا اور کہا کہ ہاتھ بڑھاؤ ہم بیعت کریں کیونکہ تم سب سے بڑھکر اس امر (خلافت) کے حقدار ہو۔ فكنت انا الذی ابيت عليه مگر ہمیں ایسے تھے کہ ہم نے اُس کے مونہہ پر انکار کردیا۔ فخافة الفرقة بين المسلمين لقرب عهد الناس بالكفر اس خوف سے کہ مسلمانوں میں تفرقہ پڑ جائے گا اور یہ خوف اسلئے تھا کہ لوگ ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں عقد الفرید جلد دوم ص ۲۸۶ مصر۔ اسی مضمون کو مگر مختصر الفاظ میں صاحب روضۃ الصفا نے یوں لکھا ہے۔

صدیق وفاروق را معلوم شد کہ ابوسفیان مخالفت دارد پسر او یزید را بامارت شام نہید وانند ابوسفیان کہ — جب ابوبکر وعمر کو معلوم ہوا کہ ابوسفیان مخالفت پر طیار ہے تو اوسکے بیٹے یزید کو ملک شام کی امارت دیدی اور ابوسفیان نے بھی یہ معلوم

این معلوم کرد ترک منازعت ۔ اور ابوسفیان نے بھی یہ معلوم کر کے مخالفت ترک کر دی

و مخالفت نمودہ مطیع و منقاد گشت اور اونکا محکوم و تابع ہو گیا (روضۃ الصفا جلد ۲ ص ۲۲۳ لکھنؤ)

یزید کی تعین پر صحابہ کا اعتراض

عجیب اتفاق ہے ۔ دو برسوں کے بعد ہی ادہر حضرت ابوبکر کی وفات ہوئی ادہر یزید ابن ابوسفیان بھی شام میں دنیا سے چل بسے اور لطف تو یہ ہے کہ بغیر استرضا و استمزاج خلیفہ وقت معویہ ابن ابوسفیان نبی بھائی کو اپنا وصی کر گئے ۔

اسیطرح حضرت ابوبکر بھی بغیر اجماع و شوریٰ صحابہ حضرت عمر کو سند خلافت دیکر راہی عدم ہو گئے حضرت عمر نے حالات کی سیادت اور بنی ہاشم کی تضعیف قوت والی اپنی ضرورت سے مجبور ہو کر یزید کے معاملہ وصیت اور معویہ مسلہ امارت شام میں کچھ عذر نہیں کیا اور معویہ کو یزید کی جگہ پر اپنی سند جدید دیکر بحال کر دیا ۔

یزید ہی کے تعین کے وقت صحابہ نے فاضل و مفضول کا اعتراض کر دیا تھا اور بتلا دیا تھا کہ یزید ابن ابوسفیان کے مقرر کرنے سے صحابہ سابقین کی جو تمام اوصاف میں اوس سے زیادہ موصوف ہیں پوری حق تلفی ہو گئی ۔ اور یزید کو انپر بلا سبب ترجیح بالمرجح حاصل ہو گئی ۔ پھر معویہ کی بحالی کے موقع پر بھی سوال اوٹھا لیکن حضرت عمر نے اپنے سیاسی اجتہاد کی پوری قوت سے کام لیا اور کسی کی کچھ نہ سنی حضرت عمر انپی ایسی کر گئے ارشاد جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی یہ حدیث صحیح کتب صحیح میں لکھی ہی رہ گئی ۔

ومن استعمل عاملا من المسلمین	اور اگر کوئی خلیفہ کسی ایسے عامل کو مقرر کرے اور اوسکو
وھو یعلم ان فیھم اولی بذلك منہ واعلم	یہ علم ہو کہ اس شخص مقرر کردہ سے بہتر اور لوگ بھی موجود ہیں
بکتاب اللہ وسنۃ نبیہ فقد خان	جو اوس کتاب خدا و سنت (حدیث) رسول کے بہتر
اللہ ورسولہ وجمیع المومنین ۔	جاننے والے ہیں تو اوس نے (ایسے شخص کی تقرری میں)
	خدا و رسول اور جملہ مومنین کی خیانت کی ۔

حضرت عمر اور معویہ چاہے کتنی ہی احسان کئے جاویں ۔ کیسے بڑے ایثار بجا لائے جائیں لیکن جن کج فطرتوں کے ساتھ یہ محاسن سلوک روا رکھے گئے لیکن اونکی نگاہوں میں سب خاک ہیں اونکی خود غرضی کے آگے نہ کوئی قدر و قیمت ہے اور نکوئی عزت و وقعت اونکی ابن الوقتی اونکی قابو پرستی اوسیوقت تک مجبور ہے جب تک کہ اونکا کام نہیں نکلتا مطلب نکلجانیکے بعد اور کام چل جانے پر کسی کا احسان و ایثار اونکی حافظہ کی کمزوری یاد نہیں رکھتی ۔ اور نہ وہ اسکے یاد رکھنے کو اپنا اخلاقی فرض سمجھتے ہیں ۔ ماموریت کے بعد ہی کیفیت حضرت عمر اور معاویہ کی ہوئی ولایت شام کا خود مختارانہ چارج ملجانے کے بعد وہ بلا خوف خلیفہ و خلافت محض آزادانہ طور پر ملک و رعایا کا انتظام کرنے لگے ۔ ظاہر ہے کسی شخص کا محض آزادانہ اور خود مختارانہ نظم اور قواعد کے حدود میں نہیں اسکتا حضرت عمر کو انکی نیہ مطلق العنانی بری معلوم ہوئی اور انھوں نے چند بار اونکو اونکی زیادتیوں کو لئے سرزنش بھی کی اور چشم نمائی بھی فرمائی ۔ مگر یہ کب سننے والے تھے مطلق العنانی کی شان میں اپنے دلی نعمت ہی سے لگے چڑانے اخر بار بار شقہ خلافت کے جواب میں لکھ بھیجا یا عمر واللہ قد بلغنی اذاك ھھنا وبالشام (اصابہ ابن حجر) (ترجمہ) اے عمر ہم شام میں بھی سنتے تھے اور یہاں بھی دیکھتے ہیں کہ تم ہمکو تکلیف پر تکلیف دیتے ہو" (اصابہ ابن حجر ص ۲۴۳ مصر)

حضرت عمر بھی اپنے نام کے تھے اور بڑی گہری پالیسی کے بزرگ - انکا یہ گستاخانہ اور بے ادبانہ جواب پڑھکر اوسوقت توخموش ہوگئے - لیکن ایک دوسرے موقع پر جب یہہ دربار خلافت مین حاضر ہوے تو عبا ے ہشمی پہنے کے خفیف جرم مین انکو بھرے دربار کے سامنے اتنے کوڑے لگائے کہ دوائی دیتے دیتے اور معافی مانگتے مانگتے انکی زبان مین کانٹے پڑ گئے ابن حجر کے ایسے موید معویہ سے بھی انکے ایسے پٹنے والی کا واقعہ نہ چھپایا جا سکا گیا ست نمی باشد نہان رازیکہ زو سازند محفلہا اخر کار تطہیر الجنان حاشیہ صواعق محرقہ مین لکھ ہی دیا

دخل معویہ علی عمر ابن خطاب وعلیہ حلۃ خضرا فنظر الیہ الصحابۃ فلما رای ذلک عمر قام ومعہ الدرۃ فجعل ضربا بمعویہ یقول یا اللہ یا اللہ یا امیر المومنین فیم فیم

معویہ عمر ابن خطاب کی پاس آیے - وہ حلہ سبز (ہری ہشمی عبا) پہنے ہوئے تھے اونکو اس لباس مین دیکھکر صحابہ جو حاضر تھے اون کی انکھین اوٹھنے لگین - جب عمر نے یہہ کیفیت دیکھی تو وہ اوٹھ کھڑے ہوگئے اور اونکے ہاتھ مین درّہ تھا اور لگے اوس سے معویہ کو مارنے پھر تو معویہ لگے چلانے اللہ (کا واسطہ) اللہ کا واسطہ) اے امیر المومنین لیں کیجیے - لبس کیجیے -

حضرت عمر کا دور دورہ بھی اخر تھا - چل چلاو کا وقت تھا مصالح وقتی پر نظر کرکے خلیفہ عصر نے اس سے زیادہ انکی تادیب کو مناسب نہ سمجھا اور اینیدہ موقع پر اوٹھا رکھا - مگر اجل موعود نے خود انکا موقع نہ دیا - اور بمصداق

عَسَىٰ أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ | جن چیزون کو تم اپنا بہتر سمجھتے ہو وہی تمہاری نفرت کا باعث ہوتا

جن بنی امیہ کی سرپرستی مین اپنے اپنی تمام کوشش تمام کردی اور بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کی محرومی اور ناکامی کے لئے اپنے بعد امر خلافت کو کل چھہ ادمیون کی ایسی مجلس منتخبہ کے حوالہ فرمایا جو سوائے بنی امیہ لیے (عثمان کے) کسی دوسرے کو نامزد نہ کر سکے - اب وہی بنی امیہ اسلام اور خلافت اسلام اور تمام دینی و دنیاوی انتظام کے تباہ کن ثابت ہوے

خلافت عثمان کی بنیاد حقیقت تو یہہ ہے کہ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ - خدا خوب جانتا ہے جسکو تم لوگ نہین جانتے حضرت عمر سونچ کیا اور ہوگیا کیا - شوریٰ کی اس مجلس منتخبہ سے حضرت عمر کا اصل مدعا بنی ہاشم کی محرومی تھی - لیکن عبد الرحمن ابن عوف کی فضول ترجیح نے بنی اُمیہ کی فائدہ رسانی کا پورا موقع دیدیا اور حضرت علیؑ کو محروم رکھکر امر خلافت حضرت عثمان کو حوالہ کر دیا -

عبد الرحمن ابن عوف کی ندامت و پشیمانی اخر مین عبد الرحمن نے بھی اپنی اس غلطی کے بُرے نتیجون کو اپنی انکھون سے مشاہدہ کر لیا اور پھر تو اسقدر شرمائے اور پچھتائے کہ خلیفہ عصر حضرت عثمان کا مونہہ دیکھنا چھوڑ دیا - یہانتک نفرت بڑھی کہ خلیفہ عثمان بستر موت پر عبد الرحمن کو دیکھنے گئے تو اونہون نے آنکھین بند کرکے انکی طرف سے مونھ پھیر لیا اور دوسری طرف کروٹ لے لی - مگر اب کیا ہو سکتا تھا - جسطرح حضرت عمر نے بنی امیہ کی تائید کرکے اخر مین ندامت اوٹھائی اسی طرح عبد الرحمن کو بھی بنی امیہ کی اس ناحق طرفداری سے خجل اور پشیمان ہونا پڑا - مگر نہ اب انکی ندامت سے کچھ ہونیوالا تھا اور نہ انکی خجالت سے - جسکی بننے والی تھی اوسکی بن گئی -

خلافت عثمان مین معویہ تھے یا مروان نظم خلافت مین حضرت عثمان تو برائے بیت تھے - مدینہ مین جو کچھ بھیجے

وہ مروان اور ہشام بن معویہ ۔ ایک غیر مسلم یوروپین محقق لکھتا ہے

جبتک جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم زندہ رہے آپ کی قوت سلطانی بہی ان بیوفاون (بنی امیہ) سے خائف رہی ۔ انمین بہتون نے برائے نام اسلام قبول کیا تہا ۔ صرف اپنی ذاتی غرض سے ۔ یا اوس مال غنیمت کی لالچ سے جو مجاہدین اسلام فتوحات ملکی کے بعد دارالحکومت مین لاتے تہے ۔ مگر انکی نفرت محمد صلعم کی امارت وحکومت سے کبھی کم نہوئی ۔ شہوت پرست ۔ بدکار ۔ بدنیت اور ظالم (بنی امیہ) اس مساوات قائم رکھنے والے مذہب مین تو شامل ہونیکا دعوے رکھتے تھے ۔ جس مذہب نے تقدیس اور اصول تہذیب (اخلاق) کی سخت تاکید کی تہی ۔ مگر وہ دل سے (ابہی تک) بت پرست تہے ۔ یہہ لوگ شروع زمانہ سے اس امارت وحکومت (اسلام) کے استیصال پر اور اون بزرگون کے برباد کردینے پر ۔ جن پر اس امارت وحکومت کا دارومدار تھا ہمیشہ امادہ اور طیار رہتے تھے ۔ (یہہ وہ بزرگ ہین جسکی متابعت کی یہہ قسم کہا چکے ہین اور حلف اوٹھا چکے ہین

جناب رسولخدا صلعم کے دو قائمقامون نے انکی حسد وکبر کو ایک حد خاص تک محدود کررکھا تہا اور انکے مکروفریب کی چالون کو ظاہر کردیا تہا ۔ عثمان کی تخت نشینی اون فتنہ بندیون کے وجود کا باعث تہی اور اون خصوصاً بنی امیہ کی بدکاریون کا ظہور تہی جس نے اسلامی دنیا کا دل توڑدیا اور اوسکے (اسلام) نہایت معزز اور قابل قدر خاندانون کو برباد کردیا

عثمان کے دوران خلافت مین دونو خلفاے سابقین کے انتظام وتدبر سے پوری مخالفت کی گئی ۔ جنکی تقلید وا تباع کا (خلیفہ بنائے جانیکے وقت) عثمان اقرار کرچکے تہے ۔ اصحاب معزز پیغمبر صلعم اور بزرگان انصار جو ممالک اسلامی مین والیان ملک اور صاحبان اختیار بنائے گئے تہے معزول کردئے گئے ۔ اونکی ذاتی لیاقتین اور اونکی خیرخواہانہ خدمتین فراموش کردی گئین ۔ تمام معتبر اور پرمنفعت خدمتین بنی امیہ نے لے لین ۔ تمام صوبون کی صوبہ داریان انھین کو دیدی گئین جنھون نے اپنے اب کو اسلام کا پورا مخالف ثابت کر رکھا تہا ۔ انکے ساتھہ سلوک اور رفق ومدارا کرنیکے لئے بیت المال (اسلامی) خالی کردیا گیا ۔

اسکے بعد کے واقعات کی نسبت جسے ہم تفریق اسلامی کے باب مین علیحدہ بیان کرینگے لیکن اتنا لکھدینا یہان کافی ہوگا کہ انتظام ملکی کی بدنظمیان ۔ تمام انکی کارروائیون سے غفلت اور اپنے اقربا واعزہ کے ساتھہ سخت طرفداری اور عام شکایتون پر اوسکو (عثمان کے) انکار نے قدیم اصحاب رسول مین کیا تمام اہل اسلام مین ایک سخت بیچینی اور مخالفت پہیلا رکھی تہی اور یہہ مخالفت آخیر مین بغاوت ہوکر ایسی عام ہوگئی جسمین حضرت عثمان اپنی جان ہی کہو بیٹھے

خلافت عثمانی مین معویہ کی بدعنوانی

ہمکو حضرت عثمان کی خلافت کی تفصیلی حالات لکھنا منظور نہین ہے ۔ ہم انکی خلافت سے صرف اونھین واقعات وحالات کو لکھینگے جو معویہ کی بدعنوانیون اور خودمختاریون کے کافی ثبوت ہین ۔ اور جن سے معویہ کی سخت مظالم اور ایذارسانیان ظاہر ہوتی ہین خصوصاً اون اصحاب کبار پر جو انکی بدعنوانی اور مطلق العنانی کو روکنا چاہتے تہے ۔ انھیں امور کے ساتھہ یہہ بھی معلوم کرلینا چاہئے کہ باوجود اتنی سرپرستی اور ایثار واحسان کے معویہ خود

حضرت عثمانؓ کی برائے نام خلافت کو اپنے حصول مقاصد کیلئے سخت مضر سمجھتے تھے اور انکے ختم کر دیئے جانے کے انتظار میں بیٹھے بیٹھے دن رات کاٹا کرتے تھے۔ حکومت عثمان کے دوران میں معاویہ کی بدعنوانیوں کی کسی تصریح کی ضرورت نہیں کیونکہ اصل میں ملک و سلطنت ہی انھیں کی تھی۔ مشتے از خروارے حسب ذیل دو مثالیں تاریخ اعثم کوفی کے اردو ترجمہ مطبوعہ دہلی سے لکھی جاتی ہیں۔

جزیرہ قبرس کی فتح کے بعد بہت سا مال و متاع غنیمت میں دستیاب ہوا معویہ امیر لشکر تھے معویہ نے خلیفہ عصر کی اجازت کا بھی انتظار نہ کیا اور وہ تمام مال غنیمت اپنی تجویز کے موافق اپنے مخصوصین لشکر پر تقسیم کر دیا جہاں مال غنیمت میں اور چیزیں تھیں وہاں عورتیں بھی اور بہت صاحب حسن و جمال۔ اس لشکر میں بہت سے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی موجود تھے۔

عبادہ بن صامت الانصاری۔ ابوالدرداء۔ صداد ابن اوس واثلہ ابن اصقع ابوامامہ الباہلی اور عبداللہ بن بشر المازنی وغیرھم لشکر کے دو چار سوار دراز گوشوں پر سوار آئے۔ عبادہ ابن صامت نے انلوگوں سے پوچھا کہ یہ دراز گوش کس کے ہیں انھوں نے کہا کہ ہمارے ہیں۔ ہمکو ہمارے امیر لشکر معاویہ نے غنیمت میں دئیے ہیں عبادہ نے کہا معاویہ ہرگز ان کی تقسیم کا مجاز نہیں ہو سکتا ان لوگوں نے یہ ماجرا معویہ سے کہا معویہ نے عبادہ کو بلا کر پوچھا تو انھوں نے جواب دیا کہ تقسیم غنیمت اموال کی نسبت مجھے خوب یاد ہے کہ خیبر کے فتح کے بعد جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خود اپنی نسبت ارشاد فرمایا تھا کہ مجھکو بغیر خمس نکالے اونٹ کا ایک بال بھی لینا حرام مطلق ہے اب معویہ خوش ہوئے اور وہ تقسیم واپس لیکر عبادہ کے سپرد کر دی مگر تاہم ان عورتوں میں سے ایک کنیز جو سب سے زیادہ صاحب حسن و جمال تھی اپنے لئے علیحدہ کر لی اور عبادہ کو اسکی مطلق خبر نہ کی لیکن تقسیم کے بعد اہل اسلام نے آپکی اس راز کو بھی طشت از بام کر دیا عبادہ نے اسکے لئے انھیں سخت پکڑا تو انھوں نے ہزار مجبوریوں کی ساتھ اوس کنیز کو خلیفہ عثمانؓ کے ساتھ پاس بھیجدیا خلیفہ صاحب بھی فریفتہ ہو گئے لیکن اپنی بی بی نائلہ کے خوف سے اوس پر قادر ہو نہ سکے پھر اسکو معویہ کو عنایت کر دیا۔ عطائے تو بلقائے تو

قبرس سے ملا ہوا ایک اور جزیرہ تھا جسکو رودس کہتے ہیں (جغرافیہ موجودہ میں بھی اسکا ابھی تک یہی نام ہے) وہ بھی اسی سلسلہ فوج کشی میں فتح ہوا۔ اموال غنیمت میں ایک سونے کی انگوٹھی بھی مسلمانوں کو ہاتھ لگی۔ اوس پر یاقوت کا نہایت خوشنما اور بیش بہا یاقوت جڑا ہوا تھا معویہ اوس انگوٹھی کو دیکھکر بے اختیار ہو گئے۔ جو لوگ مبصر تھے اونھیں دکھایا اون لوگوں نے اسکی قیمت بیس ہزار دینار لگائی۔ معاویہ نے وہ انگوٹھی پسند کر لی اور اپنے پاس رکھ لی اور باقیماندہ چیزیں خلیفہ عصر کو بھیجدیں۔ ترجمہ اعثم کوفی مطبوعہ دہلی از ص ۱۰۹ تا ۱۱۱۔ صحابہ کرام کے ساتھ معویہ کی بدعنوانیاں اور خود مختاریاں ان دو نو مشاہد تاریخی سے) معویہ کی مظالم۔ ثابت ہو گئیں۔ اب صحابہ کرام کو ساتھ ان کے محاسن سلوک بھی ملاحظہ فرمائیں جاویں

حضرت ابوذر غفاریؓ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ جیسے جلیل القدر اور

کو ایذا رسانی سابق الایمان صحابی تھے وہ دنیائے اسلام کو پورے طور پر معلوم ہے وہ مدینہ سے شام میں چلے گئے تھے۔ حضرت ابوذرؓ وہ بزرگ ہیں جنکی بہشتی ہونیکی شہادت خود مخبر صادق علیہ و آلہ السلام نے دی ہے۔ حضرت ابوذر غفاری ایک سادی روش کے بزرگ تھے فقر پسند قانع زاہد۔ عابد۔ متقی اور تارک الدنیا اور امر و نواہی کے سخت پابند۔ فرائض و سنن کے بڑے جاننے والے یہ اونلوگوں میں

شامل تھی۔ جنہین جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے فیضان صحبت نی کامل طور سے اثر کیا تھا۔ ملک شام تو فی الحال معویہ کا اوسیطرح خالصہ ہو رہا تھا جسطرح مروان کا ممالک افریقہ۔ یہہ رسول اللہ صلعم کا زمانہ دیکھی شریعت اسلامی کی یہہ خرابیان کیسے دیکھہ سکتی تہی۔ عوام الناس کو اوامر و نواہی اسلام ادر اوسکے متعلق ضروری احکام بتلانے لگے معویہ اپنی امارت مین انکی شرکت کیون قبول کرتا۔ معویہ نے عثمان کو لکھہ بھیجا کہ انکو بلالیا جاوے۔ نہین تو اہل شام کو یہہ میری اور انکی اطاعت سی منحرف کر دینگے۔ حضرت عثمان کوئی بات معویہ کے خلاف استمزاج کیسے کرسکتی تھے۔ حضرت ابوذر غفاری کو شام سے مدینہ مین بلالیا اور پھر مدینہ سے ایک برہنہ پشت اونٹ پر سوار کرکے مقام ربذہ۔ جو حوالی مدینہ مین عراق جانیکے رستہ پر واقع تھا۔ یہہ خراب اور ویران ترین مقام تھا۔ جہان عسرت و افلاس اور حسرت و یاس کے خاص عالم مین اس جلیل القدر صحابی نے انتقال فرمایا۔ طبری جلد چہارم ص ٥٢٥ ابوالفداص ١٠٨ روضۃ الصفا ج ٢ ص ١١٩

صاحب روضۃ الاحباب ان واقعات کے متعلق حسب ذیل تفصیل فرماتے ہین۔

وپیوستہ کہ از ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ طریق امر معروف ونہی از منکر سلوک داشتہ بموجب قُلِ الحَقَّ وَاِنْ کَانَ مُرًّا عمل نمودہ معویہ را از بعضی امور کہ لائق حکام نمید انست منع نمودہ واز رسانیدن کلمہ حق ہیچ محابا نمیکرد وے را بمعنی بتنگ آمدہ از ابوذر رضی اللہ عنہ شکایت بامیر المومنین عثمان نوشت

یہہ بہی منقول ہی کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ امر معروف اور نہی منکر کا طریقہ عمل رکہتی تھے اور سچ بولنیکو۔ اگرچہ وہ کیسا ہی تلخ ہو۔ اپنا لائحہ عمل بنایے تھی معویہ کو اون کامون کے لیئے جو انکے نزدیک حاکمون کے قابل نہین تھی منع کیا کرتے تہی اور حق کہنے مین کسی سے نہین ڈرتے تہی معویہ کو انکا یہہ طریقہ عمل پسند نہ آیا اور ابوذر کی شکایت عثمان کو لکھہ بھیجی۔

ہم اپنی موجودہ ضرورت بیان کیلئی یہان یہی ایک واقعہ لکہتے ہین اسلئے کہ عنوان بیان ہمارا حضرت عثمان کی خلافت مین معویہ کی بدعنوانیون کے بیان تک محدود تھا۔ ایک ایسے عظیم المراتب صحابی کے ساتھہ انکا یہی ایک جابرانہ حسن سلوک اور تحکمانہ طرز عمل لکہکر حضرت عثمان کو وقت مین انکی بدعنوانیون کی بحث کو تمام کرتے ہین۔ اور انکے اسیدہ طرز سلوک جو زمانہ حکومت خاص مین دوسرے صحابہ کے ساتھہ عمل مین لایے گئے وہ انکی امارت کی خاص واقعات مین بیان کئے جاینگے۔

ہم اپنے عنوان بیان مین اوپر لکھہ چکے ہین کہ اصحاب کرام سے قطع نظر کرکے خود حضرت عثمان کو جلد ہٹا دیئے جانیکی فکر و انتظار مین تہے۔ ہم اسکی تفصیل ذیل مین پیش کرتے ہین۔ ابتدا مین تو یہہ واقعہ بہت قدیم ہے اور معویہ کے آغاز حالات مین ہم کسیقدر اسکی تفصیل بھی کر چکے ہین۔ اسی واقعہ کا نتیجہ تاریخ معاویہ کی اسناد سے یون ہے۔

معویہ اپنی مفاد کے لئے حضرت عثمان کو منقہ سمجھتے تھے

معویہ کی ماں کے شوہر اوّل فاکہہ کو جب ہند کی بدچلنی معلوم ہوئی تو اوس نے اوسکو گھر سے نکال دیا۔ ہند کے باپ عتبہ کے کہنی سے خود عتبہ اور فاکہہ اپنی اپنے قبیلہ کی عورتون کو لیکر کاہن یمن کی پاس فیصلہ کرانے گئی تو ہند کو کاہن نے پارسا ٹھہرایا اور یہہ پیشین گوئی کر دی کہ اسکے پیٹ سی ایک پادشاہ ہوگا جسکو لوگ معویہ کہین گیے۔ ص ٣٠ ہجو الہ الدرۃ الغاویہ فی المناقب المعاویہ

بہرحال یہہ تو بہت پرانی باتین ہین ٣٤ھ مین جب سرپرست خاندان بنی امیہ حضرت عثمان کے محصور ہونیکی خبر معویہ کو ملی تو یہہ بغرض حمایت فوج تو لیکر آے نہین۔ لیکن تفحص حال اور معاملات مدینہ کی آئندہ سیاسی دیکھہ بھال کے خیال سے

مدینہ میں اٹے اور مستفیدان خلافت کے طبقات میں ادہر اودہر سراغ لیتے رہے۔ بینت کا حال تو نہیں معلوم ہو گیا حقیقت تو یہہ ہے کہ بنی امیہ سے بڑھکر کوئی دوسرا احسان فراموش اور محسن کش قوم اور قبیلہ عرب میں نہیں تھا۔ حضرت عثمان کے ایسا ولی النعمت تو ایسی مہیبناک مجبوری اور محصوری کی حالت میں گھر میں بند ہوکر اپنی موت کا ہر وقت انتظار کر رہا ہو اور معویہ کی ایسا پروردۂ نعمت اونکی خبر نہ لے۔ مدد تو کجا ادہر پاس تک نہ پھٹکے۔ بلکہ اونکے باغیوں میں کسی بھاری پلہ والے کی تلاش کرے۔ صاحب مناقب مرتضوی اسکی تفصیل میں لکھتے ہیں۔

معاویہ روزے در ایام کہ ایشان در مدینہ با کعب الاحبار ملاقی شدہ و گفت می ترسم کہ اہل خلاف ہجوم آوردہ عثمان را بقتل رسانند کعب گفت کہ وقوع این حادثہ بسبب تقدیر امر ایست ناگزیر معویہ گفت اگر میدانم کہ خلافت برکہ قرار خواہد یافت نسبت باو شرائط اخلاص مرعی دارم کعب گفت بعد از عثمان این منصب بتو قرار خواہد شد اما پس از خونریزی بسیار مناقب مرتضوی مطبوعہ بمبئی ص ۲۳۱

(محاصرہ عثمان کے ایام میں) ایک دن عثمان کعب الاحبار سے مدینہ کی ایک گلی میں ملے کہنے لگے مجھے خوف ہے کہ مخالفین کا گروہ کہیں عثمان کو مار نہ ڈالے۔ کعب نے کہا کہ اس واقعہ کا ہونا تو حکم تقدیر سے ہے۔ معویہ نے کہا کہ اگر مجھکو یہہ معلوم ہوتا کہ اونکے بعد خلافت کس شخص سے متعلق ہوگا تو میں (ابھی سے) اوسکے ساتھ خلوص و اتحاد کے سلوک اختیار کرتا۔ کعب نے کہا یہہ منصب تو عثمان کے بعد تمہیں کو ملے گا مگر بڑی خونریزی کے بعد۔

تاریخ طبری جلد چہارم مطبوعہ لکھنؤ ص ۳۳ میں بھی قریب قریب یہی مضمون تحریر ہے۔

یک روز معویہ با کعب نشستہ بود کعب گفت من در کتاب چنین دیدہ ام کہ او (عثمان) را قتل کنند و این کار از وے برود و معویہ گفت کاشکے من دانستم کہ از پس او این کار کرا بود تا آنکس را خدمت کنم و نیکی نمایم کعب گفت این کار پس از او ترا بود معویہ گفت راست میگوئی مگر از فتنہ و خون ریختن بود

ایک روز معویہ کعب کیساتھ بیٹھے تھے کعب نے کہا کہ میں نے کتابوں میں دیکھا ہے کہ لوگ انکو (عثمان) کو مار ڈالینگے اور امر خلافت اونکے ہاتھ سے نکل جائیگا۔ معویہ نے کہا کہ اگر مجھکو یہہ معلوم ہو جاتا کہ یہہ کام کسکے متعلق ہوگا تو میں اوسکی خدمت کرتا اور اوس سے بھلائی سے پیش آتا۔ کعب نے کہا کہ یہہ کام اونکے بعد تمہیں ملیگا معویہ نے کہا تم سچ کہتے ہو مگر بعد فساد و خونریزی کے بعد۔

پھر کیا تھا۔ اتنا سننا تھا کہ معویہ صاحب مدینہ سے یہہ چل وہ چل۔ اب کیسے عثمان اور کہاں کے سرپرست خاندان شام میں پہونچے اور خلیفہ صاحب کے خاتمہ کا انتظار کرنے لگے۔ چنانچہ انکے اس طرز عمل کیطرف حضرت امام حسن علیہ السلام نے اپنی ایک تقریر میں جو معویہ سے پیش آئی تھی۔ اشارت فرمائی تھی جسکو ہم علامہ سبط ابن جوزی کی کتاب خواص الامہ کے ترجمہ سے ذیل میں لکھتے ہیں اے معویہ۔ تجھکو عمر نے والی شام بنایا۔ اون سے تو نے خیانت کی۔ عثمان نے تجھے اور سر چڑہایا۔ اونکے قتل کا تو منتظر بیٹھا رہا بحوالہ تاریخ معویہ مطبوعہ جوالہ پور ص ۱۳۰

جنگ جمل سے معویہ کی علیحدگی

واقعات اسلامی پر سیاسی نقطۂ نگاہ سے غور کرنیوالے خوب جانتے ہیں کہ خلافت عثمان معاویہ کے حصول مقاصد کے لئے۔ اپنی موجودگی میں جسقدر غیر مفید تھی اوسیقدر اپنے خاتمہ کے بعد نفع رسان ثابت ہوئی۔ معویہ تو کعب الاحبار کے مکاشفات پر طیار ہوکر مدینہ سے شام کو واپس آئے

اصلی راز

اور وقت کا انتظار کرنے لگے۔ بیچارے خلیفہ کی غریب جان پر کیا کیا نہ گذر گئی۔ مگر انکے کان پر جون نہ رینگی۔ یہہ کیوں؟ اسلئے کہ کسی قسم کی مدافعانہ تحریک معویہ کی مصلحت وقتی کے خلاف تھی۔ یہہ خلیفہ کیطرف سے فوجکشی کرکے اور مخالفین

سے مقابلہ ہو کر اپنی فوجی قوت کو کمزور کرنا نہین چاہتے تہے بلکہ اس موقع خاص کو غنیمت سمجہکر نہایت خوشی کو ساتھ اپنی فوجی قوت کی ترقی ۔ تجمیع ۔ توسیع اور ترتیب مین صرف کرنا چاہتے تہے اسی لئے ۔ حالانکہ ۔ انکی امید کے خلاف ۔ خلافت بدلی اور خلافت کے ساتھہ ہی دنیاے اسلام کی ہوا بھی بدل گئی اور خلافت اوس برگزیدہ ہستی پر منتقل ہوگئی جسکی موجودگی کو یہہ ایک لحظہ دیکھنا پسند نکرتے تہے ۔ انہین کے ہم خیالون کی مخالفت کی وجہہ سے بغاوت ۔ ارتداد اور فتنہ و فساد کو طوفان عظیم چارون طرف سے اوٹھنے لگے مدینے سے کوفے ۔ کوفے سے بصرے تک بغاوت پھیل گئی اور بصرے سے بڑھے ہوے میدان جنگ مین جنگ جمل واقع ہوئی ۔ اور سخت خونریزی کے بعد خلیفہ وقت کو باغیون پر فتح کامل حاصل ہوئی ۔ یہہ سب کچہہ ہوا کیا لیکن معویہ کو کانون کان خبر نہوئی ۔ بہت ممکن تہا کہ یہہ بہی اپنی فوجون کو ساتھ علاقہ شام سے اتے اور باغیون سے ملکر شریک جنگ ہو جاتے اور پھر اپنی متفقہ قوت سے مقابلہ کرکے خلیفہ عصر کو شکست پہونچاتے ۔ لیکن اول تو امر امارت مین یہہ کسی کی شرکت نہین چاہتے تہے دوسرے یہہ کہ اوسوقت تک اپنی فوجمین مقابلہ کی قوت پاتے تہے ۔ انہین وجہون سے یہہ خاموش رہے ۔ اور سب سے اخر مین یہہ ایک بڑے پیمانہ پلے خلیفہ عصر سے مقابلہ کا سامان کرتے رہے ۔ اس سے باسانی سمجہہ لیا جاسکتا ہے کہ اگر انکو عثمان کے ساتھ ہمدردی یا بہی خواہی کا خیال ہوتا تو یا حضرت عائشہ ۔ طلحہ اور زبیر کے امور کے ساتھ خود بدولت کو کوئی دلچسپی ہوتی تو یہہ ضرور اونکے شریک ہوتے اور ابتدا سے لیکر انتہا تک اونکے دست بدست رہتے ۔ مگر یہہ تو اپنے ڈھب کے ادمی تہے اور کون کے یار ۔ یہین سے معلوم ہو گیا کہ انکی نیت خیر سے خالی تھی ۔ اور حقیقتاً نہ اسلام انکو درد تہا اور نہ اسلامی حکومت و خلافت کے ساتھ کوئی ہمدردی ۔ یہہ تو اپنی خود غرضی کے غلام تہے اور اپنی جلب منفعت کے شیدائی ۔ ہمین کبھی کوئی کلام نہین کہ حضرت عائشہ اور طلحہ و زبیر سے انکا پیمانہ خیال زیادہ وسیع تہا ۔ جنکے لئے یہہ تنہا تجمیع و ترتیب فوج ہی سے شام مین بیٹھے بیٹھے یہہ کام نہین لے رہے تہے بلکہ انواع اقسام کی جعلسازی ۔ افتراپردازی اور مکر و حیلہ کو عمل مین لا رہے تہے ۔ صاحب مناقب مرتضوی نے کعب الاحبار کے قول لکھنے کے بعد اجمالاً اسکی طرف اپنی حسب ذیل عبارت مین اشارت فرمائی ہے ۔

چون عثمان کشتہ شد فوجے از عظماے بنی امیہ کہ از ابن عم خیر البریہ کینہ دیرینہ داشتند ۔ بوے پیوستہ او را بر مخالفت شاہ ولایت ترغیب و تحریص نمودند و او ہمت بر مخالفت شاہ ولایت و بر طلب ریاست گماشتہ عقاید شامیان را بنسبت امیر المومنین خواست کہ فاسد گرداند بنا برین فرمود کہ در ایام جمعہ پیراہن خون آلود عثمان بمسجد جامع دمشق بردہ چنان ظاہر میکرد کہ قتل عثمان بفرمودہ علیؑ واقع شدہ ص ٢٣١

جب عثمان مارے گئے تو بنی امیہ کی ایک فوج کی فوج معویہ سے اکر مل گئی جو ابن عم رسول صلعم سے قدیم کینہ رکہتے تھے ۔ اور معویہ کو شاہ ولایت کی مخالفت پر مشتعل دیا کرتے تہے اور معاویہ خود طلب امارت پر مستعد ہو کر اہل شام کو شاہ ولایت کیطرف سے بدعقیدہ کیا کرتے تہے اور اس غرض سے عثمان کا خون الود پیرہن کو ہر جمعہ کے دن دمشق کے مسجد جامع مین لیجا کر تمام لوگون کو دکھلاتے تہے اور بتلاتے تہے کہ عثمان کا خون علیؑ کے حکم سے واقع ہوا ہے ۔

معویہ اور معرفت اہل بیت کی مٹانے کی مکارانہ تعلیم

معرفت اہل بیت کو مٹانے مین جو معویہ کی مخالفت کا اصل مدعا تھا ۔ اور اوسکے حصول مقصد کا بہت بڑا ضروری اور قوی ذریعہ ۔ اپنی پوری کوشش اس نے صرف کردی اور اہل شام کے دلون مین کسیطرح سوا ئے بنی امیہ اور اپنے خاندان کے اور کسی دوسرے کا خیال اور کسی کی عقیدت پیغمبر صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کے بعد بند ہنے نہین دی ۔ اونکو پورے طور سے سمجہا دیا گیا کہ جناب رسولخدا صلعم کے بعد اونکے قریب رشتہ دار ۔ اونکی امت کے

قریب تر خیر خواہ ۔ قریب تر وارث اور جانشین رسول اللہ ہین تو ہم یا ہمارا قبیلہ بنی امیہ اور اسوقت موجودہ طبقات مسلمین مین تمام فضائل و مراتب او مکارم و مناصب کی لائق و سزاوار ہین تو صرف ہم یا ہماری قوم بنی امیہ ۔ ہمارے سوا کوئی دوسرا ہمارا مقابل اور ہمسر نہین ہوسکتا ۔ اہل شام نے اپنی عقیدت یا جہالت کی باعث سے انکی باتون کو کامل طور سے یقین کرلیا ۔ اور اون کا یقین کرلینا ایسا تعجب انگیز بھی نہین ۔ ان بیچارون نے جسدن سے دنیاے اسلام مین آنکھین کھولین اوسدن سے انکو سواے بنی امیہ اور آل ابوسفیان کے کسی دوسرے کی صورت ہی دیکھنی نصیب نہین ہوئی ۔ روز اول سے انھین کے مطیع و فرمانبردار رہے اور اپنی ملک پر ہمیشہ انھین کو حکمران دیکھتے رہے ۔ انکی آنکھون نے آجتک بنی امیہ ہی کا اعزاز قائم رہا پھر اسدرمیان مین وہ کیسکی قدر و منزلت اور حکومت و سلطنت کو نہ دیکھ سکے نہ جان سکے ۔ تو ایسی حالت مین وہ بنی امیہ اور آل ابوسفیان کے سوا کسی دوسرے کی فضیلت یا عظمت کیونکر مطلع ہوسکتے تھے ۔ یا تو وہ اونلوگون کے علاوہ اور کسی کی فضیلت و عظمت کا اپنی آنکھون سے مشاہدہ کرتے یا کسی دوسرے سے ایسے لوگون کے فضائل و مراتب کو معلوم کرتے اور یہ دونو باتین معویہ ابن ابوسفیان نے انکے لئے روک رکھی تھین ۔ انھون نے سواے بنی امیہ اور معویہ کے اچھی حالتون مین نہ کسیکو دیکھا اور نہ کسیکو اچھا سمجھا ۔ نہ معویہ نے خود سواے اپنے کسی اور کے اعزاز و منزلت کیطرف انکو رجوع ہونے دیا ۔

اہلبیت علیہم السلام کا خیال انلوگون کے دل سے مٹانے اور اونکی شان و عظمت گھٹانے مین جیسی جیسی تعلیمین معویہ نے اہل شام کو پہونچائین وہ ذیل کے واقعات سے ثابت ہین جنکو پڑھکر ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ فضیلت اہلبیت کو مٹانے اور اون برگزیدگان خدا کی شان گھٹانے مین معویہ نے کتنا بڑا اہتمام کیا تھا اور یہ ترکیب اسکے قیام سلطنت کا ذریعہ بنکر اسکے وقت مین اور پھر اسکے بعد قریب قریب تمام سلاطین بنی امیہ کے ایام مین کامل سو برس تک قائم رہی ۔

علامہ مسعود ذہبی [illegible] ہجری کے واقعات مین ذیل کا واقعہ تحریر فرماتے ہین ۔

امسال خلافت اموی کا دور دورہ تمام ہوا ۔ اور مروان حمار کے تعاقب مین عبداللہ بن علی نے جو ابو العباس السفاح ۔ اول خلیفہ بنی عباس کے چچا تھے اور سپہ سالار لشکر ۔ ملک شام کا سفر کیا تو چند شیوخ شام کا ڈپیوٹیشن (Deputation) وفد خلیفہ کے پاس روانہ ہوا ۔ جنھون حلفًا یہ بیان کیا کہ ابھی تک ہم یہی جانتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد اونکے قرابتمند صرف بنی امیہ ہین ۔ جو اونکے وارث اصلی ہین ۔ انکے سوا اونکا کوئی عزیز ہے اور نہ رشتہ دار ۔ مروج الذہب حاشیہ کامل ابن اثیر جلد ششم ص ۱۰۹

علامہ ابن اثیر لکھتے ہین ۔

قال المغيرة لصعصعة بن صوحان واياك ان يبلغني انك تظهر شيئا من فضل علي ابن ابي طالب فانا اعلم بذلك منك ولكن هذا السلطان قد ظهر وقد اخذنا عليه للناس فمهما تدع شيئا كثيرا امرنا به فذاك الشيء الذي لا نجد منه ابدا فهبه هولاء القوم عن انفسنا

مغیرہ ابن شعبہ نے صعصعہ ابن صوحان سے کہا کہ خبردار ہو تو کبھی فضائل علی کا ذکر کرے ۔ مین ضرور تجھسے زیادہ انکے فضائل کو جانتا ہون مگر سلطان وقت کی مصلحت کے خلاف ہے ۔ کیونکہ ہم لوگ مجبور کئے گئے ہین معائب علی بیان کرنے پر کہ ہم اونکو آدمیون پر ظاہر کرین ۔ بہت سی باتین تو ہم نے ان حکمون مین چھوڑدی ہین اور جنمین ایسے ہی مجبور ہوجاتے ہین تو اوسکو رفع شر کے خیال سے بیان کردیتے ہین تاکہ اپنے نفسون سے اوسکو دفع کرین ۔ کامل ابن اثیر جلد ۳ ص ۱۷۱

کسی نے ملک شام مین ایک شخص سے پوچھا جو اپنی ذاتی وجاہت کی وجہ سے نہایت معزز۔ ذی رتبہ او رصاحب عقل ورائے قرار دیا جاتا تھا۔ کہ یہ ابوتراب کون ہے۔ جس پر تمہارا امیر اور امام بالاے منبر لعنت کرتا ہی (معاذاللہ) اوس نے جواب دیا کہ ہم جانتے ہین وہ کوئی چور تھا۔ فتن کے چورون سے۔ مروج الذہب مسعودی جلد ۳ ص ۱۰۷

شہر بغداد مین حاکم سے ایک شخص نے پوچھا کہ فلان شخص زندیق ہوگیا ہی؟ حاکم نے پوچھا اوسکا مذہب کیا ہی۔ کہا رافضی۔ قدری۔ جہمی۔ حاکم نے جوابدیا تجھکو کیسے معلوم ہوا۔ اوس نے جوابدیا کہ وہ معویہ سے عداوت رکھتا ہی۔ حاکم نے پوچھا کون معویہ۔ کہا وہی معویہ جو علی ابن العاص سے لڑا تھا۔ حاکم نے کہا ہم تیرے کن باتون کی قدر کرین۔ اصول کلام کی واقفیت پر ناز کرین یا علم الانساب کے تبحر پر۔

ایک عالم کا بیان ہی کہ ہم ایک صحبت مین بیٹھے ہوے۔ ابوبکر۔ عمر۔ علی اور معویہ کا ذکر کر رہے تہی کہ اس اثنا مین ایک پیرمرد آیا جو سب سے عاقل جہاندیدہ اور واقفکار معلوم ہوتا تھا اور کہنے لگا کہ کہان تک انلوگون کا تذکرہ کرتے رہو گے ہم نے پوچھا اونکی نسبت تمہارا کیا خیال ہی۔ اونہنے کہا کسکی نسبت۔ ہم نے کہا علی کی نسبت اونہنے جوابدیا وہی علی نہ۔ جو (نعوذباللہ) فاطمہ کے باپ تھی۔ مین نے پوچھا کون فاطمہ۔ کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی (معاذاللہ) بی بی جو عائشہ کی بیٹی تھین اور معویہ کی بہن (معاذاللہ) پھر مین نے اوس سے پوچھا کہ اچھا یہ تو بتلاؤ کہ پھر وہ علی کیا ہوے۔ اوس نے جوابدیا کہ وہ تو جنگ حنین مین جناب رسولخدا صلعم کے ہمراہ شہید ہوگئے۔

جنگ صفین کی عین گرم بازاری مین جب جانبین سے شدید لڑائی ہورہی تھی لشکر شام سے ایک شخص نکلا اور فوج عراق سے مقابل ہو کر جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی شان مین ناگفتہ بہ کلمات کہنے لگا۔ ہاشم مرقال جو سردار کہ وجود تھے کہنے لگے کہ آخر تجھکو بھی ایکدن وہین جانا ہی جہان علی جائینگے تو اگر وہ تجھسے آج کی باتون کو پوچھین تو تو کیا جواب دیگا اوس نے کہا جہان علی جائینگے وہان مین کیون جانے لگا۔ ہاشم نے پوچھا کیسے۔ تو اونہنے جوابدیا کہ خدا کی قسم ایسا ہرگز نہوگا۔ ہمین بتلایا گیا ہی کہ تم اور تمہارا امام نماز نہین پڑہتے۔ روزے نہین رکھتے۔ ہم جانتے ہین تملوگ منکر صوم وصلوٰۃ ہو۔ مروج الذہب ج ۳ ص ۱۰۸

تاریخ کامل ابن اثیر مین۔ بذیل تذکرہ سلطنت عمر ابن عبدالعزیز لکھا ہی کہ عمر ابن عبدالعزیز نے سب علیؑ کی امتناع کی وجوہ مین بیان کیا۔ کہ مجھکو اپنے بچپن سے اسکی امتناع کا خیال پیدا ہوا اور اوسکی وجہ یہہ ہوئی کہ عبداللہ ابن عتبہ ابن مسعود سے مین کلام اللہ پڑہتا تہا اور وہ میرا اوستاد تہا ایک روز مین لڑکون کے ساتھ کھیلتا تھا اوسوقت مین ہمارا کھیل یہی تہا ابوتراب کو گالیان دینا اہل بیت کو برا کہنا۔ لڑکے کھیل رہے تہے عبداللہ آگئے اور حسب المعمول مسجد مین چلے گئے جب مین انسے سبق پڑہنے گیا تو انھون نے میری طرف سے مونھہ پھیر لیا۔ مین نے اونسی ناراضی کی وجہ پوچھی تو اونھون نے جوابدیا کہ تو علی کو برا کہتا ہی۔ مین نے کہا تو پھر اسمین حرج ہی کیا ہی عبداللہ نے کہا کہ تو نے کلام اللہ مین کہین پڑہا ہی کہ اہل بدر سے حق سبحانہ تعالے کہین رضامند ہو کر پھر اون پر غضبناک ہوگیا ہو۔ مین نے پوچھا کیا علی اہل بدر سے تہے اوس نے کہا وسیحک یا عمر۔ تو اتنا نہین جانتا کہ بدر تو بالکلیہ جناب علی مرتضیٰ ہی کے ہاتھون پر فتح ہوا۔ عمر ابن عبدالعزیز کا بیان ہی کہ مین نے یہہ سنکر اوسی دن سے اسکے (سب علیؑ کے) ترک کا اقرار کرلیا اور پھر کبھی اون کلمات کو زبان سے نہ نکالا۔

پہر عمر ابن عبدالعزیز اپنا ایک دوسرا واقعہ اسطرح بیان کرتے ہین کہ میرا باپ ہشام ابن عبدالملک مدینہ

مین امیر ہوا تو ہر روز جمعہ کو مین زیر منبر حاضر رہا کرتا تھا۔ وہ خطبہ پڑھنے لگتا تھا تو مین خیال کرتا تھا کہ وہ تمام خطبہ تو کمال فصاحت وبلاغت سے ادا کرتا تھا مگر جب علیؑ کی مذمت کرنے لگتا تھا تو اوسکی زبان ژولیدگی کرنے لگتی تھی اور اوس پر ایک عجیب اضطراب پیدا ہوجاتا تھا۔ ایکدن مین نے اون سے کہا کہ آپ تو فصحاے زمانہ سے ہین پھر یہ کیا ہے کہ جب اپ علیؑ کی مذمت کرنے لگتے ہین تو اپ کی زبان ژولیدگی کرنے لگتی ہے۔ اونھون نے کہا اے فرزند۔ یہ لوگ اہل شام جو منبر کے نیچے بیٹھے رہتے ہین اگر اس مرد کی فضائل ومناقب سے آگاہ ہوجائین جسطرح تیرا باپ آگاہ ہے تو سب لوگ ہم سے برگشتہ ہوجاوینگے اور پھر ایک ادمی بھی ہماری اطاعت نکرے گا۔ کامل ابن اثیر جلد ۵ ص ۱۲

حضرات حسنین علیہما السلام کے ذریت رسولؐ ہونے سے انکار

صاحب ارجح المطالب لکھتے ہین

عن ذکوان مولی المعویہ قال قال معویہ لا اعلم احدا سمی هذین الغلامین ابنی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ولکن قولوا ابنی علی فقال ذکوان فلما کان بعد ذلک امرنی ان کتبت بنیه فی الشرف قال کتبت بنیه وابنی بنیه وترکت بنی بناته ثم اتیت بالکتاب فنظر فیه فقال ویحک یا ذکوان اغفلت اکثر بنی فقلت من قال بنو فلانة ابنتی لابنی فقلت الله الله لیکون بنی بناتک بنیک ولا یکون بنی فاطمة بنی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال لا یسمعن هذا احد منک (اخرجه حافظ عبد العزیز الاخضر)

ذکوان غلام معویہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ معویہ نے کہا مین نہین جانتا ان دونون لڑکون (حضرات حسنین علیہما السلام) کو کس نے جناب رسولخدا صلعم کا بیٹا قرار دیا ہے۔ اونکو تو علیؑ کے بیٹے کہنا چاہئیے۔ ذکوان کہتا ہے اسکے بعد معویہ نے مجھکو دفتر مین اپنی اولاد کے نام لکھنے کے لئے حکم دیا۔ مین نے اوسکے بیٹون اور پوتون کے تو نام لکھے اور نواسون کے نام چھوڑدے اور وہ کاغذ معویہ کے پاس لایا۔ اوسکو دیکھکر معویہ کہنے لگا کہ افسوس ہے ذکوان تو میرے بیٹون کے نام لکھنا بھول گیا۔ مین نے کہا وہ کون ہین۔ اوس نے کہا کیا میری فلان بیٹی کے بیٹے میرے بیٹے نہین ہین۔ مین نے کہا اللہ اللہ تیری بیٹی کے بیٹے تو تیرے بیٹے قرار دئے جائین اور جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے بیٹے انحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بیٹے نہ قرار دئے جائین یہ سنکر معویہ نے کہا چپ رہ۔ تجھ سے یہ کوئی بات نہ سن لے۔

اہل شام کی مقدار فہم

ان واقعات کو پڑھکر اگر کوئی یہ راے قائم کرے کہ اہل شام کیسے لاعقل تھے جو معویہ کی تعلیمون کو منزل من اللہ سمجھکر تسلیم کرلیتے تھے۔ ہم انکے مقدار فہم اور اندازِ عقل وشعور کی واقفیت عام کے لیے صرف ایک واقعہ ذیل مین مثلاً لکھدیتے ہین اور وہی ہمارے مدعا کے لئے کافی ہوگا۔

مورخ مسعودی مروج الذہب مین لکھتے ہین کہ ایک شخص کوفہ کا رہنے والا کسی ضرورت سے شام مین ایا ایک شخص نے اوسکے اونٹ کو دیکھکر کہا کہ یہ تو میری اونٹنی ہے قصہ نے طول پکڑا۔ استغاثہ کے سوا کوئی چارہ نرہا۔ روبکاری کی نوبت پہنچی رعایا پرور امیر معویہ کے پاس معاملہ پہنچا۔ گواہی کا وقت پہونچا تو اوس مرد شامی نے پچاس ادمی اپنے دعوے پر گواہ گذرانے۔ وہ مرد کوفی بکمال حیرت کے عالم مین خموشی سے تمام روئداد مقدمہ سنتا رہا۔ معویہ نے اوس مرد شامی کے حسب خواہ فیصلہ کردیا اور اوس مرد کوفی کا اونٹ اونٹنی بناکر اوس مرد شامی کو دلوادیا۔ جب مرد کوفی یہ فیصلہ سن چکا تو حضور خلافت پناہ مین عرض کی کہ ذرا یہ تو دیکھ لیا جاوے کہ یہ اونٹنی ہے یا اونٹ۔ معاویہ نے کہا اب تو ہم فیصلہ دے چکے۔ شامی وہ اونٹ کوفی سے لیکر چلتا ہوا۔ مرد کوفی نے بھی مجبور ہوکر اپنا رستہ لیا تو معویہ نے پیچھے سے ادمی دوڑاکر اوسے واپس بلا بھیجا اور اوسکے اونٹ

کی دونی قیمت اوسکو اپنے پاس سے دیدی اور کہا کہ کوفہ مین جاکر امیر المومنین علیہ السلام سے کہدینا کہ اپ سے مقابلہ کرنیکو ہمارے پاس ایک لاکھ ایسے آدمیون کی جماعت طیار ہے جو اونٹ اور اونٹنی مین فرق نہین کر سکتی۔ مروج الذہب حاشیہ کامل ابن اثیر جلد ۶

ان تمام واقعات سے اچھی طرح معلوم ہوگیا کہ معویہ نے اپنے زمانہ مین اور اوسکے بعد اوسکی تقلید مین اوسکے قائم مقام سلاطین نے اہلبیت علیہم السلام کے فضائل ومناقب کو کس طرح چھپایا اور دلون سے مٹایا اور حتی المقدور قلمرو اسلامی مین اونکی معرفت کو کہین قائم ہونے نہ دیا۔ تو پھر ایسی عالمگیر جہالت وضلالت کی خاص حالت مین وہ اہلبیت کو کیا سمجھین اور کیسے سمجھین ہان جیسا جیسا انلوگون نے سمجھایا ویسا ویسا وہ سمجھے۔ بعض تو انہین برادر رسولؐ۔ زوج بتولؑ۔ ابو الحسنینؑ کو چور بتلاتے ہین بعض اونکو تارک الصلواۃ اور سکر عن الفرائض ٹہراتے ہین۔ بعض سوائے بنی امیہ کے اوکسیکو رسولخداؐ کا عزیز و رشتہ مند جانتے ہی نہین بعض جانتے بھی ہین تو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ انکی قرابت کو ایسے رشتون کے ساتھ بیان کرتے ہین کہ تمام بنی نوع انسان مین کہین ایسی قرابت اور ایسی رشتہ مندی قائم ہی نہین ہوئی۔

الغرض یہ ایسی عجیب وغریب تعلیمین تھین جو کبھی کسی کے خیال مین بھی نہ ائی ہونگی حضرت عثمان کی بارہ برس خلافت کا طویل اور مطمئن زمانہ جسنے معویہ کو پوری ازادی اور کامل اطمینان دے رکھا تھا۔ ان تمام تدبیر وتعلیم کی ترکیب وترتیب مین ختم کر دیا گیا اور اس بارہ برس کے طول وطویل عرصہ مین معویہ نے نہایت اطمینان اور سہولیت سے اپنے ان تمام سامانون کو کامل طور پر طیار اور مرتب کرلیا۔

خلافت علیؑ اور بغاوت معویہ

ناظرین کو خیال ہوگا کہ اینده ہم پھر وہ تمام وکمال حالات بیان کرینگے جو سراج المبین جلد اول مین ہم پوری تفصیل سے لکھ چکے ہین۔ ہم اونکو اطمینان دلاتے ہین کہ ہمکو اتنی تفصیل کی ضرورت نہین۔ اور نہ ہمارا موجودہ موضوع تالیف اسکا مقتضی ہے ہان۔ ہم جسطرح اور تین خلافتون مین معویہ کی بدعنوانیان اور مظالم بیان کرتے ائے ہین اوسیطرح اس خلافت مین بھی انکی بدکاریون اور خونخواریون کو دکھلائین گے۔ مگر ہم اسکو کیا کرین کہ انکے مظالم ومفاسد بمقابلہ تین گذشتہ خلافتون کے اس خلافت مین عمداً اور بیحد بڑھ گئے۔ اون خلافتون مین انکی بدعنوانی اور مخالفت ایک حدتک مخفی رہتی تھی اس خلافت مین وہ پوشیدہ خلافت کھلی کھلی بغاوت ہوگئی۔ اس بنا پر تفصیل مین تطویل کا اندیشہ ہے لیکن تاہم حتی الامکان اختصار فی البیان سے کام لیا جایے گا۔

ابتدائے بغاوت معویہ کیطرف سے ہوئی اہل مدینہ کے نام بغاوت کا عام سرکلر

بغاوت کی ابتدا معاویہ کی طرف سے یون ہوئی کہ معاملات بصرہ اور محاربات جمل سے حضرت عائشہ کی واپسی کے بعد معاویہ نے وقتی فتنہ وفساد سے مستفید ہوکر علم بغاوت بلند کر دیا اور سب سے پہلے اہالیان مدینہ کے نام مخالفت علی ابن ابیطالب۔ موجودہ خلیفہ وقت کی تعلیم وتاکید مین ایک حکم عام (سرکلر) دار الامارت شام سے جاری کیا۔ جسکو ہم تاریخ روضۃ الصفا کے اردو ترجمہ سے ذیل مین نقل کرتے ہین۔

اما بعد ؎ آپ لوگون کو معلوم ہے کہ مین چونکہ فتنہ و فساد کے زمانہ مین جسمین حضرت عثمان کا واقعہ پیش ہوا۔ مدینہ مین نہین اسلئے حقیقت حال سے مجھکو کافی اطلاع نہین۔ لیکن آپ لوگون پر یہ حال ظاہر ہے کہ علی ابن ابیطالب نے اس قدر خلافت کو کرانے مین بہت بڑی سعی کی۔ اور اب اوسی مظلوم خلیفہ کے قاتل انکے اہل مجلس ہین اور مین چونکہ حضرت عثمان کا والی ہون اور میرا ارادہ ہے کہ مین اون سے اونکے قصاص لون اور اون لوگون کو علیؓ سے مانگ لون اگر وہ دیدین تو مین اونسے قصاص لیلون اور علی سے کچھ تعرض نکرون اور پھر خلافت کو شوریٰ پر اوسیطرح چھوڑ دون جیسے حضرت عمر نے چھوڑا تھا اور اگر علی مجھکو نہ دینگے تو مین اون سے ضرور لڑونگا مقصود میرا آپ لوگون کو لکھنے سے یہی ہے کہ اپنے مظلوم خلیفہ کے قصاص لینے مین آپ لوگ میری موافقت کرین اور میرے پاس چلے آنے مین تامل نفرمائین۔ روضۃ الصفا جلد دوم قلمی ص ۲۲۵

عامۃ المسلمین کے نام اس عام سرکلر کے علاوہ ممتازین مدینہ کو بصورت خصوصی کئی خطوط خصوصیت لکھے گئے انمین سے ذیل کے خطوط قابل الذکر ہین۔ عبداللہ ابن عمرؓ کا خط۔ سعد ابن ابی وقاص اور محمد بن مسلمہ کے خطوط

معویہ کے خطوط خصوصیت اور اون کے جوابات

معویہ کی نظر تو بڑی تیز تھی اور خصوصاً مخالفت علیؓ کے امور مین تو اور ڈوب کر ترکیبین پیدا کرتے تھے۔ اس بنا پر خوب سوچکر اونھین کے نام خصوصیت کے خطوط لکھے گئے جو مخالفت علیؓ مین انکے مخیال و ہمنوا ہوسکتے تھے۔ ان مین سب سے پہلے عبداللہ ابن عمر کے نام خط اسوجہ سے لکھا گیا کہ ابتدائے خلافت علی

؎ معویہ کے مندرجہ بالا خط مین ذیل کی اشتعال انگیز باتین قابل نظر ہین۔ جن نے اون پر خط کھینچ دئے ہین اونمین اول یہ ہے کہ زمانہ قتل عثمان مین موجود نہ تھے۔ اس کتاب مین معتبر اسناد سے ثابت کردیا گیا ہے کہ ایام محاصرہ عثمان مین یہ ضرور موجود تھے۔ لیکن امداد خلیفہ کے قصد سے نہین بلکہ تجسس احوال کے ارادے سے پھر کعب الاحبار کی بشارت اور اپنے حصول بہارت کی تائید و اشارت سے عمداً پہلو تہی کرکے مدینہ سے چلتے ہوے اور اب اپنی اس تصدا گریز کو اس خوبیانہ طریقہ سے دکھلایا جاتا ہے (۲) مجھکو حقیقت حال پر کافی اطلاع نہین لیکن آپ لوگون پر یہ حال ظاہر ہے کہ علی ابن ابیطالب نے قدر خلافت کو کرانے مین بہت بڑی سعی کی۔ "کس قدر فریب انگیز اور فتنہ خیز ہے۔ صحیح حالات پر آپ کو اطلاع بھی نہین لیکن اس بے خبری اور لاعلمی کے ساتھ آپ پورے یقین کے ساتھ اس واقعہ کو شایع بھی کرتے ہین۔ لطف انگیز تو یہ ہے کہ واقعہ کی حقیقت و صداقت کی ذمہ داری ساری حضرات مخاطبین کے سرمنڈھی جاتی ہے اور آپ صرف یہ کہکر کہ مین واقعہ مین موجود نہ تھا اس سے بالکل علیحدہ اور بری الذمہ ہوجاتے ہین۔ معویہ کا یہ طرز عمل اس آیہ کے مطابق معلوم ہوتا ہے

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا يَعْمَلُ الْكَافِرُوْنَ شیطان نے لوگون سے کہا کفر کرو پس جب اونھون نے کفر کیا تو (شیطان نے) کہا کہ اے پروردگار مین کافرون کے کردار سے بری الذمہ ہون (۳) معویہ کے اس بیان دعوی مین کہ مین عثمان کا والی ہون۔ لفظ والی سے کیا مراد ہے۔ اگر والی ملک سے مراد ہے تو پھر انکی تخصیص کی کیا ضرورت ہے۔ عثمان کے تمام مقرر کردہ والیان ملک اس استحقاق مین شریک ہین سب کی طرف سے انفرادًا یا مجموعًا یہ محضر نامہ عام شایع ہونا چاہتا تھا یا کم سے کم اس محضرنامہ (Protest) پر اونکے دستخط کرالینے چاہیئے تھے۔ اور اگر والی سے ولی مراد ہے۔ جو معنًا کسیطرح صحیح نہین۔ تو حضرت عثمان کی اولاد اور ورثا کی موجودگی مین یہ کس نص الٰہیہ اور منہج شرعیہ سے مقتول کے وارث جائز ہوسکتے ہین۔ اسلئے انکا یہ دعوے بالکل مفتریانہ اور مغویانہ ہے جسکی حقیقت سعد ابن ابی وقاص نے انکے خط کے جواب مین کھولدی ہے (۴) پھر لکھتے ہین کہ قاتلان عثمان کو دیدیئے جانے اور اون سے قصاص لئے جانیکے بعد علی سے کوئی تعرض نہین کیا جاویگا۔ پھر فوراً یہ بھی لکھا جاتا ہے کہ خلافت کو شوریٰ پر چھوڑ دون اوسی طرح جسطرح حضرت عمر نے چھوڑ دیا تھا۔ نیت تو یہین سے معلوم ہوگئی۔ کیونکہ عبارت کے حصہ اول مین تو یہ لکھا گیا ہے کہ قاتلان عثمان کے معاملات طے ہوجانیکے بعد گویا علی سے کوئی تعرض نکیا جاویگا۔ تو پھر اس اقرار و اظہار کے بعد انتظام خلافت کی تبدیلی کیسی۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ معویہ کا اصلی مقصود یہی ہے اور باقی سب مغویانہ اور مفسدانہ حاشیہ بندی ہے۔ چنانچہ امر خلافت کو مل جانیکے بعد بھی انکے طرز عمل نے ثابت کردیا۔ نہ شوریٰ کیا گیا اور نہ مجلس مشورت قائم کی گئی۔ انواع اقسام کی مکارانہ اور عیارانہ ترکیبون سے کہین بزور زر کہین بزور شمشیر کہین بحیلہ تزویر یزید کی ولیعہدی منظور کرالی گئی فھو المراد۔ ان اللہ لا یحب الفساد۔ مولف عفی عنہ

سے بیعت علی سے منکر تھے اور اسوقت تک اونکی بیعت مین نہین ائے تھے - سعد ابن ابیوقاص بھی اسیوجہہ سے قابل پیام وسلام
قرار دیے گئے اسلئے کہ یہہ بھی اگرچہ عبداللہ ابن عمر کیطرح منکرین بیعت تو نہین تھے لیکن متوقفین مین تو ضرور تھے - اور ابتک
حضرت علی کی بیعت مین خموش تھے - نہ انکار ہی کرتے تھے اور نہ حاضر ہوکر اقرار ہی کرتے تھے معویہ نے انکی اس شان
دوعملگی مین پورا فائدہ اوٹھانا چاہا اور انکو خط خصوصی لکھا - محمد بن مسلمہ کے انتخاب کی وجہہ عدم معرفت اہل بیت اور حضرت علیؑ
کی مرتبہ ناشناسی کی بناپر تھی - کیونکہ انکے بھی ساکت اور گھر بیٹھ رہنے سے معویہ کو انکی حمایت وہمدردی کا پورا یقین تھا -

ہم ان خطوط کی عبارت کی نقل محض طوالت کی وجہہ سے نہین لکھتے - مگر اتنا لکھکر بتلادینا ضروری سمجھتے ہین کہ جو مضامین عام محفل
مین منبر پر تھے وہی ان خطوط مین بھی تحریر تھے - ہان - انمین سے عبداللہ ابن عمر اور سعد ابن ابیوقاص - ممتازین صحابہ کرام نے ان
خطوط کے جوابات جو معویہ کو بھیجے گئے اونکو تاریخ کے اردو ترجمہ سے ذیل مین لکھدیتے ہین -

عبداللہ ابن عمر کا جواب — امیر شام کو معلوم ہو کہ تیرا خط مجھے ملا - اور مجھکو تیرے بہت بھاری سہو اور خطا کرنیسے تعجب ہوا - یہہ خط
لکھکر تو نے مجھکو اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کیطرف بلایا ہے - تجھکو یہہ گمان ہے کہ مین حضرت علی ابن ابیطالب کی طرفداری چھوڑکر
تیرے پاس چلا اون اور تیری فرمانبرداری اختیار کرون افسوس تو نے یہہ عجیب طرح کا جھوٹا خیال پیدا کیا ہے اور تو جو یہہ لکھتا ہے کہ
مین علی کا مخالف ہون تو مجھکو تجھ پر یہہ بتلانا ہوگا کہ یہہ امر تجھے کیسے معلوم ہوا - مین ہرگز علی کا مخالف نہین ہون اور اونکی خلاف
مین اپنا ایک قدم بھی اوٹھانا نہین چاہتا - اسلئے کہ مجھکو وہ درجہ و منصب جو بباعث ایمان اور ہجرت و قربت و قرابت
اور لڑائیون کے جو علیؑ نے کی ہین اور جو بزرگیان حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کیخدمت مین حاضر رہنے سے اونکو حاصل ہوئی ہین
وہ صحابہ مین سے کسی اور کو حاصل نہین ہوئین - تو خود ہی انصاف کر کہ اتنے بڑے بزرگوار سے روگرداں ہوکر تجھ جیسے شخص کیساتھ اکر
مل جاون جو دین کو دنیا کے ہاتھ بیچ چکا ہے - اور لذت دنیاوی پر فریفتہ ہو چکا ہے - افسوس افسوس اے معاویہ تو ہی غور کر اور
اس حال کی حقیقت پر خیال کر اب میرے پاس ایسی باطل اور بیہودہ باتین نہ لکھنا اور مجھکو ہرگز علیؑ کا مخالف نہ جاننا اور اپنی
اطاعت کیطرف پھر کبھی نہ بلانا والسلام

سعد ابن ابی وقاص کا جواب — امابعد واضح ہو کہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم نے مجھکو ایسے معاملات اور حادثات کو
جو واقع ہونیوالے ہین خبر دیدی ہے ایام واقعہ عثمان مین جب ہم نے تمام فتنہ و فساد کے حادثات اور اونکے قتل کے واقعات کو
انکھون سے دیکھ لیا تو مجبور ہوکر گوشہ نشینی اختیار کرلی - اور بیون کے میل جول کو بھی ترک کیا - تلوار کو توڑ ڈالا - اپنے گھر مین جا بیٹھا
اسلئے کہ مین دیکھ رہا تھا کہ اب مجھکو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میسر ہوتے نظر نہین آتا اور اس گوشہ نشینی اور عزلت گزینی مین
اکیلا مین ہی نہین تھا بلکہ ایک جماعت کی جماعت جو انحضرت صلعم سے ایسے ہی کلمات سن چکی تھی پوشیدہ ہوگئی اور سبنے گوشہ نشینی
اختیار کرلی اسلئے کہ ہم بخوبی جان چکے تھے کہ اب ہمارے ہاتھ اور ہماری زبان سے کچھہ کام بھی نہ نکلیگا اور یہہ فتنہ و فساد ہماری سعی و کوشش
سے دور نہ ہوگا - پس میرا عذر بھی عثمان کے نہ مدد دینے مین یہی تھا جو مین نے بیان کیا اور اب اے معویہ تو جو اس کام پر پیشقدمی
کرتا ہے غرض تیری اس سے سوائے مال و خزانہ دنیاوی حاصل کرنیکے کچھہ اور نہین ہے اور میرے اس کلام کا ثبوت اس دلیل سے صاف ظاہر ہے
کہ عین وقت حضرت عثمان نے عاجز اکر تیرے پاس مدد بھیجنے کیلئے اپنا خاص ادمی بھیجا اور تجھ سے مانگی تو تو نے کوئی مدد نہ دی - یہہ بات

عہ اس خط کا اوس حصہ عبارت نے جس پر ہم نے خط کھینچدیا ہے بڑے ضروری اور مخفی راز کا انکشاف کردیا ہے - وہ یہہ ہے کہ سعد ابن ابی وقاص کے ایسے جلیل القدر

کو معلوم ہے کہ اوسوقت تو نے عثمان کو چھوڑ دیا تھا۔ اب چونکہ امارت اور سرداری کی تازہ خواہش پیدا ہوئی ہے۔ اسلیے طلب قصاص کا بہانہ کرکے اور دین کو دنیا کے ہاتھ بیچکر کے تو مال و دولت کی فکر مین پڑ گیا ہے۔ مستحقا اکی تو پشیمان مگر یہ پشیمانی ایسے وقت مین تجھے نفع دیگی کہ جب تجھکو کوئی فائدہ نہ پہونچیگا۔ والسلام

جانبین کے مراسلات

جنگ جمل کے شروع سے پہلے طلحہ و زبیر کے نام جسطرح امیرالمومنین علیہ السلام نے خطوط لکھے تھے اور اونکو اہل اسلام کی خونریزی اور ملک مین فتنہ و فساد پھیلانے سے جسطرح باز رکھنا چاہا تھا اور اون خطوط کی لیجاتی کو بعض معززین اسلام کو اپنی طرف سے بطور سفارت بیام مصالحت لیکر بھیجا تھا۔ بالکل اسی طرح اس موقع پر بھی امیرالمومنین علیہ السلام نے پہلا خود کے ذریعہ جنگ صفین کے شرکا و کا تصفیہ حال فرمایا سب سے پہلا شخص جو اس غرض سے شام کیطرف روانہ کیا گیا وہ عبد اللہ بن جریر البجلی تھے اونکی معرفت جو خط بھیجا گیا اوسکی عربی عبارت کا اردو ترجمہ ذیل مین درج ہے۔

معویہ کے نام امیرالمومنین کا پہلا خط

امابعد۔ امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کیطرف سے معویہ ابن صخر کو معلوم ہو کہ تجھکو یہ امر خوب معلوم ہے کہ جب مہاجر و انصار نے انتظام خلافت و امارت کی لیے آپس مین مشورہ کیا تو اس انجام دہی مین اونکی رائے ایک شخص پر قرار پائی اور اوسکو امیر اور خلیفہ رسول صلعم اور پیشوائے خاص و عام مقرر کیا گیا۔ اگر کسی نے اونکی اس انتظام سے سرتابی کی اوس سے جنگ کی گئی اور اوسکو مطیع بنایا گیا۔ یہی قواعد اب تک جاری ہین چنانچہ یہ امر بھی تجھکو خوب معلوم ہے کسی تفصیل کی ضرورت نہین کہ جو معاملات اہل بصرہ کے درمیان پیش آئے اور جو جنگ و جدال واقع ہوئی وہ سب تجھکو معلوم ہے۔ غرضکہ کوئی امر تجھپر پوشیدہ نہین ہے۔ خلاصہ یہ کہ خدا تعالی نے مجھکو اون پر ظفریاب فرمایا وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كَارِهُوْنَ خدا کا حکم ظاہر ہو گیا اور وہ انکار کرتے ہی رہے۔ اب مین سنتا ہون کہ تو عثمان کے معاملہ مین مبالغہ کو دخل دے رہا ہے اور اون کے قاتلون کے حق مین بہت کچھ باتین بناتا ہے۔ صلاح یہ ہے کہ تو پہلے میری بیعت اور عام مسلمانون کی موافقت کرلے بعد اوسکے وارثان عثمان کو میرے روبرو لاکر قاتلان عثمان پر دعوے قصاص کرا دے تاکہ مطابق حکم خدا کے اونکے معاملہ کا تصفیہ کر دیا جائے۔ لیکن (بخلاف اسکے) تیری آرزو کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنے بچہ کو دھوکا دیکر اوسکا خیال اپنی ترکیب سے پھیر دے کہ وہ بچہ ایک وقت معین تک دودھ پینے پر توجہ نکرے۔ اگر تو عقل کی نگاہ سے دیکھیگا تو تجھکو معلوم ہو جائیگا کہ خون عثمان کے معاملہ مین مجھسے بڑھکر کوئی بے سروکار نہین ہے۔ تجھکو خوب[علیہ] معلوم ہے کہ تیرا شمار اون لوگون مین ہے جو خلافت کے لائق نہین سمجھے جاتے ہین۔

مین یہ نصیحت آمیز خط تجھکو لکھتا ہون اور جریر ابن عبد اللہ بجلی کو جو اہل ہجرت اور صاحب دیانت ہے تیرے پاس بھیجتا ہون جو کچھ میرے انتظام احوال اور طریقہ و خیال مین مناسب ہوگا وہ اسکی زبان پر جاری ہوگا۔ مین جریر کو ہر قسم کا پیام دیچکا ہون اگر تو نے میری بیعت قبول کرلی اور میری باتون کو عقل کے کانون سے سن لیا تو تجھکو دو جہان کی بہتری حاصل ہوگی۔ والسلام

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ اور داخل عشرہ مبشرہ صحابی کے خاص مشاہدات سے ثابت ہو گیا ہو کہ باوجود عثمان کی امداد طلبی اور خاص آدمی بھیجنے کے بھی معاویہ نے اونکی کوئی مدد نہین کی یا اوسنے مقام پر یون ہی حیران نہین کی۔ اس سے بڑھکر اونکی غداری اور محسن کشی اور کیا ہو سکتی ہے۔ تاریخ و سیر کی کتابون مین اسکا عام طور سے اعلان سلطنت و حکومت کے خوف سے نہین کیا گیا ہے۔

علیہ امیرالمومنین علیہ السلام کا یہ ارشاد اس حدیث معتبر الطلقاء الذين لا يجوز لهم الخلافة سے ماخوذ ہے۔

اہل اسلام مین مجھکو ایک عزت ہاتھہ آیےگی اور اگر تونے کچھہ اور خیال کیا اور اپنے آپ کو معرض ہلاکت مین ڈالدیا تو تجھکو خدا سے مدد لیکر تیری جنگ و جدال کے لیے آمادہ ہونا پڑے گا۔ اور مصلحت وقت تو اس کار عظیم مین انتہا تک پہونچا یا پڑیگا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

اصبغ بن بناتہ کی دوسری سفارت

اصبغ بن نباتہ۔ جریر ابن عبداللہ کی ناکامیاب سفارت کے بعد بھیجے گئے اُنکی معرفت جو خط ہدایت دربارہ خلافت سے اوسکا مضمون اردو کی عبارت مین یہہ تھی۔

اما بعد۔ اے معویہ۔ تونے یہہ مشہور کر رکھا ہے کہ مین نے عثمان کو قتل کیا اور یہی وجہہ مجھکو میری بیعت کرنیسے مانع ہے۔ تجھ پر پوشیدہ نہین ہے کہ مین اس معاملے مین بالکل مہاجرین کے ہمراہ تھا جس سے وہ باز رہے مین بھی باز رہا۔ نہ مین نے اونھین قتل کیا کہ آج اونکا قصاص مجھ سے لیا جاوے اور نہ مین نے اونکے قتل کا حکم دیا کہ جسکی وجہہ سے مین اسوقت مجرم قرار دیا جاؤن۔ عثمان کے قصاص سے تمکو واسطہ کیا ہے۔ اسلئے کہ فرزندان عثمان تمسے زیادہ اولی ہین۔ تو ایک مرد ہے بنی امیہ مین سے۔ اور اگر بفرض محال تو ہی اونکا دعویدار ہو تو تجھکو بھی لازم ہے کہ عامۃ المسلمین کیطرح پہلے میری بیعت کر پھر اونکے تدارک کا خواستگار ہو۔ اہل مصر و شام مین جو فرق نکالتا ہی اور اپنے آپ کو طلقا و سبیر سے زیادہ ممتاز بتلاتا ہے تو تیرا یہہ خیال خام ہے۔ یہہ بیعت عام ہے۔ جسکا حکم حاضر و غائب سب پر یکسان ہے۔

ابوہریرہ اور ولایت علی کا اقرار

اصبغ بن نباتہ تمیمی کو یہہ خط دیا گیا۔ یہہ بزرگ بہت بڑے گویا۔ ادیب۔ خطیب۔ فصیح۔ اور بلیغ تھے۔ جسوقت یہہ دربار شام مین پہونچے تمام دربار امرا و شرفا کی کثرت سے بھرا ہوا تھا منجملہ سب کے ابوہریرہ۔ ابوالدرداء۔ ابو امامہ الباہلی اور نعمان ابن بشیر صحابی بھی موجود تھے۔ سب سے پہلے اصبغ کی نظر ابوہریرہ پر پڑی اصبغ نے انھین سے اپنا سلسلہ تقریر شروع کیا۔ اور کہا۔ ایہا الشیخ بیان کرو۔ تم نے غدیر خم والے روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی حضرت علی مرتضیٰ کے حق مین کیا سنا تھا۔ ابوہریرہ نے جواب دیا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهُ ترجمہ۔ جس کا مین مولا ہون اوسکا علی مولا ہے۔ پروردگارا۔ تو اوسکو دوست رکھہ جو اسے دوست رکھے اور تو اوسکو دشمن رکھہ جو اسے دشمن رکھے اور تو اوسکی مدد کر جو اسکی مدد کرے اور تو اوسکو ذلیل و رسوا کر جو اسکو ذلیل و رسوا کرے

اصبغ نے یہہ سنکر جواب دیا کہ اے شیخ پھر تم کیون اونکے مخالف کو اپنا دوست بنائے ہو۔ اور کس لئے اونکے دوستون کے دشمن بنتے ہو ابوہریرہ نے ایک آہ سرد بھری اور کہا انا للہ وانا الیہ راجعون ناسخ التواریخ باسناد علامہ اخطب خوارزمی

معویہ کو اصبغ کی یہہ تقریر نہایت ناگوار گذری اور اونکو پاس بلاکر کہا کہ اب تمکو خموش رہنا چاہیے کیونکہ اس تقریر سے تیرا یہی مطلب ہے کہ تو ان باتون سے اہل شام کو قصاص عثمان سے باز رکھے اسمین شک نہین کہ علی نے عثمان کو قتل کرایا اُنکا خون کسیطرح ضایع نکرایا جاے گا۔ تہذیب المتین ص ۹۰ و روضۃ الصفا جلد دوم

اگر ہم جانبین کے تمام مراسلات کو لکھنا چاہین تو ہماری یہہ مختصر تالیف اسکے لئے کافی نہین ہوسکتی۔ مراسلات اسیطرح مہینون جاری رہے اور امیر المومنین نے کوئی دقیقہ امیر شام اور اوسکے ہمراہیون کی موعظت اور پند و نصیحت کے متعلق اوٹھا نہین رکھا لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ کی تعمیل واجب سے فارغ ہوگئے۔ مگر وہان تو

قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَٰئِكَ	اونکے دل مین مگر سمجھتے نہین۔ اونکے کان ہین مگر سنتے نہین اور اونکی آنکھین ہین مگر دیکھتے نہین۔ یہی لوگ جانور ہین بلکہ اون سے بھی گمراہ ترہین

اولئک

أُولٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُوْنَ جزو ۹ سورہ اعراف اور یہی لوگ حقیقی غافل ہین۔

کا حقیقی منظر پیش تہا۔ تو یہ امیرالمومنین کی دعوت کیطرف شنوا ہوتے تو کیسے

امیرالمومنینؑ کے دلائل کا جواب تو معویہ کے پاس ایک بھی نہ تھا مگر وہ جواب دینے سے عاری بھی نہین تہے۔ یہ انکی کج خیالی

دیکجروی اور انتہایے بیحیائی تہی۔ ہم نے جہان تک ان مراسلات پر غور کیا ہے تمکو یہ امر پورے طور سے ثابت ہوگیا ہی کہ جب امیرالمومنینؑ نے

خط مین اپنی جائز استحقاق دکھلائے۔ اسکا جواب تو معویہ کیطرف سے ندارد مگر ہان ایک دوسرے سلسلہ مین خط کے جواب مین ابتدا

کی گئی مثلاً خون عثمان کی بیجا تہمت کا جواب پہلے خطون مین دیدیا گیا۔ اسکا جواب جو آیا تو اوسمین قصاص وغیرہ کا تو ذکر نہین جنگ

جمل کے معاملات پر اعتراضات پیش کردیئے گئے۔ جب اسکا جواب انکو آب بھیجا گیا تو معاملات جمل کو چھوڑکر بیعت ماننے کے وثوق

مین عذر پیش کیے گئے۔ غرضکہ معویہ کیطرف کی تمام مراسلات ایسی ہی تھے۔ سوال از آسمان جواب از ریسمان۔ انکا لکہنا بیکار کی

طوالت ہی۔ تاہم نمونہ کے طور پر صرف دو خطون کی نقل جو شیوع جنگ سے بالکل قریب لکہے گئے تہے۔ اکتفا کیجاتی ہے۔

معویہ کا خط ہم بنی عبدمناف ایک چاہ سے پانی پیتے تھے۔ اور ایک مان کا دودہ۔ ہم مین سے کسیکو ایک دوسرے پر ترجیح نہین

تھی اور کوئی قائم (بیٹھا رہنے والا) کسی قاعد (چلنے پھرنے والا) پر فخر وافتخار نہین کرسکتا۔ مجبور اور مختار دونون ایک تہے

ہماری جماعت متفق تھی۔ ہمارے قلوب خباثت سے پاک اور ہمارے نفوس حسد سے بری تہے حتیٰ کہ تم نے ادنیٰ اپنے ابن عم

عثمان سے حسد کیا اور لوگون کو اونکی خلاف برانگیختہ کیا اور ذرا بھی اونکی رعایت نہین کی۔ افسوس جسطرح تم نے ان کے

عیوب کا اظہار کیا تھا اونکی نصرت کا بھی اشتہار دیدیا ہوتا تو اسوقت کسیقدر تمہاری معذرت کے لئے گنجائش ہوتی

مگر تم اسکے خلاف اپنے گھر بیٹھے رہے اور آفات وصدمات کو اونپر مسلط کردیا۔ وہ قتل ہوئے تو تم دل شاد ہوئے

اور مسند خلافت پر کمر باندھی۔ بزرگان اسلام سے جبراً قہراً بیعت لی۔ پھر دو شیخ المسلمین ابو محمد طلحہ اور ابو عبداللہ

زبیر جو بشرت بنعم الجنۃ تھے۔ قتل کیا۔ ام المومنین عائشہ کو اجلاف عرب کے ہاتھون ذلیل کرایا۔ کوئی اون پر

تمسخر کرتا تہا۔ کوئی اونکو گھرکتا تھا اور کوئی جھڑکیان دیتا تھا۔ مین پوچھتا ہون کہ اگر تمہارے ابن عم محمد مصطفیٰ صلعم

اسوقت زندہ ہوتے تو تمہاری ان حرکات پر راضی ہوتے یا ناراض۔ علاوہ ان باتون کے تم نے دارالہجرۃ (مدینہ)

کو ترک کیا۔ حضرت رسولخدا صلعم فرما گئے ہین۔

اِنَّ الْمَدِيْنَةَ كَشَفَتْ خَبْثَهَا كَمَا تَنْفِى الْكِيْرُ خَبْثَ الْحَدِيْدِ | مدینہ اپنی کثافت کو اسطرح دور کرتا ہے جیسے لوہار کی بھٹی لوہے کی کثافت کو

مجھکو اپنی جان کی قسم ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے سچ اور صحیح فرمایا۔ مدینۃ النبیؐ تمہاری کثافت اور غلاظت سے پاک ہوگیا

تم نے کوفہ اور بصرہ کو مدینہ پر ترجیح دی اس سے پیشتر تم دونو خلفاے سابقین کی بیعت سے انکار کرتے ہے اور اوس امر کا قصد

کرتے تہے جسکے لئے تمکو خدا نے لائق نہ جانا۔ خدا کی قسم اگر تمکو اوسوقت خلافت ملتی تو اسلام مین اوسیوقت تفرقہ اور تباہی راہ

پاتی اور کفر وارتداد شروع ہوجاتا۔ اہل اسلام تمہارے دست وزبان سے عاجز آتے (معاذاللہ)

اب مین مہاجرین وانصار کے ساتھ باشمشیرہاے شامی وسنانہاے قحطانی تمہاری طرف آتا ہون کہ حق سبحانہ

تعالیٰ کے سامنے تم سے محاکمہ کرون۔ تم اپنے نفس پر رحم کرو اور عثمان کے قاتلون کو میرے سپرد کردو۔ ورنہ آگاہ

ہو کہ تمہارے اور تمہارے اصحاب کی شان مین یہ آیہ قرانی صادق آئے گا۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ

حق سبحانہ تعالیٰ نے ایک قریہ کی مثال بیان کی ہے کہ جہاں کے باشندے اطمینان سے زندگی بسر کرتے تھے۔ انکا رزق ہر طرف سے بفراغت چلا آتا تھا اونہوں نے نعمات الٰہی کی ناشکری کی حق تعالیٰ نے اونکو فقر و فاقہ کا لباس پہنایا اوس امر کی سزا میں جو وہ کرتے تھے

حضرت امیر المومنین ع کا جواب اما بعد - ہم ابتدا میں ایسے تھے جیسا تو نے اپنے خط میں ذکر کیا ہے لیکن جدائی فیما بین یوں ہوئی کہ ہم اسلام لائے اور تو نے کفر و نفاق پر اصرار کیا - دوسرا تفرقہ یہہ ہے کہ ہم صراط مستقیم پر ہیں اور تو فتنہ و فساد میں غرق ہے - تجھ میں کوئی ایسا نہیں ہے جو کراہت کی ساتھ اسلام نہ لایا ہو - تو اس سے مطمئن رہ کہ ہمارے ساتھ تیرے سابق رشتے اور میل جول سے ہمارے مراتب عالی میں کوئی فرق یا کوئی کمی نہیں آئی اور نہ تو اس مواصلت سے ہماری شامل ہوسکتا ہے اور کیسے ہوگا - ؟

چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم صادق وامین ہم میں ہیں اور ابوسفیان سا کاذب و مفتری تجھ میں - اسد اللہ و اسد رسول (حمزہ بن عبد المطلب) ہم میں اور اسد احلاف (اسد ابن عبد العزیٰ) تجھ میں - ہم میں سرداران اہل جنت میں (حضرات حسنین علیہما السلام) اور صبیۃ النار (عقبۃ ابن معیط) تجھ میں - سیدہ نساء العالمین (فاطمۃ الزہرا علیہا السلام) ہم میں ہیں اور حمالۃ الحطب (ام جمیل خواہر ابوسفیان) تجھ میں - انکے علاوہ اور بہت سی ایسی باتیں ہیں جن سے اسلام اور جہالت دونوں میں ہمکو تجھ پر شرف و اعزاز دیا گیا ہے - کلام خدا ہماری فضیلتوں پر گواہ ہے - حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ

کتاب خدا میں صاحبان قرابت میں ایک کو دوسرے پر ترجیح دیگئی ہے

دوسرے مقام پر فرماتا ہے -

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ

ہم نے ابراہیم کی وجہ سے لوگوں کو فضیلت دی اور اون لوگوں کو جو اونپر (ابراہیم پر) اور اس نبی (آنحضرت صلعم) پر ایمان لائے اور اللہ متقین کو دوست رکھتا ہے -

تو کہتا ہے کہ میں نے طلحہ و زبیر کو قتل کیا ہے اور ام المومنین عائشہ کو ذلیل کرایا ہے اور میں نے کوفہ و بصرہ کی سکونت اختیار کی - یہہ سب باتیں تجھ سے تعلق نہیں رکھتی اسلئے انکا جواب تجھکو نہیں دیا جاسکتا - تو کہتا ہے کہ میں مہاجرین و انصار کی ساتھ آؤں گا مگر تو یہہ نہیں جانتا کہ تیری یہہ ہجرت فتح مکہ کے روز جب تیرا باپ ابوسفیان اور تیرا بھائی یزید اسیر ہو کر آئے - تمام ہوگئی -

ان امور سے بالکل علحدہ ہو کر جو تو نے خون عثمان کا ذکر کیا ہے اور اس سے پہلے بھی ذکر ہوچکا ہے اور میں بھی کئی بار تجھے سمجھا چکا ہوں اور پھر سمجھائے دیتا ہوں کہ اول تجھکو خون عثمان سے کیا علاقہ ہے - اونکی اولاد خود موجود ہے - اور تیرے ایسے ورثا بھی بہت سے ہیں - اگر تیرا یہہ دعویٰ ہے کہ اون کے ورثا میں سب سے زیادہ خوشحال میں ہوں تو جس کام کو مہاجر و انصار کر چکے ہیں اور جس عہد و میثاق پر سب کے سب یکزبان ہوچکے ہیں - تو تو بھی اوسی عہد میں داخل ہوجا اور اونکے ساتھ موافقت کر - تب قاتلان عثمان کی نسبت اپنی صدائے استغاثہ بلند کر کہ حکم خدا و رسول ص کے مطابق حکم معقول اوسکی نسبت نافذ کیا جاوے -

اتنا لکھکر حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ذیل کے اشعار کا اضافہ فرمایا -

محمد

محمد النبی اخی وصهری
محمد نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) میرے بھائی اور خسر ہیں۔

وحمزة سید الشهداء عمی
اور حمزہ شہیدوں کے سردار میرے چچا ہیں

وجعفر الذی یضحی ویمسی
جعفر جو ہر روز صبح کرتے ہیں اور سیر کیا کرتے ہیں اور

یطیر مع الملائکة ابن امی
پرواز کیا کرتے ہیں ملئکہ کے ساتھ (بہشت میں) میرے ماں جائے بھائی ہیں

وبنت محمد سکنی وعرسی
محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بیٹی میری آرام دل اور میری بی بی ہے

مسوط لحمها بدمی ولحمی
اوسکا گوشت وخون اور میرا گوشت وخون ایک ہے

وسبطا احمد ابنای منها
سبطین رسول (حسنین علیہما السلام) میرے معزز بیٹے ہیں

فایکم له سهم کسهمی
پس تم میں سے کس شخص کا حصہ میرے حصہ کے ایسا ہے

سبقتکم الی الاسلام طرا
میں نے تم لوگوں میں سب سے پہلے اسلام کو بطیب خاطر قبول کیا

مقرا بالنبی فی بطن امی
اور میں تو اپنی ماں کے پیٹ ہی میں اقرار نبوت کرتا تھا

وصلیت الصلوة وکنت طفلا
میں نے تو (رسول اللہ ص کے ساتھ) ایام طفلی ہی سے نماز پڑھنی شروع کر دی

صغیرا ما بلغت اوان حلمی
بھی اور اسوقت تک میں بالکل کمسن تھا اور ایام جوانی تک بھی پہونچا نہ تھا

واوجب لی ولایته علیکم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے غدیر خم والے دن

رسول الله یوم غدیر خم
تم لوگوں پر میری ولایت (امارت) کو واجب کر دیا تھا

انا اللیث الذی لم تنکروه
میں وہ (میدان جنگ کا) شیر شجاع مشہور ہوں

لیوم الرقبة والیوم اسلم
جسکو تم بروز جنگ و وقت صلح خوب جانتے ہو

الا من شاء فلیؤمن بهذا
(خلاصہ بحث یہ ہے) جس شخص کا جی چاہے مجھپر ایمان لائے

والا فلیمت کمدا بغم
اور جو شخص (اب بھی) انکار کرے وہ غم والم میں پڑا مرا کرے

فویل ثم ویل ثم ویل
وائے ہو اوسپر وائے ہو اوسپر پس وائے ہو اوسپر

لمن یلقی الاله غدا بظلمی
جو شخص قیامت کے دن مجھپر ظلم کر کے خدا کے سامنے آیے

جانبین کی مراسلات پر فاضل معتزلی (علامہ ابن الحدید) کی رآیے　　ہم اپنی طرف سے ان دونوں خطوں کی نسبت کچھہ لکھنا نہیں چاہتے۔ علامہ ابن الحدید۔ ملقب بہ فاضل معتزلی نے اپنی شرح نہج البلاغۃ میں یہہ تمام خطوط لکھکر جو اپنی رآیے لکھی ہے وہ اتنی کامل اور ایسی کافی ہے کہ اوسکے بعد پھر کسیکے رایے کو فروغ نہیں ہوسکتا۔ فاضل موصوف جانبین کے خطوط لکھکر اور اضطراب واستعجاب کی غیر متحمل جذبات سے متاثر ہوکر لکھتے ہیں۔

ہر چند عجائبات و انقلابات لیل و نہار بیحد و شمار ہیں مگر عجیب انہیں سے یہہ ہیں کہ اس زمانہ غدار کی گردش نے علیؑ ایسے شخص کو معویہ کا نظیر اور عدیل بنا یا تا اینکہ طرفین سے رسل و رسائل شروع ہو کر مناظرہ و مقاتلہ کی نوبت پہونچی کوئی لفظ امیر المومنین علی ابن ابیطالب کی زبان سے ایسا نہیں نکلتا تھا تا اینکہ معویہ مثل اوسکے یا اوس سے سخت تر اوسکے جواب میں نہ لکھہ بھیجتا تھا۔ کاش اسوقت جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم زندہ ہوتے تو ملاحظہ فرمالیتے کہ جس حکومت و سلطنت

اسلامی کو آپ نے سنان و شمشیر کو کام مین لا کر اور تیر اپنی مبارک اور عزیز جان پر مصیبتہائے عظیم برداشت فرما کر حاصل اور مرتب فرمایا تھا۔ اب وہ آپ کے دشمنون کے دست و قبضہ مین ہے

فاضل معتزلی اور شیعہ کے تمام اعتراضات کا جواب طلحہ و زبیر کے معاملات

امیر المومنین علیہ السلام کا جواب اجمالی تھا۔ مفصل یہہ ہے کہ طلحہ و زبیر نے عہد شکنی کر کے اپنے آپ کو خود قتل کرایا۔ اطاعت کے راستہ پر مستقیم رہکر کیون مارے جاتے۔ ایسی ہی اگر حضرت عائشہ اپنے گھر بیٹھی رہتین تو اعراب بصرہ و کوفہ کی نگاہون مین اونکی وقعت کیون کم ہوتی۔ اس مین امیر المومنین کا کیا قصور۔ آپ نے تاہم اُن لوگون کے ساتھ تمام موقع پر ضرور ملحوظ رکھتے تھے۔ ان اگر یہہ لوگ عمر ابن خطاب سے پیش آتے تو وہ ان پر فتحیاب ہو کر انکے ضرور ٹکڑے ٹکڑے ڈالتے مگر حقیقت مین علی ابن ابیطالب علیہ السلام ایسے ہی کریم و حلیم تھے کہ آپ نے انکے مظالم کے عوض مین انکے ساتھ برابر عفو و احسان کے خیال رکھتے

انحضرت صلعم کی ناراضی

اب رہا یہہ امر کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و الہ وسلم اگر زندہ ہوتے تو راضی ہوتے یا ناراض تو بیشک امیر المومنین علیہ السلام نہایت ازادی سے جواب دیسکتے ہین کہ جناب رسولخدا صلعم اس امر مین ضرور اونسے (طلحہ و زبیر) خوشنود نہوتے کہ اونکی زوجہ اور اونکے برادر اور وصی کو ازار پہونچایئن۔ اور تو اے ابن ابوسفیان حضرت (علیؑ) سے خلافت مین نزاع کرے۔ اور مسلمانون کی جماعت مین تفرقہ ڈالے اور پھر رسول صلعم علیؑ سے ناراض ہون اور تجھسے راضی۔ یہہ بالکل لغو ہے اور ناممکن۔ بیشک جناب رسول خدا صلعم اس پر کبھی راضی نہوتے کہ طلحہ اور زبیر حضرت علی سے بیعت کر کے بلا حجت اوسے توڑ ڈالین اور کہین کہ زر و مال ہمین مطلوب ہے۔ چونکہ بصرہ مین مال کثیر ہے اپ ہمکو بصرہ کیطرف جانیدین۔" تو کیا یہہ امور رسول صلعم کو پسندیدہ ہوتے؟ نہین۔ ہرگز نہین۔

مدینہ منورہ سے نقل حکومت و سکونت۔

اب رہا مدینہ سے امیر المومنینؑ کا اوٹھ جانا۔ ہر وہ شخص جو مدینہ سے باہر گیا کیا وہ خبیث ہے۔ اسطرح تو تمام صحابہ قریب قریب مثلاً عبد اللہ ابن مسعود سلمان الفارسی۔ ابی ذر غفاری رضوان اللہ علیہم مدینہ سے نکلے۔ دور دراز ملکون مین فوت ہوے۔ تو اونکو کیا کہا جاےگا۔ انکے علاوہ خود طلحہ۔ زبیر اور ام المومنین عائشہ کو نقل کرنے کیلئے کیا حکم ہوگا۔ پھر معویہ اپنے لئے اور اپنے بھائی یزید ابن ابوسفیان کے لئے کیا جواب دیگا۔

قتل عثمان کا غلط الزام

یہہ اعتراض کہ امیر المومنینؑ آپ تو حضرت عثمان سے باز رہے اور لوگون کو اونکے قتل پر اشتعال دی اور دوسرے لوگون کو اپنی بیعت کے لئے مجبور کیا۔ یہہ صرف زبانی دعوے ہین اور ان پر کوئی دلیل قائم نہین ہوسکتی۔ اور نفس الامر اسکے خلاف ہے۔

اگر علی پہلے ہی خلیفہ بنا دیے گئے ہوتے تو ملک تباہ ہو جاتا

یہہ علم غیب ہے۔ جسکو سواے حق سبحانہ تعالے کے کوئی اور نہین جانتا۔ مگر گمان غالب یہہ ہے کہ اگر اوسیوقت خلافت حضرت علیؑ کو ملجاتی تو کوئی خرابی واقع نہوتی کیونکہ یہہ فتنے جو اسوقت تک برابر واقع ہوے صرف اسی سبب سے ہوے کہ حضرت عثمان کے بعد چوتھی مرتبہ خلافت آپ کو پہونچی۔ جب دوسرے لوگون کے تقدم سے آپ کی قدر صغیر اور شان حقیر ہوچکی تھی اور سابقین نے تابعین کے دل مین اس امر کا یقین دلادیا تھا کہ وہ حضرت خلافت کی یا سلطنت کی کامل صلاحیت ہی نہین رکھتے تھے۔ اگر جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کے بعد ہی متصلا امیر المومنین خلیفہ بنا دئے گئے ہوتے اور خلافت اسلامیہ پر قابض کر دیے ہوتے تو اپ کی جلالت۔ قدر و منزلت

اختصاص رسولؐ اور فضائل و مناقب کی وجہہ سے کسی دوسرے کو ان پر ترجیح نہین ہو سکتی تھی

جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلاد اسلامیہ کی ترتیب و تنظیم مین جو جو مصائب اوٹھائے تھی اور سلطنت قائم فرمائی تھی۔ اگر آج اپ زندہ ہوتے تو خود مشاہدہ فرماتے کہ وہی سلطنت اب اونکو نصیب ہوئی ہے جو آپ کی قدیم دشمن تھے اور دعوت اسلام کے قبول کی جا پر آپ کی تکذیب کرتے تھے۔ انھین نے آپ کو وطن سے نکالا تھا اور انھین نے ضرب سنگ سے آپ کے رخسار ون کو گلرنگ بنایا تھا۔ انھین کے معرکون مین آپ کے عزیز و انصار جنکی کہ آپ کو محترم حضرت حمزہ ابن عبد المطلب تک کام آئے گویا کہ انحضرت صلعم نے انھین کے لئے یہ زحمتین اوٹھائی تھین۔ اور انھین کی راحت رسانیون کے لئے یہ سلطنت اسلامی طیار کی تھی۔ عبرت کے لئے یہ واقعہ کافی ہے۔

حضرت عثمان کے زمانہ خلافت مین ابو سفیان ایکبار حضرت حمزہ کی قبر مطہر پر آیا۔ اور معاذ اللہ۔ اوس کو ٹھوکر لگا کر کہا۔ اے ابو عمارہ (حضرت حمزہ کی کنیت) جس سلطنت کے لئے ہمارے تمہارے درمیان تلوارین چلی تھین آج وہی سلطنت ہمارے لڑکون کے ہاتھ مین ہے جس سے وہ کھیل رہے ہین۔

اس پر بس نہوئی۔ قیامت کا عبرت خیز منظر تو یہ ہے کہ معویہ نے علیؑ کی برابری کا دعویٰ کیا اور آپ کے ساتھ مقابلہ و مقاتلہ پر آمادہ ہوا۔

فاضل معتزلی بیان تک پہونچکر ذیل کے اشعار پر اپنی فاضلانہ رائے ختم کرتے ہین۔

اذا عیر الطائی بالبخل مادرؔ	وقرع قیسا بالسفاهة باقلؔ
جبکہ مادر کے ایسا بخیل حاتم طائی کو بخل کا عیب لگائے	اور باقل کے ایسے بیوقوف قیس عبا شی کو اشمند کو بیوقوف بتلائے
وقال السُّہا للشمس انت خفیّة	وقال الدجی یا صبح لونك سائل
ستارہ سہا آفتاب عالمتاب سے کہے تیری روشنی مدھم ہو	اور تاریکی صبح سے کہے کہ تیرا رنگ میلا ہے
وفاخرت الارض السماء بسفاهة	وبیوت الشهب الحصی بالجیادل
زمین از روئے حماقت آسمان پر فخر و ناز کرے	اور سنگریزے شہاب ثاقب پر فخر و ناز کرنے لگین

تو

اے موت۔ تو بہت جلد مجھسے ملاقات کر کیونکہ ایسی حالت مین زندہ رہنا مذموم ہے۔ اور اے جان۔ تو بدن سے نکل جا کہ تیرا زمانہ اب بہت بیہودہ باتین کرنے لگا۔ شرح نہج البلاغت فاضل معتزلی۔

معویہ کے پاس امیر المومنین کے وفود — لوگون کو شاید یہ خیال ہو کہ ہم نے کتاب مین جا بجا مین کو مراسلات مین سے وہ ایک خط لکھدئے مگر طرفین کے وفود کا کوئی ذکر نہین کیا۔ حالانکہ اصبع بن نباتہ کی سفارت کا اندراج اس ضرورت کو پورا کر دیتا ہو۔ اگر اوس سے ناظرین کا اطمینان نہو تو کامل ابن اثیر اور روضۃ الصفا کے اردو ترجمہ سے جانبین کے صرف ایک ایک وفد کا حال ذیل مین لکھدیا جاتا ہے صاحب تاریخ روضۃ الصفا اور احمد ابن اعثم کوفی لکھتے ہین۔

لہ مادر۔ بالکسر دال بخیل ترین مردم عرب ۔ لہ باقل بالکسر قاف ۔ احمق ترین قوم عرب

آخر وفد جو معویہ کیطرف سے دربار کوفہ میں آیا اوس میں جناب رسولخدا صلعم کے دو صحابی تھے۔ ایک ابو الدرداء۔ دوسرے ابو امامہ الباہلی ان حضرات کو جو جوابات امیر المومنین علیہ السلام نے دئے وہ ایسے ہی پر اثر اور مسکت تھے کہ صاحب روضۃ الصفا اور آعثم کوفی کی تحقیق میں یہ دونوں صحابی امیر شام کی حمایت سے علیحدہ ہو گئے۔ اور پھر صفین کے معاملات میں معویہ کیطرف شریک نہوے شام کے کمیشن کی یہ کیفیت ہوئی۔ اب ہم امیر المومنین علیہ السلام کے صرف ایک مرسلہ وفد کے حالات دکھلاتے ہیں جسکو رسالہ المرتضیٰ کے فاضل مصنف نے المرتضیٰ میں درج کیا ہے۔ اس سے اچھی طرح معلوم ہو جاتا ہے کہ معویہ ان اہل وفود کی دلیلوں سے ضرور قائل ہو جاتا رہا۔ مگر جب کوئی جواب نہیں چلتا تھا تو اونکو دربار سے نکلوا دیتا تھا۔

کوفہ کا وفد معویہ کی بدسلوکی

امیر المومنین علیہ السلام نے ابو عمرو بشیر بن سعید بن قیس اور شبث ابن ربعی کو معویہ کے پاس بھیجا۔ جو کچھہ بشیر نے تقریر کی اوسکو ہم مکالمہ کی صورت میں حسب ذیل لکھتے ہیں۔

بشیر (معاویہ سے) جماعت اسلام میں تفرقہ نڈالو۔ اور خونریزی نکرو۔

معویہ۔ یہ نصیحت اپنے رفیق علی ابن ابیطالب کو کیوں نہیں کرتے۔

بشیر۔ وہ تم جیسا نہیں ہے۔ وہ سبقت فی الاسلام۔ قرابت خیر الانام کے رو سے سب سے زیادہ خلافت کا مستحق ہے۔

معویہ۔ تو اب تمہاری کیا رائے ہے۔

بشیر۔ بیعت کی نسبت علی مرتضیٰؑ جو کچھہ تمسے کہیں اوسے مان لو۔

معویہ۔ کیا ہم قصاص عثمان چھوڑ دیں۔ قسم بخدا یہ مجھہ سے ہرگز نہو گا۔

شبث ابن ربعی (معویہ سے) ہم خوب جانتے ہیں کہ تم نے قصاص کے بہانہ سے ان احمقوں کو اپنی طرف مائل کیا ہے۔ حالانکہ ہم عثمان کی مدد کرتے تھے اور تم نے خاص کر اسوجہ سے وقفہ لگایا کہ آج تمکو یہ موقع حاصل ہو جائے۔ خدا سے ڈرو اور اس ارادہ سے باز آو۔ اور جو اس خلافت کا مستحق ہے اوس سے ناحق نزاع نکرو۔

معویہ۔ تم لوگ میرے سامنے سے چلے جاؤ۔ ہم میں تم میں تلواروں کے سوا اور کوئی فیصلہ کرنیوالا نہیں ہے۔ رسالہ المرتضیٰ باسناد تاریخ کامل ابن اثیر ص ۱۰۲ سوانح عمری علی علیہ السلام خواجہ عبید اللہ امرتسری ص ۲۱۰ تاریخ طبری جلد چہارم ص ۵۷۵

آخر کمیشن کی واپسی اور امیر المومنینؑ کی معاملات شام سے مایوسی اور خاموشی

وفد کوفہ کی اس حقارت آمیز واپسی کے بعد امیر المومنین علیہ السلام کو معاملات شام کی طرف سے پوری مایوسی ہو گئی اور آپنے معاویہ کے امور میں ذیل کی آیت قرآنی پڑھکر بالکل خاموشی اختیار فرمالی

إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ وَمَا أَنتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ

(اے محمدؐ) تم اپنی دعوت مردوں کو یا ایسی بہروں کو نہیں پہنچا سکتے جو پیٹھہ پھیر کر بھاگتے ہیں۔ اور تم کبھی (دل کے) اندھے کو اوسکی گمراہی سے ہدایت نہیں کر سکتے اور اوسکو کوئی بات نہیں سنا سکتے۔ مگر انھیں لوگوں کو جو ہماری قدرتوں پر ایمان لا چکے ہیں۔

معاملات کو عقل سلیم سے سمجھنے والے۔ حالات پر انصاف و بے تعصبی سے غور کرنیوالے حضرت علیؑ اور معویہ کے طرز عمل کو صرف ان واقعات میں پڑھکر خود تصفیہ کر لینگے کہ جانبین میں کون حق پر تھا اور کون ناحق پر۔ کسکی نیت صفائی پر تھی اور کسکی فساد انگیزی اور مفسدہ ارائی پر۔ مصالحت کون چاہتا تھا اور فساد و جنگ کون۔ ہم نے ان باتوں کو اسلئے

لکھدیاہے

لکھدیا ہے کہ معویہ کی فساد انگیز فطرت اور فتنہ خیز طبیعت کا کامل اندازہ ہوجائے۔ اور یہ ہمارے موجودہ موضوع تالیف کا مدعا ہے

شیوع جنگ سے پہلے امیر المومنینؑ کا خطبہ

معاملات شام میں مصالحت و یکسوئی کیطرف سے مایوسی تو ہو ہی چکی تھی۔ امیر المومنین علیہ السلام نے شہر الحرام کی حرمت کے لحاظ سے محرم ۳۷ھ تک بالکل خاموشی اختیار فرمائی۔ محرم کا مہینہ ختم ہوگیا تو ترتیب فوج اور درستی لشکر کیطرف توجہ فرمائی۔ تمام اعوان و انصار جمع ہوے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے نہایت فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا جسمیں معاویہ کی چالیں۔ اوسکی مغویانہ اور باغیانہ تدبیریں۔ مخالفانہ ترکیبیں۔ امن و امان اور صلح و آشتی سے نفرت۔ اپنا صبر و تحمل اور رفاہ قومی۔ اصلاح ملکی اور تبلیغ دینی پر اپنی مستعدی جسکو وہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے بیان فرمائیں۔ اسکے بعد دنیا کی ناپائداری۔ اسکی ثروت و اقتدار کی بے اعتباری اور بیمقداری کی نسبت بہت سی دلچسپ اور مفید مثالیں بیان فرمائیں ہمت۔ دلیری۔ شجاعت۔ ثابت قدمی اور استقلال کے متعلق ضروری تعلیم دیکر۔ خوف۔ اندیشہ۔ بزدلی۔ پست ہمتی اور گریز پائی سے غیرت دلائی اور اخر میں خطبہ مبارک کو آیہ مقدسہ۔

قُل لَّن يَنفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِن فَرَرْتُم مِّنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ | اگر تم موت اور قتل سے بھاگ (کر بچ) جانا چاہو تو ان دونوں میں سے تم کو کوئی بات نفع پہونچانے والی نہیں ہے

امیر المومنینؑ کے فوجی احکام

خطبہ کو تمام کرکے امیر المومنین علیہ السلام نے ذیل کے فوجی احکام تمام فوجی افسروں اور اہل لشکر کو سنائے اور اونکی تعمیل کی سخت تاکید و تہدید فرمائی۔

(۱) جب تک غنیم تم سے نہ لڑے تم اوس پر ہاتھ نہ اوٹھاؤ
(۲) اگر مقابلہ کے وقت کوئی تمہیں برے الفاظ سے یاد کرے تو تم سنکر خاموش رہجاؤ۔
(۳) رجز میں اپنی تقریر کو طول ندو۔ بلکہ خود ستائی کیجگہہ خدا کا ذکر کرو۔ جو تمہارے لئے تمہاری رجز خوانی سے بہتر ہوگا۔
(۴) جو کوئی تم سے خوف کھا کر بھاگ جاوے تم اوسکا تعاقب نکرو۔
(۵) جو زخمی ہوجائے اوسے قتل نکرو۔
(۶) غنیم میں جو کوئی مقتول ہو اوسے برہنہ نکرو۔
(۷) مقتول کی ناک کان کاٹ کر اوسکی ذلت و رسوائی نکرو۔
(۸) کسی کا مال نہ لو۔
(۹) عورتوں سے مطلق مزاحم نہو۔ اگر وہ عورتیں تمہاری عورتوں کو یا تمہارے ناموس کو برا بھلا بھی کہیں۔ تو تم اونھیں خاموشی سے کہہ سن لو۔ اونپر صبر کرلو۔ اور اون کا جواب ندو۔ المرتضی ص ۱۰۳ تاریخ طبری جلد چہارم ص ۵۷۷ ابوالفدا ص ۳۵۴ روضۃ الصفا جلد دوم

ان احکام کی نقل و تفصیل سے بھی ہماری غرض حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا طریقہ عمل دکھلانا ہے کہ ان مصائب و شدائد۔ مظالم و مفاسد کی موجودگی میں بھی مخالف گروہ کے ساتھ جو اسوقت تک برائے نام مدعی اسلام تھے۔ کیسی اور کتنی ہمدردی اور لطف و رعایت کے خیال امیر المومنینؑ کے ذہن نشین تھے۔ یہ صرف اوسی برائے نام اسلام کا احترام تھا۔ اگر فرقہ مخالف کا بھی یہی طریقہ عمل تھا۔ اور راوسکو بھی اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ۔ اگرچہ وہ مخالف

ہی کیون ہوون ایسی ہی بیانیون منظور تھین تو آج ہم عرب کی تاریخ وسیر کی کتابون مین اوسکے احکام بھی اسیطرح لکھے ہوئے پاتے
مگر تمام کتابین خالی ہین اور تمام دفتر سادے

میدان صفین مین جانبین کی فوجین
صفین کا میدان

تاریخون سے ثابت ہے کہ صفین کا میدان کسیوقت مین اباد تھا اور اوسوقت تک شاہان روم
کی گرمی بڑی عمارتون کے کچھ نشان باقی تھے جو جابجا اوس وسیع میدان مین پائے جاتے تھے
امیر شام اور اوسکے مشیرون نے ہر ترتیب سے اس مقام کو اپنے لئے مناسب سمجھا اور اپنے لشکر کے پڑاؤ ڈالدئے سب سے اچھا موقع تو
یہ ہاتھ لگا کہ دریاے فرات انکی فرودگاہ سے قریب تھا جس پر یہ بآرام تمام ابتدا ہی قابض ہوگئے امیرالمومنین کا لشکر بعد مین پہونچا

مظالم صفین مثالہ کربلا کے دیباچہ
ستم۔ امیرالمومنین کے لشکر پر پانی بند

تین دن کے بعد امیرالمومنینؑ کا لشکر بھی جمع ہوکر پہونچگیا۔ اس وادی مین دریاے فرات کی روانی
اس طرح واقع ہوئی تھی کہ سوآے ایک گھاٹ کے دور تک کسی دوسرے گھاٹ کا جہان سے
پانی لایا جاسکے نام ونشان نہین تھا۔ معویہ نے اپنے اظہار مظالم اور لشکر کوفہ کی استیصال کے لئے ان موقع کو نہایت مفید
سمجھا اور گھاٹ پر قبضہ کرلیا امیرالمومنینؑ کا مقدمۃ الجیش مالک ابن اشتر نخعی کی ماتحتی مین دوسرے دن پہونچا اور معاویہ
کی ان عیارانہ چالون کو خوب سمجھگیا۔ اوّل تو امیرالمومنین اوسوقت تک پہنچے نہین تھے۔ اونکا اذن وانتظار ضروری تھا
دوم یہ کہ اپنی اکثر ماتحتی فوج کی قلت اور لشکر شام کی مجموعی کثرت وقوت کے سبب کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ کو مناسب نہ
سمجھا اور بالکل خموش رہا۔ سب سے زیادہ باعث مالک کی خاموشی کا اونکے ہمراہیون کی بزدلی اور لشکر مخالف کی کثرت کا خوف تھا
جسطرح انکو آگے بڑھنے کی اجازت نہین دیتا تھا اسیطرح پیچھے ہٹنے پر مجبور کرتا تھا۔ مالک نے مصلحت وقت کو خیال کر اونکے خلاف مزاج
کرنا نہین چاہا اور اونکی مرضی کے موافق لشکر شام سے دور ہٹکر اپنے خیمے نصب کردیئے۔

دوسرے دن امیرالمومنینؑ بھی اپنے ہمراہی لشکر کے ساتھ پہونچگئے۔ آپنے موقع کو خوب غور سے دیکھا اور سمجھا اور فوراً افسران
مقدمۃ الجیش کو بلاکر دریافت کیا کہ اتنی دور ہٹکر اوترنے کی وجہ پوچھی تو مالک ابن اشتر خموش رہے۔ افسران دیگر نے جوابدیا کہ ہمکو
خارجا معلوم ہوا ہے کہ اگر ہم قریب دریا اوترے تو معاویہ دریا کے اوس بند کو جو قریب ہی بندھا ہوا ہے کاٹ دیگا اور ہم غرقاب ہوجاینگے
امیرالمومنینؑ نے ارشاد فرمایا کہ یہ تمہارا خیال ہے۔ میرا یقین یہ ہے کہ معویہ کے ایسے حاسد اور کینہ پرور دشمن سے تمکو اب دریا سے پانی لینے
کی قطعی امید نہین رکھنی چاہیئے۔ معویہ کی مکاریون کی یہ بھی ایک چال ہے کہ اس نے بعضون کو اس افواہ کیلئے خاص طور پر مقرر کیا ہے
جنہون نے اس خبر کو مشہور کرکے تمہارے دلون مین خوف پیدا کردیا۔ میری راے یہ ہے کہ تم اسیوقت دریا کا فیصلہ کرلو۔ افسران فوج
بولے حضور معاویہ مین اتنی طاقت کہان کہ ہمکو پانی لینے سے روکے اور نہ ہمکو اوس سے ایسی امید رکھنی چاہیئے۔
لشکر کوفہ اور اہل کوفہ کی کج فطرتی اور تمرد طبعی کا یہ پہلا زینہ اور پہلا نمونہ ہے جو میدان جنگ مین قدم رکھتے ہی پیش
آگیا بہرحال۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے بھی صعوبت سفر کا خیال کرکے اس بحث کو زیادہ طول نہ دیا۔ جہان ٹھہرے تھے وہین ٹھہرے رہے

معویہ نے پانی بند کردیا
امیرالمومنین نے جو کہا وہی ہوا

دوسرے ہی دن لشکر کوفہ کو اپنی غلط فہمیون کا مشاہدہ ہوگیا تفصیل یہ ہے۔
اہل عراق پانی لینے دریا پر گئے۔ معاویہ کے محافظ جو ابوالاعور کی ماتحتی مین اسی غرض خاص سے بیٹھاے
گئے تھے۔ مزاحم ہوئے۔ امیرالمومنینؑ کو خبر ہوئی۔ ارشاد ہوا جس امر کو ہم پہلے ہی کہتے تھے اوسی کا تم سے اظہار کرتے ہین تم لوگ مجھکو کیون
جھٹلاتے ہو اور مجھسے کیون خلاف کرتے ہو۔

معویہ کے پاس امیرالمومنین کا قاصد

امیرالمومنین کی فطرت صالحہ ہر امر کو بمصالحت و بمسالمت طے کرنا چاہتی تھی چنانچہ اس خیرخواہانہ اور حیوانانہ معویہ کے اس قضیہ کو بھی آپ نے اپنی حسن تدبیر سے صاف کر دینا تجویز فرمایا۔ صعصعہ ابن صوحان عبدی کو بلایا اور معویہ کے پاس اونکو بھیجکر یہہ کہلا بھیجا کہ اس جنگ کی مراد۔ امر دین اور مقدمہ امارت کا طے ہونا اور حق و باطل کا امتیاز ہو جانا ہے عامۃ المسلمین پر پانی بند کر دینا اور اونکو غیر فطرتی طور پر تکلیف پہونچانا زیادتی ہے۔ اگر ہمکو تمہاری اس ظلم و تعدی کا خیال ہوتا تو ممکن تھا کہ ہم پہلے سے آکر دریا پر قبضہ کر لیتے اور تمکو کبھی پانی نہ لینے دیتے۔ اب صلاح وقت یہی ہے کہ دریا سے اپنی محافظ اوٹھا لے کہ خلقت خدا سیراب ہو۔ ورنہ۔ اگر دریا لینے ہی پر تمہارے بیتر سے فیصلہ ہونیوالا ہے تو ہم اسپر بھی راضی ہیں۔ جو گھاٹ لے لے اوسی کی فتح ہے۔ طبری جلد چہارم ص ۵۷۲

صعصعہ قاصد بنکر پیام تو لیگئے مگر دربار شام میں کچھ شنوائی نہیں ہوئی۔ واپس آیے۔ اب تو غیرتداران عراق بھی دریائے غیرت میں نہا گئے اور ہر فرد واحد ندامت و خجالت میں ڈوب گیا۔ مالک ابن اشتر۔ شریح ابن ہانی اور زیاد ابن نضر وغیرہم ست سو نیزہ اور پر ہمت جوان لشکر سے یہہ ارادہ کر کے نکلے کہ جس سبیل سے ممکن ہوگا۔ پانی لا ئینگے اور معویہ کے پہرہ داروں کو گھاٹ سے ہٹا ئینگے

امیرالمومنین کے لشکر نے دریا کا گھاٹ چھین لیا

ہمت کامیابی کی دلیل ہے۔ یہہ قوی ہمت جوان ایک دستہ فوج لیکر دریا کے گھاٹ پر پہونچگئے۔ محافظان فرات ان سے مزاحم ہوے۔ پہلا شخص جو شامیوں کیطرف سے مقابل ہوا وہ صالح ابن فیروز عکی تھا مالک نے اوس سے مقابلہ کیا اور مار لیا۔ اسکے بعد ابوالاعور سو کلان آب فرات کا افسر تھا نکل آیا اور مالک ابن اشتر کو اپنے مقابلے کے لئے بلایا۔ وہ آیا اور دیر تک البتہ مقابلہ رہا آخر کار مالک نے اوسے مجروح کر دیا اور وہ بھاگ نکلا۔ اس کی بھاگتے ہی ساری فوج شام دریا کا گھاٹ چھوڑ کر بھاگ گئی۔ مالک نے مخالف کو پوری ہزیمت دیکر گھاٹ پر قبضہ کر لیا۔ لشکر امیرالمومنین دو دون کا پیاسا تھا گھاٹ پر قبضہ کرتے ہی سب نے سیر ہو کر پانی پی لیا۔ مالک ابن اشتر گھاٹ کا پورا انتظام کر کے واپس آیے۔

معویہ کے دربار میں تشویش وفد شام کا آنا امیرالمومنین کا بنظیر حسن اخلاق دکھلانا

ابوالاعور ناکامیاب ہوکر معویہ کے پاس پناہ گزین ہوا معویہ نے اوسکی داستان سُنی اور کہا اب ہمیں اپنی فوج کیسی دوسری جگہ لیجانی ہوگی۔ عمرو عاص موجود تھا۔ بول اوٹھا جو جیسا ہوتا ہے ویسا ہی سمجھتا ہے۔ خدا کی قسم تو شوق سے پانی او جسکا جی چاہے پیلا۔ علیؑ کا ایسا ظرف نہیں ہے جیسا کہ تیرا ہے۔ علیؑ سے ایسے مظالم نہیں ہونیوالے جیسے تجربہ سے ہو چکے۔ وہ کبھی کسی متنفس کو اپنے فیض سے عمداً محروم نہ رکھینگے۔ معاویہ نے بڑی بے غیرتی سے عمرو عاص کے اس بیان پر غور کیا۔ کوئی چارہ کار نہ دیکھکر۔ پھر اپنی طرف کے بارہ آدمیوں کا وفد بنا کر امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں روانہ کیا۔ یہہ لوگ معویہ کیطرف سے پانی پینے کی استدعا لیکر ساقی کوثر کے پاس حاضر ہوے۔ جو شبث ربعی تھا۔ جو انلوگون میں سب سے زیادہ فصیح اور مقرر مشہور تھا امیرالمومنین کی خدمت میں ان الفاظ کے ساتھ عرض کرنے لگا۔

امیرالمومنین ملکت اذا اسلیح وخذ علینا بالماء واعف عنا سلف من معویہ۔	اے امیرالمومنین۔ اب آپ مالک ہیں۔ ہمکو پانی دیجئے اور جو کچھ معویہ سے ہوا اوسے معاف فرمائیے۔

ساقی کوثر نے کمال مہربانی اور بڑی کشادہ پیشانی سے ارشاد فرمایا کہ۔ ہان۔ ہان شوق سے پانی پیو۔ اور لیجاو۔ کوئی ممانعت نہیں اور یقین کر لو۔ چشمہ۔ دریا۔ نہر۔ کسیکی بھی ملکیت نہیں۔ بلکہ خدا کی خاص رحمتیں ہیں۔ ان سے دوست دشمن سب کو برابر سیراب اور فیضیاب ہونا چاہئے۔ میں ہرگز ہرگز تمہارے ساتھ وہ نہ کرونگا جو ابھی ابھی تم میرے ساتھ کر چکے ہو۔

امیر المومنین علیہ السلام کے بعض مغلوب الغیظ اصحاب نے - جنکو معاویہ کی اس سفاکانہ حرکتوں پر سخت طیش آیا تھا اور دو دن کی پیاس کی تکلیفیں یاد تھیں - آپ کو اسکے (حکم کے) خلاف رائے دی - مگر آپنے اونسے اتفاق نفرمایا اور وفد شام کو سامنے اپنے اصحاب کو جواب میں ارشاد فرمایا

لا ادخلوا بینی وبینہم ولا افعل مافعلہ الجہلون	تم لوگ میرے اور اونکے درمیان دخل نہ دو - میں ہرگز وہ نکرونگا جو یہ
وسنعرض علیہم کتاب اللہ وندعوہم الی الھدی	جاہل ابھی ابھی کر چکے ہیں - بلکہ میں انکو حکم خدا بتلاونگا اور ہدایت
فان اجابوا والا ففی حد السیف ما یغنی ھذا	کی طرف بلاونگا - اگر اونھون نے قبول کرلیا تو بہتر - ورنہ ہم تلوار سے
ان شاء اللہ	وہ کام نکال سکتے ہیں - جس سے ہم سیر ہو سکیں - ان شاء اللہ

اہل فوج کو یہ جواب دیکر امیر المومنین علیہ السلام نے اوسیوقت منادی کو بلوایا اور منادی کرادی کہ کوئی کسیکو پانی پینے یا پانی لیجانے سے منع نکرے - جسکا جی چاہے بلا تامل دریا سے پانی لے - شام کا آیا ہوا وفد امیر المومنین کی دریادلی سے نہایت محظوظ و ممنون ہوکر اور اپنی فرودگاہ کو واپس گیا - معاویہ کی مسرت کی انتہا نہ تھی مگر غیرت و حیا کا نام نہ تھا - روضۃ الصفا ج ۲ ص ۱۳۳ - تاریخ طبری جلد چہارم - سوانحعمری علی علیہ السلام ص ۱۰۱ باسناد تاریخ مسعودی و مروج الذہب برحاشیہ تاریخ کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر

ان واقعات کی تفصیل ہمارے موجودہ موضوع تالیف سے اگرچہ بظاہر زاید معلوم ہوتی ہے مگر السیا نہیں ہے - ہم اس واقعہ سے اپنے اصل مدعا کی پوری توثیق پاتے ہیں - اسلئے کہ باب المفاخرت میں مورخین و مقررین بنی امیہ کیطرف سے بنی ہاشم کے مقابل معاصرین زیادہ تر اپنی انھیں دو محاسن سے بحث کی گئی ہے اور انھیں انھیں اظہار استحسان پر زور دیا گیا ہے یعنی (۱) بنی ہاشم کیساتھ بنی امیہ کے برابر احسان و رعایات (۲) بنی ہاشم و بنی عبد المطلب پر بنی امیہ کا غلبہ اور قابو پاکر عفو و درگذر - ہم نے انھوں معاملات کی شرح اور مفصل تمثیلات و واقعات و شہادات - تاریخ و سیرت کی کتابی عبارتوں سے - ہاشم و امیہ کے وقت سے لیکر سلسلہ وار آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ تک لکھکر دکھلادیا ہے - اور بتلادیا ہے کہ کبھی امیہ نے ہاشم کے ساتھ - حرب نے عبد المطلب کے ساتھ - اور ابوسفیان نے آنحضرت صلعم کے ساتھ احسان و رعایت نہیں کی بلکہ حد درجہ کی بیرحمی اور شقاوت سے انکیساتھ ہمیشہ سلوک کئے - انکے دعوے آب باطل کے خلاف - بنی ہاشم و بنی عبد المطلب نے البتہ وقت پڑنے پر انھیں کے ساتھ احسان کئے - بنی امیہ نے کبھی انلوگوں پر غلبہ پاکر معاف نہیں کیا - بلکہ تاریخوں سیرتوں اور حدیثوں کی کثیر التعداد کتابوں سے متفقہ طور پر بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب ہی کی عفو و درگذر انلوگوں کے حق میں ثابت ہوتی ہے

جو کچھ ہم اس بحث کو آنحضرت صلعم کے عہد رسالت تک مسلسل طریقہ سے دکھلا چکے تھے اس بنا پر حضرت علی کے زمانہ امامت میں بھی آپ کے معاصر بنی امیہ کے معاملات میں اسکی حقیقت کو دکھلا دینا میرے لئے ضروری تھا - ان واقعات نے صاف طور سے بتلادیا کہ کس نے احسان کیا - اور کس نے بیرحمی اور شقاوت دکھلائی - کس نے غلبہ اور قابو پاکر ظلم و زیادتی کی اور کس نے معاف و درگذر فرمائی

انھیں امور کے ساتھ ان واقعات نے بنی ہاشم کی فطرت صالحہ اور بنی امیہ کی فطرت بہیمیہ کی تفریق اور شجرہ طیبہ اور شجرہ ملعونہ فی القرآن کے امتیاز و اختصاص کا بھی کامل طور سے انکشاف حقیقت کردیا - فہو المراد والحمد للہ

جنگ صفین کے خلاصہ حالات

موضوع تالیف کے ساتھ تسلسل و ترتیب مضامین بھی مولف کا فرض اولین ہے۔ اس بنا پر ترتیب مضامین کی ضرورتوں کے لحاظ سے ہمکو اس جنگ کے حالات اوسی مقدار سے منتخب اور خلاصہ کرکے قلمبند کرنی ضروری ہین جن سے ہمارے موجودہ موضوع تالیفی کو تعلق ہی اور جو اوسکے اندر آسکتے ہین۔

چونکہ عنوان کتاب ہی مین مؤیدین و متبعین بنی امیہ نے بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب پر اپنا غلبہ اور اپنی فتح و کامیابی کی جھوٹی لفاظی کی ہے اسلئے ہم ابتدا سے لیکر عہد رسالت تک اپنے سلسلہ بیان مین اسکی تنقید و تردید کرتے آئے ہین اور دکھاتے آئے ہین کہ یہہ بالکل غلط دعوے ہین۔ اور سراسر جھوٹے بیان۔ جنکو حقیقت و اصلیت سے کوئی واسطہ نہین۔ اس بنا پر وہی سلسلہ کلام اور عنوان بیان یہان بھی قائم رکھنا ضروری ہے۔ چنانچہ جنگ صفین کے وہی چیدہ حالات و واقعات ذیل مین لکھے جاتے ہین جو ہمارے مذکورۂ بالا موضوع تالیف کے اندر آتے ہین۔

مشہور تو یون ہی کہ معارک صفین مین شروع سے لیکر اخر تک۔ چھوٹی بڑی لڑائیان سب ملاکر مجموعی چالیس ۴۰ اور بقول بعضے ستر لڑائیان لڑی گئین۔ لیکن تاریخ عرب کی تفصیل ہے۔ جنمین اعثم کوفی نے اس جنگ کے روزانہ حالات لکھے ہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ شروع جنگ سے لیکر اخر روز لیلۃ الہریر تک بیس معرکے واقع ہوے۔ اس تعداد مین وہ لڑائیان شامل نہین ہین جو بیرونجات مین لشکرہائے عراق و شام کے درمیان واقع ہوئین۔ الجزائر سے لیکر حمص اور حوالی دمشق تک ان لڑائیون کا لگاتار سلسلہ پایا جاتا ہے۔ اگر انکو بھی صفین کے معرکون مین شمار کیا جاوے تو البتہ تعداد بڑھ جائیگی اور قریب قریب بالاقول مشہور کی تعداد ۷۰ کی تعداد کے قریب پہونچ جائیگی۔ صفین کی تفصیل بیان مین ہم نے پہلے بھی تاریخ اعثم کوفی کو پیش نظر رکھا تھا اور اسوقت بھی وہی کتاب ہمارے سامنے ہی۔ اور ہم اوسی سے زیادہ تر اپنا انتخاب و خلاصہ طیار کرتے ہین۔

پہلی لڑائی سے لیکر **دوسری** لڑائی تک کے حالات ہمارے لئے کسی خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر نہین ہے۔ لیکن اعثم کوفی کی اسناد سے یہہ لکھدینا ضروری ہے کہ ان دونو دنون مین میدان جنگ لشکر عراق کے ہاتھ رہا۔

تیسری جنگ مین عمر عاص کے مقابلہ کا ذکر ہمارے لئے قابل بیان ہے اسلئے کہ ہمارے موجودہ موضوع تالیف کے باب المفاخرت مین بنی امیہ کے ایڈوکیٹ نمبر اول یہی ہین مجلس مفاخرت کا کوئی جلسہ انکے بغیر نہین ہوا جسکے صدر یا کم سے کم نائب الصدر یہہ نہ رہے ہون اور معرکہ صفین کے صدر کبیر یہہ تو اصل مصدر ہین اور ممالک شام کے مدارالمہام۔ لہٰذا انکے مقابلہ کا دن سے اور لطیف ترین تو یہہ ہے کہ انکے مقابلہ کے حالات سے اہل بیت دوستوائی نصیب دشمنان ہوکر۔ کے لائق ادب رہتے ہین۔ یا یون سمجھیے کہ۔ کھونٹے کی بلا بندر کے سر۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

امیرالمومنینؑ اور معویہ سے مبارز طلبی

تیسرے دن صبح سے پھر مقابلہ شروع ہوا۔ جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے بنفس نفیس اپنا مرکب بڑھایا اور میدان جنگ مین پہونچکر معاویہ کو اپنے مقابلہ کے لئے بلایا۔ اور ارشاد فرمایا۔ اے پسر ہندہ۔ اب تو خلافت تجاپر زیادہ دست ظلم و تعدی نہ دراز کر۔ اور اوسکے خون نہ بہا۔ اسوقت میری طرح تو بھی میدان مین نکل آ اور ہم تم دونون باہم مقابل ہوکر اپنی تلوار دان کے فیصلہ پر راضی ہوجائین۔ جو جسکو مارلے اوسی کی فتح ہے۔ اگر تو نے مجھکو مار لیا تو دنیا تیری ہوجائیگی اور اگر مین نے تجھکو مار لیا تو تمام مسلمانون کو موجودہ رنج و مصیبت سے نجات ملجائیگی۔

معاویہ امیرالمومنینؑ کی اس تقریر کو سنتا رہا۔ کچھ جواب ندیا۔ وہ ایسا کیا تھا جو ان باتون کا کوئی

کا کوئی جواب دیتا۔ عبیداللہ ابن عمر ابن الخطاب ذرہ دیکھا اوسکے سکوت کو توڑ دیا کہ اگرچہ ابوسفیان کو سیادت قریشیون کی سرداری اور سپہ سالاری کا دعوٰے کرتا ہے کہ مجھے اپنی شجاعت و فنون جنگ مین بہت بڑا تجربہ حاصل ہے۔ تو ابھی ابھی لڑائی پر مستعد ہو جا کہ ہم بھی تیری لڑائی اور نبرد آزمائی دیکھ لین۔ یہ بھی اپنے مقام پر تڑانے رہے۔ معویہ نے ایک نہ سُنی

امیرالمومنین علیہ السلام نے دیر تک انتظار کیا۔ اوسکے سکوت سے مایوس ہوکر مخالف کے میمنہ و میسرہ پر حملہ کر کے تمام صفون کو درہم و برہم کر دیا۔

معاویہ اور عمرعاص۔ یہ حالت دیکھکر عمرعاص سے نہ رہا گیا معویہ کو ڈانٹ کر کہنے لگے آج مجھے تیری خاندانی بزدلی اور پست ہمتی کا یقین کامل ہوگیا۔ اور تیری اس حرکت کو دیکھکر مجھے خود شرم آنے لگی۔ علی ابن ابیطالب آئی دیر تک تجھے بلاتے رہے تو نے اونکا مقابلہ کیا جواب تک ندیا۔ عمرعاص کے یہ غیرت دلانے الفاظ بھی معویہ پر کوئی اثر نہ پیدا کر سکے۔ اور اوس نے انکی باتون کا بھی کوئی جواب نہین دیا۔ سن ہی لو اپنی خموشی سے ہزار ؎ اور انکی بدزبانی ایک ہے۔

عمرعاص اور امیرالمومنین سے مقابلہ　معویہ کے اس سکوت نے عمرعاص کی مردانگی مین ایک ہیجان پیدا کر دیا اور آخرکار وہ جھنجھلا کر صف سے نکل پڑا اور اہل عراق کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

یا قادۃ الکوفۃ واھل الفتن	اضربکم ولا اری ابوالحسنؑ
اے اہل کوفہ اے سرداران صاحبان فتنہ و فسا	مین تم سے لڑنیکو آیا ہون مگر علیؑ کو نہین دیکھتا

امیرالمومنینؑ کہین دور نہین تھے۔ پاس ہی کھڑے تھے۔ عمرعاص کی رجزخوانی سنکر اوسکے سر پر پہونچ ہی گئے۔ اور جواباً ارشاد فرمایا

ابوالحسینؑ واعلمنا ابوالحسنؑ	جاءلک بقتادۃ العنان
آگاہ ہو جا کہ پدر حسنین علیہما السلام	گھوڑے کی باگ موڑکر تیرے پاس آپہونچا

یہ خبر سنتے ہی عمرعاص کے تمام حوصلے پست ہوگئے۔ سارے ولولے جاتے رہے۔ اب نہ وہ جنگ کی پرجوشی باقی رہی اور نہ مقابلہ کی مستعدی۔ امیرالمومنینؑ کی پرجلال صورت دیکھتے ہی گھوڑے کی باگ لی اور میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ کرار غیر فرار نے اس فراری کا تعاقب کیا۔ اور قریب پہونچکر نیزے کا وار کیا۔ نیزے کی انی اوسکے دامن مین لگی اور وہ اپنے کپڑون مین اولجھ کر کپڑے کی گٹھری کیطرح زین سے زمین پر گر پڑے۔ انکے گرتے ہی امیرالمومنینؑ انکے سر پر تھے۔ عمرعاص کو دیکھا بجواس (برہنہ) پڑا ہے اس حال خراب سے دیکھکر امیرالمومنینؑ نے روئے مبارک انکیطرف سے پھیر لیا اور فرمایا۔ جا۔ آج تیری شرمگاہ نے تجھکو بچا لیا۔ یہ فرماکر اپنے لشکر مین چلے آئے۔ سوانح عمری حضرت علی علیہ السلام ص ۲۴۴ اعثم کوفی۔

عمرعاص کی اس حرکت پر فوج شام میں قہقہہ　عمرعاص کو اسوقت یہ ذلت بھی غنیمت معلوم ہوئی۔ زمین سے گرد جھاڑتے اوٹھے اور معویہ کے پاس پہونچے۔ شرم چیزیست کہ پیش مردان بیاید۔ جانبین نے عمرعاص کی اس گرہ بازی کی خوب سیر کی۔ اہل عراق تو اہل عراق شام والون نے خود انکو انکی اس حرکت پر آتنا یا کہ انکی جان پر آبنی۔ سب سے پہلے معویہ نے ہنسکر کہا کہ آج تک کسی حریف نے اپنے مقابل سے بچنے کی ایسی تدبیر نہین سوچی تھی۔ جیسی تم نے۔ تیری بزدلانہ حیا کی تعریف کرون۔ یا علیؑ ابن

؎ عمرعاص کا اس کلام عبرت خیز اور غیرت انگیز کو دیکھکر جیسے معویہ سے اسوقت کر گئے سب کو عبرت کی ہوتی ہے۔ عمرعاص نے اسوقت جو کچھہ کہا بالکل صحیح اور فی الواقع کہا مگر افسوس اسکا ہے کہ مفاخرت کے ڈھکلون مین اب ان واقعات کو وقت پر بھول جاتے ہین ؎　مولف عفی عنہ

ابیطالبؑ کی دلیرانہ اور شریفانہ ہمت وغیرت کی۔ جنہوں نے باوجود اسکے بیحیا دارو پیکار کو برہنہ پاکر تیر ترقتل سے ہاتھ روک لیا عمرو عاص معویہ کی یہ تقریر سنکر غیرت ہی جھلایا۔ اور کہنے لگا اے معویہ زیادہ باتیں نہ بنا۔ اگر تو ایسے موقع پر ہوتا تو تجھ سے اتنی بھی نہ بنتی اور ضرور مارا جاتا۔ اور علی ابن ابی طالبؑ تجھ تو اس بیحیائی اختیار کرنے پر بھی نہ چھوڑتے۔ الغرض معویہ کے دربار مفاخرت کے ایڈوکیٹ جنرل کی پاداری وحیاداری کے یہہ حالات تھے۔ اسی سے یہہ اندازہ ہوسکتا ہے کہ باب المفاخرت میں اکی رجز خوانیاں حقیقت سے بالکل خالی تھیں اور صرف زبانی کہانیاں تھیں۔

چوتھی لڑائی کے حالات شروع کرنے سے پہلے ہمکو یہہ بتلا دینا ضروری ہے کہ تیسری لڑائی کا دن بھی امیر المومنینؑ کے ہاتھ رہا۔ اس لڑائی میں کوئی امر قابل ذکر نہیں۔ صرف یہہ کہ صبح سے شام تک لڑائی کی سخت شدت دیکھکر معویہ کے حواس باختہ ہوگئے اور عمرو عاص کے ذریعہ سے حضرت عمار یاسرؓ کے پاس اپنے مسالمات ومطالبات کی دادرسی چاہی۔

عمرو عاص اور حضرت عمار یاسرؓ کی گفتگو

عمرو عاص نے ابوالنوح کو حضرت عمار یاسرؓ کے پاس بھیجا اور استدعا کی کہ اگر فرصت ہو اور کوئی امر مانع نہو تو میرے پاس چلے آؤ اور ہم تم ملکر مصالحت فیمابین کے متعلق کچھ طے کریں اور باہمی اتحاد واتفاق کی کوئی صورت نکالیں۔ ابوالنوح عمار یاسرؓ کے پاس آئے اور عمرو عاص کا پیام سنایا۔ عمار یاسرؓ نے جواب دیا۔ میں ضرور آؤں گا اور میرے لئے کوئی شے مانع نہیں ہے۔ اور کوئی وجہ تامل نہیں ہے۔ میں تو اس تجویز کے لئے عمرو عاص کا سخت احسانمند ہونگا۔ عمار یاسرؓ نے اسیوقت اپنے چند رفقا کو ہمراہ لیا اور عمرو عاص کے پاس پہونچکر۔

عمار یاسرؓ کے ایسا خالص الایمان اور کامل الاسلام جلیل القدر صحابی۔ جو سالہا سال سے عمرو عاص کی عیاریوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ عمرو عاص کو دیکھکر دل ہی دل میں کہنے لگا اے صبا این ہمہ آوردۂ تست۔ پہلے عمار نے عمرو عاص کو دوست کچھ پند ونصیحت فرمائی۔ پھر اصل مدعا پر پہونچکر اوسکو اور اوسکے ہمراہیوں کو مخاطب کرکے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ تم لوگوں نے قتل عثمان کے تمام مفصل حالات سُنے ہوں گے اور یہہ بھی تمکو معلوم ہوا ہوگا کہ بعض لوگ تھے انمیں سے (عثمان سے) ہم ورشتہ ترک کر دی تھی۔ اور بہت سے ایسے تھے جو اہل بلوا کو ان پر معتمد کرتے تھے۔ اس سبب خاص سے کوئی عام شخص عام اس سے کہ وہ کیسا ہی صحابی میں سے یا عامی میں دار الخلافت اسلامی میں انکا معین ومددگار نہ نکلا۔ ایام محاصرہ میں انکی یہہ حالت تھی کہ لوگ اپنے گھروں سے مسجد تک بھی نہ آنے دیتے تھے۔ طلحہ وزبیر کے جو حالات تھے وہ بھی تمنے سنے ہوں گے۔ اور دونوں نے جسطرح عہد وپیمان توڑے اس سے بھی تمکو اطلاع ہے۔ مادر مسلمین حضرت عائشہ نے۔ جب عثمان نے انکا وظیفہ بند کر دیا جو کچھ اونکے حق میں ارشاد فرمایا وہ بھی تم نے سنا۔ پھر انھیں عائشہ نے بلوائیوں کو جو اونکے قتل کی تحریک کی اور ترغیب دلائی وہ بھی تمکو معلوم ہے پھر ناحق مادر مومنان نے اونھیں کا قصاص طلب کیا باوجودیکہ عائشہ کو خدا سبحانہ تعالی کیطرف سے خون عثمان کے لئے کوئی حق حاصل نہیں تھا۔ اب اونکے بعد معاویہ ابن ابو سفیان اُنکے قصاص کے لئے اوٹھا ہے اور امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ خلیفہ عصر سے قصاص عثمان طلب کر رہا ہے اور قاتلان عثمان کو دشمن مانگ رہا ہے۔ حالانکہ یہہ امر اچھی طرح معلوم ہے کہ قتل عثمان میں امیر المومنین علیہ السلام کی کوئی شرکت نہیں تھی نہ آپ نے اونکے قتل کا حکم دیا اور نہ اونکے قتل پر آپنے رضامندی ظاہر کی۔ اس معاملہ میں مجھسے زیادہ تمکو سوچنا چاہیئے۔ ان معاملات میں تمکو حکم بن جانا چاہیئے۔ اور غور وتامل کرنا چاہیئے اور سمجھنا چاہیئے کہ معویہ امر قصاص میں اپنے آپ کو کس حق سے حقدار سمجھتا ہے کیونکہ نہ تو عثمان کا وارث ہے اور نہ اونکا

وصی ہے اور نہ ولی عہد۔

عمر عاص یہہ سنکر کہنے لگا کہ اے ابوالیقظان۔ (حضرت عمار یاسرؓ کی کنیت ہی) جو کچھہ تم کہتے ہو سچ ہے۔ واقعات عہد سکنی طلحہ و زبیر اور اونکا قتل عثمان پر اہل بلوہ کو رغبت دلانا جسمین ام المومنین عائشہ بہی مزید شریک ہتین بیشک صحیح ہے اور اون امورمین سے بعض کو تم نے خود انکھون سے دیکھا ہوگا اور بعض کو معتبر لوگون کے زبانی سنا بھی ہوگا۔ اب رہا یہہ امر کہ معاویہ خون عثمان طلب کرتا ہی۔ تو اس امر مین وہ حق پر ہے۔ اسلئے کہ معویہ بھی بنی امیہ کے سلسلہ مین داخل ہے۔ اور معویہ بھی اونکا رشتہ دار ہے اور عثمان کی جو شفقت معویہ کے حال پر تھی وہی آج اوسکو اونکے طلب قصاص پر توجہ دلا رہی ہے اور یہہ باتین ظاہر ہین جسکے بیان کی ضرورت نہین۔ ہملوگ یہان کسی کے حسب و نسب بیان کرنیکے لئے نہین بیٹھی ہین بلکہ ہماری غرض یہہ ہی کہ اس لڑائی کی کیفیت پر جس پر زمانہ گذرتا جاتا ہے گفتگو کرین اور اسکی نیک و بد کی نسبت مشورت کرین اسلیے کہ شکر علی ابن ابی طالبؑ مین تم ہی سب سے بڑہکر ممتاز ہو اور تمہارا ہی عزت سب سی بڑھی ہوئی ہی۔ شاید کہ تمہاری ہی وجہہ سی یہہ رنج و تشویش رفع ہوجائے۔ اور دوسرون کی جان بچ جائے۔ اے ابوالیقظان۔ تمکو خیال کرنا چاہئیے۔ کیا ہم تم ایک خدا کی پرستش نہین کرتے ہ؟ کیا ہم تم ایک قبلہ کیطرف نماز نہین پڑہتے؟ جو تم نماز پڑہتے ہو وہی ہم بھی۔ ہم بھی قران پڑہتے ہین اور اوسکے اوامر و مناہی کی تعمیل کرتے ہین۔ ہمارے تمہارے اتفاق کی تو یہہ صورت ہی مگر تاہم۔ ہم مین تم مین یہہ مخالفتین آپڑی ہین۔ ہم مومنین و مسلمین کو باہمی اختلاف کیون کرنا چاہئیے اور باوجودیکہ ہم سب ایک ہی ترکیب سی نماز پڑہتے ہین پہر ہمکو تمکو کیون لڑنا چاہئیے۔ اور آپسمین کیون کشت و خون کرنا چاہئیے۔

حضرت عمار یاسرؓ نے جوابدیا کہ اے عمر عاص کبتک باتین بناتا رہے گا اور کہان تک یہہ منافقانہ حیرت خیز گفتگو کرتا رہیگا۔ تو نہ مثل گل نرگس کے شوخ رنگ ہی اور نہ گل لالہ کیطرح سرخ پوشاک ہی۔ پہر تجہکو گل سوسن کیطرح دو زبان بنجانا لازم نہین ہی۔ تو نے جو یہہ کہا ہے کہ ہم اور تم ایک خدا کی پرستش کرتے ہین اور ایک قبلہ کیطرف نماز پڑہتے ہین۔ الحمدللہ یہہ کلمات تیری زبان پر جاری تو ہوئے۔ مگر تجہکو اور تیرے ہمراہیون کو مجہسے اور میرے رفیقون سے کیا کام۔ خداپرستی۔ نماز گذاری۔ قران خوانی۔ ایمانداری۔ دینداری اور راستبازی ہمارا شیوہ ہی۔ نہ تمہارا۔ ان سے تمکو فایدہ پہونچیگا نہ تجہکو اور نہ تیرے رفیقون کو۔ ہم خدا و رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دوست ہین۔ ہملوگ سازش۔ ریاکاری سے دور ہین۔ تو جاہ و مال پر ایسا حریص ہوتا ہی کہ ہدایت و ضلالت کو نہین پہچانتا۔ سعادت و شقاوت مین تمیز نہین کرسکتا۔ تمکو اس نیلے اسمان کے نیچے کانٹون کے ڈہیر پر گلاب کی پہولون کا دہوکا ہوا ہے۔ مجہکو جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد یاد ہے اور وہ یہہ ہے کہ اے عمار تم ایک جماعت سی لڑوگے جو خدا کے اوپر اپنے عہد و میثاق کے توڑ ڈالنے کو جائز سمجہین گے۔ چنانچہ مین نے تم سے جنگ کی اور مجہسے جہان تک ہوسکا مین نے ارشاد نبوی کے مطابق انجام دیا اور مجہہ سی انحضرت صلعم نے یہہ بھی ارشاد فرمایا تہا کہ تم ظالمون اور ستمگارون سی شمشیر زنی کروگے اور فاسقون اور بیدادگرون کو قتل کروگے۔ ظاہر ہے کہ تملوگ اسی گروہ مین ہو اور تمہاری یہی صفت ہی جو بیان ہوئی ہے۔ پہر مجہہ سی انحضرت صلعم نے یہہ بھی فرمادیا تہا کہ تم مارقین سی بہی لڑوگے جو دین خدا سے اسطرح نکل جاینگے جیسے کمان سی تیر نکل جاتا ہی۔ مگر مین نہین جانتا کہ مین اس گروہ کو بھی اپنے زمانہ حیات مین پاونگا یا نہین۔ کیون عمر عاص سچ کہنا کہ تو نے انحضرت صلعم کو امیرالمومنین علی بن ابیطالبؑ کے حق مین یہہ فرماتے ہوئے نہین سنا ہے۔ کہ مین خدا

کا دوست

کا دوست اور رسول ہمارے اور علیؑ ہمارا دوست ہے۔ اب تم اپنا حال کہو۔ تم کسکے دوست ہو؟

عمر عاص نے جواب دیا ہم تو تم سے بلا نسبت باتیں کرتے ہیں۔ اور تم مجھی گالیاں دیتے ہو۔ اور تمہاری آنکھیں ہیں۔ اعثم کوفی اس اول گفتگو کے بعد عمر عاص نے حضرت عثمان کا خون عمار یاسر کے سر لگانا چاہا اور جانبین سے بات بڑھ گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اہل شام عمار کی تقریر سے متاثر ہوکر اپنی لشکر گاہ کو واپس گئے۔ عمر عاص کے ہمراہیوں میں دو شخص ایک حصین ابن مالک دوسرا حارث ابن عوف عمار یاسر کی باتیں سنکر لشکر شام سے علیحدہ ہو گئے۔ اور شہر حمص کیطرف چلے گئے۔ عمر عاص جب معاویہ کے پاس پہنچے تو اوس نے کیفیت پوچھی۔ عمر عاص کے ہمراہیوں نے بیان کیا کہ عمار یاسر کی تقریر کا یہ عالم تھا کہ زبان بھی برش اور کاٹ میں شمشیر براں تھی اور ہمارے الفاظ میں نار بے جان۔ برخلاف اسکے عمر عاص کا یہ حال با وجود موثر تقریر کے اونکے سامنے ایسا ہو رہا تھا جیسا گونگا۔ وہ تو بالکل بے حس و حرکت ہو رہا تھا۔ الغرض آج کے دن بھی میدان امیر المومنین کے ہاتھ رہا۔

پانچویں لڑائی اور عمار کی شان میں حدیث

پانچوین ۵ لڑائی بھی ختم ہوگئی اور آج بھی امیر المومنین منصور و فتحیاب رہے۔ اس لڑائی کے متعلق ہمکو کسی جنگی حالات کی تفصیل منظور نہیں۔ جو ہمارے بیان کی وہ حضرت عمار یاسر کی گذشتہ تقریر کی خوبی تاثیر ہے اور نتیجہ اخیر۔ اور وہ یہ ہے۔

اوپر بیان ہو چکا ہے کہ عمار یاسر رضی اللہ عنہ کی تقریر سے پر اثر ہو کر حصین ابن مالک اور حارث ابن عوف ایسے وقت۔ معاویہ کی تحریک رفاقت ترک کر کے شہر حمص کیطرف چلے گئے۔ انکی علحدگی کا اثر دوسرے افسران فوج پر بھی پڑا۔ احمد ابن اعثم کوفی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ عمر عاص کی واپسی پر اہل شام کے ایک معزز گروہ نے اوس سے دریافت کیا کہ ہم نے معتبر لوگوں سے عمار کی نسبت جناب رسولخدا صلعم کی ایک حدیث سنی ہے اور وہ یہ ہے کہ عمار کو حق چاروں طرف سے گھیرے ہے۔ عمر عاص نے اسکی تصدیق تو کی مگر فوراً اسکی تاویل بھی کر دی۔ یہ کہکر کہ ہم عمار سے کب جدا ہیں۔ تم نے ابھی نہیں دیکھا کہ ہم اور وہ کس کشادہ پیشانی سے باتیں کر رہے تھے اونکا شمار ہم میں ہے اور ہمارا شمار اون میں۔ رئیسان شام میں سے ذوالکلاع حمیری بول اوٹھا۔ اے عمر عاص تو کیوں انکو اپنے قریب ہی لاتا ہے۔ جو کچھ تیرے اور عمار یاسر کے درمیان گذرا اوسکو میں نے خود اپنے کانوں سے سنا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا اوس نے اپنی سیف زبان سے تجھکو ایسا گھائل کر دیا جیسا کولھو کا بیل زخمی ہو جاتا ہے۔ تو اسکی فصاحت و گویائی کا کوئی جواب نہ دے سکا۔ اس سے اچھا ہوتا کہ وہ نہ آتا اور تم سے نہ ہوتے۔ عبید اللہ بن مسعود۔ ذوالکلاع حمیری سے کہنے لگا مجھکو کیا پڑی تھی جو ہمارے اس جلسہ میں شریک ہوا۔ وہ بولا صرف اس حدیث رسولؐ کی تصدیق کے لئے۔

یا عمار ستقتلک الفئة الباغیة یدعوھم الی الجنة ویدعونک الی النار

اے عمار۔ تمکو ایک فرقہ باغی قتل کریگا۔ تم اونکو جنت کی طرف بلاتے ہوگے اور وہ تمکو دوزخ کیطرف بلاتے ہونگے

عبد اللہ ابن عمر التمیمی معاویہ کو جدا ہو کر امیر المومنین سے مل گیا

اسی جلسہ میں عبد اللہ بن عمر التمیمی بھی تھا وہ بھی ان دونوں کی باتوں کو سنتا تھا اور غور کرتا تھا۔ اسکی عقل ممیزہ نے عمار کی صدق کلامی کی تصدیق کرادی اور وہ اوسی رات معاویہ کے کیمپ سے نکلکر امیر المومنین علیہ السلام کے لشکر میں چلا آیا اور یہ اشعار تصنیف کرکے عمر عاص کے پاس بھجوا دیئے۔ جن کا اردو ترجمہ حسب ذیل ہے۔

سواروں کے جلوس میں زنان رقاصہ ان اشعار کو گاتیں اور سناتیں۔ جو امور عمرعاص سے واقع ہوئے وہ معروف ہیں۔ آج میں عمرعاص ہی اور اس معاویہ سے علحدہ ہو جاتا ہوں معویہ اور اسکی فوج کو چھوڑے دیتا ہوں۔ اے مجھکو چاہیے دنیا کی کیسی ہی ضرورت ہو۔ میں عمار کی نسبت حدیث سنکر قیامت تک اون کی طرفداری کا دین اوس سے منہ موڑا اور اوسکو چھوڑا۔ اور میں (منجانب اللہ) اوسکے چھوڑ دینے پر مجبور ہوں۔ ایسے ذوالکلاع تم بھی اوسکو چھوڑ دیجے جنہوں نے حق سے صریح انکار کیا تمہیں اون لوگوں کو دور ہی رکھنا چاہیے جن میں خدا کا مطلق خوف نہیں ہے۔ اسلئے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی حدیث میں شک و شبہ نہیں ہے آنحضرت صلعم کے ارشاد کا کوئی شخص امتحان لے نہیں سکتا۔

معویہ کو عبداللہ ابن عمر التیمی کے نکلجانیکی جب خبر معلوم ہوئی تو وہ عمرعاص کو بلا کر بہت برہم ہوا۔

عمرعاص اور معاویہ میں دو دو باتیں

معویہ نے عمرعاص سے کہا کہ اگر تو ایسی ہی حدیثیں اوسے بیان کریگا تو چند دنوں میں میرا لشکر ہی خالی ہوجایگا۔ ہم تجھ سے زیادہ ان حدیثوں کو جانتے ہیں۔ مگر اون مصلحت خاص کی وجہ سے جسکو تو خوب جانتا ہے۔ اونکو ہم بیان نہیں کرتا۔ تو بے موقع ایسی حدیثوں کو بیان کرتا ہے جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لشکر ایک نامی اور بہادروں سے خالی ہو جاتا ہے۔ دیکھیے۔ ابھی تیری ان حرکات سے مجھکو اور کون کون مصائب اوٹھانے ہوتے ہیں۔

عمرعاص تو پہلے ہی سے جھنجھلایا بیٹھا ہی تھا معویہ کی ان طعن آمیز باتوں کو سنکر اوسکے بدن میں اور آگ لگ گئی۔ نہایت سختی سے بولا کہ میں نے عمار یاسر کے حق میں جو باتیں آنحضرت صلعم سے سنی تھیں صرف وہی بیان کردیں۔ جسوقت آنحضرت صلعم نے یہ حدیث عمار کے حق میں ارشاد فرمائی تھی اوسوقت نہ تیرا لشکر تھا اور نہ علی ابن ابی طالب کی فوج۔ نہ مجھکو علی کے ساتھ مخالفت ہی تھی اور نہ اونکو میرے ساتھ۔ لیکن میں کیا جانتا تھا کہ میرے منہ سے ایک بات نکلے گی کہ جس سے لاکھوں آدمی صفین کے میدان میں جمع ہو جاینگے۔ اور انمیں سے ایک کا سردار تو بنیگا اور دوسرے کا علی۔ عمار یاسر تو علی کے رفیق بنینگے اور میں تیرا۔ اور جو باتیں کہ میں عمار کے حق میں بیان کرونگا اون سے تجھکو ضرر پہونچیگا۔ اور ایک پست ہمت اور بزدل ہمیشہ تیرے لشکر سے نکل کر بھاگ جائیگا اور علی سے مل جائیگا اور اس لئے تو مجھ سے رنجیدہ ہوگا۔ پس یہ اگر تمام حالات مجھکو پہلے سے معلوم ہوتے تو پھر میں غیب دانی میں کسکو کلام تھا حالانکہ خدا سبحانہ تعالیٰ اپنے رسول سے فرماتا ہے کہ لوگوں سے کہدو کہ میں غیب دان ہوتا تو بہت سی کارپائے نیک کرتا اور مجھکو کوئی صدمہ نہ پہنچتا۔ غیب دان تو صرف خدا ہی ہے۔ اور اے معاویہ۔ تم نے بھی تو چند باتیں عمار یاسر کی نسبت کہی ہیں اگر میں نے بھی ایک روایت بیان کی تو کیا ہوا۔ اور اگر ایک جنگلی آدمی تمہاری پچیس ۲۵۰۰۰ ہزار کی جمعیت سے علحدہ بھی ہو گیا تو تمہارا کیا بگڑا۔ یہ جنگ وجدال جو علی ابن ابیطالب سے شروع ہے اگر ایکسی شخص کو نکلجانے سے۔ آخر ہو جائے تو بہتر ہے کہ تمہیں اس کام سے دست بردار ہو جاؤ۔

اس طول وطویل تفصیل سے مدعائے بیان صرف اسقدر ہے کہ معاویہ کے معاملات ابتدا ہی سے۔ مکر و دغا استخفاف حقیقت اور خلاف اصلیت پر واقع تھے۔ لیکن اتنے استخفاف اور حزم واحتیاط کے بعد خود اونہیں کا اظہار واقرار ہے۔ اور اونہیں کے کردار وگفتار سے حقیقت کا انکشاف ہو ہی جاتا تھا۔ اور کیونکر نہوتا تھا حقیقت کی حقیقی تعریف یہی ہے

کہ وہ

کہ وہ کسی حال مین نہ چھپ سکتی ہے اور نہ چھپائی جا سکتی ہے۔ اسواقعہ نے علی اور عمار کے حق بجانب ہونیکا اقرار واعتراف عمرو عاص و معاویہ۔ دونو شدید ترین مخالفین سے بیکجا یکوقت کرا دیا۔ نہین معلوم امام حسن علیہ السلام کے زمانہ امامت مین ان دونون حضرات ذی مفاخرت کی جو دنگل جما ہے۔ انکی تقریرون مین ان واقعات کو کیون سہو فرما گئے۔ حقیقت مین نگاہون مین معاویہ اور عمرو عاص جولانی عجب لے رہی تھی۔ جسمین دونو کی ابن الوقتی اور ریاکاری کے مختلف کرشمے تھے جیسا موقع ویسی بات اس لڑائی کی تفصیل مین ہم ایک واقعہ ابھی اور لکھتے ہین جو سعادت و شقاوت کی اصلی تصویر ہے اور سچی مثال اسی سے بخوبی سمجھ لیا جائیگا کہ جانبین کی جمعیت مین کس انداز فطرت اور کس مقدار طبیعت کے لوگ تھے

باپ بیٹے کے مقابلہ کا حال — لشکر شام سے ایک شخص نکلا جسکا نام حجل تھا۔ اسکے مقابلہ مین فوج عراق سے اوسکا بیٹا جسکا

سعادت و شقاوت کی مثال — نام اثال تھا۔ میدان مین آیا۔ مگر جانبین مین اتفاق سے ایسی لاعلمی طاری تھی کہ ایک دوسرے کو نہ پہچان سکا۔ اسکی وجہ ہمارے معتبر مورخ خواجہ احمد کوفی یہ بتلاتے ہین کہ اوسدن حجل اپنا تمام مونہ خود سے اسطرح چھپائے ہوئے تہا کہ اوسکی دونو آنکھون کے سوا کچھ بھی نہ معلوم ہوتا تھا۔ اسلیے بیٹے نے باپ کو نہ پہچانا اور حملہ کر دیا اور دم کے دم مین اوسکی پیری کی ساکھ جو دو عمارت کو آثار زمین سے فرش زمین پر گرا دیا۔ گرتے ہی حجل کے سر کا خود زمین پر آ رہا اور یہ راز سربستہ فورا کھل گیا اور رستم نے سہراب اور سہراب نے رستم کو پہچان لیا۔ ہتیار پھینک کر بیٹا باپ کے قدمون پر جھک گیا اور لاعلمی کی معذرت کرنے لگا۔ اور زخمون کی کیفیت پوچھنے لگا۔ باپ نے آنکھون مین آنسو بھر کر جواب دیا کہ زخم گہرے تو ہین مگر مہلک نہین۔ جو تکلیف ہے وہ رفع ہی ہو جائیگی۔ میرا وقت اخیر آ پہونچا ہے۔ کچھ باتین میری ہین کہ آیندہ تمہارے لیے مفید ہون وہ یہ ہین کہ آ مین تجھے امیر معاویہ کے پاس لیجا کر پیش کر دون اور تیری تقصیرات کو معاف کرا کے اپنی جاگیرات اور اپنا منصب تجھے دلوا دون اور اسی تدبیر سے تیرے موجودہ افلاس و نکبت کو دور کرا دون۔ میرا موجودہ ضعف مجھے اپنے امیر کی داد و دہش اور صلہ و بخشش کے پورے بیان کی قوت نہین دیتا۔ ورنہ مین اونکی تفصیل سے بیان کرتا

خالص الایمان بیٹے نے جواب دیا کہ اے باپ تمہاری دنیا بھی تمہاری ہی سی ضعیف ہو گئی۔ تھوڑے ہی دنون مین یہ بھی تمام ہو جائیگی۔ اسمین جو کچھ آرام و تکلیف ہے وہ بھی فنا ہو جائیگی۔ اب تمکو اوسطرف متوجہ ہونا چاہیے۔ انسان کو دنیا مین کوئی مستحکم وسیلہ رکھنا لازم ہے۔ میری دانست مین حصول آخرت کا عمدہ ترین ذریعہ اور وصول جنت کا بہترین وسیلہ امیر المومنین علی ابن ابیطالب ع کی اطاعت و متابعت کے سوا کوئی دوسرا نہین ہے میری رائے ہے کہ آپ ایسی حالت مین طمع دنیاوی سے بالکل دست بردار ہو کر میرے ساتھ امیر المومنین کی خدمت مین چلے چلیں تو مین آپ کو نعمت ابدی اور نجات اخروی سے بہرہ مند کرا دون۔

یہ دونون باپ بیٹے شقاوت و سعادت مین مساوی قسمت رکھتے تھے۔ بیٹے کی تقریر سنکر باپ نے ترش روئی سے جواب دیا کہ مین تو علی کے پاس نجاؤن گا اور نہ مجھسے اونکی خدمت کیجائیگی۔ اسکا جواب بیٹے نے نہایت استقلال سے یون دیا کہ پھر تو مجھسے بھی معاویہ کی صورت تک دیکھی نجائیگی اور مین کسیطرح اوسکے پاس نہین جا سکتا۔ باپ بولا کہ پھر تو اوٹھ علی کے پاس چلا جا اور مجھکو معاویہ کے پاس جانے دے۔ بیٹے نے اسے قبول کر لیا۔ باپ اوٹھا اور گرد ندامت جھاڑتا ہوا شام کے لشکر مین چلا گیا اور بیٹا امیر المومنین کی فوج مین واپس آیا۔ آج کا دن بھی امیر المومنین

کے ہاتھ رہا۔

چھٹی اور ساتویں لڑائی میں کوئی واقعہ ہمارے لئے قابل ذکر نہیں ہے۔ ان میں بھی امیر المومنین علیہ السلام فتحمند رہے

اٹھویں لڑائی — معویہ کا انتہائی ظلم

اٹھویں لڑائی میں ہمکو معویہ کی انتہائے شقاوت کی ایک مثال دکھلائی ہے۔ اور یہ۔ وہ یہ کہ معویہ اس جنگ کی شدت اور اپنی فوج کا تباہ حال دیکھکر گبھرا گیا ہوا تھا اوس نے عقیل ابن مالک کو جو قبیلہ بنی عبس کا بہت بڑا قوی دل اور شجاع سردار مشہور تھا۔ مقابلہ کا حکم دیا۔ عقیل نے جواب دیا کہ میری خود خواہش تھی کہ میں اس لڑائی میں بہت بڑی کوشش کروں اور تجھکو اپنے خاص خدمات سے راضی کروں لیکن جب روز سے کہ عمرعاص اور ذوالکلاع حمیری نے آپس میں باتیں کیں اور باہم مناظرہ کیا اوس دن سے میرے دل میں سخت شبہ پیدا ہوگیا ہے اور اسی باعث سے اب میں علی ابن ابیطالب اور اونکے اصحاب سے لڑ نہیں سکتا۔ میں اس معاملہ میں جہاں تک غور کرتا ہوں علیؑ کو حق پر اور تجھکو باطل پر پاتا ہوں۔ اس دنیائے فانی کے ایام چند روزہ بہت جلد گذر جاوینگے لیکن اب تو اوس جہان کا اندیشہ لگا ہے۔ محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عتاب اور خدا کے عذاب سے نہایت خوفناک ہوں۔ یہ دو روزہ کی زندگی تو خوشی ناخوشی اور گرم و سرد میں گذر ہی جائیگی۔ عقیل کی یہ باتیں سنکر معویہ کو سخت صدمہ ہوا اور اوسوقت یہ کہکر اپنے دل میں ارادہ کرلیا کہ عقیل اگر یونس کی طرح مچھلی کے پیٹ میں بھی جا چھپے تو بھی میں اوسکو زندہ نہ چھوڑونگا پھر اوسی دن رات کو دو تین آدمیوں کے ذریعہ سے عقیل کو قتل کروا دیا۔ آج کا دن بھی امیر المومنین کے ہاتھ رہا۔ اعثم کوفی

نویں۔ دسویں لڑائی انمیں کوئی حال قابل ذکر نہیں ہے۔ دونوں دن لشکر عراق فتحیاب رہا۔

گیارھویں لڑائی — بسر ابن ارطاۃ کی بیحیائی

گیارھویں لڑائی میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام تشریف فرمائے معرکہ تھے معویہ نے تمام افراد فوج کے انکار کے بعد بسر ابن ارطاۃ کو امیر المومنین کے مقابلہ پر آمادہ کیا۔ بسر ابن ارطاۃ صحابی تھا اور امیر المومنین کی شجاعانہ نبرد آزمائیوں کو عہد رسالت سے جانتا تھا کچھ تو امیر المومنین کو منہ دکھلانے کی غیرت سے اور کچھ ذوالفقار آبدار کی چوٹیں بچانیکی ضرورت سے سلاح جنگ میں بالکل چھپا ہوا تھا اور شرم سے نام بتلانے پر بھی قادر نہیں تھا۔ بسر مقابل تو ہوا مگر ضرب یداللہی سے اسکی بھی وہی کیفیت ہوئی۔ جو اوسکے قبل اسکے ہمپایہ اور ہمشان عمرعاص کی ہوچکی تھی۔ امیر المومنین نے بیساختہ اپنی آنکھیں چھپالیں اور لشکرگاہ کو واپس آئے سوانحعمری علی ص ۲۶۵

بارھویں لڑائی — مروان اور معویہ کی گفتگو

بارھویں لڑائی میں خیاب امیر المومنین علیہ السلام فتحیاب ہے اسکی تفصیل میں ہمکو مروان ابن الحکم اور معویہ کی باہمی گفتگو کو قلمبند کردینا اسلئے ضروری ہے کہ باب المفاخرت کی مذکورہ بالا دونوں گفتگوؤں میں عمرعاص کے ہمشان اور ہمزبان۔ خاندان امیہ کے یہ بھی بڑے مداح اور ثناخوان تھے۔ انکی اکثر تقریریں اور بنی امیہ کے اسلاف قدیم پر فخر و مباہات عنوان کتاب میں اصل عبارت اور اوسکے اردو ترجمہ کے ساتھ مندرج ہیں مروان نے اپنی اون تقریروں میں قوم بنی امیہ میں جن جن صفات و محاسن کے موجود ہونیکا اوسوقت دعوے کیا تھا۔ وہ تمام محاسن و اوصاف آج کی گفتگو میں حضرات بنی ہاشم اور بزرگان بنی عبد المطلب کے خاص حق اور حصے بتلائے جاتے ہیں۔ اس سے بڑھکر حقیقت کا انکشاف اور بنی ہاشم کے فضائل کا اعتراف اور کیا ہوسکتا ہے۔ اسی سے بآسانی

سمجھ لیا جائیگا کہ دربار معاویہ میں مفاخرت کرنیوالوں کی حقیقت سے بالکل خالی تھیں اور تقریر کرنیوالے حقیقت سے کوسوں دور۔ خالی پیٹ کے ڈھول تھے۔ ہمارا قدیم عزیز مورخ خواجہ اعثم کوفی لکھتا ہے

معاویہ آج کی شکست سے انتہا درجہ کا ملول و محزون ہو کر اپنے کیمپ میں پہنچا اور تمام افسران فوجی کو بلا کر بحالت شستگی خاطر اور حزن و ملال کہنے لگا کہ میں دیکھتا ہوں کہ میرے اس مصیبت کے وقت میرے ساتھ شفقت کرنیوالا کوئی بھی نہیں ہے۔ تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں نکلا جو میرے ساتھ کوئی خیر خواہی کی بات یا میرے فائدے کا کام کرتا یا اوس سے میری محبت کی گواہی اوسکو میرے سامنے پیش کرنیکا موقع ملتا کہ ہم نے صفین کی جنگ میں ایسے ایسے کام کیے ہیں میری اس استدعا کیخلاف تم میں سے تو ایک بھی ایسا شخص نہیں نکلا جو حریف سے مقابلہ کے وقت۔ رسوا مغلوب اور ذلیل نہ ہوا ہو۔ ہم کس کس کے حالات بیان کریں۔ ایک عمر عاص ہی کو دیکھو عقلمندی کا مردانگی اور ہنر و آزمائی۔ اور زبانی و بیانی کی صفائی کے تو بیہ دعوے۔ لیکن جب میدان معرکہ میں نکلے اور خصم سے لڑے تو اس رسوائی سے بھاگے کہ سب نے تم میں بسر ابن ارطاۃ کو سنا ہوگا۔ یہ مقابلہ کو نکلے تو علی کے ساتھ۔ مگر نتیجہ جو ہوا وہ سب نے آنکھوں سے دیکھ لیا۔

معاویہ اپنی تقریر کو یہاں تک پہونچا چکا تھا کہ مروان الحکم سے چپ نہ رہا گیا۔ اوسکی بات کاٹ کر کہنے لگا کہ اے ابوسفیان کے بیٹے۔ جو تو کہا کیا۔ ہم سنتے رہے۔ اب اپنی باتوں کا جواب ہم سے لے۔ معویہ بولا بیان کر۔ مروان کہنے لگا ہم بنی امیہ کن وجہوں سے علی ابن ابی طالب پر فضیلت پا سکتے ہیں اور کیونکر ہم کو اور اپنے آپ کو اونکے برابر بنا سکتے ہیں۔ اگر سنت اسلام پر فخر کریں تو بزرگی کا لحاظ تقوے اور پرہیزگاری سے ہوتا ہے اور وہ تم میں مطلق نہیں۔ زمانہ حیات کے فخر و مباہات عموماً حسب و نسب پر ہوتے ہیں اور آج عرب میں ہر شخص کو قریش کی عظمت تقدیم اور تقدیس معلوم ہے مگر اسکے ساتھ ہی سب کو یہ اعتراف بھی ہے کہ نسل قریش کے مایہ افتخار بنی عبد المطلب ہیں اور یہ بھی ثابت ہے کہ علی ابن ابیطالب اسوقت تمام بنی عبد المطلب کے سرمایہ ناز ہیں۔ ہم بنی عبد مناف ہو کر اونپر کیونکر ترجیح حاصل کر سکتے ہیں اور اپنے لوگوں کو اونکا کیونکر مقابل بتلا سکتے ہیں۔ ہم لوگوں کو امیر المومنین علی ابن ابیطالب پر کبھی فضیلت نہیں ہو سکتی

معویہ کو مروان کی یہ تقریر بہت بری معلوم ہوئی۔ جھنجھلا کر اوسکے جواب میں کہنے لگا کہ میں نے صفین کے میدان میں ہزاروں سپاہی جمع کر دیئے۔ لاکھوں قسم کے آلات حرب فراہم کر لیئے اور ایک لاکھ کی جمعیت لیکر میدان میں کھڑی کر دی۔ صرف اسلیئے کہ علی ابن ابیطالب پر ثابت ہو جائے کہ تمام حسب و نسب پر بیکار ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں کون سردار رہچکا ہے اور اسوقت بھی باعتبار کثرت الناس کے حمایت اسلام کے منصب پر ہم ہیں اور انہیں کون ہنر حکم دینے والا ہے تو اسوقت حسب و نسب پر فخر کرتا ہے۔ ہمکو مفاخرت سے کیا علاقہ۔ ہم لڑنے آئے ہیں یا اپنے آبا و اجداد پر مفاخرت کرنے میں فخر و مباہات کو لیکر کیا کروں گا۔ مجھکو تو صرف جنگ و جدال منظور ہے۔ اعثم کوفی عہ آج کا دن بھی امیر المومنینؑ کے ہاتھ رہا

عہ معاویہ کے اس اقرار و اظہار نے جس پر ہم نے خط کھینچ دیئے ہیں۔ انکی تمام مفاخرت کے دنگلوں کو اور انکی تمام مزید تقریروں کو بیکار ثابت کر دیا اور اسی کے ساتھ محاربات صفین کے متعلق انہوں نے اپنا اصل مقصود بھی تمام دنیا کو بتلا دیا۔ جو صرف ملک گیری کی معمولی ملکی جنگ تھی۔ مولف عفی عنہ

تیرھوین لڑائی سے لیکر سترھوین لڑائی تک کوئی حال ہمارے لئے قابل ذکر نہین ہے۔ ان پانچون لڑائیون مین امیر المومنین علیہ السلام نے فتح و نصرت پائی ہے

اٹھارھوین لڑائی اور حضرت عمار یاسر رضی کی شہادت

اس لڑائی مین حضرت عمار یاسر رضی اللہ عنہ ابتداء جنگ سے قلب لشکر کو چھوڑ کر اپنے چند رفقا کو ہمراہ لیکر میدان کار زار مین نکل آئے تھے اور دیر تک انکو استقلال و ثبات قوت و جگرداری کے متعلق سمجھا چکے اور بتلا چکے تھے۔ اسکے بعد ان سے فرمایا تھا کہ تم لوگون نے تین بار جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہمراہ انھین لوگون کے مقابلہ مین جنکو تم ابن ابی سفیان اصحاب معویہ کے ساتھ دیکھ رہے ہو جنگ کی ہے یہین آج انکے مقابلہ پر صرف اعادہ ہی نہین ہوا بلکہ اپنی بہت پرانی اسی طرح امداد و طیار ہون۔ اگر مین حریف کے ہاتھ سے مارا جاؤن تو تمکو مناسب کہ میرے ہتیار کھولکر مجھے دفن کر دو۔ یہ کہکر فوج مخالف سے مقابل ہوئے۔ فوج شام نے انھین ہماصرے مین لیلیا اور اس ترکیب سے انکو انکے رفیقون سے جدا کر دیا۔ نہایت شدت سے خونریزی ہوئی۔ عمار یاسر رضی نے باوجود پیرانہ سالی کے شام کے متعدد جوانون کو قتل کیا اور اخر مین خود بھی مجروح ہوئے۔ ابن جویر السکونی نے نہایت کو سخت زخم لگایا اور یہی زخم کاری تھے گویا اونکا کام تمام کر دیا۔

انکے ایک خادم رشید نامی نے اپنے مقدس مخدوم کی یہ حالت دیکھکر بہت جلد دودھ اور شہد کا تازہ شربت تیار کیا اور قبل اسکے کہ جناب رسول خدا صلعم کا یہ مقدس۔ متبرک اور برسون کا صحبت یافتہ رفیق زخم کی شدت سے نڈھال ہوکر گھوڑے سے نیچے آئے اس باوفا غلام نے یہ جام اخیر اپنے آقا کی خدمت مین پیش کیا۔ حضرت عمار یاسر رضی نے اپنے جان نثار خادم کو نہایت حسرت سے دیکھا اور ارشاد فرمایا

صدقت یارسول اللہ ؐ اذا قیل علیہ السلام یا عمار تقتلک الفئۃ الباغیۃ یدعوھم الی الجنۃ و یدعونک الی النار و اخر زادک اللبن

اے رسول۔ آپ پر میرا سلام ہو۔ آپ نے جو ہمیں ارشاد فرمایا تھا کہ اے عمار۔ تجھکو ایک گروہ باغی قتل کریگا۔ تو اونکو جنت کیطرف بلاتا ہوگا اور وہ تجھے دوزخ کیطرف بلاتے ہونگے اور دنیا مین تیری اخری غذا دودھ ہوگی۔ بالکل صحیح نکلا۔

پھر غلام وفادار سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ رشید۔ اب میری موت مجھے متیقن ہوگئی اور اب اسکی نسبت مجھے کوئی شبہ نہین ہے۔ یہ کہا اور شربت پی لیا۔ مگر وہ تمام شربت زخم کی راہ سے نکل پڑا۔ رشید نے یہ کیفیت دیکھی تو اپنے آقا کو میدان جنگ سے ایک محفوظ مقام مین اوٹھا لایا۔ گھوڑے سے جون ہی زمین پر اوتارا تھا کہ عنقای روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ طبری جلد چہارم ۵۰۰ ابوالفدا ۳۵۰ ترجمہ تاریخ علامہ ذہبی باب الصفین ص ۵۷ رسالۃ المرتضی باسناد صحیحین ص ۱۰۴

امیر المومنین علیہ السلام کو خبر ہوئی۔ لاش عمار پر فوراً تشریف لائے اور نہایت حسرت و ملال دا اپنے قدیم رفیق کو بیجان پاکر اوسکی فرط محبت حسن رفاقت۔ خلوص و عقیدت اور اوسکے ذاتی وقار و عظمت کا خیال فرما کے ضبط و شکیبائی کا تحمل نفرما سکے۔ بیساختہ آنکھون مین آنسو بھر لائے۔ عمار یاسر رض کی لاش کے قریب بیٹھ گئے اور نہایت دردانگیز لہجہ مین ذیل کے اشعار ارشاد فرمائے۔

الا یا ایھا الموت لیس بتارکی
اے موت تو مجھکو کبھی چھوڑنیوالی نہین ہے
ارحنی فقد افنیت کل خلیلی
اب مجھکو بھی حیات دنیا سے نجات دے کیونکہ تو میرے دوستونکو فنا کرچکی
اراک بصیرا بالذین احبھم
مین دیکھتا ہون تو میرے دوستون کو اسطرح دیکھ لیتی ہے
کانک تنحو نحوھم بدلیل
جیسے گویا کوئی ہے جو تجھکو اونکیجانب راہ دکھلادیا کرتا ہے

روضۃ الصفا جلد دوم ص ۲۳۹ تہذیب المتین
قتل عمار سے معاویہ کا اضطراب - حدیث
شہادت عمار کی غلط تاویل معویہ او عبداللہ
ابن عمر عاص سے سوال و جواب - حقیقت کا
معجزنما انکشاف

حضرت عمار یاسر رضی کے واقعہ شہادت نے کچھ اہل عراق ہی کو حزن و ملال مین نہین ڈال رکھا تھا بلکہ معویہ اور اوسکے تمام اہل لشکر پر کمال اضطراب اور پیچ و تاب پیدا کردیا تھا - اس اثنا مین ابن جوہر السکسکی اور ابو العادیہ فزاری جو دونو عمار یاسر رضی کے قتل مین شریک تھے - حصول انعام و اکرام مین بیچین ہوکر عمر عاص کے پاس لڑتے ہوئے آئے - انمین سے ہر ایک شخص کا دعوی تھا کہ ہم نے عمار کو مارا ہے اور ہم صلہ و انعام کے مستحق ہین - عمر عاص دیر تک ان دونون کی بحث پر غور کرتا رہا - اوسکی آنکھون مین کچھ ولایت مصر ہی نہین بلکہ تمام دنیا تاریک ہورہی تھی - اوسکو تقتلک الفئۃ الباغیۃ کی حدیث صحیح نے سراپا انتشار و اضطرار بنا رکھا تھا - آخرکار دیر کے سکوت کے بعد عمر عاص نے کہا تم دونو جہنمی ہو - خدا کی قسم مین نے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنے کانون سے کہتے ہوے سنا ہے کہ عمار رض کو گروہ باغی قتل کرے گا - سوانح عمری علی علیہ السلام باسناد خصائص امام نسائی و ابن مسعود - روضۃ الصفا جلد دوم ص ۲۴۰

ان دونون نے عمر عاص کے اس فیصلہ سے ناراض ہوکر اسکی اپیل معویہ کے پاس پیش کی اور اپنا ماجرا کہہ سنایا معویہ ایسے کیا بچے تھے کہ قتل عمار رض کا الزام اپنے سر لیتے اور اپنے کسی دعوے کو بے دلیل چھوڑ دیتے - ان جاہلون کے ٹالدینے کے لئے کہنے لگے - فرض کرو یہ حدیث صحیح بھی ہے تو تمہارے سر اسکا الزام کیسا - عمار رض کا قاتل وہی ہوگا جو اونکو اپنے ہمراہ لایا - اور اونکے قتل کا باعث ہوا سوانح عمری ص ۲۷۳

اسکے بعد عمر عاص کو تخلیہ مین بلواکر کہا کہ اگر ہر شخص کے سامنے تم ایسی ہی اظہار حق سے کام لیا کرو گے تو ہمارا کام تو نکل چکا - ولایت شام ہی کی امیدین جب منقطع ہوجائینگی تو امارت مصر کے خیال موہوم کب قائم رہ سکین گے -

خلاصۃ الوفا اور تاریخ الخمیس مین ہے -

لما قتل عمار بن یاسر امسک عمرو عاص عن القتال و تابعہ علی ذلک خلق کثیر افقال معویہ لہ لا تقاتل قال قتلنا ھذا الرجل وقد سمعت رسول اللہ صلعم یقول لعمار تقتلک الفئۃ الباغیہ فیدل علے انا نحن البغاۃ فقال معویہ اسکت

جب عمار یاسر رض قتل ہوے تو عمر عاص نے لڑائی سے ہاتھ روک لیا اور اس باب مین جماعت کثیر نے اونکا اتباع کیا معویہ نے اپنے اسکا سبب پوچھا تو انھون نے کہا کہ ہم نے جناب رسولخدا صلعم سے سنا ہے کہ عمار کو گروہ باغی قتل کریگا اور اس سے ثابت ہوکہ ہم لوگ باغی ہین - معاویہ نے جواب دیا - چپ رہو -

سنہ قدم عمر عاص علی معویہ من فلسطین فوجد اہل شام یحضون علی الطلب بدم عثمان فقال لھم انتم علی الحق فاتفق عمرو و معویۃ علے قتال علیؑ و شرط عمر علی معویہ اذا ظفر ان یولیہ مصر فاجابہ - عمر عاص فلسطین سے شام مین پہونچے اونھون نے اہل شام کو طلب خون عثمان مین بیچین پایا تو اون سے کہا کہ تم لوگ حق پر ہو - پھر معویہ اور عمر نے جنگ علی پر اتفاق کیا اور عمر عاص نے معویہ سے یہ شرط لی کہ جب تمہاری فتح ہوجائے تو والی مصر مجھکو کیجیو معویہ نے قبول کرلیا - تاریخ ابو الفداء

الجنۃ فقاتلہ انما قتلہ علی واصحابہ جاءا بہ حتی القوہ جنبنا فبلغ ذلک علیا فقال ان کنت انا قتلتہ فالنبی صلعم قتل حمزہ ابن عبد المطلب حین ارسلہ الی القتال الکفار

عمارؓ کے قاتل ہم نہیں ہیں بلکہ علیؑ اور اونکے اصحاب ہیں جنھوں نے عمار کو لاکر ہم میں ڈالدیا۔ حضرت علی کو جب اسکی خبر لگی تو اونھوں نے کہا کہ جو شخص مجھکو عمارؓ کا قاتل کہے۔ گویا وہ یہ کہتا ہے کہ حمزہؓ کے قاتل رسول مقبول ہیں کیونکہ آنحضرت ہی نے اونکو کافرون سے لڑنیکے لیے بھیجا تھا۔

ایسے جلیل القدر صحابی کا مارا جانا کوئی معمولی بات تو تھی ہی نہیں کہ کوئی اس سے متاثر نہیں ہوتا۔ شدہ شدہ اسکا تمام ذکر ہونے لگا۔ یہانتک کہ معویہ کا دربار بھی اس سے خالی نرہا معویہ کے پاس عمر عاص۔ ولید ابن عقبہ عبد اللہ ابن عمر عاص وغیرہم سب ہی عمائد و اکابر بیٹھے تھے اور حدیث ستقتلک الفئۃ الباغیۃ کے خیال و فکر میں ہر شخص طبع آزمائی کر رہا تھا معویہ نے اس مجمع کے سامنے بھی قتل عمارؓ کی وہی غلط تاویل پیش کی جو قبل اسکے جاہل قاتلان عمار کے آگے پیش کر چکے تھے۔ معویہ ایسی مہمل تاویل سکر تمام حاضرین معویہ کیطرف نظر استعجاب سے دیکھا اور پہلے تو اونکے عقل و شعور کی بڑی تعریف کی۔ عبد اللہ ابن عمر ابن عاص سے نرہا گیا۔ بول اوٹھا۔ اے امیر۔ یہ تیری دلیل کیسی فضول اور یہ تیرا دعوے کیسا ضعیف ہے۔ اگر آپ نے صرف رفع الزام کے لیئے یہ اصول قائم کر لیا ہے۔ تو سوچ لیجئے کہ آگے چلکر غزوات رسولؐ میں اہل اسلام کا خون کسکے سر جائے گا۔ اگر میرے باپ کی شرکت اس لڑائی میں ہوتی اور اوسکی اطاعت منجانب اللہ مجھپر فرضؐ نہ کی گئی ہوتی تو میں اسوقت ہی تیری متابعت چھوڑ دیتا اور مجھکو آزاد ہنکر اپنے گھر واپس جاتا۔ معویہ کو اس جواب نے ایسا حیرت میں ڈالا کہ پھر وہ زانوے حیرت سی سر نہ اوٹھا سکا۔

امیر المومنین پر شہادت عمارؓ کا اثر

امیر المومنین علیہ السلام دفن عمار سے فارغ ہوکر میدان جنگ میں واپس آیے۔ خواجہ احمد ابن اعثم کوفی کا بیان ہے کہ۔

اب حضرت عمارؓ کے واقعہ سے اتنا متاثر ہوے تھے کہ آپنے اوسیوقت باقیماندہ جنگ کا خاتمہ کر دینا چاہا اور لشکر شام پر اپنی فوج سے شدید حملہ فرمایا۔ تاریخ ابن الوردی میں ہے۔

بعد قتل عمار انتدب علی علی عشر بن الفا وحمل بھم فلم یبق لاھل الشام الا تنقض

جب عمار قتل ہوے تو حضرت علیؑ نے بیس ہزار فوج سے ایسا شدید حملہ کیا کہ لشکر شام کی صفیں سب کی سب درہم و برہم ہوگئیں۔

مورخ ابو الفدا اسکی تفصیل میں امیر المومنین علیہ السلام کا ایک تصفیہ کن طرز عمل معویہ کی طلبی میں لکھتے ہیں۔ اونکی اصل عبارت مع ترجمہ حسب ذیل ہے۔

ثم نادی علی یا معویۃ علام یقتل الناس ما بیننا ھلم احاکمک الی اللہ فاینا قتل صاحبہ استقامت لہ الامور فقال عمرو انصفک ابن عمک فقال معویۃ ما انصف انک تعلم انہ لم یبرز الیہ احد الا قتلہ فقال عمرو وما یحسن بک مبارزتہ فقال معویہ طمعت فی الامر بعدی

پھر علی علیہ السلام نے آواز دی اے معویہ ہمارے تمہارے درمیان کیون آدمی قتل ہون۔ آؤ ہم تم لڑلین۔ تاکہ جو شخص اپنے مقابل کو قتل کر لے۔ امر متنازع فیہ اوسکے لیئے مستقیم ہوجاے۔ یہ سنکر عمر عاص نے کہا اے معاویہ علی نے بہت انصاف کی بات کہی ہے معویہ نے جوابدیا۔ واہ کیا انصاف کی بات کہی ہے تو جانتا ہے کہ جو شخص علی سے لڑتا ہے وہ مارا جاتا ہے۔ عمر عاص نے کہا مگر تمہارا انکے اون کے مقابلہ کرنا تمہارے لئے بہت نازیبا ہے معاویہ بولا۔ سمجھا ہے۔ تو میں قتل ہوجاؤں اور میرے بعد تو حکومت کرے۔

عہ صاحبزادے کو باوجود دعوے اجتہاد کے اتنا نہیں معلوم کہ امر منکر میں اطاعت والدین واجب نہیں از مولف

حضرت عمار کی شہادت نے معویہ کی تمام پیکار بنائی قلعی کھولدی — علامہ ابن اثیر اسد الغابہ میں بذیل ذکر شہادت حضرت عمار یاسر تحریر فرماتے ہیں۔

عن مخنف بن سلیم قال اتینا ابا ایوب الانصاری فقلنا قاتلت بسیفك المشرکین مع رسول اللہ ثم جئت تقاتل المسلمین امرنی رسول اللہ صلعم بقتل الناکثین والقاسطین وعن ابی سعید الخدری قال امرنا رسول اللہ صلعم بقتال الناکثین والقاسطین والمارقین فقلنا یارسول اللہ امرتنا بقتال ھولاء فمع من قال مع علی ابن ابی طالب معه یقتل عمار بن یاسر	معویہ کے ایک لشکری مخنف ابن سلیم نے ابوایوب انصاری سے (جو حضرت علی کے لشکر میں تھے) کہا کہ تم نے رسول اللہ کی ہمراہی میں مشرکین سے قتال کی تھی اور اب مسلمانوں کو قتل کرنے آئے ہو۔ ابوایوب نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناکثین قاسطین اور مارقین کے ساتھ قتال کرنے پر مجھکو مامور فرمایا ہے اور ابوسعید خدری سے منقول ہے کہ مجھکو رسول اللہ صلعم نے ناکثین۔ قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ کرنیکا حکم دیا تو ہم نے پوچھا تھا کہ ہم کسکے ساتھ ناکثین۔ قاسطین اور مارقین سے قتال کرینگے آنحضرت صلعم نے فرمایا علی ابن ابی طالب کے ساتھ جنکے ہمراہ عمار ابن یاسرؓ بھی شہید ہوں گے۔

پھر علامہ موصوف مارقین۔ قاسطین اور ناکثین کی شرح یوں فرماتے ہیں۔

الناکثین اصحب الجمل والقاسطین اهل الصفین والمارقین الخوارج	ناکثین سے اہل جمل اور قاسطین سے اہل صفین اور مارقین سے خوارج مراد ہیں۔

بہرحال امیر المومنین عکیطرف سے فوج مخالف پر شدید حملہ کیا گیا اور اہل عراق نے صبح سے شام تک اہل شام کے تمام سکڑوں کا قلع قمع کردیا مشکل سے اونکے کسی رسالہ کا کوئی ادنی زخمی ہونیسے بچا ہو۔ اعثم کوفی لکھتے ہیں۔

اس تیزی سے خونریزی واقع ہوئی کہ امیر شام کے کیمپ میں کوئی ایسا خیمہ نہیں بچا جسکی طناب نہ کٹی ہوں اور اونکی کٹی ہوئی رسیاں مقتولین و مغرورین کے ہاتھ پاؤں سے نہ اولجھی ہوں۔ اسی کیفیت میں شام ہوگئی۔ اہل شام زخموں سے چور اور اہل عراق فاتح و منصور ہوکر اپنی اپنی فرودگاہ کو واپس گئے۔

اہل شام کا عام اضطراب — اعثم کوفی اس رات کو اہل شام کے اضطراب کی یوں تصویر کھینچتے ہیں۔

یہ رات اہل شام کے لئے قیامت کی رات تھی۔ اہل عراق کے حملوں نے اونکے ساتھ خصوصاً قتل عمارؓ کے بعد وہ کام کیا تھا جو برق خرمن کے ساتھ کرتی ہے۔ اونکے ایسے ایسے نامی دلاوروں کا خاتمہ کردیا جو اہل شام میں صاحب اعزاز و امتیاز تھے اور سرآمد تھے۔ ایسے لوگوں کے قتل ہونے پر وہ اس شدت سے روتے تھے کہ اونکے رونیکی آوازیں امیر المومنینؑ کے لشکر میں صاف آتی تھیں ان میں سب سے زیادہ معویہ ابن خدیج الکندی بے چین ہو رہا تھا وہ اپنے رفقا کو مخاطب کرکے کہنے لگا کہ ذوالکلاع حمیری کے مارے جانیکے بعد اب ہم جو زندہ رہیں تو ہماری یہ زندگی بیکار ہے اور اگر اس حالت میں اہل عراق پر اب فتح بھی ہوئی تو یہ فتح شکست سے بھی بدتر سمجھی جاویگی۔

معاویہ کا خاص اضطراب — اعثم کوفی میں معویہ کے خاص اضطراب کی یہ کیفیت لکھی ہے۔ معاویہ نے لڑائی بند

ہوتے ہی اپنے باقیماندہ افسران فوج کو جمع کر کے جنگ کے آیندہ طرز عمل کے متعلق مشورت کی ۔ فوج کی جو حالت ہو رہی تھی وہ معویہ اور اوس کے رفقا کی آنکھوں سے پوشیدہ نہین تھی اہل عراق کے شدید حملون کا تجربہ وہ اوٹھا چکے تھے اور اوٹھا رہے تھے غرضکہ باہمی اصلاح و مشورہ کے سوا ے اسکے اور تدبیر مناسب نہ معلوم ہوئی کہ کسی نہ کسی ترکیب سے یہہ جنگ موقوف کی جاے کہ فوج بھی تازہ دم ہو جاے اور زخمی بھی اچھے ہو جاوین ۔ یہہ تجویز کر کے معویہ نے معویہ ابن خدیج الکندی کو اشعث ابن قیس (دونون ایک قبیلہ سے تھے) کے ساتھ خط کتابت کرنے پر امادہ کیا ۔ اس خط کتابت نے اگرچہ اشعث کے دل پر بہت بڑا اثر ڈالا جسکا نتیجہ آگے چلکر ظاہر ہوا ۔ مگر اسوقت یہہ مراسلات کچھہ بھی مفید نہ نکلے ۔ اسکے بعد نعمان ابن بشیر الانصاری و قیس ابن سعد الانصاری کی خدمت مین بھیجے گئے مگر اس سے بھی کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا ۔ اعثم کوفی ص ۳۰۷

غایت اضطراب مین معویہ کا اصلی راز کا انکشاف

التواے جنگ کی ان متواتر ناکامیابیون کے بعد معویہ کی تمام امیدین منقطع ہو گئین ۔ کامیابی سے تو مایوسی ہو چکی تھی ۔ فوج کی خراب حالت غنیم سے آیندہ مقابلہ کی جرات نہین دلاتی تھی ۔ نہایت درجہ کی انتشار نے انکے ہوش و حواس کھو دیئے تھے ۔ معاویہ پر اوسوقت ایساہی عالم یاس طاری تھا کہ اپنی تمام وسیع آرزوؤن اور طویل تمناؤن سے دست بردار ہو کر اونھون نے صرف اپنی ایک آرزو پر اکتفا کرلینی ضروری سمجھا اور حقیقتاً اونکا اصلی مطلب بھی یہی تھا ۔ اس بنا پر اونھون نے براہ راست امیر المومنین علیہ السلام سے استدعا کیجاوے منت کیجاوے اور کسی نہ کسی طرح ۔ اگر اور کچھہ نہین تو صرف علاقہ شام اپنے لئے مانگ لیا جاے ۔ نہین تو یہہ موقع بھی قریب ہے کہ ہاتھہ سے جاتا رہے ۔ انھین امور کو خیال کر کے معویہ نے اپنے اوس راز کو جو سالہا سال سے دلمین چھپاے ہوئے تھے ۔ آخرکار افشا کر دیا اور امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت مین اس امر کی نسبت استدعا لکھی ۔ تاریخ روضۃ الصفا کی مفصلۃ ذیل عبارت ملاحظہ ہو

امیر المومنین کی خدمت مین معاویہ کا خط :·:

اما بعد من چنان گمان نمی بردم و ہرگز نمی دانستم کہ مہم محاربہ تا اینجا خواہد رسید قطعاً در این امر شروع نمی نمودم ۔ من ہم امیدوارم تو نیز امیدواری و ہمچنانکہ من از مرگ می ترسم تو ہم می ترسی و برتو روشن است کہ اخیار و صلحاے امت در این مخاصمت و منازعت کشتہ شدند و من پیش از این التماس کردہ بودم کہ حکومت شام بمن ارزانی دہ ۔ بشرطی کہ در امر متابعت خود معاف داری ۔ حالا نیز ہمان ملتمس خود را مکرر میگردانم واگر این محاربہ بدرازا کشیدہ نشود ۔ بقیۃ السیف ہم زندہ بمانند ۔ می باید کہ میان ما یان چندان مخاصمت نماند چہ ما ہر دو از عبد مناف متولد شدہ و از یک فرع متفرع گشتہ ایم و درمیان ما یان یک را بر دیگرے رجحان و تفضیل نیست

مجھکو اسکا گمان نہین تھا کہ یہہ لڑائی یہان تک پہونچ جاے گی ۔ اگر مین یہہ جانتا تو ہرگز اسکو شروع ہی نکرتا ۔ مجھکو بھی امید ہے اور آپ بھی امید رکھتے مین ۔ مجھکو بھی خوف جان ہے اور آپکو بھی ۔ آپ پر بخوبی روشن ہے کہ امت کے نیکوکار بزرگ اس لڑائی مین مارے گئے ۔ مین نے اس سے پہلے بھی آپکی خدمت مین استدعا کی تھی اور اب بھی مکرر التماس کرتا ہون کہ صرف حکومت شام مجھکو چھوڑ دی جاے ۔ مگر مجھکو اپنی بیعت کے معاف رکھا جاے ۔ اگر اس جنگ و جدل کا علاج اس ترکیب سے ہو جاے تو بہتر ہے ۔ باقیماندہ لوگون کی جانین بچ جائین ۔ ہملوگون کے درمیان تو یہہ لڑائی ہونی ہی نچاہیئے اسلئے کہ ہم دونون عبد مناف کی اولاد اور ایک اصل کی شاخین ہین اس لئے ہملوگون کے درمیان ایک کو دوسرے پر ترجیح و تفضیل نہین ۔

امیر المومنین کا جواب

اے معویہ ۔ نامہ تو رسید بہ صفت اطلاع افتاد و بغی و ظلم و عناد تو برمن روشن گشت ۔ آنچہ نوشتہ بودی کہ اگر تو دا دانستم کہ جنگ با ینمرتبہ خواہد انجامید ۔ ور این کار شروع نمیکردیم ۔ من امروز ہم برائے کارزار و پیکار تو حریص تر ہستم از آنکہ دیروز بودم ۔ و یوماً فیوماً این معنی سمت ازدیاد خواہد پذیرفت وآنچہ نوشتہ بودی میان ما و شما خوف و رجا برابر است چنین نیست زیرا کہ شما اہل ریب و شک اید و ما ارباب صدق و یقین دیگر آنکہ حرص اہل عراق ما خر استوبان اخروی بہتر است ز حرص ارباب شقاوت بہ زخرفات دنیوی اما حدیث التماس شام بے بیعت و اطاعت من قبول نیست ۔ پیش از این ہمین مسئلت نمودہ بودی و باجابت مقرون نشدہ بود اکنون چہ واقع شد کدام حق بر ذمہ ما ثابت بودی کہ مستحق آن گشتی وآنچہ نوشتہ بودی کہ ما ہر دو پسران عبد منافیم ۔ این سخن درست است ۔ و این غلط کہ ہیچ یک را بدیگرے فضل و رجحان نیست ۔ زیرا کہ ہرگز امیہ چون ہاشم نبود و حرب با عبد المطلب برابری نداشت و ابوسفیان گرد ابیطالب نمی رسد ۔ و نزد من تو چیستی از اینکہ تو طلیق ابن طلیقی ۔ با مہاجرین رونده طریق کہ صاحب توفیق اند دم مساوات نمی تواند زد ۔ نہ ترا سابقین در اسلام ہستند نہ موافقین در مہاجرت با نبی علیہ السلام ۔ و تو با من کہ ابن عم بل برادر و وصی و وارث علم و خلیفہ اویم و میان امت چہ حقیقت و بکدام منصب با من معارضہ نمائی و دیگر آنکہ نسبت من با آنحضرت صلعم نسبت ہارون است با موسیٰ و اگر باب پیغمبری بمہر نبوت مختوم نگشتی ۔ چنانکہ بولایت خاص مخصوص ہستم ۔ بنبوت ہم فائز می شدم ۔ حضرت واہب العطایا مرا بتشریف آیات متواترات مشرف ساختہ و رایات عنایات بر من افراختہ اولاد کرام مرا بہ بنات لیام تو چگونہ قیاس

اے معویہ تیرا خط پہنچا ۔ مضمون پر اطلاع ملی اور تیری بغاوت ۔ عناد اور ظلم و فساد ظاہر ہو گیا تو نے یہ جو لکھا ہے کہ مجھکو اگر یہ معلوم ہوتا کہ یہ لڑائی یہاں تک پہنچیگی تو کبھی ہم جنگ شروع نہیں کرتے تو میں اسوقت بھی تیرے ساتھ جنگ و پیکار کیلئے ویسا ہی طیار ہوں جیسا کل تھا اور یہ اپنا قصد و ارادہ اور زیادہ ہوتا جائیگا ۔ اور تو نے جو یہ لکھا ہے کہ ہماری تمہاری امید و بیم کی حالت مساوی ہے ۔ غلط ہے اسلیئے کہ تم لوگ شک و شبہہ کے لوگ ہو اور ہم لوگ صدق و یقین والے ہیں دوسرے یہ کہ اہل عراق کی حرص آخرت کے خیال کے ساتھ ہے اور احتراز و احتیاط کے ہمراہ ۔ اور وہ حرص بدکار لوگوں کی حرص تعویات دنیاوی سے کہیں زیادہ بہتر ہے ۔ تیرا درخواست حکومت شام بغیر میری اطاعت و بیعت کے قبول نہیں ہو سکتی ۔ تو نے ایسی ہی درخواست پہلے بھی تو کی تھی ۔ مگر قبول و منظور نہیں ہوئی ۔ اب تجھکو کون سے حقوق مطالبات میرے اوپر خاص ہو گئی ہیں کہ انکی بنا پر تو اپنے آپ کو اسکا مستحق سمجھنے لگا ہے ۔ اور یہ جو تو نے لکھا ہے کہ ہم تم دونوں عبد مناف کی اولاد ہیں ۔ یہانتک تو صحیح ہے ۔ لیکن یہ بالکل غلط ہے کہ ایک کو دوسرے پر ترجیح و تفضیل نہیں ۔ کیونکہ نہ امیہ کبھی ہاشم کی مثال نہیں اور حرب کو عبد المطلب کے ساتھ برابری نہیں اور ابوسفیان ابیطالب کی خاک تک کو نہیں پہونچ سکتا اور تو میرے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں ٹھہرتا اسلیئے کہ تو آزاد کردہ غلام اور آزاد کردہ کا بیٹا ہے تو ارباب مہاجرین طریق کے ساتھ کہ صاحب توفیق ہیں ۔ کب دم مار سکتا ہے ۔ نہ تیرے لوگوں میں مسابقت و قدامت کا شرف ہوا اور نہ وہ نبی ص کے ساتھ ہجرت کرنیکا اعزاز ۔ اور تو میرے ساتھ کہ میں رسول اللہ صلعم کا بھائی ۔ ابن عم ۔ اور انکا وصی و قائمقام ۔ انکے علم کا وارث اور جانشین ہوں ۔ امت کی بھلائی کس حق و منصب کے ساتھ معارضہ کریگا ۔ اور دوسرے یہ کہ آنحضرت صلعم کے ساتھ مجھکو وہی نسبت تھی جو ہارون کو

کنندہ بر خاطر تو نمیکنند کہ مرا از قتال و جدال تو کلال و ملال ست
واگر عرب بسعادت موافقت و متابعت من مساعدت نمودی
ہر آئینہ بمحنتے ممتحن شدی کہ دفع آن مشکل تر و ہیبت آن
مفصل تر و حادثہ آن دو دالہ حال تر نمودے و سیعلم
الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ (رونۃ الصفا ج ۲)

ہوسی کی ساتھ تھی - اگر میری کاروائی مطرف ہو کر صد نکر دیا
گیا ہوتا تو جسطرح ولایت خاص مجھی کو دیگئی ہے نبوت بھی مجھی
کو تفویض کر دی گئی ہوتی - خدایے بخشندہ نے عجب آیات قرآنی
ادا کرے مین اور علم ہائے عنایات میرے سر پر سایہ افگن فرمائین
میری اولاد و صالح و نیکوکار ہے اعقاب بدکار ہے کیا علاقہ
قیاس کیا جاسکتا ہے او نسے دل مین اس امر کا خیال ہونا چاہیئے کہ مجھکو تیری جنگ و پیکار سے کوئی تکلیف پہونچتی ہے - اگر اہل عرب
کو میری اطاعت و متابعت کی توفیق ہوئی تو تو حقیقتاً ایک ایسے سخت امتحان و مصیبت مین بیکوقت گرفتار ہو جاتا کہ اوسکا دفعیہ
مستکل تر - اور اوسکی ہیبت و خوف دشوار تر اور دنیا مین کوئی حادثہ اس سے سخت تر نہوتا اور دنیا کے لوگ جان لیتے کہ وہ لوگ جو
ظلم کر گئے کیسے اوندھے موہنہ اولٹ گئے -

یہہ ہے وہ حقیقت جو چھپ نہین سکتی - یہہ ہے وہ حقیقت جو مٹ نہین سکتی - معویہ نے معرکہ صفین مین اپنے دلی راز کو کیتنے
پردون مین چھپایا - اور کیسے کیسے رنگون مین رنگا دکھایا اور اوسکے ظاہری سطح پر حضرت عثمان کے خون کا شہابی رنگ چڑہایا -
وارثان عثمان کو ہٹا کر اپنے آپ کو اونکا وارث اصلی بنایا - اصلی اور حقیقی وارث و مستحق خلافت کی پاک و بے عیب ذات قدسی
صفات پر ذلیل سے ذلیل اور حقیر سے حقیر عیوب لگا کر داغدار بنایا - عرب شام کو خصوصاً اور عرب حجاز و عراق کو عموماً اپنی
مختلف دغابازیون اور افترا پردازیون سے اوسکی مخالفت و مخاصمت مین اوبھارا - ملک کے گوشہ گوشہ مین کشت و خون
مچایا اور صفین کے میدان مین بیشمار مسلمانون کا خون بہایا - یہہ سب کچہہ ہوا - مگر غور و تحقیق کے بعد ثابت ہو گیا کہ معویہ
کا یہہ سفویانہ طلسم ہی طلسم تھا - اخرکار اوسکے تمام طریقہ عمل کو حق کے پیکر عمل کے اگے سر جھکانا ہی پڑا اور دست سوال بڑہانا
ہی پڑا اور اسی کے ساتھ چونکہ اصلی مجرم تھا - اقرار جرم بھی کرنا ہی پڑا -

جناب امیر المومنین علیہ السلام کے حزم و احتیاط کی جتنی بھی وقعت نہ کیجایے وہ اوسکی اہمیت و حقیقت کو اگے کچھ بھی
نہین - اپ کے نامہ مبارک کی اخری عبارت کہ اگر اہل عراق میری اطاعت و متابعت مین اسیطرح قائم ہے تو مین تیری سارے انتظام کو
اولٹ دون گا " کسقدر سچائی مین ڈوبی ہوئی مستقبل کی خبر ہے - اور کسقدر جلد انیوالی اہل عراق کی سرکشی اور تمرد کا پتہ دیری ہے
اپ کی یہہ مآل اندیشی اور دور بینی آپ کی اون روحانی قوت مدرکہ کا ثبوت دیتی ہے - جو صفات امامت کے متعلق تھا سکر -
اپ کی ذات مین منجاب اللہ ودیعت فرمائی گئی تھی -

اس اخری مراسلت کو حرف بحرف نقل کر دینے کی ضرورت میرے موجودہ موضوع تالیف کے بالکل مطابق ہے
اسلئے کہ باب المفاخرت مین تمام تقریرین جو خاص معویہ اور اونکے متبعین کیطرف سے کی گیئن اور جن مین حقوق امارت و خلافت
شجاعت - مردانگی - ایفائے وعدہ - استقلال - ہمت - عفو و واگذاشت وغیرہ - غرض جن جن محاسن و اوصاف کا دعوی
کیا گیا - وہ تمام دعوے وہ تمام اوصاف اور وہ تمام استحقاق - معاویہ کے اس اخر خط اور اس اخر استدعا سے بالکل غلط
اور باطل ثابت ہو گیئے -
امیر المومنین علیہ السلام نے اہل عراق کی حسن اطاعت و متابعت - اونکے استقلال و استقامت کی شرط

انکاکہ جس آنے والی فضائے منقلب کی طرف اشارت فرمائی تھی وہ جنگ لیلۃ الہریر کے حسب ذیل حالات سے ظاہر ہوجائے گی۔ اور پھر معویہ کے فریب آمیز طلسم اندازیون نے اہل عراق کے دلون مین جو مجنونانہ تمرّد و سرکشی پیدا کر دی جسکی طرف بھی امیر المومنین نے شرط تحریری قائم کر دی تھی۔ تفصیل سے معلوم ہوجائیگی اور انھین امور سے ثابت ہوجائیگا کہ معاملات مین جانبین سے کون صداقت و راستبازی سے عمل پیرا ہوتا تھا اور کون فریب و دغابازی سے

ایک اتفاقی جملہ معترضہ کا جواب

قبل اسکے کہ ہم جنگ لیلۃ الہریر کے حالات بیان کرین۔ ہمکو ایک اتفاقی جملہ معترضہ کا جواب دینا ضروری معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ باوجودیکہ یہ بحث ہماری موضوع تالیف کی بظاہر خلاف ہے مگر مذاق زمانہ کے موافق ضرور ہے۔ آجکل سیاسی مضامین اور سیاسی بحث و تمحیص جس شوق و دلچسپی سے پڑھی جاتی ہین وہ بالکل ظاہر ہے۔ غریب مولف کو دونون پہلو سنبھالنے ہین۔ موضوع تالیف کو مدنظر رکھنا ہے اور مذاق زمانہ بھی۔ غرضکہ دونون طرف تالیف کی خدمت کرنی ہے ع خیال خاطر احباب چاہیئے ہر دم ٭ انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینون کو۔

جس جملہ معترضہ کے جواب کیطرف ہم نے حوالہ دیا ہے وہ یہ ہے کہ معاویہ کا جو خط امیر المومنین علیہ السلام کے نام لکھا گیا ہے۔ موجودہ زمانہ کے ماہرین سیاست اوسکے مستدعیانہ مضامین کو دیکھکر۔ اگر اوس موقع پر موجود ہوتے تو اپنے موجودہ طریقہ و تجارب عملی کے مطابق امیر المومنین ؑ کو اوسکے قبول کر لینے اور مان لینے کی صلاح دیتے۔ اور اگر وہ موقع ہاتھ انکو ہاتھ نہ آیا تو اسوقت بھی واقعات کی صرف سطحی اطلاع و خبر رکھکر وہ بیدھڑک اس کہنے پر آمادہ ہوجائینگے کہ حضرت امیر المومنین ؑ کو دنیا کے پولیٹیکس (Politics) نظام سیاسی مین مہارت نہین تھی۔ اگر ہوتی تو آپ کبھی معویہ کی اس ملتجیانہ استدعا کو نامنظور نفرماتے

ہم عرض کرتے ہین کہ ایسی رائے قائم کرنیوالون کو اپنی رائے کے اظہار سے پہلے جانبین کے ذاتی حالات کو پورے طور سے مطالعہ کر لینا تھا۔ عام لوگون سے قطع نظر کر کے اگر یہ بزرگ حضرات۔ امیر المومنین اور معویہ کے باہمی اختلاف فطرت کو سمجھے ہوتے اور اسکے ساتھ دونون کے مختلف اخلاق و مذاق۔ اور انکے مخالف و متضاد طریقہ عمل پر پورا عبور و اطلاع حاصل فرما چکے ہوتے تو پھر بیساختہ ایسی غلط رائے کا اظہار پر جرات نفرماتے اور امیر المومنین ؑ کی تجویز کو سیاسی نقطہ نظر سے خلاف مصلحت نہین کہہ سکتے تھے۔

سب بحثون کو چھوڑ کر اور حق و ناحق کے جھگڑون سے علحدہ رہکر اگر صرف معویہ کے استرداد استدعا کے مسئلہ پر سیاسی نقطہ نظر سے غور کیا جاوے تو حقیقت حال یون معلوم ہوتی ہے۔ کہ ایک فرمانروا سے بیکوقت دو ماتحتی ریاستین بغاوت پر آمادہ ہوئین۔ انمین سے ایک کو شکست ہوئی۔ اب وہی فرمانروا اوس سے فارغ ہوکر دوسری کی تنبیہ و اصلاح کیطرف متوجہ ہوا۔ اوس نے اپنی جنگی طیاریون سے پہلے۔ ریاست ماتحت کو فتنہ و فساد سے بچنے۔ یکجہتی و یکسوئی۔ صلاح و رفاہ اور استحفاظ قوانین ملکی و قومی کیطرف۔ پھیرنا اور مائل کرنا چاہا۔ خط لکھے۔ قاصد بھیجے۔ کمیشن باقاعدہ روانہ کئے۔ اور معاہد مخالفین کے ناکامیاب نتیجون کو دکھلاکر۔ جو اس سے قدر و منزلت مین کم نہین تھے۔ متنبہ کرنا چاہا۔ اور عبرت دلانی چاہی۔ مگر اس نے کچھ نہ سنا۔ آخرکار ہر طریقہ و ذریعہ سے مجبور ہوکر تلوار سے کام لینا پڑا ہزارون جانین تلف ہوئین۔ مگر تاہم اوس رئیس ماتحت کو افسوس نہ آیا اور وہ اپنی بغاوت پر اوسیطرح قائم رہا۔ لیکن اب ایسے وقت

خاص وقت مین کہ مقابل کے حملات سے عاجز آگیا - اور اوسکی ہمراہی فوج بھی نصف سے زاید کٹ چکی - جو بچگئی وہ بالکل بیدل اور منفعل ہوگئی ہے - تب وہ اپنے بیشمار مقتولون کی تلافی مین پھر اوسی شے کی استدعا کرنیلگا اور پھر مرکزی حکومت سے پوریطور پر زاد اور خود مختار کیسے جانیکی شرط پر اصرار باقی رکھنے لگا - جن امور کی بنا پر سیہ معرکے پڑے اور ملک وقوم کو بڑے بڑے نقصانات اوٹھانا پڑے تو ایسا فرمانروا سے سلطنت جو ایسے اور اتنے نقصانات ملکی ومالی وجانی اوٹھاکر اور اتنی بڑی سعی وکوشش بجالاکر ایسی استدعا کو قبول کرلے اور اسکو وہی شے واپس دیدے جو ان تمام مصیبتون کا باعث ہوچکی ہو تو ایسے فرمانروا کے ملکی کی نسبت البتہ کہا جاسکتا ہے کہ اوسکو امور سیاسی کی دیکھ بھال اور استقلال مین بہت کم حصہ ملا ہے اور وہ اپنے مخالف کے مقابلہ مین اپنی قوت وہمت کے اظہار سے پہلے اپنی بزدلی ضعف او کمزوری کا اقرار کرتا ہے

جن لوگون نے اسلامی تاریخین پڑھی ہین وہ فوراً سمجھ جاوینگے کہ امیرالمومنین علیہ السلام کی خلافت مین جو مصیبتین پیش آئین اور جو دشواریان پیدا ہوئین اونکی یہی صورت تھی اور بصرے سے لیکر شام تک کے معاملات کی بنا بغاوت کے مساوی اصول پر قائم تھی - ان مساوی حالتون مین اگر امیرالمومنین اُنکی موجودہ استدعا کو قبول کرلیتے تو آپ کا یہہ منظور کرلینا انکے تمام حقوق باطلہ کا تسلیم کرلینا ہے اور ممالک اسلام پر انکی پوری حقیقت اور حقیت کا اقرار کرلینا ہے اور اس تسلیم اعتراف کی بعد معاملات بصرہ اور معرکہ جمل کے استحقاق اور جواز مین بھی یقینی شک اور شبہہ پیدا کردیتا ہے -

معویہ کی موجودہ استدعا پر کیا منحصر ہے - اس سے تین برس پہلے تو آپنے اپنی خلافت کے ابتدائی زمانہ مین مغیرہ ابن شعبہ کی رایے سے کیون اتفاق نہین کرلیا؟ اور معویہ کو امارت شام پر قائم رکھے جانیکے جواب مین

مَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّينَ عَضُدًا

مین گمراہون کو اپنا دست کین نہ بناون گا

کیون ارشاد فرمایا؟ اس استدعا کے قبول کرلینے سے اسلام کے قومی اور سیاسی اصول خصوصی مین فساد پیدا کرنا تھا - پھر خلافت اسلامی کسی اصول سیاسی پر قائم نہ رہتی - ہر مجموعاً اختیار ہوجاتا کہ چاہیے ایک ہی وقت اور زمانہ مین اسلامی خلافت پر ایک کی جگہہ دو دو - تین تین خلیفہ ہون - کچھہ پروا نہین - اور ہر خلیفہ کتاب وسنت کو چھوڑ کر اپنی مرضی کے مطابق کام کرے - کوئی اندیشہ نہین - نہ قرآن کی ضرورت نہ حدیث کی احتیاج - اگر اسلام کو چودہ سو برس کے بعد بگڑنا تھا اور مدینہ کی خلافت اسلامیہ کو بیسوین صدی عیسوی مین - حجاز - یمن - عراق - شام کی موجودہ طائف الملوکی کی صورت پکڑنا تھا تو وہ اوسیوقت یہہ صورت وحیثیت اختیار کرلیتی - ایک شام مین خلافت کی مسند لگتی - ایک مدینہ مین اور ایک کوفہ مین پھر ایسی حالت مین - دنیا کے وہی ارباب سیاست - وہی اصحاب حل وعقد - اگر اسلام کے برباد او متفرق ہوجانیکی وجہہ ڈھونڈھتے اور اسکی اندرونی خرابیون کو تحقیق کی نظر سے دیکھتے - تو آج اسکی خرابی او تباہی کی اصلی اور آخری وجہہ کس پر قائم ہوتی - اور اسکا باعث اور بانی ومبانی کون ٹھہرتا - وہی جسنے اپنے زمانہ مین اس خرابی کی بنیاد ڈالی اور جس نے اپنی سیاسی کمزوری اور انتظامی ضعف واضمحلال کی وجہہ سے اپنے فریق کے ناجائز حقوق کو قبول کرلیا - جن کا وہ پہلے بڑی سختیون سے انکار کررہا تھا

تسلیم کرلیا جایے کہ شام کے معاملات اس استدعا پر تمام کردیے جاتے او معویہ ابن ابوسفیان ملک شام لیکہ علیحدہ

ہوجاتے تو زمانہ کے اہل انصاف امیر المومنین ؑ کے اس طرز عمل کی نسبت اپنی کیا رائے قائم فرماتے - یہ تو ہر شخص جانتا ہے کہ جسطرح جنگ صفین کے معاملات معویہ سے متعلق تھے ویسے ہی عراق کے تعلقات طلحہ و زبیر سے - جیسے معویہ شام کو مستدعی تھے ویسے ہی طلحہ و زبیر عراق کے متمنی - فرق اتنا تھا کہ معاویہ مدت سے اپنی مطلوبہ علاقہ پر متصرف تھا - اور طلحہ و زبیر مستفیض ہونیکی امید رکھتے تھے - ملک شام کے تفویض کر دیے جانیکی بعد زمانہ کے عدالت پسند مدبر او سیاوات قائم کرنیوالے ارباب سیاست ضرور کہتے کہ جسطرح معویہ کی درخواست قبول کرلیگئی او شام کا ٹکڑا دیدیا گیا اسیطرح - طلحہ و زبیر کو بھی حکومت عراق سپرد کر دینی عین انصاف اور مساوات کا مقتضی تھا - بلکہ انکی نسبت تو امیر المومنین ؑ کو اپنے سے زیادہ رعایت کرنیکا موقع حاصل تھا - کیونکہ طلحہ و زبیر دونوں آپ کی بیعت کر چکے تھے - معاویہ کو انکے برعکس ابتک انکار بیعت پر اصرار تھا - شام کی درخواست کیجاتی ہے - مگر بیعت سے انکار ویسا ہی ہے - کیونکہ اس خط کے کھلے الفاظ مین لکھدیا گیا ہے کہ شام کی امارت دیجائے مگر بیعت سے معاف رکھا جاوے

اگر دنیا کے بھی پولیٹکس مین اور پولیٹکل اصول انھین کے نام مین - جنکا احترام جنکی پابندی دنیا کے تمام فرمانروان پر واجب ہے تو ہم خیال کرتے ہین کہ انکا سچا پابند اور پیرو فرمانروا بہت جلد اپنا ملک کھودے گا - اور تھوڑے ہی دنون مین وہ اپنے تمام افسران ماتحتی پر ملک محروسہ کے تمام علاقے باری باری کرکے تقسیم کر دیتا اور خود دامن جھاڑکر مسند خلافت سے اوٹھ کھڑا ہوتا - کیا اوسوقت امیر المومنین علیہ السلام کے پولیٹشین ([illegible]) ہونیکا یقین کیا جاتا ؟ جب معویہ کو شام - طلحہ کو بصرہ - زبیر کو کوفہ - عبداللہ ابن عامر کو مکہ - ضحاک ابن قیس کو الجزائر - یعلی ابن منیہ کو یمن اور معویہ ابن خدیج کو ممالک افریقیہ کی مسلم اور خود مختار حکومت سپرد کر دی جاتی اور صرف مدینہ پر قناعت کرکے خلیفہ عصر مرقد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گوشہ نشینی اختیار کرکے چپکا بیٹھ رہتا - پھر اسکے بعد بھی ممکن تھا کہ تھوڑے دنون کے بعد کچھ لوگ ایسے بھی پیدا ہو جاتے جو ان بچے بچائے ہوئے شہرون کو بھی اوس سے علحدہ کر لیتے اور وہ اپنے مقررہ اصول پالیسی کا خیال کرکے انکو بھی عطا کر دیتا - تب جاکر اوسکا یہ طرز عمل اصول سیاست کے معیار پر کامل اوترتا اور تب اوسکے یہ نظام سیاست مقتضی عدالت سمجھے جاتے - اسکے بعد امیر المومنین علیہ السلام کی کیا صورت اور مقدار و حیثیت قائم ہوتی - فاعتبروا یا اولی الابصار - شاید ہمارے زمانہ کے ارباب سیاست نے اوسوقت کی خلافت کو داؤد خامس - اخر خلیفہ ترکی کی خلافت کے انداز و پیمانہ پر قیاس کیا ہے -

ان تمام واقعات پر خلافت کی تمام عظمت و اقتدار کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اوسوقت کی مصالح اور ضرورت زمانہ کچھ لحاظ رکھتے ہوئے ایک محقق مدبر ضرور بول دیگا اور سچ بول دیگا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے وقت میں ان معاملات کے متعلق جو کیا وہ ضرورت وقت کے بالکل مطابق تھا اور جو ضرورت مصلحت وقت کے موافق کیا جاوے اوسی کا نام پولیٹکس ہے

صفین کی جنگ اخیر
لیلۃ الہریر

اوپر بیان ہو چکا ہے عمار یاسر رض کے واقعہ شہادت کے بعد ہی - فوج شام سے امیر المومنین کی فوج پر شدید حملہ شروع ہو گیا تھا معویہ کی فوج نصف سے زیادہ کٹ چکی تھی - اوس پر زیادہ یہ ہوا کہ آج رات بھر لڑائی ہوتی رہی - امیر المومنین علیہ السلام بالنفس النفیس شریک جنگ تھے - بقول مورخین متفقہ

طور پر پانچسو بتیس اور بقول علامہ ابوالسعد سمنانی اپ دو نوسو تیرہ کو بہن اور یہ بیانی ہوئی بات ہے کہ جب آپ کسی مخالف کو قتل کرتے تھے تو تکبیر کہتے تھے اس حساب سے نوسوا دمی تو تنہا آپ نے قتل فرمائے

اتنی خونریزی پر بھی جس وقت امیرالمومنینؑ کی نظر مقتولین پر پڑتی تھی تو آپ بیحد پشیمان ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ بارگاہ الٰہی مین دست بدعا ہوکر دعاے عافیت تلاوت فرماتے تھے او مقتولین کی لاشون کا انبار کو دیکھکر ذیل کے اشعار جنکا اردو ترجمہ حسب ذیل ہے۔ بار بار پڑھتے تھے۔

شب سیاہ کی تاریک چادر جمون پر پھیلی ہوئی ہے۔ راہوار سواری کے نہایت تیزی سے
بھاگ گئے جاتے ہین۔ زخمی لوگ خواب مرگ مین ہین۔ اونپر زخم چھپائے ہوئے ہین۔ نجات
پانی انلوگون نے اورکشادگی اونکی ظاہر ہے۔

معاویہ کا خوف اور اضطراب

امام ابوالسعد السمنانی۔ معجم کبیر طبرانی کی سند سے لکھتے ہین کہ معویہ کی خاص زبانی مرقوم ہے کہ مین اوسوقت ہر طرف سے مایوس ہوکر اپنی جان بچانے کے حیلے اور وسیلے ڈہونڈھ رہا تھا۔ اوسوقت میرے خیال مین دو باتین آئین۔ ایک تو یہ کہ مین عبداللہ ابن عباس کے ذریعہ سے اپنا حال امیرالمومنینؑ کیخدمت مین عرض کرون اور اونکے وسیلہ سے جسطرح میرا باپ اپنی بغاوت سے آخرکار تائب ہوکر رسول اللہ صلعم کی خدمت مین اونکے باپ حضرت عباسؓ کے ذریعہ سے پہونچا تھا اوسیطرح مین بھی اونکی وساطت سے امیرالمومنینؑ کی حضوری مین حاضر ہوجاؤن اور اون سے مکہ چلے جانیکی اجازت مانگ لون۔ دوسری یہ کہ اگر یہ بات میرے لئے ممکن نہو تو پھر مین قیصر روم کے پاس جاکر پناہ گزین ہون

اہل شام کا عام اضطراب

یہ تو معاویہ کی خاص پریشانی تھی۔ فوج کی غیراطمینانی اور انتشار کا یہ عالم تہا۔ جیساکہ علامہ طبری لکھتے ہین کہ اہل شام نے ہرطرح سے عاجز آکر ایکبار قصد فرار مصمم کر لیا تہا۔ اونکی گھبراہٹ اور اضطراب کی یہ نوبت پہونچی تھی کہ بہت سے جوان بچے۔ اور بوڑھے لشکر شام سے نکل کر اہل عراق کو مخاطب کرکے نہایت الحاح و منت سے فریاد کرتے تھے اور چلا چلاکر کہتے تھے کہ خدا کے لئے ان معدودے چند نفوس پر ترس کھاؤ اون مین چند ہزار باقی رہگئے ہین۔ رحم کہاؤ۔ اور عورتون اور بچون پر ترحم کرو۔ اور اب لڑائی کو تمام کرو

طبری جلد چہارم ص ۵۰۰ روضۃ الصفا جلد دوم ص ۴۴۳ مسعودی کتاب الصفین ص ۷۵

صفین کی اصلی جنگ ختم ہو گئی

دنیا کے بڑے بڑے جنگی اور فوجی کارنامے دیکھنے والے اور بہت سے ایسے بزرگ جنکو علمی مذاق کیطرف زیادہ توجہ ہے اور اسوجہ سے اونھون نے اگر دنیا کی مختلف تاریخین بہت دیکھی ہین۔ صرف اسلامی واقعات ہی تک اپنی حد تحقیق کو محدود رکھا ہے تو وہ صفین کے حالات کو یہان تک پڑھکر ان معاملات کا کیا تصفیہ کرینگے اور معرکہ کارزار کے ان کھلے ہوے واقعات اور جنگ و پیکار کے ان مشاہدات کو وہ کیونکر امیرالمومنینؑ کی فتح نہ کہین گے۔ ہمکو اونکی تحقیق انیق اور عقل سلیم سے یقین کامل ہے کہ وہ صفین کے حالات کو یہان تک پڑھکر بغیر کسی تحریک کے نہایت آزادی سے یہ فیصل کر دینگے کہ اہل عراق نے اپنے حریف مقابل اہل شام کے کامل شکست پہونچانے مین کوئی کسر باقی نہین رکھی اور اسیطرح اہل شام سے لیکر امیر شام تک نے اپنی تنہائی مایوسی۔ مجبوری۔ اضطرار و انتشار کے اظہار مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا۔

صفین کے معاملات یہان تک ایسے تھے جنکو جنگ سے تعلق تھا اور جانبین کی قوت - ہمت اور شجاعت کے مظاہرے تھے - مگر اب اہل شام - اسکے برعکس اپنی بزدلی - کھلے فریب اور صاف صاف دغابازی اور صریح مکاری اور حیلہ سازی سے کام لینے لگے - اگرچہ انکا سامان پہلے سے ہوتا ہو اور اسکی مختلف ترکیبین اور متفرق تدبیرین برابر خفیہ طور پر جاری ہون لیکن وہ ایسی مخفی صیغہ راز مین رہتی تھین جنکا گمان بھی نہین کیا جا سکتا تھا - اب تو صفین کا میدان جنگ دغابازی حیلہ سازی کی طلسمی جولانگاہ بنا ہوا تھا - کمی وقت کی اعتبار سے یا خود اپنے موجودہ انتشار سے اہل شام کو اتنی فرصت اور تنہا اطمینان کہان حاصل تھا کہ وہ اپنے اظہار مکاید سے پہلے سابق کیطرح اسکے چھپانے کی فکر کر لین تب ظاہر کرین یہان تو گردنین تلوارون کے نیچے آچکی تھین - غنیم کا غلبہ ہوچکا تہا - شکست کامل کے آثار نمایان ہو چکے تھے - گرنیر ہیر کمرین کس چکی گئی تھین - ضرورت کے مطابق رابطہ نہ بچا تھا - اعانی اعان اللہ کی صدائین بلند ہو چکین تھین امانی امان اللہ کی فریادین اوٹھ چکی تھین - اب ایسے وقت مین اظہار یا غیر اظہار کا خیال کیسا - جو جسکی سمجھ مین آوے وہ کرے اور جس سے جو بن آئے وہ کر بیٹھے - چاہے خدا کے خلاف ہو - رسول اللہ صلعم کے ناگوار - دین رہے - مذہب ٹوٹے - اسلام جائے - ایمان پر زوال آئے - خلوص مین کمی ہو - اعتقاد مین خلل پڑے - یہ سب کچھ ہو - مگر جان بچے - اور موت کے پنجہ سے مخلصی ہو -

معمولی سپاہی سے لیکر امیر شام تک شام والون کی حالت ایک تھی - معویہ کے خود حواس بجا نہ تھے - وہ کسکو سمجھاتے - اب نہ اونکی زبان مین اتنی گویائی تھی اور نہ عقل مین رسائی کہ اپنی فوج کی گرتی ہوئی دیوار کو سنبھالتے - اگر اسوقت انکو کسی کا خیال تھا تو وہ صرف اپنی جان عزیز تھی - کہان کی فوج - کہان کا انتظام -

عمرعاص اور حیلہ حفاظت جان کرساتھ ہتک قرآن

تمام تاریخون کا اسپر اتفاق ہے کہ آخر کار یہ اپنی گھبراہٹ اور انتشار مین اپنی وزیر باتدبیر عمرعاص سے کہنے لگے کہ اب کیا کیا جائے - تیرے وہ حیلے جسکے خزانے تیرے پاس بھرے تھے کیا ہوئے - آج وہ کام نہ آئینگے تو کسدن کام آئین گے - اعثم کوفی ص ۳۳۷ - ترجمہ مسعودی دہلی ص ۷۶ روضتہ الصفا جلد دوم ص ۲۴۰ تاریخ طبری جلد چہارم ص ۵۰۰ سوانحعمری علی علیہ السلام ص ۳۶۷

تاریخ طبری کے مطابق عمرعاص نے جواب دیا کہ کیا کہین کچھ کہا نہین جاتا - حیلے تو قریب قریب سب خرچ ہو چکے مین صرف ایک حیلہ باقی رکھا ہے وہ یہ ہے کہ فوج شام سے کہو کہ جلد قرآن نیزون پر باندھکر بلند کر دیے جائین اور اہل عراق کو دکھلا کر پکارین کہ ہم تمہارے درمیان کلام خدا کو دیتے ہین - تم لڑائی کو موقوف کر دو - اہل شام نے فوراً تعمیل کی - پانچسو کلام اللہ نیزون پر بلند ہو گئے - عام اس سے کہ کلام اللہ ہو یا کلام اللہ کے ایسی کوئی اور شے - اونکو بلند کر کے اہل شام نے ادعوکم الی القران کی سرنفلک چیخ پکار بلند کی - اس تدبیر نے تیز دہ بیدنے پوری تاثیر کی اور اسکی فوری تاثیر کی اصلی وجہ وہی معویہ اور عمرعاص کی رشیدہ دوانیان اور مخفی رشوت ستانیان تھین جو لشکر عراق مین اشعث ابن قیس کندی - حصین ابن منذر - مسعر ابن فدکی اور زید ابن حصین وغیرہم کے ساتھ جاری تھین - اکثر امرا و اعیان سپاہ امیر المومنین علی از معویہ رشوتہا گرفتہ بودند - روضتہ الاحباب و احباب السلام

پہر کیا تہا - امیر المومنین علیہ السلام کیا اگر خدا کے علام بھی سمجھانے آتا تو وہ نہ سمجھتی - امیر المومنین علیہ السلام کو اسکی خبر ہوئی تو آپ نے مختلف خطبات اور متعدد تقریرون مین اہل شام کی اس کھلی مکاری اور عیاری کو روشن کر دیا - لیکن اونھون نے نہ سنا - اور سنتے تو کیسے - یہان تو دہن ند قیبتہ سو رہے تھے اور انکھین سیم و طلا سے خیرہ - ہمکو ان تمام واقعات کی بہر لینے کی ضرورت

نہین۔ اسلیے کہ یہ تفصیل میرے موضوع تالیف سے باہر ہے ہمکو آل امیہ کی شجاعت۔ استقلال اور عفو و واگذاشت کی حقیقت دکھلانی ہے۔ جنکو باب المفاخرت مین طرفداران بنی امیہ اور مددگاران معاویہ نے بڑے دعوون کے ساتھ اپنی تقریرون مین بیان کیا ہے اور ان اوصاف کو بنی امیہ کی خصوصیات بتلایا ہے۔ عرب کی جنگی کارنامون مین صفین کے معرکہاے قتال۔ بدر و احد۔ خندق و خیبر کی کارزار سے کسیطرح کم نہین ہین۔ جہان تک ہمارے موضوع سے تعلق تھا ہم نے ہر معرکہ مین پوری تفصیل سے بنی امیہ اور معاویہ کی ان صفتون پر کافی روشنی ڈال کر دکھلا دیا ہے کہ مشاہدات تاریخی سے تو انکے دعوون کے خلاف یہ اوصاف و محاسن انکے تو نہین بلکہ انکے فرد مقابل بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کی خصوصیات ثابت ہوتے ہین جہان تک شجاعت۔ مردانگی ہمت اور استقلال۔ یا عفو و واگذاشت کو واقعات جانشین کے حالات مین ملتے گئے ہم لکہتے گئے۔ اب یہ حالات و واقعات تو ختم ہو گئے۔ اور مکر و فریب۔ دغا بازی و حیلہ سازی کی بدکاریان اون شجاعانہ محاسن اور مردانہ اوصاف کی جگہہ شروع ہو گئین۔ جیساکہ ہم اوپر لکھکر بتلا چکے ہین تو اگر یہ بدکاریان۔ بداخلاقیان۔ بزدلیان اور خود غرضیان بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کے کسی قول و فعل مین پائی جاتین تو ہم البتہ جانبین مین اسکے تقابل و توازن کا بھی قصد کرتے۔ مگر جب ایک فریق کی فطرت مین اون برائیون کا نام ہی نہین تو ہم ان واقعات کی تفصیل ہی کر کے کیا کرینگے۔

عمر عاص۔ مروان۔ زیاد بن سمیہ وغیرہم۔ مویدین و متبعین معویہ نے بڑی غلطی کی کہ مفاخرت کے دنگلون مین جہان بنی امیہ کی شجاعت و دلیری وغیرہ اوصاف کو اونکی خصوصیات بتلائی تھی وہان ان ذمائم و قبائح مین بھی اونکی عدیم المثالی اور نادر الوجودی کی ایک کڑی اور کیون نہ بڑہا دی۔ اسمین کوئی شک نہین کہ انکے اس دعوے مین اونکی جیت تھی۔ اسلئے کہ شجاعت و دلیری۔ یا عفو و حلم وغیرہ کے دعوے تو اسوقت سے لیکر قیامت تک کرتے رہین۔ بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کے آگے چل نہین سکتے اور نہ دنیا کا کوئی فرد واحد اوس آج سے قیامت تک مان سکتا ہے۔ ہان اپنی ان خصوصیات مین وہ اپنے مقابل سے بڑھ جاتے اور ہم خود اونکو یقین دلاتے ہین کہ اونکے مقابل حضرات بنی عبد المطلب و بنی ہاشم مین کوئی متنفس بھی انکے مقابل نہ مل سکتا اور وہ اپنے خصائص مین اون پر البتہ ترجیح بالمرجح حاصل کر لیتے۔

اس مکر و حیلہ نے گروہ خالصین کو جماعت خارجین سے علحدہ کر دیا۔ جبکہ راس الرئیس اشعث ابن قیس الکندی نکلا حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے گروہ مخلصین کی تخفیف ہائیان اور ان بد اعمالون کی مجنونانہ ہیجان اور موجودہ فتنہ و فساد کی عالمگیر فضا پر غایت مصلحت بینی سے غور فرماکر مالک ابن اشتر کو میدان جنگ سے واپس بلا لیا اور بقول ایک غیر مسلم مورخ کے اپنی حاصل کردہ فتح کو واپس فرما دیا۔" اور گروہ خوارج کو مخاطب کر کے جو صبح سے خیمہ خاص کو گھیرے ہوئے تھے۔ ذیل کا خطبہ ارشاد فرمایا۔

یا ایھا الناس ان اخذت امری لم یزل معکم علی ما احب الی ان اخذت منھم الحرب وقد واللہ اخذت منکم و ترکت و اخذت من عدوکم فلم یترک الی و انھک الا انی کنت امس امیرا فاصبحت الیوم

اے لوگو۔ تم لوگ ابتک میری خواہش کے مطابق میرے ساتھ رہکر اس قوم کے ساتھ جنگ کرتے تھے تا اینکہ طرفین سے بہت سے آدمی کام آئے مگر زیادہ تر اسمین صدمہ دشمن کو پہونچا چنانچہ اب بھی ہم مین بہت سے آدمی مردان نبرد موجود ہین۔ اور اونکا حریف کا اقرب قریب

ما موصراکنت لاهیا فاصبحت منتهیا وقد احببتم البقاء ولیس لی ان احملکم علی ما تکرهون

خاتمہ ہوچکا ہے۔ لیکن کل تک میں تمہارا امیر تھا اور حاکم اور راج تھا۔ آج ہوں اور محکوم ہے کل تک تمکو امر و نہی کرتا تھا اور راج تم مجکو امر و نہی کرتے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ تم نے حیات و بقا کو دوست رکھا اور جنگ و ہلاکت سے کراہت کی اب ہو میں اتنا مقدور نہیں رکھتا ہوں کہ تمہاری طبیعتوں کے خلاف کروں یا تم لوگوں کو اسکی تعمیل پر مجبور کیا جائے۔ نہج البلاغہ ۱۸۱

اب ہم آپ کے اس آخر خطبہ خلافت کو آپ کے اول خطبہ خلافت کو ذیل میں لکھکر مقابل کرتے ہیں اور دکھاتے ہیں اور لفظ بلفظ مسئلہ امامت و امر خلافت میں بیلوثی۔ بیتعلقی اور آزادی و استغنا ویسا ہی پاتے ہیں۔ چنانچہ مورخ ابو الفدا لکھتے ہیں کہ جب تمام اہل سلام آپ کے پاس عرض خلافت لیکر آئے تو آپ چند احباب خاص کے ہمراہ بیت الشرف میں تشریف فرما تھے۔ تفسیر قرآن کے متعلق کچھ ارشاد فرما رہے تھے کہ اہل اسلام آئے اور استدعائے قبول خلافت لائے۔ آپ نے اونکی عرض کے جواب میں جو ارشاد فرمایا وہ یہ ہے

ایہا الناس۔ اگر تم لوگ مجھکو اپنا حاکم و امیر کرنا چاہتے ہو تو میں تمہارے اختیار میں ہرگز نہ ہونگا تمہاری رفاہ و فلاح اور ترقی و اصلاح کے لئے مجھکو جو ضروری معلوم ہوگا وہ میں خود انجام کرونگا۔ میں تمہارا محکوم بنکر حاکم ہونا کبھی پسند نکرونگا اگر تم نے کسیوقت میری متابعت نہیں کی اور میری اطاعت سے انکار کیا تو میں اوسیوقت امر خلافت سے دست بردار ہو تمہاری ہی طرح (ایک فرد مسلم) ہو جاؤنگا۔ ترجمہ تاریخ ابو الفدا مطبوعہ مطبع انصاری دہلی ص ۱۴۲

محققین دونوں خطبوں کی عبارتوں کو ملا کر سے بیان کی تصدیق کر لیں اور دیکھ لیں کہ امیر المومنین علیہ السلام نے امر خلافت کی نسبت جس بیلوثی۔ استغنا اور آزادی کا اظہار اول روز کیا تھا بالکل اسی اس آخر خطبہ خوارج میں بھی اوسی بے غرضی۔ بے سروکاری اور آزادی مطلق کا مظاہرہ فرمایا۔ باب المفاخرت میں بنی امیہ اور معاویہ کے موئدین نے اپنی تقریروں میں اپنے جن استقلال عملی اور آزادی کے دعوے کئے ہیں جو شہادات تاریخی کے معیار پر سوائے زبانی لفاظی کے عملی واقعات کی صورت میں نہیں وہ فخر بنی ہاشم و بنی عبد المطلب حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے اس استقلال عملی اور آزادی کی عدیم المثال مثال دیکھکر سرنگوں ہو جائیں اور یقین کر لیں کہ قدرت کیطرف سے وہ ان تمام محاسن و اوصاف سے ابد الآباد تک محروم رکھے گئے ہیں اور سید قیص سے یہ تمام کمالات و فضائل انھیں حضرات قدسی صفات کی خصوصیات قرار دیے گئے ہیں وَاِنَّ هٰذَا فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ

اِنَّهٗ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

ابتدائے قصہ تحکیم — اب تو عمرو عاص کی زنبیل عیاری کھل گئی تھی۔ اور اوسکے اثر گیر بادے ہر طرف پھیل چکے تھے اور ہر امر میں اوسکے کامل اثر نمایاں تھے۔ جب تحکیم کا مسئلہ پیش ہوا تو پھر امیر المومنین علیہ السلام کیطرف سے گروہ خوارج کو بتلا دیا گیا کہ اہل عراق کیطرف سے ابو موسی الاشعری کو حکم مقرر کرنا کسیطرح مناسب اور مفید نہوگا۔ اونکی جگہہ پر عبد اللہ ابن عباس مقرر کئے جا دیں۔ عذر ہوا کہ آپ کے عزیز ہیں۔ ارشاد ہوا کہ مالک ابن اشتر کو مقرر کر دو۔ نامنظور ہوا۔ اور کیونکر نہوتا۔ وہاں تو ابو موسی الاشعری کی نامزدگی کے اوپر پہلے ہی سے بڑی بڑی رشوتوں کی قیمتیں شیر مادر ہو چکی تھیں اور بڑے بڑے انعامات و عطایات کے وعدہائے واثق المضاعف تھے۔ ایسی حالت میں امیر المومنین علیہ السلام کیا تدبیر کیسے منظور ہوتے۔ امیر المومنین کا ابو موسی کے تقرر سے انکار کا سبب ظاہر ہے۔ امام عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں

کان ابو موسی منحرفا عن علی رضی اللہ عنہ — ابو موسی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منحرف تھے۔

ہم پہلے لکھہ چکے ہین کہ امیر المومنین علیہ السلام معاملات خوارج سے علیحدہ ہو چکے۔ مگر ہان ابتک انکی غلط کاریون کے موقع پر انکو صرف اپنی صائب رائے بتلاتے تھے جیسا کہ ابتدا آپنے قصۂ تحکیم مین ابوموسی اشعری کے انتخاب کی غلطی سے مطلع فرما دیا تہا۔ وہ سمانے جو نتیجہ ہوا اور عمر عاص نے ابوموسی کو بیوقوف بناکر اپنا کام نکال لیا۔ وہ مورخ ابوالفدا کی اصلی عبارت مین حسب ذیل ملاحظہ ہو۔

واتفق الحکمان فدعی عمرو ابا موسی ان یجعل الامر الی معاویۃ فابی ودعا ابوموسی عمرو ان یجعل الامر الی عبد اللہ ابن عمر بن الخطاب فابی ثم قال وما تری انت فقال تری ان نخلع علیا و معاویۃ ونجعل الامر شوری بین المسلمین فاظھر لہ عمرو ان ھذا ھو الرأی ووفقہ ثم اقبلا الی الناس فقد اجتمعوا وقال ابوموسی ان اینا قد اتفق علی امر نرجوا بہ صلاح ہذہ الامۃ فقال عمرو صدق تقدم فتکلم یا ابا موسی فلما تقدم لحقہ عبد اللہ ابن عباس فقال لہ ویحک واللہ لقد اظن خدعک ان کنتما فقد اتفقتما علی امر فقدمہ قبلک فانی لا امن ان یخالفک فقال ابوموسی قد اتفقنا فحمد اللہ واثنی علیہ وقال ایھا الناس انا لم نری اصلح الامر ہذہ الامۃ من امر قد اجتمع علیہ رائی و رای عمرو وھو ان نخلع علیا و معاویۃ ونستقبل ہذہ الامۃ ہذا الامر فیولوا منھم من احبوا وانی قد خلعت علیا و معاویۃ فاستقبلوا امرکم وولوا علیکم من رائیتموہ لھذا الامر اھلا ثم تنحی واقبل عمرو فقام مقامہ وحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ان ہذا قد قال ما سمعتم وخلع صاحبہ کما خلعہ واثبت صاحبی فانہ ولی عثمان والطالب بدمہ واحق الناس بمقامہ فقال لہ ابوموسی مالک لا وفقک غدرت وفجرت فرکب ابا موسی ولحق بمکۃ حیاء من الناس وانصرف عمرو واھل الشام الی معاویۃ فسلموا علیہ بالخلافۃ ومن ذلک الوقت اخذ امر علی فی الضعف وامر معاویۃ فی التغلیبہ قال العلامۃ الراغب

جب جانشین یکے حکم ایک مقام (دومۃ الجندل) پر جمع ہوے تو عمر عاص نے ابوموسی اشعری سے استدعا کی کہ وہ معویہ کو خلیفہ تجویز کرین مگر ابوموسی نے انکار کیا۔ اسیطرح ابوموسی نے عمر عاص سے استدعا کی کہ عبد اللہ ابن عمر ابن خطاب خلیفہ مقرر کیے جاوین لیکن عمر عاص نے اسکو نہ مانا بعد ازان ابوموسی سے پوچھا کہ اب تمہاری کیا رائے ہے۔ ابوموسی نے کہا کہ میری تو یہہ رائے ہے کہ علی اور معاویہ دونو معزول کیے جاوین اور خلافت کا مسئلہ مسلمانون کی مشورت پر چھوڑ دیا جاے۔ عمر نے اس رائے کی تحسین کی اور کہا کہ مجھکو تمہاری رائے سے اتفاق ہے۔ یہہ گفتگو کر کے دونون شخص فریقین کی مجمع مین آے ابوموسی نے لوگون سے مخاطب ہوکر کہا کہ ہم دونون ادمیون کی رائین ایک ایسے امر پر متفق ہوئی ہین جو صلاح امت پر مبنی ہین۔ عمر عاص نے اسکی تصدیق کر کے ابوموسی سے کہا کہ جو رائے تم نے قائم کی ہے سب کے سامنے بیان کرو۔ ابوموسی اگے بڑھے تو عبد اللہ ابن عباس نے اون سے کہا کہ اگر عمر عاص نے تم پر یہ ظاہر کیا ہے کہ اوسکو تمہاری رائے سے اتفاق ہے تو واللہ مین خیال کرتا ہون کہ اوس نے تمکو دھوکا دیا اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے عمر عاص ہی کو تقریر کرنے کا موقع دو ورنہ پچھتاؤ گے ابوموسی نے اس پر کوئی اعتنا نہین کی اور کھڑے ہوکر بعد حمد و ثنا ے الہی کہا۔ ایھا الناس۔ مین مسلمانون کے لئے اس سے بہتر زیادہ صلح کی اور کوئی بات نہین دیکھتا کہ جس پر میری اور عمر عاص کی رائے متفق ہو چکی ہے۔ وہ یہہ ہے کہ معویہ اور علی دونو علیحدہ کر دیے جائین اور مسلمانون کا گروہ غور کرنیکے بعد جسکو چاہیے خلیفہ مقرر کر لے لہذا مین نے علی اور معویہ دونون کو معزول کیا۔ اب تملوگ غور کر کے جسکو چاہو خلیفہ مقرر کر لو۔ یہہ کہکر ابوموسی پیچھے ہٹے اور عمر عاص نے حاضرین کے سامنے کھڑے ہوکر حمد و ثناے خدا کے بعد کہا کہ جو کچھہ ابوموسی نے کہا وہ تملوگون نے سنا پس چونکہ ابوموسی نے علی کو علحدہ کر دیا جس سے مجھے بھی اتفاق ہے لہذا مین بھی علی کو علحدہ کرتا ہون اور معویہ کو خلیفہ مقرر کرتا ہون

فی المحاضرات انما غلب معویة علیاً لانه غایة الادلة المحاجة بالحیلة حل او حرم فثم لم یبالی بالدین ولا متفکر فی سخط الرب العلمین وعلیؑ لم یستعمل من الحیل الا من حل

کیونکہ وہ عثمان کے ولی اور انکے خون کا طالب ہی اور دوسرون سے زیادہ اونکی قائمقامی کے مستحق۔ یہ سنکر ابو موسی نے عمر عاص سے کہا کہ خدا تجھے توفیق نہ دے۔ تو نے سخت غداری کی اور بدکاری کی یہ کہکر اوسیوقت ابو موسی سوار ہوے اور شرم کے مارے مکہ چلے گئے

اور عمر عاص نے اہل شام کے ساتھ معویہ کے پاس جاکر خلافت کا مژدہ دیا۔ (مورخ ابو الفدا لکھتے ہین) اسیوقت سے حضرت علیؑ کے امر مین ضعف اور معویہ کے امر مین قوت آگئی۔ علامہ راغب کتاب محاضرات مین لکھتے ہین کہ معویہ کو حضرت علی پر محض اس وجہ سے غلبہ حاصل ہو گیا کہ معویہ ہر حیلے سے اپنا ہر کام نکال لیتا تھا۔ چاہیے وہ حیلہ حلال ہو یا حرام۔ کیونکہ معویہ کو نہ دین کی پروا تھی نہ خدا کا خوف تھا اور حضرت علیؑ کسی حیلہ ناجائز کو کام مین نہین لاتے تھے۔

حضرت امام حسنؑ کی شش ماہہ امارت مین معویہ کے مکروفریب

معویہ کو جو توقع تھی وہ اپنی فریب و دغابازی سے اور جو امید تھی وہ اپنے مکروحیلہ سے چنانچہ شاہدات تاریخی نے اوس کلیہ کو ثابت بھی کردیا میدان قتال مین نہ زور شمشیر انکے کام آسکا۔ نہ حسن تدبیر جو کچھ اچھا یا برا کام نکلا۔ وہ اوسی عالم فریبی سے جو اونکے فطرت کا تمغائے شرافت تھی۔

لشکر امام حسن مین سازشیں اور اغوا

حضرت امام حسن علیہ السلام سے بعد امیر المومنینؑ کے تمام مسلمانون نے بیعت کی (روضۃ الاحباب) بیعت کے بعد امام حسنؑ نے معاویہ سے مقابلہ کا قصد مصمم کرکے کوفہ سے کوچ کیا اور لشکر کے ساتھ مدائن مین قیام فرمایا۔ تاریخ ابن واضح مین مرقوم ہے۔

کان معویة یدس الی العسکر الحسن من یتحدث ان قیس بن سعد قد صالح معویة وتوجه الی عسکر قیس من یتحدث ان الحسن قد صالح معویه (الی ان قال) فاضطرب العسکر

معویہ نے یہ خفیہ کارروائی کی کہ ایک شخص کو مدائن بھیجا جہاں امام حسنؑ مقیم تھے اور وہان اوس نے یہ مشہور کرایا کہ امام حسنؑ کے سپہ سالار قیس بن سعد نے معویہ سے صلح کرلی اور اسیطرح دوسرے شخص کو قیس کے لشکر مین بھیجکر وہان یہ شہرت دلائی کہ امام حسن علیہ السلام نے معویہ سے صلح کرلی

جب دونون جگہون مین یہ خبر شایع ہوئی تو امام حسنؑ کے لشکر اور توابع مین سخت اضطراب پیدا ہو گیا

تاریخ ابن کامل ابن اثیر مین ہے۔

فنادی المنادی فی العسکر بالمدائن الا ان قیس قد قتل وانفروا فنفروا ابسرادق الحسن فنهبوا متاعه حتی نازعوه بساطا کان تحته

مدائن مین لشکر امام حسنؑ مین ایک منادی نے ندا کی کہ قیس ابن سعد تو قتل کردئیے گئے اب تم سب کو لازم ہی کہ یہان سے بھاگ جاؤ۔ یہ سنتے ہی لوگون نے امام حسنؑ کا کل اسباب لوٹ لیا اور خیمہ کی قناتین وغیرہ بلکہ وہ فرش تک جس پر آپ بیٹھے ہوئے تھے لیکر بھاگ گئے

حضرت عبد اللہ ابن عباس اور معاویہ سے سازش

صفین کے واقعات ہی سے اہل عراق کو دھڑا دھڑ رشوتین دیجا رہی تھین۔ دنیا کے بندے پیٹ کے غلام کھلم کھلی ایمان فروشی کر رہے تھے بیت المال مسلمین معویہ کا عین المال تھا وہ فی الحال اسی خرچ کے لئے گویا وقف تھا۔ صفین سے لیکر اسوقت تک کتنی رقم اس صرف خاص مین صرف ہوئی تھی۔ حساب نہین ہو سکتا

بالکہ واقعات تو یہ بتلاتے ہین کہ معاملات صفین سے زیادہ اسوقت رشوت کا بازار گرم ہو رہا تھا۔ صفین کے معاملات تک تو ہلکے سے پردے کی اوٹ بھی تھی۔ اور اب آج کل تو کھلے خزانون بڑی بڑی رشوتون کی لین دین جاری تھی۔

اپنے بھر جانبین تو غیرون کی شکایت کیا ہے۔ ملا مجلسی علیہ الرحمہ جلاء العیون مین لکتے ہین کہ کوفہ سے چلتے وقت حضرت امام حسن علیہ السلام نے عبد اللہ ابن عباس کو چار ہزار فوج کے ساتھ مقدمۃ الجیش بنا کر بھیجا تہا۔ مدائن پہونچکر قیس ابن سعد ابن عبادۃ الانصاری کو بارہ ہزار کی جمعیت سے معاویہ کے مقابلہ کو روانہ فرمایا تہا۔ اور خود دس ہزار کی جمعیت کے ساتھ مدائن مین قیام فرما تھے۔ اور حریف کی طرف سے شروع جنگ کا انتظار فرما رہے تہے۔ عبد اللہ ابن عباس کی فوج معویہ کی فوج سے متصل تھی اور گویا لشکر شام کی راہ روکے تھی اور قیس کا ماتحتی لشکر دو میل پیچھے حدود عراق مین پڑاو ڈالے تہا۔ طرفین سے خاموشی تھی اور کوئی آگے بڑھنے کی جرات نکرتا تہا۔ دو تین ہفتون تک یہی کیفیت رہی۔ اسی اثنا مین اپنی رشیدہ وابنون اور رشوت ستانیون کا کافی موقع مل گیا انھون نے بڑی کشادہ دلی سے بڑی بڑی رقمین اہل عراق کو دین اور انھون نے بھی بڑی کشادہ دستی سے قبول کرلین۔ ملا علیہ الرحمہ لکتے ہین کہ معویہ نے بڑی دلیری اور آزادی سے حضرت امام حسنؑ کے پاس ایک طول وطویل فہرست جسمین رشوت لینے والون کے نام اور وہ رقمین جو انکو دی گئی ہین بھتین تفصیل سے درج تہین بھجوا دی۔ پہر اوسی کتاب مین ہے کہ امیر شام نے عبد اللہ ابن عباس کے پاس ایک قاصد دو ہزار دینار کے ساتھ روانہ کرکے یہ کہلا بھیجا کہ نصف رقم اسوقت حاضر ہے نصف جب آپ چلے جاینگے تو پیشکش کی جاویگی۔ قاصد کے آتے ہی اور دو ہزار کی رقم پاتے ہی انکے قدم مین بھی لغزش مین آگئے اور یہ اوسی رات کو روپوش ہوکر معویہ کے پاس چلے گئے

تاریخ طبری فارسی مین انکے واقعہ کو حسب ذیل عبارت مین لکہا ہے۔

عبد اللہ ابن عباس نامہ کرد بمعاویہ تا اکنہ زود تیز نزد او بشہ دران شرط کہ شما از بیت المال بصرہ ازو نخواہید۔ معویہ اجابت کرد۔ عبد اللہ ابن عباس بشام رفت با آن خواستہ کہ داشت واز انجا بمکہ رفت

عبد اللہ ابن عباس نے خود معویہ کو لکھ بھیجا کہ ہم بہت جلد تمہارے پاس چلے آنے والے ہین مگر اس شرط پر کہ بیت المال البصرہ مین جو کچھ بھی ہو وہ مجھ سے طلب نکرو۔ معویہ نے فوراً قبول کرلیا۔ اور عبد اللہ ابن عباس تمام مال واسباب کے ساتھ شام چلے گئے اور وہان سے مکہ چلے گئے

طبری ج ۴ ص ۶۰۲

صلح سے لیکر وفات تک کے حالات

انھین اصحاب نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو آخر کار صلح قبول فرمالینے پر مجبور کردیا۔ اور حسب ذیل شرائط پر صلحنامہ لکھکر جانبین سے دستخط ہوگئے۔

(۱) معویہ درمیان امت کتاب خدا وسنت رسولخدا صلعم کے موافق عمل کرے گا۔

(۲) معویہ اپنے بعد کسیکو خلیفہ نکرے

(۳) شام وعراق ویمن وحجاز ہر جگہ کے لوگ معویہ کے شر وغدر سے امن مین رہینگے۔

(۴) جناب امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام اور جمیع اہل بیت وخویشان رسولخدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم سے معویہ کوئی مکر وغدر نہین کرے گا۔ اور نہ پنہان وآشکارا انکو کوئی ضرر پہونچایگا۔

(۵) اصحاب علی اور شیعہ اپنی جان ومال اور اہل وعیال کے ساتھ مطمئن رہینگے

(۶) خراج ملک سے ہر سال پچاس ہزار درہم معویہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی خدمت مین پہونچاتا رہے گا۔ اور علاقہ دارالبجرد

اہلبیتؑ کی گذران کے لئے واگذاشت کر دیا جائے گا
(۷) جناب امیرالمومنین علیہ السلام کو قنوت نماز میں یا او کسی موقع پر برا نہین کہا جائے گا۔
صلحنامہ کے یہ شرائط تہے - ان شرطون مین سے معاویہ نے ایک شرط بھی پوری نہین کی تاریخ کامل ابن اثیر مین
لم یف له معاویه بشی مما عاهد علیه معویہ نے انکی کسی عہد پر بھی وفا نہین کی جس کا اس نے اقرار کیا تھا۔
تاریخ کامل ابن اثیر کے علاوہ - تاریخ ابوالفدا - تاریخ طبری - تاریخ مسعودی - تاریخ ابن اعثم کوفی - تاریخ روضۃ الصفا
روضۃ المناظر - ریاض النضرہ - کنز العمال اور تذکرہ خواص الامۃ وغیرہ تمام کتب تاریخ سیر و احادیث مین بالاتفاق
یہی لکھا ہے کہ معویہ نے ان شرطون مین سے ایک شرط پر بھی وفا نہین کی۔
تمام شرطون کی تفصیلی عہد شکنی تو کتاب سرچمن - سوانح عمری حضرت امام حسنؑ علیہ السلام مین بیان ہو چکی ہے
اونکے دہرانے کی ضرورت نہین - ہمکو صرف تین شرطون کی عہد شکنی او خلاف ورزی کی تفصیلی کیفیت دکھلانی ہے جسکو
ہمارے موجودہ موضوع کتاب سے پورا تعلق ہے - اور جن سے معویہ اور اونکے موئیدین کے دعوے بنی امیہ کی او حسنا عفو و درگذاشت -
لطف و مراعات اور بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب پر غلبہ پاکر اونکے ساتھ رواداری و مساوات کے زعم باطل قطعاً باطل ہو جاتے ہین
اور جھوٹے ثابت ہوتے ہین

صلحنامہ کی وہ تین شرطین جنکے تفصیلی بیان کی ہمکو ضرورت ہے - وہ حسب ذیل ہین۔

(۱) معویہ اپنے بعد کسی کو خلیفہ نکرے
(۲) شام عراق - حجاز - یمن او ہر جگہ کے شیعہ اور اصحاب علی علیہ السلام معویہ کے خوف سے اپنے جان و مال کے ساتھ ہمیشہ مطمئن رہینگے۔
(۳) جناب امام حسنؑ امام حسینؑ علیہما السلام اور جمیع اہل بیت او اقربائے حضرت رسولخدا صلعم سے معویہ کوئی غدر اور مکر نہین کریگا اور پنہان و آشکار انکو کوئی صدمہ نہ پہونچائے گا

شرط اول کی — اب ہم معویہ کیطرف سے ان شرطون کے پوری نہ کئے جانیکے حالات قلمبند کرتے ہین۔

اصلی صورت — اپنے بعد معویہ کسیکو خلیفہ نکریگا۔ اول تو یہ شرط کے الفاظ یہ تہے - شرط مرقومہ کے الفاظ یہ تہے - کہ معویہ اپنے بعد کسیکو اپنا خلیفہ مقرر نہین کریگا - بلکہ اپنے بعد یہ خلافت امام حسنؑ یا جو اہل بیت مین موجود ہوگا اوسکو واپس دیدیگا - ہم اس بحث کو معتبر اسناد کے ساتھ کتاب روح چمن سوانحعمری حضرت امام حسنؑ مین لکھ چکے ہین - ہمارے ناظرین کو یاد رکھنا چاہئیے کہ اس شرط کو صرف متقدمین علما مثل امام قتیبہ دینوری - امام عبدالبر مکی اور علامہ ابن حجر ی نے نہین لکھا ہے بلکہ علما ئے متاخرین نے بھی اجتک اسکو برابر نقل کیا ہے - چنانچہ ہمارے فاضل قدیمعصر خواجہ عبیداللہ امرتسری بھی اپنی کتاب ارجح المطالب مین حافظ ابن حجر کی فتح الباری سے عبارت لکھکر تحریر فرماتے ہین

معلوم ہوتا ہے کہ اسی کے خوف سے امیر معاویہ نے جناب امام حسن علیہ السلام کو زہر دلوایا تہا کہ اگر آپ معویہ کے ابتدا زندہ رہے تو میرے بعد حسب عہدنامہ خلیفہ بن جائین گے اور میرا بیٹا یزید خلافت سے محروم رہجائے گا۔ ارجح المطالب (۱)
ہمارے دوسرے ہمعصر جو فی زمانا شریعت و طریقت دونو فضیلتون پر ممتاز ہین امام قتیبہ کی کتاب الامامۃ والسیاست

کی عبارت لکھکر بھی اسے قائم فرماتے ہین شہادت حسینؓ مولفہ حسن صاحب بھلواروی۔ درگاہ خرد۔ بھلواری ضلع پٹنہ۔

اسلامی مورخین کے علاوہ یورپ کے محققین بھی جنکی گہری تحقیقات دنیا مین مشکل سے اپنا جواب رکھتی ہے۔ ایسا ہی لکھتے ہین مسٹر اسبرن (osborn) اپنی لائف اف ہارون الرشید مین خلفاے راشدین کا ذکر کرتے ہوے جناب امام حسن علیہ السلام کی صلح کے متعلق اس شرط کو اوسیطرح لکہا ہے جسطرح اوپر لکھی گئی ہے اور ہمارے معتبر و مستند معصر مولوی احمد حسین صاحب رہتکی مترجم سیرۃ الہارون نے ترجمہ فرماتے ہوے مسٹر اسبرن کی اون تمام تحریرات پر نوٹ دیا ہے جنکو اپ نے اسلامی اعتقادات و تحقیقات متفقہ کے خلاف پایا ہے۔ مگر اس شرط کے تذکرہ مین مسٹر اسبرن کی عبارت پر کوئی نوٹ نہین دیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ لائق مترجم کے وسیع تحقیقات مین بھی معاملہ ایسا ہی ہے اور جو کچھ مسٹر اسبرن نے اسلامی تاریخون سے لیا ہے اوسی پر احادیث معتبرہ اسلام کے جملہ علماے سواد اعظم کا اتفاق ہو چکا ہے۔

دوسری صلح شیعان علیؓ کی جان و مال اور اہل و عیال کی حفاظت۔ اس شرط کی اصلی عبارت ہم اوپر لکھ چکے ہین اب ہمکو یہ ثابت کرنا ہے کہ معاویہ نے اس شرط کو کہان تک پورا کیا ہے اسکی تفصیل بھی سر و چمن مین ہو چکی ہے۔ مختصر اسقدر عرض ہے۔

معویہ کی حکومت شیعان علیؓ اور دوستداران اہلبیت کے لئے ایسی سخت مصیبت تھی جس سے بقول مسٹر اسبرن نہ تنہا شیعون کو بلکہ تمام دنیا کو گلا چھڑانا مشکل تہا۔ انکے محفوظ و مطمئن رکھنے اور اونکے ساتھ امن و امان کے سلوک قائم کرنیکے برخلاف معویہ نے ان لوگون کو قلمرو اسلامی مین انکو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کروایا سولیان دلوائین۔ انکے گھر کھدوا کر پھنکوا دیے۔ ملکی دفاتر اور محکمہ جات سے انکے نام کٹوا دیئے گئے۔ انکے مقررہ وظائف ضبط ہوے۔ انکی جاگیرین چھین لین گئین۔

ان مظالم کی تعمیل مین جو فرامین معویہ کے باب الحکومت سے جاری ہوے اونکی عبارت امام ابو الحسن علی بن محمد مدنی کی کتاب الاحداث کی فارسی ترجمہ سے بجنسہ ذیل مین نقل کیجاتی ہے

چون امر سلطنت بر معویہ استوار ایستاد۔ فرمانگزار خویش را و امصار و دیار فرمان داد کہ برئت الذمۃ ممن روی شیئا من فضل ابو تراب و اہلبیتہ عہد خویش بشکستم و حبل بیعت و پیمان خود را گسستم از انکہ از فضائل علی ابن ابی طالبؑ و ال بیت او سخنی بر زبان ارد و حدیثی را روایت کند۔ چون این خبر در بقاع و بلاد پراگندہ گشت در ہر بقعہ و بلدہ خطیبے بر منبر عروج داد نخستین زبان بلعن و شتم علی و اہلبیتؑ کشادہ براوت از انحضرت جست و خاصتہ کہ در کوفہ کہ شیعان علی از دیگر جا اینجا زیادہ بودند۔ زیاد ابن ابیہ کہ در انوقت حکومت کوفہ و بصرہ داشت و شیعان علی علیہ السلام را خوب می شناخت از مرد و زن چہ از شیخ و کودک۔ چرا کہ سالہا سال در شمار عمال علیؑ بود و ایشان را بتمامی شناخت و منزل و ماواے ایشان را ہر چند در زاویہ ہا و بیغولہا بود نیکو بشناخت

کو ملا و امصار مین فرمان جاری کر دیا کہ میرے قلمرو مین جو شخص علیؑ اور اپ کی اہلبیت علیہم السلام کے فضائل بیان کریگا یا اون لوگون سے کوئی روایت کرے گا تو مین اوس سے اپنے سب عہد و اقرار اوٹھا لون گا۔ جب یہہ فرمان شہر و قصبات مین پہونچا تو ہر مقام پر خطیب منبر پر گیا پہلے اوس نے حضرت علیؑ اور اپ کی اہلبیت پر لعن کی (نعوذ باللہ) اور ان لوگون سے اپنی برائت ظاہر کی اور خاصکر کوفہ مین (سب سے زیادہ ظلم ہوے) جہان تمام شہرون سے زیادہ شیعہ بستے تہے اور زیاد ابن ابیہ جو بصرہ اور کوفہ کا حاکم تہا اور شیعان علی کو خوب پہچانتا تہا۔ کیونکہ حضرت علیؑ کے ایک عامل کی حیثیت سے وہان مدتون رہچکا تہا اور اگرچہ وہ لوگ دور دراز گوشون مین اور غیر متعارف مقامون مین رہتے تھے۔ لیکن تاہم زیاد انھین خوب پہچانتا تھا۔ ان غریبون پر اس لیے

دست تطاول دراز کرد و همگان را دستگیر ساخت و با تیغ در
گذرانید جماعتے را میل درکشید و نابینا ساخت و گروهے را
دست و پا برید و از شاخهاے نخل در آویخت گروهے در
مغاکها و شگافهاے کهسارها مستور می شدند و یک تن از
شناختگان شیعیان علی علیه السلام در عراق بجا نماند.

اوس نے ان لوگون پر خوب ظلم و ستم کے ہاتھ صاف کئے اور
اون سب کو اسیر کر لیا اور پہر سب کو تلوار کے گھاٹ اوتارا
انمیں سے ایک جماعت کی آنکھوں مین سلائیان پھروادین
اور اندھا کروا دیا اور بہتون کو درختون مین لٹکا کے پھانسیان
دلوا دین اور جو لوگ بچ گئے وہ بھاگ بھاگ کر دور دراز پہاڑون
اور غارون مین چھپ گئے۔ غرض کہ شیعان علی اور اونکا پہچاننے والا ایک بھی عراق مین باقی نہ چھوٹا

یہ تو کوفہ کی شیعہ آبادی پر ستم ڈہائے گئے اب بصرہ کے شیعون کی مصیبتین ملاحظہ ہون۔

زیاد ابن سمیہ سمرہ ابن جندب را بجاے خود گذاشت و بکوفہ
مراجعت نمود و سمرہ هشت هزار از مردم بصرہ را بیرون بصرہ
گردن زد و درمیان ایشان چہل و هفت کس حافظ
و قاری تمام قران بودند و جرم و جریرت این جماعت
حب علی ابن ابی طالب علیہ السلام بود بلکہ بعض را محض
بتہمت از شیعیان علی شگفتند و سر برگرفتند

زیاد ابن سمیہ سمرہ ابن جندب کو بصرہ مین چھوڑ کر کوفہ چلا آیا اور
جانے کے بعد سمرہ نے آٹھ ہزار شیعون کو جو بصرہ اور اوسکے مضافات
مین رہتے تھے قتل کرا دیا۔ انمین سینتالیس بزرگ حافظ اور
قاری تمام قرآن کے تھے۔ ان لوگون کا جرم صرف محبت
علی تھی بعض لوگون کو تو صرف شیعہ علی ہونیکی تہمت پر قتل
کرا دیا گیا

معاویہ نے ایک دوسرا فرمان اس مضمون کا پھر شایع کرایا۔ وہ یہ ہے۔

نیک نگران باشید در حق کسیکہ استوار افتاد کہ از دوستدار
علی ابن ابیطالب و محبان اہلبیت اوست نام او را از
دیوان عطایا کہ از بیت اموال مقرر است خط محو بر کشید
و ساقط سازید و وظیفہ او را اجراے انقدر ہم ضانداد
بلکہ خطے دیگر نگاشت کہ ہر کس را بدوستی علیؑ و اہلبیت
علیہم السلام متہم سازند ہر چند کہ استوار نباشد و گواہے
بر این معنی حاضر نشود بہمان تہمت دست خوش نقمت سازید
و سر از تنش بر دارید

اچھی طرح اسکا خیال رکھو کہ جو شخص شیعہ علی اور دوستدار اہلبیت
علیہم السلام اگر ثابت ہو اوسکا نام وظیفہ پانے بیت المال
کی فہرست سے کاٹ دو اور وظیفہ مقررہ اسکا بند کر دو۔ اسی پر
منحصر نہین بلکہ ایسے لوگ بھی قتل کردیے جائین جو دوستی
علیؑ و اہلبیتؑ مین صرف متہم ہون ہر چند یہ شبہہ ثابت بھی
نہو اور اس امر پر کوئی شاہد بھی موجود نہو۔ صرف اسی تہمت
پر اونکے سر اوڑادو

اس شاہی فرمان کی اجرا و اعلان سے شیعون کی غریب جانون پر کیا گذری اوسکی تفصیل یہ ہے۔

چون این حکم از معاویہ پراگندہ شد عمال و حکام او بقتل شیعیان
علی علیہ السلام پرداختند و بسیار کس را بتہمت ناراست و گمان
سست با تیغ درگذرانیدند و خانہاے ایشان را خراب
ساختند چہ بسیار افتاد کہ مردے اینکہ بپند لشید معنی
کلمہ را سنجیدہ باشد سقطہ در کلام او افتاد کہ حمل بر حب

جب یہ حکم معویہ کا جاری ہوا تو اوسکے عمال و حکام شیعون کے قتل
پر آمادہ ہوے اور بہتون کو جھوٹی تہمت پر تلوار کے گھاٹ
اوتار دیا اور اونکے گھرون کو مسمار کر دیا۔ یہانتک نوبت
پہونچی کہ اگر کسی شخص نے بغیر سوچے سمجھے کوئی ایسی بات کہدے
جس سے اوس پر حب اہلبیت علیہم السلام کا گمان ہوا تو

اہلبیت علیہم السلام توان کرد و نے انحراز او بچہ سند سرش را بتیغ ازتن بر داشتند چنان افتاد کہ شیعہ علی علیہ السلام چون میخواست بارفیقی موافق و صدیقی موثق سخنی بگوید اول بسراے خویش در می آمد و از پس حجرات و حجابات می نشست و بعد از کہ خادم و ملوک نیز در می بست آنگاہ با او با ایمان مغلظہ سوگند میداد کہ از مکنون ضمیر مکتوم سرے بیرون نیفگند پس با تمام خوف و دہشت حدیثے را روایت میکرد (ناسخ التواریخ جلد ششم مطبوعہ بمبئی باسناد امام ابو الحسن والشیان بنا بر سناد صحیح مسلم باب الفتن)

اوسکا نتیجہ اوس سر دفت یہ کہ سر اوڑا دیا گیا پھر تو یہ حالت ہوئی کہ جب کوئی شیعہ علی اپنے کسی سچے دوست سے یا اپنے کسی معتمد احباب سے بھی کوئی بات کہنا چاہتا تھا تو اوسکو اپنے گھر لیجاتا تھا اور تمام گھر کے پردے چھوڑ کر خلوت مین بیٹھتا تھا اور گھر کے غلام و نوکر بھی اندر آنے نہ دیے جاتے تھے پھر اپنے دوست سے اوس راز کے افشا نہ کرنیکی غلیظ قسمین لیتا تھا تب کوئی بات اوس سے کہتا تھا یا کوئی حدیث اوس سے روایت کرتا تھا۔

تیسری شرط صلحنامہ حضرات امام حسن و امام حسین علیہما السلام اور جمیع اہلبیت و اقربائے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معاویہ کوئی غدر اور مکر نکرے گا اور پنہان و آشکار انکو کوئی صدمہ یا تکلیف نہ پہونچائے گا۔"

سب سے پہلے معاویہ نے حضرت امام حسن علیہ السلام ہی کا خاتمہ کردیا۔ گویا جس مقدس بزرگ سے صلح کی گئی تھی اور سب سے پہلے جس مبارک ہستی سے اوسکی حفاظت جان وقیام وجود کا معاہدہ کیا گیا تھا اور ذمہ داری لیگئی تھی اوسی کے وجود سے سب سے پہلے دنیا خالی کردی گئی اور اوسکے زمانہ حیات کو بہت جلد او قبل از وقت تمام کردیا گیا معویہ کو اسکی جیسی جلد اور سخت ضرورت درپیش تھی وہ محدث شیرازی کی کتاب روضۃ الاحباب کی مفصلہ ذیل عبارت سے ظاہر ہے۔

چون چندگاہ از قضیہ صلح بگذشت معاویہ را خاطر بران قرار گرفت کہ یزید را ولیعہد گرداند و مشاہیر آفاق را ببیعت او دعوت بکند و چون بتحقیق پیوسته کہ این قضیہ با وجود امیرالمومنین حسنؑ پیش نخواہد رفت۔ لاجرم در دفع آنحضرتؑ کوشید

جب معاملہ صلح کو زمانہ گذر گیا تو معاویہ نے یہ نیت کی کہ یزید کو اپنے بعد ولیعہد مقرر کرے اور اپنے زمانہ حیات ہی مین تمام مملکت کے لوگون کو بیعت یزید پر متفق کر لے مگر چونکہ اوسی معلوم تھا کہ یہ امر امام حسن علیہ السلام کی زندگی مین وجود پذیر نہین ہوسکتا اسلیئے آپ کو وجود ہی کو بہت جلد ختم کر دینے کی اوس نے (سب سے پہلی) کوشش کی۔

اب معاویہ کے اس عنوان کا نتیجہ مروج الذہب مسعودی کے اصل الفاظ مین ملاحظہ ہو۔

ان امراتہ جعدۃ بنت اشعث الکندی سقتہ السم وقد کان معویہ دس الیھا انک ان احتلت فی قتل الحسنؑ وجھت الیک بمائۃ دراھم وزوجتک یزید

امام حسن کو اونکی بیوی جعدہ بنت اشعث کندی نے زہر دیا معاویہ نے اوس سے خفیہ طور پر کہلا بھیجا کہ اگر امام حسنؑ کے قتل مین تیرا کوئی حیلہ کارگر ہوجائے تو مین تجھے ایک لاکھ درہم انعام دونگا اور تیرا نکاح اپنے بیٹے یزید سے کردون گا۔

امام عبد البر مکی اسکی تصدیق استیعاب مین یون کرتے ہین

سم الحسن ابن علی رضی اللہ عنہما سمتہ امراتہ جعدۃ بنت الاشعث بن قیس الکندی وقالت طائفۃ کان ذلک بتدسیس معویۃ الیھا

امام حسنؑ کو اونکی بی بی جعدہ بنت اشعث بن قیس کندی نے زہر دیا۔ ایک گروہ محققین کا کہنا ہے کہ معاویہ نے جعدہ سے سازش کرکے امام حسنؑ کو زہر دلوایا

امام حسنؑ کی وفات پر معویہ کی خوشیان

اپنی تدبیر یا اپنے مقصد مین کامیاب ہوجانے پر اظہار مسرت فطرت انسان کے ایسے جذبات ہین جو کسیطرح سے روکے نہین جاسکتے ۔ تاریخ الخمیس دیاربکری اور حیواۃ الحیوان دمیری کی مفصلہ ذیل عبارت اسکی شاہد صادق ہے ۔

لما بلغ معوية موته سمع تكبيرا من الخضراء فكبر اهل الشام لذالك التكبير فقالت فاختة بنت قرظة لمعوية اقر الله عينك ما الذى كبرت لاجله فقال مات الحسن فقال اعلى موت ابن فاطمة تكبرت فقال ما كبرت شماتة ولكن استراح قلبى ودخل عليه ابن عباس فقال يا ابن عباس هل تدرى ما حدث فى اهل بيتك قال لا ادرى ما حدث الا انى اراك مستبشرا وقد بلغنى تكبيرك فقال مات الحسنؑ فقال ابن عباس رحم الله ابا محمد ثلاثا والله يا معوية لا تسد حفرته حفرتك ولا يزيد عمره فى عمرك

جب معویہ کو امام حسن کی خبر وفات ملی تو محل خضراء سے تکبیر کی آواز سُنی گئی جسکو سنکر اہل شام نے تکبیر کہی ۔ فاختہ بنت قرظہ نے معویہ سے کہا تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہون تم نے کس بات پر تکبیر کہی معویہ نے کہا کہ حسن کا انتقال ہوگیا فاختہ کہنے لگی ۔ کیا تم نے فاطمہؑ کے بیٹے کے مرنے پر تکبیر کہی ہے ۔ اوسنے کہا مین نے شماتت کے ارادے سے تکبیر نہین کہی ہے بلکہ اسوجہ سے کہ حسنؑ کی خبر موت سے میرے قلب کو راحت پہونچی اتنے مین ابن عباس آگئے معویہ نے کہا تمہین معلوم کہ تمہارے اہلبیت مین کیا واقعہ گذرا ۔ عبداللہ ابن عباس نے کہا مجھکو تو معلوم نہین مگر مین تمکو اسوقت خوش پاتا ہون اور تمہاری تکبیر کی آواز بھی مین نے سُنی ہے ۔ معویہ نے کہا حسنؑ کا انتقال ہوگیا ۔ عبداللہ ابن عباس نے کہا خدا رحم کرے ابو محمدؑ پر اسکو تین بار کہا ۔ واللہ ۔ نہ اونکی قبر تمہاری قبر کو روک دے گی اور نہ اونکی عمر تمہاری عمر کو بڑھا دیے گی ۔

یہہ تو خاص امام حسنؑ کے ساتھ جو حضرت علیؑ کے فرزند اکبر تھے معویہ نے شرائط صلح کے مطابق حقوق حفاظت و نگرانی ادا کیے اب شیعون کے ساتھ جو ظالمانہ خونخواری اور دلآزاری کی اوسکی خونین تفاصیل ہمارے گذشتہ صفحات کو رنگین کرچکی ہین اس لئے اون کی تکرار کی ضرورت نہین ۔ اونھین خونخواریون کا ایک ضمیمہ پیش کردیتا ہون ۔ یہہ مظلوم بزرگ صرف شیعہ علیؑ ہی ہونیکا مجرم نہین تہا بلکہ جلیل القدر اور مستجاب الدعوات صحابی رسولؐ ہونیکا بھی قصوروار تہا ۔

ابن شحنہ اپنی مشہور تاریخ روضۃ المناظر مین لکھتے ہین ۔

كان معوية وعماله يسبون عليا على المنابر وكان من عادة حجر ابن عدى اذا سبوا عليا فعارضهم واثنى عليه ففعل كذالك فى امارة زياد بالكوفه فامسكه وارسل به مع جماعة من اصحابه الى معوية فامر بقتله وثمانية من جماعته فقتلوا بقرية عذراء رحمهم الله وعظم ذالك على المسلمين وروى عن الشافعى انه اسر الى الربيع ان اربعة من الصحابة لا تقبل

معویہ اور اونکے عمال منبرون پر حضرت علیؑ کی شان مین کلمات ناشائستہ کہتے تہے اور حجر ابن عدی اون کلمات ناسزا کے جواب مین حضرت علیؑ کی مدح کیا کرتے تہے ۔ جب زیاد کے زمانہ حکومت مین حجر ابن عدی نے حسب عادت سب علی کا معارضہ کیا تو زیاد نے اوراونکے آٹھ ساتھیون کو پکڑکر معویہ کے پاس بھیجدیا اور معویہ نے سب کو قریہ عذرا مین بھیجکر قتل کرا ڈالا ۔ خدا اون سب پر اپنی رحمت نازل کرے ۔ اونکا قتل مسلمانون پر بہت شاق گذرا ۔ امام شافعی نے ربیع کو وصیت کی کہ چار صحابی

شہادۃ معویہ وعمر ابن العاص والمغیرۃ وزیاد — کی گواہی قابل قبول نہین۔ معویہ۔ عمر عاص۔ مغیرہ اور زیاد

علامہ ابن عبد البر استیعاب مین لکھتے ہین

عن مبارک بن فضالہ قال سمعت الحسن البصری یقول ویل لمن قتل حجر بن عدی واصحابہ وقال احمد قلت لیحیی بن سلیمان بلغک ان حجرا کان مستجاب الدعوات قال نعم وکان من افاضل اصحاب النبی صلعم

مبارک بن فضالہ سے مروی ہے کہ مین نے حسن بصری کو یہ کہتے ہوے سنا ہے کہ وای ہے ہو حجر اور اصحاب حجر کے قاتلون پر اور احمد بن حنبل کا قول ہے کہ مین نے یحییٰ بن سلیمان سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ حجر ابن عدی مستجاب الدعوات تھے اور انحضرت صلعم کے فاضل ترین صحابی۔

انکی شہادت کی خبر بھی جناب مخبر صادق صلعم دیچکے تھے کنز العمال مین ہے۔

عن عائشہ قال سمعت رسول اللہ ص یقول ستقتل بعذرا ناس یغضب اللہ لھم واھل السماء

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ مین نے رسول اللہ صلعم کو ارشاد کرتے ہوے سنا ہے کہ عنقریب ایسے لوگ مقام عذرا مین قتل کیے جائینگے جنکے قاتلین پر خدا اور اہل سموات کا غضب نازل ہوگا۔

بیعت یزید۔ واقعہ کربلا — امام حسن علیہ السلام کے معاملات سے فراغت کلی ہو چکی تو بخوف اسکے کہ حسب شرائط صلح امر خلافت

مصائب حسین ؑ کی تمہید — حضرت امام حسین علیہ السلام کیطرف منتقل نہوجاے بیعت یزید کا مسئلہ جو معاویہ کا اصل مدعا تھا فوراً چھیڑ دیا گیا اور بڑی مستعدی اور سرگرمی سے اسکا انتظام خاص اپنے ہاتھون مین لیلیا گیا اور اسکے لئے حجاز و عراق اسلام کے دونو مرکزی مقامات کی خاک اوڑادالی گئی۔ مدینۃ النبی دار الاسلام تھا۔ نظام اسلام کے ارباب حل وعقد زیادہ تر یہین رہتے تھے۔ اسلئے اسکی سلسلہ جنبانی یہین سے اغاز کی گئی۔ مروآن عامل مدینہ کے ذریعہ سے عامۃ المسلمین مین اسکی تحریک شروع ہوئی۔ مروآن نے اس فرمان شاہی کی عام قبولیت ومنظوری کے لئے مختلف ذریعون سے کوشش کی خلوت مین جلوت مین لوگون کو سمجھایا بھی پھسلایا بھی۔ منبرون پر مسجدون مین نصیحین بھی کی۔ ڈرایا بھی۔ دھمکایا بھی۔ مگر با این ہمہ اوکی مشن ناکامیاب ہی۔ عام پبلک نے کچھ تو سلطنت کی بدنظمی۔ خلاف عہدی اور کچھ ولیعہد کی ناقابلیت اور عدم صلاحیت کے باعث سے موجودہ مضمون ولیعہدی کو خاص دلچسپی سے نہین سنا۔

مروان نے صورت حال معویہ کو لکھ بھیجی۔ اوسنے دوسری وجہ کو مسلمانون کی غیر دلچسپی کا سبب یقین کیا اور تحکمانہ شام سے فوراً ولیعہد بہادر کو براہ راست ان ضروری ہدایات کی ساتھ مدینہ مین بھیجدیا کہ وہ مسرفانہ داد ودہش اور خود غرضانہ عطا وبخشش کے ذریعہ سے فاقہ ستان حجاز اور زرپرستان عراق سے اپنے اخلاق واشفاق کی عام قبولیت حاصل کرین اور بیت المال اسلامی کو اپنا عین المال قرار دیکر اپنے اثر واقتدار قائم کرنیکا آلہ کار بنا ئین۔ صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہین

در این سال یزید بحج رفت وبجہت تحصیل نام نیک اموال وافر درمکہ ومدینہ زاد اللہ شرفہما صرف کردہ دلہا بسمت آوردہ ذکر سماحت ومروت او درافواہ افتاد

اسسال یزید حج کے لئے آیا۔ اور نیک نامی حاصل کرنیکے لئے مال کثیر مکہ ومدینہ زاد اللہ شرفہا مین صرف کرکے لوگون دلون کو اپنے ہاتھ مین لیا۔ اور یزید کی عطا وجود کا تذکرہ ان دونو مقامون مین مشہور ہوا۔

لیکن جب لوگون کو اس سفر کا اصل مدعا معلوم ہوا تو یزید کے متعلق اختلاف آرے قائم ہوگیا۔ روضۃ الصفا مین ہے

اما چون ایمعنی اشتہار یافت کہ معاویہ یزید را ولیعہد خویش میگرداند مردم درین باب سخنہا گفتند بعضی از شعرا او را ہجو نمودند و برخے بستائش وے مشغول گشتند و او طبقات خلائق را بقدر حاجت ایشان رعایت نمود۔

لیکن جب یہ امر ظاہر ہوگیا کہ معاویہ یزید کو اپنا ولیعہد کرنا چاہتا ہے تو لوگون نے آپس مین مختلف قسم کے قول کہے۔ بعض شاعرون نے اوسکی ہجو طیار کی اور بعض نے اوسکی تعریف کی اور اوسنے بقدر ضرورت سب کے ساتھ رعایت کی۔

معاویہ کا یہ مشن پورا پورا تو نہین تو تھوڑا بہت تو ضرور کامیاب ہوا۔ مگر اس قلیل کامیابی سے معاویہ کی پوری تسکین نہین ہوئی تو اونہون نے حسین عبداللہ ابن زبیر عبداللہ ابن عمر اور عبدالرحمن ابن ابی بکر کو بلا بلا کر اونکو بیعت یزید پر راضی کرنا چاہا۔ مگر بہ استثناے عبداللہ ابن عمر سب نے انکار کیا۔ ہمکو ان واقعات کے دہرانے کی ضرورت نہین ہمکو تو صرف امام حسین علیہ السلام کے ساتھ معویہ کے طرز عمل کو دکھلانا مقصود ہے۔

مروان نے ولیعہدی یزید کے متعلق امام حسین علیہ السلام کی بابت معاویہ کو یہ خط لکھکر اطلاع کی۔

اما بعد فان عمرو ابن عثمان ذکر ان رجالا من اہل العراق و وجوہ اہل الحجاز یختلفون الی الحسین ابن علیؑ و ذکر انہ لا یامن وثوبہ وقد بحثت عن ذالک فبلغنی انہ لا یرید الخلافۃ یومہ و لست امن ان یکون ہذا ایضا لمن بعدک فاکتب الی برایک فی ہذا والسلام

اپ کو معلوم ہو کہ عمرو ابن عثمان نے مجھے خبر دی ہے کہ اہل عراق اور سرداران حجاز کی ایک جماعت کی آمد و رفت جناب امام حسین علیہ السلام کی خدمت مین بہت پائی جاتی ہے۔ اور کہتا تھا کہ مین اونکے خروج کرنے کی لیے مطمئن نہین ہوں۔ مین نے اس معاملہ کی تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ وہ ابھی تو خلافت کا ارادہ نہین رکھتے۔ مگر ان سے تیرے بعد مسند خلافت پر ممکن ہوگا اوسکی طرف سے مجھی اطمینان نہین ہے۔ اس بارے مین جو اپ کی رایے ہو۔ اوس سے مطلع فرمائے۔ والسلام

اس خط نے معویہ کو سخت اضطراب مین ڈالدیا کیونکہ مدعیان خلافت حجاز مین سب سے پہلے وہ جناب امام حسین علیہ السلام کو خیال کرچکا تھا۔ اس سبب سے اوس نے فوراً امام حسین علیہ السلام کی خدمت مین یہ خط لکھا۔

اما بعد فقد انتہت الی امور عنک ان کانت حقا فقد اظننک ترکتہا رغبۃ فدعہا و لعمر اللہ ان من اعطی اللہ عہدہ و میثاقہ لجدیر بالوفاء و ان کان الذی بلغنی عنک باطلا فانک اعزل الناس لذلک و عظ نفسک و اذکر بعہد اللہ و اف بہ فانک متی تنکرنی انکرک و متی ماتکدنی اکدک فاتق شق عصای ہذہ الامۃ و ان یردہم اللہ علی یدک فی فتنۃ فقد عرفت الناس وبلوا ہم فانظر لنفسک و لدینک و لامۃ محمد صلی اللہ علیہ و الہ وسلم ولا یستخفنک السفہاء الذین لا یعلمون

اپ کی نسبت مجھے ایسی خبرین ملی ہین۔ اگر وہ سچ ہین تو میرا یہ خیال ہے کہ انکو ترک فرمایئے۔ اور ان افعال سے باز آیئے۔ انسان کو لازم ہے کہ جس کے ساتھ کوئی عہد کرلے اوسکو پورا کرے۔ اور اگر یہ خبرین جھوٹی ہین تو اپ اون سے بری الذمہ ہین۔ آپ اپنے نفس کو موعظہ فرمایئے اور اپنے معاہدہ پر قائم رہیے۔ اگر اپ میرے حقوق کا انکار کرینگے تو ضرور ہے کہ مین بھی اپ کے استحقاق کا انکار کرون اور جب اپ میرے ساتھ چال چلینگے تو مین بھی اپکے ساتھ چال چلون گا۔ اپ ان امور سے ضرور پرہیز کرین جن سے عصائے امت مین کوئی تفرقہ نہ پڑے اور ایسا نہو کہ اپ کے ہاتھون کوئی فتنہ برپا ہو۔ اپ عوام الناس کو تو پہچان چکے ہین اور اونکو

میزان آزمائش مین ازمائش مین ازما چکے ہین لہذا اُمت محمدیہ کی رہنمائی اور اپنے دین کی حفاظت کے لئے ہمیشہ طیار رہیو اور بچانہین اسٹ کے کہنے پر نہ جائیے۔

اس خط مین معاویہ نے خلاف شرائط صلحنامہ حضرت امام حسینؑ کو اپنی سطوت شاہی اور ثروت جہان بانی سے جتنا ڈرایا اور دھمکایا ہے وہ عبارت تحریر سے ظاہر ہے۔ خاصان الٰہی بحکم لَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ان دھمکیون سے اپنے حقوق اصلی اور ادائے فرض منصبی کو چھوڑ نہین سکتے۔ جناب امام حسین علیہ السلام نے معویہ کو یہہ دندان شکن جواب تحریر فرمایا۔

امام حسین علیہ السلام کا جواب

قد بلغني كتابك فذكرانه قد بلغك الى امور انت لي عنها راغب وانا بغيرها عندك جدير فان الحسنات لايهدي لها ولا يسدد ها الا الله واما ما ذكرت انه انتهى اليك مني فانه انما رقى اليك الملاقون المشاؤن بالنميم وما اريد لك حربا ولا عليك خلافا وايم الله في لخائف الله في ترك ذلك وما اظن الله راضيا بترك ذلك ولا عاذرا بدون الاعذار فيه اليك وفي اولئك القاسطين الملحدين حزب الظلمة واولياء الشياطين الست القاتل حجرا اخاكندة والمصلين العابدين الذين كانوا ينكرون الظلم ويستعظمون البدع ولا يخافون لومة لائم ثم قتلهم ظلما وجورا وعدوانا بعد ما كنت اعطيتهم الايمان المغلظة والمواثيق المؤكدة لا تواخذهم بحدث كان بينك وبينهم ولا باحية تجدها في نفسك والست قاتل عمرو بن حمق الخزاعي صاحب رسول الله صلعم العبد الصالح الذي ابلته العبادة فنحل جسمه واصفر لونه بعد امنه واتيته من عهود الله ومواثيقه مالو اعطيته طائرا لنزل اليك من الجبل ثم قتل اجراءة على ربك واستخفافا بذلك العهد الست مدعي زياد ابن سمية المولود على الفراش عبيد ثقيف فزعمت انه ابن ابيك وقد قال رسول الله صلعم الولد للفراش وللعاهر الحجر فتركت سنة رسول الله صلعم تعمدا و

تیرا خط آیا جسمین تونے میری طرف سے ایسی اُن باتون کا ذکر کیا ہے جسکی مجھکو کوئی امید نہین تھی یہہ سمجھ لے کہ خزانہ کے دروازے بغیر حکم خدا نہ کھلتے ہین اور نہ بند ہوتے ہین۔ اور یہ جو تونے لکھا کہ لوگون نے میری نسبت سنا ہے جان لے کہ یہہ خوشامدی اور جھوٹے لوگون نے جھوٹا نفاق بہت باندھی ہے تجھکو خوب معلوم ہے کہ مجھکو فی الحال تجھسے کوئی مخالفت یا مخاصمت نہین ہے لیکن یہہ سمجھ لے کہ خدا کی قسم میں ابھی اس ترک مخاصمت سے خوش نہین ہون اور اس ترک مخاصمت سے تجھکو اور تیرے اون ظالم گروہ کو جو پیروان شیاطین اور لشکر ظالمین شمار ہوتے ہین۔ کوئی حق یا عذر نہین ہو سکتا ہے۔ کیون اے معاویہ۔ تو وہ شخص نہین ہے جس نے حجر ابن عدی کندی کو قتل کیا اور ایسے شخصون کو جو عبادت گذار دن اور رات کے پرہیزگارون مین شمار ہوتے تھے اور وہ لوگ ایسے تھے جو ظلم کو بدعت سمجھتے تھے اور راہ خدا مین کسی ملامت کنندہ کی ملامت کرنے سے نہین ڈرتے تھے۔ پس تونے ایسے لوگون کو اپنے ظلم و تعدی سے قتل کیا حالانکہ انکے تحفظ جان اور امن و امان کے لئے تونے غلیظ قسمین کھائی تھین اور مستحکم وعدے کئے تھے۔ بنا اسکے کہ یہہ لوگ تیرے ملک مین کوئی فتنہ برپا کرین تونے ان سب کو ہلاک کیا اور اے معاویہ کیا تو وہ شخص نہین ہے جس نے عمرو بن حمق خزاعی کو قتل کیا جو صحابی رسول خدا صلعم تھے اور ایسے مرد صالح تھے کہ کثرت عبادت نے اونکے جسم کو گھلا دیا تھا اونکی قوت دل کو زائل کر دیا اور اونکے رخسارون کو زرد رنگ بنا دیا تھا بعد اسکے کہ تونے اونکو حفظ امان دیا تھا اور اسی عہد پر حلف مستحکم لیا تھا اور وہ تیرے ایسے اقرار تھے کہ انسان کیا اگر کسی جانور کی نسبت بھی تو ایسا اطمینان دلایا ہوتا تو وہ ضرور اپنے آشیانہ کوہستانی سے اوڑ کر تیرے پاس چلا آتا۔ مگر باانیہمہ تونے اپنے وعدے کے خلاف کیا اور خدا پر جرأت کر کے اونکو قتل کیا

تبعث هوان بغير هدى من الله ثم سلطته على العراقين يقطع ايدى المسلمين وارجلهم ويسمل اعينهم ويصلبهم على جذوع النخل كانك لست من هذه الامة وليسوا منك فلست صاحب الحضرمیین الذين كتب فيهم ابن سمية كانوا على دين على عليه السلام فقتلهم ومثل بهم بامرك ودين على والله الذى كان يضرب عليه اباك ويضربك به وجلست ولولا ذاك لكان شرفك وشرف ابيك الرحلتين وقلت فيما قلت انظر لنفسك ولدينك ولامة محمد واتق شق عصا هذه الامة وان تردهم الى فتنة وانى لا اعلم نظرا لنفسى ولدينى ولامة محمد صلى الله عليه واله وسلم علينا افضل ان اجاهدك فان فعلت فانه قربة الى الله وان تركته فاستغفر الله لذنبى واسئله توفيقه لارشاد امرى وقلت فيما قلت انى ان انكرتك تنكرنى وان اكدك تكدنى مابدالك فانى ارجوان لا يضرنى كيدك فى وان لا يكون على احد اضر منه على نفسك لانك قد ركبت جهلك وتحرصت على نقض عهدك ولعمرى ما وفيت بشرط ولقد نقضت عهدك بقتلك هؤلاء النفر قتلهم بعد الصلح والايمان والعهود والمواثيق نقتلهم من غير ان يكونوا قاتلوك وقتلوا ولم يفعل ذلك لهم الا لذكرهم فضلنا وتعظيمهم حقنا قتلهم مخافة امر لعلك لو لم تقتلهم مت قبل ان يفعلوا وماتوا قبل ان يدركوا فابشر يامعوية بالقصاص واستيقن بالحساب واعلم ان الله تعالى كتابا لا يغادر صغيرة ولا كبيرة الا احصاها وليس الله بناس لاخذك بالظنة وقتلك اولياءه على التهم ونقلك اولياءه من دورهم الى دار الغربة واخذك الناس ببيعة ابنك غلام حدث يشرب الخمر ويلعب بالكلاب لا اعلمك الا وقد خسرت نفسك وبترت دينك وغششت رعيتك واخربت امانتك وسمعت مقالة السفيه الجاهل واخفت الورع التقى لاجلهم والسلام۔

ہان اے معویہ۔ تو ایسا شخص نہین ہے جس نے زیاد بن سمیہ کو جو غلامان ثقیف مین سے ایک غلام کا زائیدہ تھا۔ اپنا بھائی بنایا اور اوسکو ابو سفیان کا بیٹا قرار دیا حالانکہ حسب فرمان انحضرت صلعم بچہ تو اوسکا ہوتا ہے جسکی جورو ہوتی ہے اور زنا کار کی سزا پتھر ہے تو نے اپنی خود غرضی کی وجہ سے سنت رسول کو ترک کیا۔ اور عبد ثقیف کے بیٹے کو اپنا بھائی قرار دیکر حکومت عراقین پر مامور کیا کہ اپنے مسلمانون کے ہاتھ پاؤن کاٹ ڈالے اونکی انکھون کو گرم لوہے سے اندھا کردیا اور اونکے اجسام کو درختون کی شاخون پر لٹکادیا گویا تو امت اسلامیہ مین داخل ہی نہین تھا۔ اور یہ لوگ تجھ سے علاقہ ہی نہین رکھتے تھے۔ ہان اے معاویہ کیا تو وہ شخص نہین ہے کہ تیرے حکم سے زیاد ابن سمیہ نے لکھ بھیجا کہ قبیلہ حضرمیہ کے لوگ حضرت علی کے پیرو ہین تو نے اوسے حکم دیا کہ جو شخص طریقہ علی پر پایا جاوے اوسکو قتل کرڈالو اور اونمین سے ایک کو بھی زندہ نرکھو۔ حالانکہ خدا کی قسم علی علیہ السلام کی دین خدا کیلئے کم سے تجھکو اور تیرے باپ کو ستہ تیغ کیا اور کہین امور کے کینہ و حسد سے تو نے اج مسند خلافت کو غصب کیا۔ ورنہ تیرے باپ کا وصف صیف و شتا کے حدود سے باہر نہین تھا (رحلۃ الشتاء والصیف) اور تو نے جو اپنے خط مین یہ تحریر کیا ہے کہ اپنے نفس اور اپنے دین کی نگرانی کیجیو اور امت محمدیہ مین تفرقہ نہ ڈالیئے اور شق عصائے امت اور تفریق جماعت سے پرہیز کیجیو تو میرے علم و یقین مین تیری حکومت سے بڑھکر دوسری شے فتنہ و فساد کا باعث اس امت کیلئے نہین ہے۔ اور اپنے نفس اپنے دین اور سائر امت محمدیہ صلعم کیلئے دوسری چیز اس سے بڑھکر مفید۔ نافع اور افضل نہین ہے کہ مین تیرے ساتھ جہاد کرون اگر میرا مقابلہ اور مقاتلہ انجام پا گیا۔ تو مجھکو حضرت رب العزت مین شرف قبولیت حاصل ہوگا۔ اور وجہ قربت ہوگا اور اگر مین نے تمامل اور پہلو تہی کرون تو مجھکو اسکیلئے استغفار کرنا چاہیئے اور اپنے خدا تبارک و تعالیٰ سے طلب رشد کرنا چاہیئے اور تو نے جو یہ لکھا ہے کہ اگر آپ میرے حقوق کا انکار کیجئے گا تو مین بھی آپکے استحقاق کا بھی انکار کرونگا اور اگر آپ میرے ساتھ چال چلینگے تو مین بھی آپکے ساتھ چال چلونگا پس افسوس ہے تجھپر مجھکو تو تجھسے امید رکھنے کے عوض مین یقین کامل ہے کہ تیرے مکر سے دنیا مین کسیکو ضرر نہ پہونچیگا۔

بلکہ وہ اولٹ کر تیری ہی ذات پر پڑیگا۔ کیونکہ تو اپنی جہالت پر سوار ہو گیا ہے او نقض عہد پر حریص ہو گیا ہے اپنی جان کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ تو نے اپنی عہدون سے ایک عہد پر بھی وفا نہین کی۔ اور تو نے اپنے اقرار و پیمان صلح کے بعد جن پر تو نے سخت سی سخت قسمین کھائین تھین ان مسلمانون کو تو نے بغیر اسکے کہ وہ تجھ سے منازعت پر امادہ ہون اور کسیطرح کی مخالفت پیش کرین قتل کر ڈالا۔ انکا کوئی گناہ کوئی تقصیر ہماری محبت ہماری تعظیم اور ہمارے ذکر فضیلت کے سوا کچھ اور نہین تھی۔ اور تو نے ان لوگون کو خاص کر اسوجہ سے قتل کرا دیا کہ شاید تو مرجاے اور یہ لوگ زندہ رہجائین تو تیری تیغ فولادی کی لذت نہ چکھنے پائینگے پس اے معویہ سمجھ لے کہ روز حساب بہت جلد انیوالا ہے اور یہ بھی یقین کرلے کہ خدائے منتقم کے پاس ایسی جامع کتاب ہے کہ دنیا کا کوئی چھوٹا سا چھوٹا اور بڑا سا بڑا گناہ ایسا نہین چھوٹتا جو اسمین درج کیا جاتا ہو۔ خدا تیری ان حرکات کو خوب دیکھتا ہے کہ تو نے اوسیون پر بہتان رکھا ہے اور صالحان خدا کو تہمت کے جرم مین ماخوذ کیا ہے۔ اکثر بستیون کو انکے ساکن شہر سے جلاوطن کرایا ہے اور اپنے ایسے بیٹے یزید کیلئے۔ جو شراب خوار اور کتون سے کھیلنے والا ہے۔ خلایق خدا سے بیعت لینا ہے۔ یہ امر سوا اسکے نہین ہے کہ تو نے اپنے نفس کو سخت نقصان مین ڈالا ہے اور اپنے دین کو ہلاکت مین ڈالا ہے اور اپنی ماتحت رعایا کو مشوش اور مضطرب الحال نبایا ہے اور وہ اپنی امانت و دیانت کو خراب کیا ہے اور جہال کی باتون کو سنتا ہے اور نیکوکاران و پرہیزگاران عالم کو ڈراتا ہے اور دھمکاتا ہے۔ صرف اسلئے کہ اپنے حصول مقاصد پر فائز ہو۔ والسلام۔

یہان تک بیعت یزید کی تمہید تھی معویہ نے اخرکار اس مسئلہ کو بغیر اپنی موجودگی کے طے ہونیوالا نہین سمجھا اور تھا بھی ایسا ہی۔ امام حسین علیہ السلام کے خط کا جواب کیا دیتے لیکن خط پڑھکر غصہ سے جھلا گیا اور کہنے لگا۔

لقد کان فی نفسہ ضب ما اشعر بہ　　ان کے دلمین کینہ وحسد بھرا ہوا ہے جسکا کوئی ٹھکانا نہین ہے

اسی ایک کلمہ سے معویہ کے دلمین امام حسین علیہ السلام کی مخاصمت و مخالفت کی حقیقت معلوم ہو گئی۔

مدینہ مین معاویہ

بالآخر معویہ مدینہ مین آیے۔ حسن اتفاق سے سب سے پہلے امام حسین علیہ السلام ملے معاویہ اپکو دیکھتے ہی آگ ہو گیا۔ روضۃ الصفا مین مرقوم ہے۔

امام حسینؑ سے گفتگو

معویہ گفت لا مرحبا و لا اہلاً تو بدینے رامی مانی کہ خون او بجوش　　تمہارے لئے کوئی خوش آمدید نہین چاہئیے۔ تمہاری مثال اوس بدن کی ہے اندہ باشد وحق تعالیٰ ولا خون ترا خواہد ریخت　　جس کا خون جوش کھا گیا ہوا۔ خدا نے اعلا تمہارا خون گرایے گا

معاویہ کے جو دل مین تہا وہ مونہہ پر آگیا۔ اب معویہ امام حسین علیہ السلام کے قتل مین جو تدبیرین سوچین اور جو ترکیب عمل مین نہ لائین وہ تھوڑی ہے۔ بہرحال مدینہ مین بیعت یزید کا مسئلہ جسطرح کھینچ تان کر سیدہا کیا گیا اوسکی تفصیل روضۃ الصفا کی مفصلہ ذیل عبارت مین ملاحظہ ہو۔

روز دیگر امام حسینؑ و عبدالرحمن ابن ابی بکر و عبداللہ ابن زبیر را طلبید۔ حاضر گشتند۔ و معویہ بر منبر رفتہ خطبہ آغاز کرد و بتدریج سخن بمقصود رسانیدہ گفت من از مردم سخنان می شنوم کہ انرا اعتبارے نیست۔ و پیرو رسیان استماع نمودم کہ جماعتے باہم می گفتند کہ امام حسینؑ و عبدالرحمن ابن ابی بکر و عبداللہ ابن زبیر بخلافت یزید راضی نیستند و باوے بیعت نمیکنند

دوسرے دن امام حسین علیہ السلام عبدالرحمن ابن ابی بکر اور عبداللہ ابن زبیر حاضر ہوے۔ معویہ منبر پر جاکر خطبہ کہنے لگا اور اہستہ اہستہ مطلب کی بات پر پہونچا اور کہنے لگا کہ مین لوگون سے ایسی باتین سنتا ہون جسے مین خود اعتبار نہین کرتا کل مین نے بعض لوگون کو کہتے ہوے سنا ہے کہ امام حسین علیہ السلام عبدالرحمن ابن ابی بکر اور عبداللہ ابن زبیر یزید کی خلافت پر راضی نہین ہین اور

از سخن ایشان متعجب شدم و این ہر سہ کس را کہ او ستادان قریش و اکابر قبیلہ اند بحضور خویش طلبیدم و ازاین معنی شرائط استفسار بجا آوردم۔ لطفہا کردند و بہ بیعت یزید اعتراف نمودند و این جمد حضور ایشان میگویم کہ ہر کس را درین امر شک و شبہہ باشد مرتفع گرداند و درین اثنا اہل شام شمشیرہا از نیام برآوردہ گفتند کہ مگر این سہ کس اسکا را بیعت کنند فبہا و الا ما بایشان را می کشیم چہ ما اصلی نیستیم کہ این بیعت در خفیہ واقع نشود با وجود شوکت و اقبال و عظمت یزید متابعت این سہ چہار کس چہ احتیاج دارد۔ اے معاویہ ما را دستوری دہ و بفرما تا این چہار کس را گردن بزنیم معویہ بایشان گفت ساکن باشید و شمشیرہائے خود را در غلاف کنید و طالب شر و فساد و خون ریختن نباشید۔ اے اہل شام بنبر سید و فتنہ انگیز بدیہ ہدم بنیان دین مبارک باشد اہالیان شام شمشیرہا در نیام کردند امیر المومنین حسین علیہ السلام و عبد الرحمن ابن ابی بکر و عبد اللہ بن عمر و عبد اللہ ابن زبیر متحیر گشتند و با خود اندیشیدند کہ اگر گوئیم بیعت نکردہ ایم لامحالہ ما را زندہ نگذارند۔ لاجرم در ان مجلس زبان در کام کشیدند و ہیچ نگفتند۔ و دیگران با یزید بیعت کردند

اور اوسکی بیعت نہین کرتے ہین۔ مین یہ باتین سنکر متعجب ہوا اسلئے کہ ان تینون بزرگون کو کہ عمایدِ قریش اور بزرگ قبیلہ مین ہین نے اسوقت اپنے پاس بلالیا ہے اور اون سے اس امر مین پوچھا کہ اونھون نے بسیہ حال پر مہربانی فرمائی اور بیعت یزید کا اقرار کیا اگر کسی شخص کو اسمین شک و شبہہ ہو تو وہ کھڑے ہوکر پوچھ لے اور رفع شک کرلے۔ اتنے مین اہل شام نے اپنی تلوارین نیام سے باہر کرلین اور کہنے لگے کہ اگر یہ تینون شخص بالظاہر بیعت یزید کرین تو خیر ورنہ ہم انکو مار ڈالینگے۔ حالانکہ یزید کی موجودہ شوکت و عظمت اور اوسکے استحکام و استقلال امور امارت کو سامنے ان تین چار شخصون کی بیعت کی چندان ضرورت نہین ہے اے معویہ ہملوگون کو اجازت دو کہ ہم ان چارون آدمیون کی گردنین اوڑا دین معویہ بولا چپ رہو۔ اور اپنی تلوارین غلاف مین کرلو اور فتنہ و فساد و خونریزی کے طالب نہ ہو اے اہل شام اپنے حالون سے ڈرو اور فساد نکرو کہ دین مبارک کا انہدام ہو۔ یہ سنکر اہل شام نے اپنی تلوارین نیام مین کرلین اور حضرت امام حسین علیہ السلام۔ عبد الرحمن بن ابی بکر۔ عبد اللہ ابن عمر اور عبد اللہ ابن زبیر اپنے اپنے مقام پر حیران و سراسیمہ ہوکر رہگئے اور سوچے کہ اگر کہتے ہین کہ بیعت نہین کی ہے تو حقیقتاً ہملوگ زندہ نہین چھوڑے جائینگے۔ اس مجبوری سے وہ بالکل خموش رہگئے۔ اور کچھہ نہ بولے۔ اور دوسرے لوگون نے یزید کی بیعت کرلی۔"

ابن اثیر بھی اپنی تاریخ کامل مین اس مضمون کو ذیل کی عبارت مین قلمبند کرتے ہین۔

ثم دعا صاحب حرسہ بحضرتھم واقام علی کل راس کل رجل من ہولاء رجلین ومع کل واحد سیف وقال ان ذہب رجل منہم یرد علی کلمہ بتصدیق او بتکذیب فلیضربا ہ بالسیف وخرج وخرجوا معہ حتے رقی المنابر

معویہ نے اپنے پاسبانون کو بلاکر ان چارون آدمیون کے سامنے کہا کہ تم ان لوگون مین سے ایک ایک شخص کے ساتھہ دو دو سپاہی مقرر کردو جو تلوار لئے انکے ساتھہ کھڑے رہین کہ اگر ہمارے خطبہ کے درمیان انمین سے کوئی تصدیق یا تکذیب کا کلام کرے تو تلوار سے فوراً اوسکی گردن ماردیجائے یہ کہکر وہ کھڑا ہوگیا اور اوسکے ساتھہ اوسکے مقرر کردہ سپاہی بھی کھڑے ہوگئے۔ یہان تک کہ وہ (معویہ) منبر پر جا بیٹھا۔

یہ تمام واقعات جو ہم نے بیعت یزید کے متعلق کامل ابن اثیر اور روضۃ الصفا سے لکھے ہین وہ بجنسہ تاریخ الخلفاء سیوطی کے ترجمہ مطبوعہ دہلی مین بھی مندرج

بیعت یزید اس جوڑ توڑ سے عمل مین لائی گئی حقیقت کی نظر سے دیکھا جایے تو معلوم ہوجاتا ہی کہ بیعت یزید کی شہرت بہی اُنھون نے ایسی ہی کرائی جیسی اپنی امارت کا جھوٹا اور جعلی اعلان دومتہ الجندل مین کرایا تہا - بیعت یزید پر اجماع نیک نیتی اور صحیح اصول کے ساتھ ہوا یا نہین وہ ایک جداگانہ بحث ہی لیکن اسکی حکومت کی اشاعت توکسیقدر ضرور ہوگئی - اور امیر صاحب کا مقصود بھی یہی تہا - بیعت یزید پر کیا موقوف ہے - دومتہ الجندل کا فیصلہ کس نیک نیتی اور دیانت سے کیا گیا تہا اور اسکے تصفیہ مین کون سا اصول درست تہا جس نے صرف دو فقرون کے ہیر پھیر مین معویہ کو خوانخواہ امارت دلوادی اوسی طرح معویہ کی عیارانہ چالبازیون نے حرمین مین یزید کی حکومت کا بھی رنگ جمادیا - ورنہ صورت واقعہ اصل وہی تہی جو پوری تصریح کے ساتھ اوپر لکھی گئی

حقیقت تو یہ ہے کہ اصلی دعویداران خلافت کے استحقاق ہر طرح نص خدا اور حدیث رسول سے ثابت تہی اوسکے مقابلہ مین اجماع شوریٰ وغیرہ وغیرہ کے مصنوعی طریقے صرف اسی غرض سے ایجاد کئے گیے تہے کہ اونکی خود غرضی او طمع دنیاوی کے پردے فاش ہون اور اتفاق کی اڑ مین اپنی بیلوثی اور استغنا کا اظہار ہو - مگر بات یہ ہو کہ قدرت کے نظام اور انسان کے مخترعات مین بڑا فرق ہوتا ہے - اسلئے تین ہی برس کے بعد اس انتظام مین تغیر پیدا ہونے لگا پہلے ہی خلیفہ کے بعد استخلاف کا منسوخ شدہ قانون پھر نافذ ہوا اور حضرت ابوبکر کی وصیت نامہ کے مطابق حضرت عمر خلافت کی گدی پر بٹھلا دیے گئے تعجب ہے کہ اس وصیت نامہ کے لکھے جانیکے وقت کسی نے بھی حسبنا کتاب اللہ کہکر حضرت خلیفہ اول کو قاعدہ استخلاف کو جاری کرنے اور وصیت نامہ لکھوانیسے نہ روکا - پہر خلیفہ ثانی کے بعد شوریٰ یا اجماع عامہ کا خلاصہ کل چھہ ادمیون کی تعداد مین محدود کردیا گیا - اسی سے سمجھ لینا چاہیئے کہ اگر اس انتظام جدید انسانی کے اصول اغراض نفسانی سے مبرا ہوتے تو اسمین اگر ہمیشہ کے لیے نہین تو تھوڑی ہی مدت تک تو ضرور کچھہ استحکام ہوتا مگر یہان تو صبح سے شام بھی نہین ہوئی کہ اسکے رنگ بیرنگ ہوے اور اسکے صرف ظاہری اور نمائشی اتحاد و اتفاق مین خود غرضی اور نفسانیت کی مہیب صورتین دکھلائی دینے لگین - معاویہ کی خوانخواہ خلافت کی حقیقت اسوقت کسی اصولی قاعدہ وطریقہ سے معلوم نہین ہوتی - انکی خوانخواہ امارت پر بھی اجماع ثابت کرنا چاہتے ہین - ایک تو دومتہ الجندل کے فیصلہ کے بعد - مگر جب اوس فیصلہ کو "کوری لے ایمانی" ثابت کیا جاتا ہی تو پہر اس اجماع کو حضرت امام حسن علیہ السلام کی مصالحت فرمانیکے وقت تک بڑھا لیجاتے ہین اور یہ دکھلاتے ہین کہ اس صلحنامہ کے بعد انکی خلافت پر اجماع ہوگیا - مگر اسمین بھی اختلاف شدید ہو - عام طور سے علمائے اہل سنت والجماعت کا اسپر اتفاق ہی کہ خلافت راشدہ کی تیس سال کا محدود زمانہ جناب امام حسن علیہ السلام کی شش ماہا حکومت پر تمام ہوجاتا ہی - اب انکو اگر خلافت ملی بھی تو وہ خلافت نہین تھی بلکہ ایک معمولی بادشاہت تھی - اس سے نہ خلافت اسلامی کو کوئی واسطہ تہا اور نہ اجماع امت سے سروکار - چنانچہ ہمارے مستند و معتبر معصر خواجہ عبید اللہ صاحب امرتسری تحریر فرماتے ہین

"اسکے سوا خلافت راشدہ کا زمانہ مقتضی ہوچکا تہا - اب مملکت عضوضہ کی صبح نمودار ہونے والی تہی معویہ کے سوا اور کوئی صحابی اسکو پسند نہین کرتا تھا - "

خلافت تو یہین سے رخصت ہوگئی - اب اجماع ہوا تو کیا او نہوا تو کیا - اگر اب اجماع ہوا بھی تو انکی معمولی بادشاہی پر - نہ خلافت اور نیابت رسول پر - تعجب تو یہ ہے کہ جب انکی خلافت کے ڈانڈے کو اونکے خیرخواہ اجماع و

اتفاق سے درست نکرسکے تو اجماع و استخلاف کے اصول سے دست بردار ہوکر استیلا او رغلبہ کے طریقہ سے انکی خلافت کی مجسمہ کو قائم کرتے ہین۔ اجماع اور استخلاف کے بعد استیلا او رغلبہ خاصکر الخیین کی خلافت ثابت کرنے کے لیے انعقاد خلیفہ کے مقررہ اصول مین ایجاد کیا گیا اس سے پہلے تین خلافتون کے وقت مین کہین اسکا نام بھی نہین تھا۔ استیلا او رغلبہ حقیقت مین کیا ہے؟ یہی ہے "جسکی لاٹھی اوسکی بھینس" اس جملہ پر غور کرکے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ کلیہ کہان تک دیانت امانت اور احکام شریعت کے موافق ہے۔

المختصر معاویہ کی صحت خلافت کی تحقیق تو قطب جنوبی کی تحقیق سے بھی زیادہ دشوار ہے جسکی تھوڑی سی کیفیت اوپر بیان ہوچکی ہے اب امیر معویہ نے اپنی بعد اپنے صاحبزادہ بلند اقبال یزید کو سریر خلافت پر بٹھلاکر ان بدعات کے سلسلہ مین ایک کڑی اور جوڑ دی اور بخلاف اجماع و سیرت شیخین صاحبزادے کو کسی نکسی طرح بلاد اسلامیہ کا حاکم بنا ہی دیا

ہمارے اس مسلسل او رمکمل بیان سے ثابت ہوگیا کہ اصلی دعویداران خلافت کے جائز حقوق کو مٹانے اور اپنی مصنوعات و مخترعات کو سچا اور جائز بنانے کے لئے کیسے کیسے طوفان اوٹھائے گئے اور کیسی کیسی جی توڑ کوششین کیگئین اور کیسی کیسی جوڑ توڑ سے کام لیا گیا۔ ان ذوات مقدسہ کے نام مٹانے اور اونکے فضائل و مناقب مخصوصہ و منصوصہ کے گھٹانے اور چھپانے مین کیا کیا ترکیبین عمل مین لائی گئین۔ انہی مظالم کے سلسلہ مین کربلا کے قیامت ناک واقعات کی ابتدا ہوئی جسکے اقدام کا آغاز معویہ کے زمانہ سے شروع ہوا اور اوسکی تکمیل کا سہرا یزید کے سر بندھا۔ اسکی تفصیل یون ہے کہ ان اصلی او رجائز مستحقین خلافت کے حقوق پامال کرنے اور انکے اختیار منتزع کرنے کرلیے۔ اجماع۔ استخلاف۔ شوریٰ۔ غلبہ اور استیلا وغیرہ کے غیر محدود استدلال قائم کئے گئے اور ابتدا ہی سے استحکام سلطنت کے لئے انکے ضعیف اور مجبور بنانے پر بس نہین کیگئی بلکہ اسکے بعد ان بزرگوارون کو قتل کرنے اور دنیا سے انکے نام مٹانے کی بھی تدبیر کی گئی۔ او رمعویہ نے صریحا جناب امام حسن علیہ السلام کو زہر دلوا کر سب سے پہلے اس خون ناحق کی ابتدا کی۔ یزید نے اس ایجاد بدی مین واقعہ کربلا کا خونی منظر دکھلاکر ایسا نمایان اضافہ کردیا جس نے اوسکے نام کو ظلم و تعدی مین باپ کے نام سے ضرور بڑھا دیا۔

صلحنامہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی نسبت ہم تینون شرطون مین معویہ کے مفسدانہ طرز عمل مشاہدات تاریخی تاریخی سے بالتفصیل بیان کرچکے۔ اب ہم انکی آزادانہ او رخود مختارانہ حکومت مین جو مخالف شریعت بدعتین انکے علم خاص سے ایجاد ہوئین۔ اور جنکو یہ موجد اوّل کہلاتے۔ ذیل مین مندرج کرتے ہین۔

بدعات معویہ — امام جلال الدین سیوطی۔ اوائل السیوطی مین لکھتے ہین

معویہ اوّل من دکب بین المروۃ والصفا واول من ظهر شرب النبیذ والغنا واوّل من اکل الطین و اباحه وکان علے منبر رسول الله صلعم یاخذ البیعة لیزید فاخرجت عائشه راسها من الحجرۃ فقالت صه صه هل استدعی الشیوخ لبنیهم البیعة قال لا قالت فبقدی انت فخجل ونزل عن المنبر وبنی لها حفرۃ فوقعت

معویہ وہ شخص ہے جو سب سے پہلے مروہ او رصفا کے درمیان سوار ہوا اور سب سے پہلا شخص ہے جس نے ظاہر طور پر نبیذ کو پیا اور گانا سنا اور سب سے پہلے جس نے مٹی کھائی اور اوسکو جائز کیا وہ معویہ ہے۔ وہ منبر رسول صلعم پر بیٹھکر اپنے بیٹے یزید کی بیعت لیرہا تھا عائشہ نے حجرہ سے سر نکالا اور کہا چپ چپ رہ اے معویہ۔ آیا شیخین نے بھی اپنی بیٹون کے لئے بیعت لی تھی معویہ نے کہا نہین۔ ام المومنین نے کہا کہ تو پھر کسکی تقلید کرتا ہے۔ معویہ شرمندہ ہوکر

فیھا و ماتت منبر سے نیچے اوترا اور عائشہ کے واسطے ایک گڑھا کھودا اسطرح وترکیب سے کہ وہ اوسمین گرکر مرگئین

امام عبدالبر استعاب مین انکی بدعات و اولیات کی یہہ فہرست قائم فرماتے ہین ۔

قالوا انه اوّل من جعل ابنه ولی عھدہ و خلفه من بعدہ فی صحته وقال ابن الزبیر ھو الاول من اخذ دیوان الخاتم وامر بھذا بالنیروز والمھرجان واول من قتل صبرا حجرا واول من اتخذ الخصیان واول من بلغ درجات المنابر خمسة عشر مرقاة

معویہ وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے اپنے بیٹے یزید کو اپنا ولیعہد اور اپنا خلیفہ اپنے بعد اپنی صحت مین مقرر کیا اور ابن زبیر کا قول ہے کہ اول دفتر مہر لگانا بھی انھین کی ایجاد ہے اور سب سے پہلے نوروز اور مہرجان اعیاد مجوس کے لئے تحائف لینا بھی انھین کی ایجاد ہے اور معویہ نے سب سے پہلے اسلام مین خصّی کرایا (خواجہ سرا) اور سب سے اوّل انھین نے منبر کی سیڑھیان بڑہائین اور اونکی تعداد پندرہ زینون تک پہونچائین ۔

انھین اولیات و مخترعات کے سلسلہ مین معویہ نے ایکبار منبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینے سے شام مین منتقل کردیے جانیکا حکمدیا ۔ مگر مشاہدات قدرت کے ہیبتناک مظاہرات کو دیکھکر اپنی اس بدعت سے باز رہا ۔

معویہ اور منبر رسول امام المورخین طبری تاریخ کبیر مین لکھتے ہین ۔

امر معویة بمنبر رسول الله صلعم ان یحوّل من المدینة الی الشام وقال لا یترک عصا النبی صلعم بالمدینة وھم قتلة عثمان وطلب العصا وھی عند سعد القرظ فحرک المنبر فکسف الشمس حتی رویت النجوم بادیه فاعظم الناس ذلک فترکه

معویہ نے حکمدیا کہ منبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ سے شام مین منتقل کردیا جائے اور عصائے رسول بھی مدینہ مین نہ چھوڑا جائے کیونکہ اہل مدینہ قاتل عثمان ہین اور عصائے رسول کو بھی طلب کیا جو سعد ابن قرظ کے پاس تھا پس منبر کو جنبش دی گئی تو آفتاب مین گہن لگ گیا اور تمام شہر مین تاریکی پھیل گئی کہ ستارے صاف دکھائی دینے لگے ۔ لوگون نے یہہ امر عظیم سمجھا اور ڈرکر منبر کو اوسی جگہہ چھوڑ دیا

اباحت غنا اوپر اجمالی طور پر بیان ہوچکا ہے کہ معویہ کی اولیات مین غنا و شرابخواری کا حلال کیا جانا بھی داخل ہے ۔ اب اوسکی مفصلہ ذیل تفصیلی کیفیت ملاحظہ ہو مسند ابو یعلی مین مرقوم ہے ۔

عن ابی ھریرة وابی برزة قال کنا مع النبی صلی الله علیه واله وسلم فسمع صوت الغنا فقال انظروا ما ھذا فصعدت ونظرت فاذا معویه وعمرو عاص یتغنیان فجئت فاخبرت النبی صلعم فقال اللھم ارکسھما فی الفتنة رکسا اللھم ودعھما الی النار دعا

ابوہریرہ اور ابو برزہ ناقل ہین کہ ہم ایکبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ گانیکی آواز آئی تو آنحضرت صلعم نے فرمایا دیکھو یہہ کون گاتا ہے ہم نے اوپر چڑھکر دیکھا تو معویہ اور ابن عاص گارہے تھے ہم نے واپس آکر آنحضرت صلعم کی خدمت مین خبر کردی ۔ آپ نے فرمایا اللہ ان دونون کو فتنہ مین اوندھے مونہہ ڈالدے اور ان دونون کو جہنم مین دھکیل دے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس تاکید و تہدید کے بعد بھی معویہ نے غنا کو ترک نکیا ۔ امام راغب اصفہانی اپنی کتاب محاضرات مین لکھتے ہین ۔

قیل ھشام بن الحکم ھل شھد معویۃ ببدر فقال نعم من جانب الکفار و ذکر عند شریک ابن عبد اللہ بالحلم فقال معویۃ (وکان واللہ) مخزن الحماقۃ والسفاھۃ ثم قال واللہ لقد اتاہ قتل امیر المومنین علیؑ وکان متکئا فاستوی جالسا ثم قال یا جاریۃ غنینی فالیوم قرت عینی فانشأت تقول

الا ابلغ معویۃ بن حرب
فلا قرت عیون الشامتینا

کسی نے حکم کے بیٹے ہشام سے پوچھا کہ معویہ جنگ بدر میں شریک تھے۔ ہشام نے کہا ہاں لیکن کافروں کیطرف سے۔ شریک ابن عبد اللہ سے کسی نے کہا معویہ بڑے حلیم تھے شریک نے کہا کہ معویہ حماقت اور سفاہت کا مخزن ہے۔ جناب امیر المومنین علیؑ کے قتل کی خبر پائی تو تکیہ لگائے بیٹھا تھا اوٹھکر ا ہوا اور مارے خوشی کے سیدھا ہوگیا اور لونڈی کو حکم دیا کہ کچھ گا۔ آج میری آنکھیں ٹھنڈی ہوئی ہیں۔ لونڈی نے یہ شعر گایا

معویہ ابن حرب سے کہدو کہ خدا
شماتت کرنیوالوں کی آنکھوں کو ٹھنڈا نہیں کرتا

جواز شراب خواری

تھا یوں جائز ہوئی۔ شراب سطرح حلال کردی گئی - امام احمد ابن حنبل اپنی مسند جلد پنجم ۵ میں لکھتے ہیں

عن عبید اللہ بن بریدۃ قال دخلت انا وابی علی معویۃ فاجلسنا علی الفراش ثم اتینا بالطعام فاکلنا ثم اتینا بالشراب فشرب معویۃ ثم ناول لابی فقال ماشربتہ منذ حرمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ثم قال معویۃ کنت اجمل شباب قریش واجودہ ثغرا وما شیء اجد لہ لذۃ کما کنت اجدہ وانا شاب غیر اللبن وحسن الحدیث یحدثنی

عبید اللہ بن بریدہ ناقل ہیں کہ میں اور میرے باپ دونوں معویہ کے پاس گئے اور وہاں ہملوگ فرش پر بٹھلائے گئے پھر کھانا آیا اور ہملوگوں نے ملکر کھایا - پھر کھانیکے بعد شراب لائی گئی اور معاویہ نے شراب پیکر میرے والد کو دی اونھوں نے کہا کہ جب سے آنحضرت صلعم نے شراب کو حرام بتلایا ہے اوسدن سے ہم نے نہیں پی ہے معویہ نے کہا کہ میں جوانی میں تمام جوانان قریش سے خوشرو اور سب سے زیادہ میرے دانت اچھے تھے اور کسی شے سے مجھے عالم شباب میں اتنی لذت نہیں ملتی تھی جتنی شراب میں۔ سوا ے دودھ کے یا کسی ایسے شخص کے جو اچھی باتیں کر رہا ہو وہ مجھسے باتیں کرے

حلت ربا

حرمت ربا کے مسئلہ میں۔ باوجودیکہ احل اللہ البیع وحرم الربوا (حلال کیا خدا نے بیع کو اور حرام کیا سود کو) کی نص صریح موجود تھی معاویہ تمام مشکوک رہے۔ مولوی نظام الدین صاحب اپنی کتاب صبح صادق میں تحریر فرماتے ہیں

ومعویہ ونحوہ لم یکن مجتھدا وکیف یکون من اشتبہ علیہ حرمۃ الربوا وغیرھا مجتھدا

معویہ کو ایسے لوگ مجتہد نہیں ہوسکتے اور وہ شخص کبھی مجتہد نہیں ہوسکتا جسپر حرمت ربو مشتبہ ہو۔

بدعات ومخترعات کی تفصیل بھی ہوچکی۔ اب ہمکو اپنے سلسلہ بیان میں معویہ کے اون فضائل مصنوعی اور اوصاف موہومی کی حقیقت حال بھی دکھلادینی نہایت ضروری ہے۔ جو انکے حاشیہ بوسوں کے خوشامدانہ حاشیوں سے زیادہ ثابت نہیں ہوتے۔ اس تفصیل میں ہم پہلے ہم انکے اوصاف مشہورہ کی تنقید لکھتے ہیں۔ انکے حاشیہ نشینوں نے انکے وقت ہی سے ان کے حلم وبردباری کا خوامخواہ شور وغل مچا رکھا ہے اور مشہور کر رکھا ہے کہ معویہ بڑے حلیم تھے

حلم معویہ

حلم معویہ کی نسبت جب ایک تلاش کنندہ حقیقت حال دریافت کرتا ہے تو انکے بے مثل حلیم ہونیکی بنا ایک ایسے واقعہ پر ہوتی ہے - جو بذات خود بدترین اخلاق ثابت ہوتا ہے - جسکے نقل وبیان کرنیسے ایک بھلے آدمی کو انتہا درجہ کی شرم وغیرت دامنگیر

حال ہوتی ہے۔ لیکن حقیقت حال کے اظہار کی ناگزیر ضرورت مجبور کرتی ہے۔ معویہ صاحب جس بنا پر حلیم مشہور ہوے ہین اوسکی حقیقت یہہ ہے۔ صاحب تاریخ معویہ مطبوعہ جونپور۔ کتاب مستطرف کے حوالے سے لکہتے ہین۔

ایک بار شام مین پہلے پہل ہاتھی آیا۔ تمام شہر اس اعجوبہ روزگار اور کوہ پیکر جانور کے دیکھنے کو ٹوٹ پڑا معاویہ صاحب کو خبر ملی تو یہہ بھی ایک اونچے ٹیلہ پر تماشہ دیکھنے کی غرض سے چڑہ گئے لیکن وہان اس تماشہ کے ساتھ دوسری سیر دیکھنے مین آئی خاص محل نگاہون کے سامنے تہا اور محل کا ایک غلام یا گھر کا مرد معویہ صاحب کی زوجہ محترمہ پر مسلط تہا اور "خالی مکان را دیو میگیرد" کی سچی تصویر بنا ہوا داد عیش لے رہا تھا۔ یہہ پر لطف سیر دیکہکر محل کیطرف فوراً جھپٹے فاعل و مفعول دونون حاضر تہے۔ مرد سے اس مداخلت بیجا کا سبب پوچھا تو اس نے برجستہ کہا کہ آپ کی حلم نے مجھکو ایسی سخت اور ناقابل برداشت پر شیر کردیا۔ ورنہ کہان مین اور کہان ایکی بیگمصاحبہ" معاویہ صاحب نے آنکھین نیچی کرلین اور کہا کہ۔ جا۔ مین نے تجھے معاف کردیا۔ مگر خبردار کسی سے اسکا ذکر مکرنا ورنہ تیری گردن ماری جائیگی"

انھین واقعات کو پیش نظر رکھکر شریک ابن عبداللہ کے ایسے مشہور و معروف محدث نے لکھدیا ہے کہ

کان معوّیۃ مخزن الحماقۃ والسفاھۃ — معویہ حماقت وجہالت کا مخزن تھا

طرفداران معویہ کی منطق سکو سمجے اس واقعہ سے جو معنی نکالے۔ وہ اونکا کام ہے۔ مگر ایک شریف غیرتمند بھلا ادمی تو اسکو کبھی حلم نہ کہے گا اور نہ بردباری۔ بلکہ صاف صاف بے غیرتی اور بیحیائی سمجھیگا اور دیوثی۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

خال المومنین — خال المومنین ہونیکی خالی اور مہمل قرابت خصوصی کو امام محمد بن طلحہ الشافعی نے ایسا ناقابل توجہ سمجھا ہے

ہونیکی خصوصیت — کہ تعقید فضائل معویہ کے ذکر مین کہین اسکا نام تک نہین لیا ہے اگر طرفداران معاویہ اس علاقہ سببی سے معویہ کی شرافت خصوصی ثابت کرتے ہین تو پھر اونکو یہہ خصوصیت ام حبیبہ کے ساتھ محدود کرنی نہین ہوگی بلکہ امہات المومنین۔ ام سلمہؓ۔ عائشہ حفصہ۔ سودہ۔ میمونہ۔ صفیہ اور زینب وغیرہما سب کی بھائیون کے لیے بھی یہی استحقاق قائم کرنے ہون گے معویہ کے لئے تخصیص کیا ہے گی بلکہ اصول تعمیم کے رُو سے سب اسمین بحصہ مساوی اونکے سہیم و شریک ہون گے۔

اس خالی خصوصیت کی نسبت بھی جہان تک تحقیق کیجاتی ہے یہہ امر ثابت ہوتا ہے کہ امہات مومنین کے اور بھائیون نے تو خواہ مخواہ اس علاقہ بندی کے رشتہ کو تو قائم بھی رکھا۔ لیکن معاویہ نے تو اس خالی خولی شرافت کو بھی اپنی ہاتھون سے ملیامیٹ کردیا۔ امام المورخین طبری بذیل تذکرہ معاویہ لکہتے ہین۔

مما یستحق بہ اللعنۃ من اللہ ورسولہ ادعاءہ زیاد بن سمیہ — جن وجہون نے خدا و رسولؐ کی طرف سے معویہ کو لعنت کا مستحق بنایا اونمین

جراءۃ علی اللہ یقول ادعوھم لاباءھم ھو اقسط عند اللہ — ایک وجہ یہ ہے کہ اوس نے زیاد بن سمیہ کو اپنے باپ ابوسفیان کا بیٹا قرار دیا۔

ورسولہ یقول ملعون من ادعی الی غیر ابیہ وانتھی الی غیرہ — حالانکہ خدا نے فرمایا کہ (انسان کو) اونکے باپ کے نامون سے پکارو

مدالیه ویقول الولد للفراش وللعاهر الحجر فخالف حکم الله عزّ وجل وسنّة نبیّه صلعم جهارا وجعل الولد لغیر الفراش والعاهر لا یضرّه عهره فاحل بهذه الدّعوة من محارم الله ومحارم رسوله فی ام حبیبة زوجة النبی صلی الله علیه واله وسلّم

پکارو - یہہ خدا کے نزدیک بہتر ہے اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ وہ ملعون ہی جو غیر کیطرف منسوب کیا جاوے اور یہہ بھی آنحضرت صلعم نے فیصلہ فرمایا تھا کہ بیٹا فراش والے کی ہے اور زنا کرنے والے کے لئے پتھر ہے - لیکن معاویہ نے بکمال جرات و دلاوری سے حکم خدا وسنت رسولؐ کی علانیہ (کھلم کھلا) مخالفت کی اور زنا کاری کی کوئی مضرت نہین سمجھی کہ حرام خدا کو حلال سمجھا - جس سے ام حبیبہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا زیاد ابن سمیّہ کو محرم بنا دیا - دیکھو تاریخ طبری حصہ سوم جلد چہارم طبع لیڈن

معویہ نے اپنی ایسی واجب الاحترام ہمشیرہ محترمہ کی اتنی توہین اور پردہ دری کی کہ ایک زنازادہ قریش کو اوس مقدسہ کا بھائی اور محرم بنا دیا تو وہ شرف جو اس پاک دامن بہن کیوجہہ سے اونکو نصیب ہوا تھا - انکی کرتوتون سے انکے نصیبون مین کب باقی رہا - حکیم سنائی غزنوی اسیوجہہ سے لکھکر بتلا گیے ہین -

پسرہند گرچہ خال من است — دوستی ویم بکارے نیست
ور نوشت او خطے زبہر رسولؐ — ہم دران نیز اقتدارے نیست
ہم درانجا کہ شیر یزدان است — از خط و خال اعتبارے نیست

کتابت وحی معاویہ کے فضائل مین کتابت وحی کا بھی ایک بے جوڑ پیوند لگایا جاتا ہے اوسکی حقیقت و اصلیت بھی ذیل کی عبارت مین ملاحظہ ہو -

وحی کا گذشتہ زمانہ ابتدائے بعثت آنحضرت صلعم سے فتح مکہ تک اکیس۲۱ برس ہوتا ہی اور فتح مکہ کے بعد آنحضرت صلعم دو برس سی زیادہ زندہ معویہ کا خاندان باتفاق جمہور فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوا التعجب ہے کہ زیادہ زمانہ سے وحی لکھنے والون مین کسی کو خطاب نہین ملا اور ملا تو معویہ کو - یہہ دو حال سے خالی نہین - یا تو وحی اس زمانہ مین کم نازل ہوئی - اس بنا پر دنی آیتون کا وہ حصہ جو بعد فتح مکہ کے اترا تہا - باقی آیتون سی - علم اس سی کہ وہ مکی ہون یا مدنی - زاید ہو - لیکن قران پڑہنے والے اسکے تصدیق نہین کرینگے - یا یہہ کہ وحی کم نازل ہوئی مگر لکھا آپنے بہت زیادہ - تو اسمین بجائے امانت کے خیانت نظر آتی ہے اور تعجب بالائے تعجب یہی کہ وہ کاتبان وحی جنکو یہہ معزز خطاب نہین ملا اونکا کوئی نکوئی مصحف ضرور ہے جس سی انکی کتابت کا ثبوت ملتا ہی - یا کم سے کم یہہ معلوم ہوتا ہی کہ جمع قران مین ان سی مدد لی گئی ہی مگر افسوس باوجود اس وصف زیادہ نویسی کے نہ آپ کا کوئی مصحف ہی نہ آپ سے جمع قران مین مدد لیا جانا کہین سی پایا جاتا ہی - حالانکہ ظاہر بات ہی کہ اگر خاندانی اور گھر کے قابلیت والون سی کام نکلتا نظر آتا تو حضرت عثمان کو باہر والون سے مدد لینے کی کیا ضرورت ہوتی لہذا ثابت ہو گیا کہ کتابت وحی محض یارون کی من گڑھت ہی -

علیؑ جامع القرآن اس جگہہ ہم امیر المومنین علی علیہ السلام کے جمع کردہ قران ذکر نکرین تو سلسلہ کلام مین نقص -

استدلال مین ضعف اوران سب کے علاوہ اکثرناظرین کتاب کو شکایت کا موقع ملجائیگا ۔ مگر سب سے پہلے یہہ ذہن نشین کرلینا چاہیے کہ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے ۔

(۱) علیؑ مع القرآن والقرآن مع العلی لایفترقان حتی یردّا علے الحوض (صواعق محرقہ ص ۷۵ تاریخ الخلفا ص ۲۷)

علی قران کے ساتھ ہین اور قران علی کے ساتھ ۔ دونون کبھی نہ جدا ہونگے یہانتک کہ ہمارے پاس حوض کوثر پر وارد ہون

(۲) ما انزل اللہ یا ایھا الذین امنوا الا وعلی شریفہا وامیرہا ولقد عاتب اللہ اصحاب محمدؐ فی غیر مکان وماذکر علیا الا بالخیر تاریخ الخلفا مصر ص ۶۶

(۲) جہان جہان خدا نے یا ایّھا الّذین آمنوا فرمایا ہے ۔ علیؑ اونکے امیر اور شریف ہین اور بخلاف انکے بیشک دیگر اصحاب محمد صلعم پر خدا نے غصہ اور عتاب فرمایا ۔ لیکن انکا (علیؑ کا) ذکر ہمیشہ خدا نے خیر سے کیا ہے

(۳) عن علی علیہ السلام قال واللہ ما انزلت ایۃ الا وقد علمت فیما انزلت واین نزلت وعلی من نزلت ان ربّی وھب لی قلبا عقولا ولسانا صادقا ناطقا تاریخ الخلفا ۱۲۷

(۳) امیرالمومنین علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ جتنی ایتین نازل ہوئی ہین مین خوب جانتا ہون کہ وہ آیت کس امر کی بابت نازل ہوئی ہے اور کہان نازل ہوئی ہے کیونکہ خدا نے مجھکو قلب عاقل اور زبان صادق و ناطق عطا فرمائی ہے

(۴) اخرج ابن سعد وغیرہ عن ابی الطفیل قال قال علی سلونی عن کتاب اللہ فانہ لیس من ایۃ الا وقد عرفت بلیل نزلت ام بنھار ام فی سھل ام فی جبل تاریخ الخلفا و صواعق محرقہ ص ۷۶ مطبوعہ مصر

(۴) ابن سعد وغیرہ نے ابی الطفیل سے لکھا ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ کوئی ایت ایسی نہین ہے جسے مین نہین جانتا ہون کہ وہ دن کو اوتری ہے کہ رات کو اوتری ہے ۔ ہموار زمین پر نازل کی گئی ہے کہ پہاڑ پر اوتاری گئی ہے ۔

اور یہہ بھی ملحوظ رکھنا چاہیئے ۔

لم یکن احد من الصحابۃ ان یقول سلونی الا علیؑ

اصحاب رسولؐ مین کسی کی زبان سے یہہ فقرہ نکلا کہ سوال کرو ہم سے (کتاب خدا کی نسبت) سوا علیؑ کے

اسکی وجہہ بالکل ظاہر ہے کہ انکھہ کھولکر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھا اور آغوش رسول مین پرورش پائی سات یا نو برس تک رسولخدا کے ساتھ اکیلے نماز پڑھی ۔ دوسرا اگر کوئی تھا تو جناب خدیجۃ الکبرےٰ سلام اللہ علیہا تیسرا اوسوقت تک اسلام ہی نہین لایا تھا ہر وقت رسول صلعم کے ساتھ رہے ۔ امیرالمومنین علیہ السلام خود فرماتے ہین ۔

انی کنت سالتہ انبانی واذا سکت ابتدانی تاریخ الخلفا

جب مین سوال کرتا تھا تو اپ مجھے بتلادیتے تھے اور جب مین چپ رہتا تھا تو خود ابتدا فرماتے

اب اسی سلسلہ مین ملاحظہ ہو

اخرج ابوداود عن محمدؐ بن سایرین قال لما توفی رسول اللہ صلعم ابطاء علی عن بیعۃ ابی بکر فلقۃ ابی بکر فقال اکرھت

ابوداود محمد ابن سیرین کی اسناد سے ناقل ہین کہ جناب رسولخدا صلعم نے وفات پائی تو حضرت علیؑ نے بیعت ابوبکر سے توقف کیا تو حضرت ابوبکر نے حضرت علیؑ سے ملکر

امامتی فقال ولکن الیت ان لاارتدی بردائی الا الی الصلوٰۃ حتی اجمع القران فزعموا انہ کتبہ علی تنزیلہ فقال محمد بن سیرین لو اصیب ذلک الکتاب کان فیہ العلم

کہا کہ ہماری امارت وخلافت کو تم نے مکروہ سمجھا۔ آپ نے فرمایا نہیں مگر ہم نے قسم کھائی ہے کہ جب تک قران نہ جمع کر لینگے اوسوقت تک بجز اوقات نماز کے اپنے دوش پر ردا نہیں کھینچینگے۔ لوگون کا گمان ہی کہ حضرت علیؑ نے قران کو موافق تنزیل کے جمع کیا۔ محمد بن سیرین کہتے ہین کہ اگر وہ قران ملجاتا تو اوس سے علم کثیر حاصل کیا جاتا

الغرض امیر المومنین علی علیہ السلام نے اپنا ہی جمع کردہ قران حضرت ابوبکر و حضرت عمر کے سامنے پیش کیا جواب ملا کہ ہمکو اس قران کی ضرورت نہین ہی۔ قران خود لوگون کو یاد ہے۔ لیکن جنگ یمامہ مین جب بہت سے حفاظ قران مارے گئے تو حضرت عمر نے کہا کہ اب قران جمع کرنا چاہیئے۔ حضرت ابوبکر نے پہلے اختلاف کیا تہا۔ بعد کو راضی ہوگئے۔ پھر لوگون کو جمع کیا اور زید بن ثابت ایک یہودی النسل نوجوان کو جامع القران والی پنچایت کا سرپنچ مقرر کیا اونھون نے کچھہ خود لکھا اور زیادہ تر لوگون سے پوچھہ پوچھہ کر لکھا اور کچھہ لوگون سے لکھوایا۔ اوسی قران کا ایک نسخہ حفصہ کے پاس تہا۔ اگرچہ یہی نسخہ اشاعت کے لیئے کافی تہا۔ مگر حضرت عثمان نے اپنے عہد خلافت مین نئے سرے سے پھر قران کو مرتب کرایا۔ اور اگلے نسخے حضرت عمر کے مرتب کرائے ہوے جن لوگون کے پاس موجود تہے وہ کسی نکسی طرح اون سے وصول کر کے مصلحتاً جلا ڈالے گئے۔ تاکہ اختلاف نہ پڑے ابن مسعود صحابی رسولؐ اپنا قران نہین دیتے تہے آخر مارتے مارتے اونکی پسلی توڑدی گئی اور اونکا قران بھی جلا دیا گیا۔ ام المومنین حفصہ بھی اپنا قران نہین دیتی تھین۔ مروان صاحب وزیر حضرت عثمان نے اون سے بھی بزور خلافت وصول کیا اور آگ پر رکھکر تاپ ڈالا۔

غور کرنیکی بات ہی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بائیس برس تک امت کی ہدایت کی ہمیشہ وحی آیا کی۔ لوگ لکھا کئے تدوین قران ہوتی رہی اور اوس زمانہ تک معاویہ کافر مطلق تہے۔ اگر وفات رسولؐ سے کچھہ پہلے یہہ مسلمان ہوکر کاتب وحی رہے بھی تو اونکو جاہلون نے ایسا آسمان پر چڑہایا کہ معویہ کو کاتب وحی بنایا گویا دنیا بھر مین بجز اونکے کوئی کاتب ہی نہین تہا۔ اجی کاتب وحی تو عبداللہ بن سعد او عبداللہ ابن ابی سرح بھی تہے جو دونون بعد کو مرتد ہوگئے تھے۔ عبداللہ ابن ابی سرح صاحب تو حضرت عثمان کے رضاعی بھائی تہے۔ فتح مکہ کے دن آنحضرت صلعم نے انکا خون حلال کر دیا تہا کہ جو شخص انکو جہان پائے مار ڈالے۔ یہہ حضرت عثمان کے مکان مین پوشیدہ تہے ایکدن حضرت عثمان انکو ہمراہ لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کیخدمت مین حاضر ہوئے اور رہ رہ کر کئی مرتبہ انکی سفارش کی آنحضرت صلعم نے دیر تک سکوت اختیار کیا تاکہ کسیکو ہمارے حکم کا خیال آجائے اور وہ اس مرتد کی گردن مار دیے مگر کسی نے قتل نہین کیا اور حضرت عثمان برابر سفارش کرتے چلے گئے۔ بالآخر انکے اصرار بسیار سے آنحضرت صلعم نے امان دیدی۔ جب حضرت عثمان بھائی صاحب کو لیکر چلے گئے تو آنحضرت صلعم نے اصحاب حاضرین سے کہا کہ تم مین کسی نے اوٹھکر اس کتے کو کیون نہ مار ڈالا۔ عباد ابن بشر نے کہا کہ اگر آپ نے اپنی آنکھ سے اشارہ کیا ہوتا تو ہم لوگ اوسے مار ڈالتے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ نبیؐ کی آنکھہ خیانت نہین کرتی۔ ہمارا کام اشارہ بازی نہین ہے

قرۃ العیون جلد چہارم حصہ اول مطبوعہ آگرہ ص ۷۰ و ترجمہ ابن خلدون کتاب ثانی جلد سوم مطبوعہ الہ آباد ص ۱۸۷ سیرۃ ابن ہشام جزو ثانی مصر ص ۲۱۶

اگر محض کتابت وحی پر یہہ افتخار ہے تو عبداللہ ابن ابی سرح کے مذکورہ بالا واقعات پڑھکر یہہ طمطراق محض بیکار ہے۔ جب ان دلائل قاطعہ سے پیش نہ چلی تو مجبور ہو کر طرفداران معویہ نے یہہ پیوند لگایا کہ یہہ حضرت رسولخدا صلعم کیلیے لیئے خط لکہا کرتے تہے (امام مدائنی)

اب طرفداران معویہ کے اقرار کے مطابق جب یہہ کاتب وحی ثابت نہو سکے تو محض جنگلی عربون کے پاس یا دیگر کفار عرب کو پاس خطوط لکھدینے سے انہین کون سی منقبت حاصل ہو سکتی ہے بلکہ اس منقبت سے تو صریح منقصت پائی جاتی ہے اسلئے کہ ہرچند معویہ ان لوگون کے نام انحضرت صلعم کے مضامین ہدایت آگین لکھتے مگر اون کلمات ہدایات سے خود کوئی ہدایت حاصل نہین کی اور اپنا ایمان اپ درست نہین کیا۔ کہنے والے نے سچ کہا ہے ؎

صحبت اندر جوہر قابل کند تاثیر و بس　٭　ورنہ شاخ گل ز بوئے گل چرا محروم شد

انحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس مومنین و منافقین سب کا مجمع رہتا تہا۔ خود انحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہے۔ در اصحاب من منافقان بسیار اند کہ روئے بہشت نخواہند دید (معارج النبوۃ) اس بنا پر اگر انحضرت صلعم نے کسی منافق سے خط لکھوا لیا تو اس سے اوسکا ایمان کیسے ثابت ہوا۔ آجتک یہ قاعدہ جاری ہے کہ ہماری بہت سی دیسی اسلامی ریاستون مین ہندو حضرات وزارت اور دیوانی کے عہدہاے جلیلہ پر فائز ہین۔ اب ہم انکی کتابت کی اخر بحث مین یہہ دکھلاتے ہین کہ ابتدا ہی سے یہہ خدمت جس پر یہہ فخر و ناز کیا جاتا ہے معویہ کے لیے کتنی ناسزا اور اردقابل شرم و عار بابت ثابت ہوئی ہے۔

انکی کتابت کے زمانے مین ایکبار انحضرت صلعم نے بغرض کتابت انکو بلا بھیجا۔ عبداللہ بن عباس انھین بلانے گئے۔ یہہ کھانا کھا رہے تہے۔ واپس آے اطلاع کی کھانا کھاتے ہین۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر طلبی کے لیے ارشاد ہوا۔ ہمان اش در کاس۔ لوٹ اے عرض کی کھانا کھاتے ہین۔ رحمت عالم کو جلال اگیا۔ ارشاد فرمایا۔ لا اشبع اللہ بطنہ۔ خدا اوسکے کو کبھی نہ بھرے۔ (استغیاب حاشیہ اصابہ مصر ص ۴۰۱)

اس بد دعاے خیر الوری کا یہہ اثر ہوا کہ معویہ صاحب سو رطل دمشقی روز کھانا کھاتے تہے مگر پیٹ تہا کہ کسیطرح بھرتا ہی نہ تہا مستطرف جزو اول مصر ص ۲۱۵ خود معویہ صاحب اپنی شکم پری اور جوع البقری کی صفت خاص مین رطب اللسان ہین واللہ ما اترک الطعام شبعا ولکن اعیاۃ خدا کی قسم مین پیٹ بھر جانیکی وجہہ سے نہین بلکہ کھاتے کھاتے تھک جانیکی وجہہ سے کھانا چھوڑ دیتا ہون۔ طبری جناب رسول خدا صلعم کا یہہ قول بھی اسی کے ساتھہ پیش نظر رکھا جائے کہ۔ کم کھانیسے صفائی قلب حاصل ہوتی ہے اور پرخوری سے قساوت قلبی بڑہتی ہے مستطرف جلد اول مصر ص ۲۱۲

اسی بنا پر معاویہ کی قساوت قلبی۔ اصحاب رسول۔ حضرت امام حسنؑ اور حضرت عائشہ کے قتل سے بالتواتر و التجارب ثابت ہے۔ پھر یہہ بھی قول مشہور ہے کہ مومن ایک آنت مین کھاتا ہے اور کافر سات آنتون مین ابوداود طیالسی جزو ششم مطبوعہ حیدرآباد ص ۲۷۱ اس لئے معویہ صاحب کی پرخوری اتنی بڑھی ہوئی تہی۔ اور پھر اتنی عالمگیر اور مشہور عالم ہوئی کہ اقوام و ممالک مین ضرب المثل قائم ہو گئی چنانچہ ایک صاحب اپنے مصاحب کی تعریف مین کہتے ہین اور کیا خوب کہتے ہین۔

وصاحب لی بطنہ کالھاویہ — میرا ایک ہمراہی ایسی جسکا پیٹ جہنم کے ایسا ہے
کان فی امعاۂ معاویہ — گویا اسکی انتوں میں معاویہ بیٹھا ہوا ہے

معاویہ کا اجتہاد انکی اخرتقبت مین اجتہاد داخل کیا جاتا ہی اور کہا جاتا ہی کہ یہ مجتہد تھے۔ مگر پہلے یہ ذہن نشین کرلینا چاہئیے کہ انکے دعوئی اجتہاد کے ساتھ ہی ساتھ خطا کا اقرار و اعتراف بھی لگا ہوا ہے یعنی مجتہد خاطی تھے۔ ان ہی خطاے اجتہادی ضرر ہوئی ۔ لیجئے صواب فی نفس الاجتہاد تو یہین سے رخصت ہوگیا جب ابتدا ہی سے صواب مفقود اور خطا موجود ہے تو اب اوسکے خطا کا ہونے مین کون سی کسر باقی رہجاتی ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

معویہ کی نماز مجتہد ہو یا عامی ۔ اسلام مین معتقدات کے بعد عملیات مین سب سے پہلے نماز ارکان ایمان قرار پائی ہے۔ ادائے نماز مین معویہ صاحب کی قوت اجتہاد مفصلہ ذیل واقعہ مین ملاحظہ ہو

حکاہ المسعودی فی مروج الذھب قال لقد بلغ من طاعۃ اھل الشام معویہ انہ صلی بھم عند مسیرۃ الی صفین الجمعۃ یوم الاربعا حوام الائمہ قلمی ورق ۵۲

مسعودی نے مروج الذہب مین ذیل ذکر طاعت اہل شام حکایت کی ہے کہ معاویہ نے تمام اہل شام کو صفین جاتے ہوئے رستے مین جمعہ کی نماز بدھ ہی کے دن پڑھادی ۔

اور لیجئے ۔ امام شافعی صاحب رقمطراز مین ۔

ان معویۃ قدم المدینہ فصلی بھم ولم یقرء بسم اللہ الرحمن الرحیم ولم یکبر عند الخفض الی الرکوع والسجود فلما اسلم نادا المھاجرون و الانصار یا معویہ سرقت من الصلوۃ این بسم اللہ الرحمن الرحیم واین التکبیر عند الرکوع والسجود تکبیرہ

معویہ مدینے گئے ۔ اور نماز پڑھائی تو پہلی بسم اللہ غلط کردی یعنی نہ پڑھی اور رکوع و سجود مین تکبیر نہین کہی۔ جب سلام پھیرا تو مہاجر و انصار نے شور مچایا کہ کیون معاویہ ۔ تم نے نماز مین چوری کی ۔ بتاؤ کہان گئی بسم اللہ الرحمن الرحیم اور کہان گئی رکوع و سجود کے جاتے وقت کی دونو تکبیرین ۔

حالانکہ ابوہریرہ کی اسناد سے بتواتر ثابت ہو کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر نماز مین بسم اللہ با واز بلند فرماتے تھے مگر معاویہ کو اپنی اجتہاد کی دھن مین تقلید رسالت کی کچھ پروا نہین تھی۔ چنانچہ ہمارے مذکورہ بالا سلسلہ بیان سے تمام اوامر و نواہی الٰہی اور فرامین رسالت پناہی سے انکا اختلاف انکار ظاہر و آشکار ہوچکا ہے ۔ اب انکے اس اختلاف کا سبب اصلی امام فخرالدین رازی کی زبانی سن لیا جاے

ان علیا رضی اللہ عنہ کان یبالغ فی الجھر بالتسمیہ فلما وصلت الدولۃ الی بنی امیہ بالغوا فی المنع من الجھر سعیا فی ابطال آثار علی رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز مین با واز بلند بسم اللہ فرمایا کرتے تھے۔ لیکن دولت و امارت جب سے بنی امیہ مین آئی تو اونہون نے صرف آثار حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مٹانے کی غرض سے اسکے منع کرنے مین کوشش بلیغ سے کام لیا ۔ تفسیر کبیر ۔ فوائد بسم اللہ

حضرت علیؑ کی نماز اب اسی کے ساتھ ہم حضرت علی کے طریقہ نماز کا مختصر ذکر مقام مناسب سمجھکر قلمبند کرتے ہین ۔ ملاؔ حسین لکھنوی فرنگی محلی اپنی کتاب وسیلۃ النجاۃ مین تحریر فرماتے ہین ۔

ازان جملہ است کہ بعد از رسول خدا صلعم تغیرؔ و تبدّل در نماز کہ ستون دین است راہ یافت و مردمان انرا ضایع ساختند و بشرائط حقوق انرا بجا نمی آوردند و حضرت علی بمقتضاے ولقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ بشرائط حقوق وتعدیل ارکان و حفظ اوقاف وغیرہ لوازم آن چنانچہ باید و شاید بجا می آورد واز نماز رسولخدا صلعم صحابہ را یاد می دہانید ۔ گفت مطرّف کہ نماز خواندم من با عمران در پس علیؑ ابن ابیطالب در وقتیکہ نماز تمام شد گرفت مطرّف دست عمران وگفت بتحقیق یاد دہانید مرا علی مرتضیٰ از نماز محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا گفت کہ نماز خواند با ما چنانچہ میگذارد رسولخدا صلعم

وسیلۃ النجاۃ طبع لکہنو ص ۱۷۲

انہین باتوں مین سے یہہ بھی ہے کہ جناب رسولخدا صلعم کے بعد نماز مین کہ دین کا ستون ہے تغیر و تبدّل واقع ہوگیا تہا ۔ لوگون نے اوسے ضایع کر دیا تہا اور اوسکو اوسکے حقوق و شرائط کے ساتھ ادا نہین کرتے تہے اور جناب علی مرتضیٰ اس آیہ کے موافق کہ رسولؐ کا طرز عمل تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے ۔ نماز کو اوسکے حقوق ۔ شرائط اداے ارکان اور حفظ اوقات کے ساتھ ۔ جیسا کہ چاہیے بجالاتے تہے ۔ اور اپنے اس طریقہ عمل سے تمام صحابہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز یاد دلاتے تہے ۔ مطرّف سے منقول ہے کہ ایکبار مین نے عمران کے ساتھ حضرت علی ابن ابیطالب کے پیچھے نماز پڑھی جب نماز تمام ہوچکی تو مطرف نے عمران کا ہاتھ پکڑکر کہا کہ آج تو واقعی حضرت علیؑ نے جناب رسولخدا صلعم کی نماز یاد دلادی ۔ یا یون کہا کہ ہمکو علیؑ نے یون نماز پڑہائی جسطرح جناب رسولخدا صلعم پڑہایا کرتے تہے

اسی لئے معویہ کے زمانہ مین ۔

وکان ندیما اکل الھریسہ وکان یاکل علی سماط معویہ ویصلی خلف علی ویجلس وحدہ فسئل عن ذلک فقال طعام معویہ ادسم والصلوۃ خلف علی افضل

ایک شخص معویہ کا ندیم تہا ۔ وہ معویہ کے دسترخوان پر تو کھانا کھاتا تہا اور نماز حضرت علیؑ کے پیچھے پڑہتا تہا ۔ یہہ دیکھکر ایک شخص نے اوس سے پوچھا تو اوس نے کہا کہ کھانا تو معاویہ کا چربدار ہوتا ہے لیکن نماز حضرت علی کے پیچھے فضیلت رکھتی ہے

ایک شخص کو یہی جواب ابوہریرہ نے دیا تہا ۔ ربیع الابرار زمخشری قلمی ورق ص ۲۱۷

یہہ تو جملہ معترضہ تہا ۔ اب ہم پہر اپنے سلسلہ بیان پر آجاتے ہین ۔ معاویہ صاحب مجتہد بتایے جاتے ہین اور شروع ہی سے خطاکار ٹہرے آجاتے ہین ۔ اور نماز کے ایسے اوّل فریضہ ایمانی مین چور بتلائے جاتے ہین تو گویا خطاکاری اور چوری ان کے اجتہاد کی خصوصیات مین داخل ہے ۔ اسلامی شریعت کیا کسی قوم و مذہب کے لوگ ایسے خطاکار اور گمراہ کو اپنے احکام مذہبی

کا رہبر اور ہادی نہیں بنا سکتے طرفداران معاویہ اور نمکخواران دولت بنی امیہ نے اس مصنوعی اجتہاد کی دھجیاں اور اون کی خود ساختہ خلافت و امارت معویہؓ کی قلعیاں خود اونکے علمائے کرام نے کر دیکر رکھدین ہین مفصلۂ ذیل عبارت ہین ملاحظہ ہون

معویہ صاحب	ومن اعتقاد اهل السنة والجماعة ان	اہل سنت والجماعت کا اعتقاد ہے کہ جو نزاع درمیانہ معاویہ اور علی علیہ السلام کی زندگی
اور ابن حجر	ان ما جرى بين معاوية وعلى من الحروب	مین واقع ہوئی ہے وہ اصل خلافت کے جھگڑے نہین تھے کیونکہ علی علیہ السلام
	ولكن المنازعة فى الخلافة لاجماع على حقيقتها العلى	پر اجماع امتؐ ہو چکا تھا۔ (صواعق محرقہ)
علامہ عبد الشکور سلمی	وقال اهل السنة والجماعة ان معوية مع	اہل سنت وجماعت کہتے ہین کہ معاویہ حضرت علی مرتضیٰ کی زندگی مین امارت اور بیعت
اور معاویہ صاحب	فى حال حيوة على ومن تابعه مخطئين	کے دعوے مین خطاوار تھے اور حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھ جنگ و پیکار کرنے
	فى دعوى الامارة والبيعة باغين فى المقاتلة مع علىؑ	مین قطعی باغی تھے۔ (کتاب التمہید فی بیان التوحید)
معویہ صاحب	ذهب الكثيرون الى ان اول من	علی الاکثر علمائے اہلسنت کا یہ مذہب و مسلک ہے کہ جس شخص نے سب
اور علامہ تفتازانی	بغى فى الاسلام معوية	سے پہلا اسلام مین بغاوت کی وہ معویہ تھے (شرح مقاصد)
معویہ صاحب	وقيل معوية من كتاب النبى صلعم	اکثر یہ بات کہی جاتی ہے کہ معاویہ آنحضرت صلعم کے کاتب تھے اور تمام مسلمانون کے ماموں
اور امام محمد بن طلحہ الشافعی	وكان خال المومنين فكيف يحكم	تھے ان پر اور انکے متبعین پر حضرت علیؑ کے ساتھ جنگ کرنیکے لیے کیون الزام لگاتے ہو
	عليه وعلى من معه بكونهم بقتال على عليه السلام بغاة فى	اور یہ کہتے ہو کہ وہ راہ صواب سے بھٹکے ہوئے اور قصد بغاوت کے مرتکب اور
	فعلهم جائرين عن سنن الصواب بقصدهم وقاصدين	خدا کی اطاعت سے خارج ہونیوالے تھے۔ ہم (امام محمد بن طلحہ الشافعی) کہتے ہین
	بما ارتكبوه من فيهم الجبن فى زمرة الخارجين من	کہ ہم نے ان پر حکم بغاوت کا عمداً بناوٹ جھوٹ اور اپنی طرف سے گھڑکر نہین لگایا ہے
	طاعة ربهم قلت لم احكم عليهم بصفة البغى ولو	بلکہ یہ حکم ہم نے بوجہ نقل و اتباع کے کیا ہے جسکو محدثین مین کے مشہور اماموں نے اپنی اپنی
	ادلها وضعا وافتراءً واختراعا بل حكمت بها نقلا	صحیح سندون مین متعدد حدیثون کے درمیان بیان کیا ہے کہ ہر ایک انہین سے
	واتباعا فانه روى الائمة الاعيان من المحدثين	اپنی حدیث کی سند کو آنحضرت صلعم تک پہونچاتا ہے کہ حضرت عمار یاسرؓ کی نسبت
	فى مسانيدهم الصحاح احاديث متعددة ترفع	آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ تجھے باغیون کا گروہ قتل کریگا۔ یہ ایسی حدیث ہے
	كل واحد منهم حديثه بسنده الى رسول الله صلعم	کہ جسکی اسناد مین کوئی خلل نہین ہے اور نہ اسکے متون مین کسی قسم کی بے ترتیبی ہے
	قال لعمار رض تقتلك الفئة الباغية وهذا الحديث	پس ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمار یاسرؓ کے گروہ قاتلان کا وصف
	لاخلاف فى اسنادها ولا اضطراب فى متونها ثبت	باغی ہونیکے ساتھ قرار دیا ہے اور بغی کا وصف اس گروہ سے جدا نہین ہو سکتا
	بها ان النبى صلعم وصف الفئة القاتلة عمارا بكونها	اس گروہ کے لئے یہ وصف لازمی ہے اور بغاوت کے معنی ظلم اور کثرت فساد کے
	باغية وصفة البغى لا ينفك عنها وهى لازمها	ہین۔ پس جو شخص باغی ہے۔ وہ ظالم جابر۔ عدل سے تجاوز
	والبغى عبارة من الظلم وقصد الفساد فكل من	کرنے والا اور خدا کی اطاعت سے خارج ہونے والا ہے۔ پس حضرت
	كان باغيا كان ظالما وجابرا فكان فاسقا وخارجا	عمار یاسرؓ کا قاتل اور اوس کا گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عربی	اردو
عن طاعة ربّه فتكون الفئة القاتلة عمارا متصّفه	کے فرمانے کے مطابق ان صفات مذکورۂ بالا سے مصدقہ طور پر ضرور
بهذه الصّفات بخبر الصّادق المصدوق (مطالب السؤل)	متصّف قرار پایا۔
امام صنعانی — قال النّواصب قد اخطأ فی الاجتهاد	ناصبی گروہ کے لوگ کہتے ہیں کہ معاویہ اور اوسکے دوستوں نے خطائی الاجتہاد واقع
اور معویہ صاحب — واخطأ فیه اصحابه والعفو فی	ہوئی ہے جسکے فاعل کیلئے خدا سے عفو کی امید کیجاتی ہے اور وہ جنات خلد کے درجات
ذلك مرجوا بفاعله وفی اعالی الجنان الخلد سالكیه	عالی میں ہوگا۔ ہم (امام صنعانی) کہتے ہیں تم لوگ جھوٹ کہتے ہو۔ اگر تمہارا
قلنا كذبتم فلم قال النبی صلی الله علیه واله وسلم لنا	قول سچ ہے تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے کیوں کہا تھا کہ عمار
فی النار قاتل عمار وسالبه واما دعوی الاجتهاد	کا قاتل اور اوسکے مقتول ہوجانیکے بعد اوسکے ہتھیار لیجانیوالا جہنم میں ہوگا
لمعاویه فی قتاله الا كدعوی ابن حزم ان ابن ملجم	امیرمعویہ کے لئے علی کے ساتھ جنگ کرنیکے بارے میں اجتہاد کا دعویٰ کرنا ایسا ہی ہے
شقی الاخرین مجتهد فی قتله لعلی علیه السّلام كما	جیساکہ ابن حزم نے ابن ملجم شقی اخرین کو جناب علی مرتضیٰ کے قتل میں مجتہد کہا
حكاه عنه الحافظ ابن حجر فی تلخیصه واذ كان	ہے۔ چنانچہ ابن حجر نے تلخیص میں اسکو نقل کیا ہے۔ جب کوئی شخص اپنے
من اركب هواه ونفق بالملاریح به ما یراه	حرص وہوا کے گھوڑے پر سوار ہوکر ہذیان بکنا شروع کردے تو جسکو
اجتهادا لم یبق فی الدنیا مبطل اذ لایات احد	چاہے اجتہاد کہدے۔ پس ایسی تاویلات مہملہ سے دنیا میں کوئی امر باطل نہیں
منكرا الا وقد اهب له عذرا	رہیگا جسکے لئے کوئی نکوئی عذر گڑھ نہ لیا جاوے

شاید کسی کو یہ شبہ ہو کہ جناب امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السّلام کے زمانہ حیات میں البتہ یہ نہ خلیفہ تھے نہ مجتہد ۔ اپ کے بعد یہ سب کچھ ہوگیے۔ خلیفہ مفترض الطاعۃ بھی اور مجتہد واجب التقلید بھی ۔ تو یہ بھی بےخبر۔ فخرالاسلام بزودی کتاب التسہیر میں لکھتے ہیں ۔

عربی	اردو
لانّ احدًا من الصحابه لم یره امام حق ولم یعقد له	کسی صحابی نے انکو امام نہیں کہا ہے اور نہ کسی طریقہ سے امامت حقہ کا
عقد الامامة وما كان من جملة الخلفاء	انعقاد ہوا ہے اور نہ معاویہ جملہ خلفا میں داخل ہے۔

طرفداران معاویہ کی ان سب تاویلات مہملہ اور توہمات باطلہ کے متعلق ہم صاحب نصائح کافیہ کی مفصل تنقیدی رائے ذیل میں لکھتے ہیں

عربی	اردو
صاحب نصائح کافیہ — واما من یقتل المسلمین	جو شخص مسلمانوں کے ہاتھ پاؤں باندھکر (مجبور کر) کے قتل کرتا ہے اور امیرالمومنین
اور معاویہ صاحب — صبرا ویسبّ علیا جهرا	کو علانیہ گالی دیتا اور برا کہتا ہے اور خدا کی زمین پر فساد کرتا ہے اور خدا
ویبعث فی الارض فسادا ویحارب الله ورسوله عنادا	ورسولؐ سے لڑائی اور عناد کرتا ہے اور مسلمانوں کے بیت المال

ويصطفى البيضاء والصفراء من بيت اموال المسلمين
ويحتك باوامر سيد المرسلين فذلك عندهم ثقة عدل
صاحب سنة خليفة حق امام صدق ذلك مبلغهم
من العلم ان ربك هو اعلم بمن ضل عن سبيله وهو اعلم
بمن اهتدى ما احمق هولاء القوم يسارعون للكذب
عن هذه الطاغية فيتاولون له التاويلات الباطلة
البعيدة الفاسدة الضعيفة ويعمدون الى سيئاته
القبيحة الواضحة المتواترة فينكرون منها ما امكن
من انكاره ويبدلون الجانب الآخر منها بالتاويلات
حسنات يمدحونه عليها ويظنون حينئذ انهم قد
جمعوا الامة على الهدى وصانوا العامة عن الخوض
فيما لا يجوز بزعمهم من ذكر مساوئ ذلك الطاغية واعوانه

کا سونا چاندی (اپنا موروثی مال سمجھکر) ہضم کر جاتا ہے اور پیغمبر صاحب کے حکم کا
مذاق اوڑاتا ہے - ایسا شخص اپ لوگون کے نزدیک - بڑا ثقہ - بڑا عادل - صاحب
سُنت خلیفہ برحق اور امام صدق ہے - اس سے اپ لوگون کی عقل کی خوبی ظاہر ہوتی ہے
خدا خوب جانتا ہے گمراہون کو بھی اور جس نے ہدایت پائی اوسکو بھی - یہ لوگ
کسقدر نادان ہین - اس سرکش (معاویہ) کی حمایت مین کسقدر عجلت کرتے
ہین اور تاویلات باطلہ بعیدہ - فاسدہ اور ضعیفہ سے اسکے لئے تاویل کرتے
کرتے ہین اور اوسکے گناہون اور اعمال بد کو جو کھلے ہوئے - رسوا کن اور
متواتر ہین (پیش نظر رکھکر) قصداً جنکا اظہار ناممکن ہوتا ہے - انکار کرتے
ہین - اور دوسری طرف سے تاویلین کرکے اوسکے گناہون کو نیکیان قرار
دیکر اوسکے انھین گناہون کی مدح و ثنا کرتے ہین اور اوسکو اوسکے گناہون
پر قابل ثواب ٹہرا کر خدا پر سبقت کرتے ہین اور یہ گمان کرتے ہین کہ اونھون
نے اس تدبیر سے دین خدا کا ایک شگاف بھر دیا اور امت کو ہدایت پر جمع
کردیا اور عام لوگون کو بزعم خود ناجائز امر مین خوض کرنے سے بچا لیا -

نصائح کافیہ مطبوعہ بمبئی ص ۱۱۵

اسی وجہ سے کسی شاعر نے کہا ہے اور خوب ہی کہا ہے -

قال النواصب فيه اخطا معوية — في الاجتهاد واخطا فيه صاحبه

ناصبیون کا یہ قول ہے کہ معاویہ سے جنگ صفین مین خطا واقع ہوئی — اور یہ خطا اوسکی اور اوسکے مصاحب (عمرعاص) کی خطائے اجتہادی ہے

والعفو في ذاك يرجو الفاعله — وفي اعالي الجنان الخلد راكبه

لہذا امید ہے کہ اوسکی یہ خطا معاف کردی جاوے — اور وہ جنات خلد کے اعلی درجات پر فائز کیا جاوے

قلنا كذبتم اما قال النبي لنا — في النار قاتل عمار وسالبه

ہم کہتے ہین نواصب جھوٹے ہین - کیا نہین فرمایا - رسولخدا صلعم نے - کہ — عمار یاسرؓ کا قاتل اور اوکے ہتیار لینے والا - جہنمی ہے

(روضہ ندیہ مطبوعہ دہلی ص ۲۳)

امام جلال الدین سیوطی اور معاویہ صاحب

عن سعيد بن جمهان قال
قلت لسفينة ان بني امية
يزعمون ان الخلافة منهم قالت كذبوا بنو الزرقاء
بل هم ملوك من اشد الملوك واول الملوك معاوية

سعید ابن جمہان کہتے ہین کہ مین نے سفینہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ بنو امیہ
اپنے آپ کو خلفاء جانتے ہین وہ کہنے لگین یہ کنجی عورت کے زائیدہ جھوٹ
کہتے ہین - یہ لوگ پادشاہ ہین اور سخت ترین پادشاہون مین سے ہین -
ان مین سے پہلا پادشاہ معاویہ ہے

ایضا فی کتابه اللآلی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة بعد ان ذکر احادیث کثیرة فی فضل معویه کلها موضوعة لا اصل لها۔

پھر وہی بزرگ اپنی کتاب لآلی مصنوعہ فی احادیث موضوعہ میں معاویہ کی شان میں اکثر حدیثوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ معویہ کی شان میں تمام حدیثیں موضوع ہیں اور اونکی کوئی اصل نہیں ہے۔

بعض طرفداران معویہ کہتے ہیں کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکے حق میں فرمایا یا معویہ اذا ملکت فاحسن جب تم بادشاہ ہونا تو اچھے سلوک کرنا۔ شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی اسکی تحقیق میں لکھتے ہیں۔

محدث دہلوی اور معویہ صاحب

دیگر این حدیث می آرند که فرمود رسولخدا صلعم یا معویه اذا ملکت فاحسن ومیگویند از آن روز معویه را در دل طمع ملک وامارت افتاده بود۔ اما هیچ یکی از این حدیث بصحت نرسیده ۔ سفر السعادت مطبوعہ کلکتہ ص ۱۴۹

دوسری یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلعم نے معویہ سے کہا کہ جب تم بادشاہ ہونا تو احسان کرنا اور یہ دعوے کرتے ہیں کہ اسی روز سے معویہ کے دل میں ملک وامارت کی طمع پیدا ہوئی لیکن ان حدیثوں میں سے ایک حدیث بھی صحیح ثابت نہیں ہوتی

صاحب نصائح کافیہ نے اس بحث میں مفصلہ ذیل شرح تنقیدی فرمائی ہے۔

وعلی فرض صحته فلا منقبة فیه لمعاویة لان الله سبحانه تعالی قد اطلع نبیه علی ما سیجری بین امته من الفتن والحروب وقد اخبر عنها بما اخبر واشار الی ما اشار وفی هذا الحدیث اشارة الی ان معویة سیملک وقد صرح فی احادیث صحیحة بان ملکه ملک عضوض وقد امر بالاحسان اذا ملک حیث لا سامع ولا مؤتمر ولیس ذلک من قبیل البشارة والغبطة بملکه بل من باب الاخبار بالمغیبات والانذار بالفتنه واقامة الحجة علیه بتبلیغه وهذا الاخبار لا یستلزم حقیته فان النبی صلی الله علیه واله وسلم قد اخبر عن امور کثیرة من هذا القبیل کفتن الخوارج وان بنی مروان ینزون علی منبره کما تنزو القردة وقد اخبر موسی علیه السلام بما یملک بخت نصر الجبار الکافر ما سیملکه من بنی اسرائیل افیکون الاخبار بهذه الامور دلیل علی حقیتها

مگر اس حدیث کی صحت بھی فرض کر لیجاوے جب بھی معویہ کیلئے کوئی منقبت نہیں ہے کیونکہ خدا نے اپنے نبی کو اون امور کی اطلاع دی ہے جو اونکی امت پر اونکے پیش آنیوالے ہیں مثل فساد اور لڑائی وغیرہ کے اور اس حدیث میں جو خبر دی گئی ہے اور جسطرف اشارہ فرمایا گیا ہے سمجھنے والے سمجھتے ہیں کہ اس حدیث میں اشارہ ہے معویہ کو بادشاہی ملنے کا۔ اور بتحقیق احادیث صحیحہ میں وارد ہوا ہے صریحاً کہ ملک اوسکا ملک گزندہ ہوگا۔ اور بتحقیق کہ حکم دیا تھا کہ اوسکو بادشاہ ہونے پر احسان کرنا ہوگا مگر اوس نے سمانا اور تعمیل نہیں کی اور یہ فرمانا آنحضرت صلعم کا از قبیل بشارت ومسرت نہیں تھا بلکہ خبر غیب کے طور پر تھا۔ اور فتنہ وفساد سے خوف دلانا تھا اور تبلیغ احکام سے معویہ پر حجت قائم کرنا تھا اور یہ خبر بیان کرنے سے معاویہ کی حقیقت لازم نہیں آتی کیونکہ آنحضرت صلعم نے ایسی بہت سی خبریں بیان کی ہیں مثل فتنہ خوارج وغیرہ کے اور بنی مروان کا اپنے منبروں پر بندروں کی طرح کودنا اور اسی طرح حضرت موسی علیہ السلام نے بھی بخت نصر بادشاہ کافر وجابر کی بادشاہی سے اور جو کچھ وہ بنی اسرائیل کے ساتھ سلوک کرنے والا تھا

لا یقول بھذا احد ولکن النصار معویۃ یتشبثون فی تزکیتہ بمثل خیوط العناکب ضعفا و یلوون رؤسھم۔ عما ثبت فیہ من المثالب (نصائح کافیہ مطبوعہ مطبع منظوری بمبی ص ۱۵۱)

خیر وسی تھی تو کیا ان باتون سے اوسکی حقیقت ثابت ہوجاتی ہی۔ اسکا قائل کوئی نہین مگر معویہ کے طرفدار لوگ ان باتون سے جو مکڑی کے جالے کیطرح کمزور ہین اڑ پکڑ کر معویہ کی منقبت سمجھتے ہین اور اون تمام عیبون کو جن مین معویہ کی برائیان ثابت ہین منہہ پھیر لیتے ہین۔

علامہ ابن روزبہان اور معویہ صاحب

مطاعن معویہ کے دفع کرنے مین مجھی کچھ اہتمام نہین ہے۔ وہ کوئی خلیفہ تھوڑا ہی تہا کہ عظمت امام کا خیال ہو اوسکے عیوب کی پردہ پوشی کیجایے وہ تو ایک بادشاہ تھا اور بادشاہون کے احمال ہوتے ہین کہ وہ کسی طرح مطاعن سے خالی نہین ہو سکتے (ازالۃ الغین مولوی حیدر علی جلد اول ثلث اول مطبوعہ مطبع سلطانی قلعہ دہلی ص ۹۲ و ۱۵۸)

شاہ اکرام الدین اور معویہ صاحب

محمد اکرام الدین (نبیرہ محدث دہلوی) می گوید کہ چون از کتب سیر و تاریخ سیر نمودم دریافت شد کہ معویہ ابن ابوسفیان دنیا را دوست داشتے لہذا از حضرت علی جدال و قتال کردہ بخود نام باغی و طاغی از امام حق تا قیامت بر گردن نہاد۔ (سعادت الکونین مطبوعہ دہلی)

محمد اکرام الدین کہتے ہین کہ مین نے جب تاریخ و سیرت کی کتابون کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ معاویہ ابن ابوسفیان دنیا دار تھا اسی لئے حضرت علیؑ سے لڑکر امام حق کی زبان سے باغی اور طاغی کا نام قیامت کے دن تک اپنی گردن کے اوپر باقی رکھا۔

معاویہ بستر موت پر

معاویہ کی موت

اب ہم معویہ اور انکے حالات کو خاتمہ تک پہونچایے دیتے ہین اور یہ دکھلاے دیتے ہین کہ باوجود اس اطمینان و رحمت کے بھی انکا اخری وقت بستر موت پر کیسی بے چینی اور اضطراب مین گذرا ہے امام راغب اصفہانی کتاب محاضرات مین لکھتے ہین۔

مرتے وقت صلیب لٹکائی

مرض معویۃ فدخل علیہ طبیب فقال لاباس علیک انک تبرئی ثم مرض فدخل علیہ نصرانی وقال عندنا تعویذ من علق علیہ یبرء من علیہ فاخذہ و علق علیہ فدخل علیہ الطبیب فخرج فقال انہ میت لا محالۃ ومات من لیلۃ فقیل للطبیب فی ذلک فقال روی عن امیر المؤمنین ان معویۃ لا یموت حتی یعلق فی عنقہ صلیب فعلمت انہ یموت والتعویذ الذی کان علیہ صلیب

معاویہ بیمار ہوا تو اونکے پاس ایک طبیب آیا اور اوس نے کہا کوئی اندیشہ نہین تم اچھے ہو جاوگے۔ پھر دوبارہ مرض لاحق ہوا تو ایک عیسائی معویہ کے پاس آیا اور کہنے لگا میرے پاس ایک تعویذ ہے کہ جس مریض کے گلے مین ڈالدی جاوے وہ مریض تندرست ہو جایے معاویہ نے وہ تعویذ لیکر گلے مین ڈال لیا اور وہی طبیب جو پہلے انکے پاس آیا تہا پھر آیا اور جب وہان سے باہر نکلا تو کہدیا کہ معویہ اب ضرور مر جایے گا چنانچہ اوسی رات کو معویہ مر گیا۔ طبیب سے پوچھا گیا کہ کیا بات ہے کہ تم نے اونکی قطعی موت کا حکم لگا دیا۔ طبیب نے کہا مجہ سے امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ

قال الجاحظ انما غلب معویۃ علیا لانّہ لم یکن رعایتہ الادراک الحاجۃ بالحیلۃ حل او حرام ثم لم یکن یبالی بالدّین ولا یتفکّر فی سخط رب العلمین وعلی علیہ السّلام لم یستعمل من الحیل الاّ ما حلّ و الحلال من الحیل قلیل وقال معویہ لعمر عاص اللہ لاضربن علیا بخمسین الفاً لا یقرؤن فاتحۃ الکتاب

معاویہ اوسوقت تک نہین مریگا جب تک کہ اپنی گردن مین صلیب نہ لٹکا ئیگا اور جو تعویذ معویہ کے گردن مین ہو وہ صلیب ہو۔ اس لئے مین نے جانلیا کہ وہ جاحظ کا قول ہے کہ معویہ جناب امیر المومنین علیہ السلام پر اسوجہ سے غالب آگیا کہ اسکا مقصود یہ تہا کہ وہ کسی حیلہ سے اپنے مدّعا کو حاصل کرے خواہ وہ حیلہ حلال ہو یا حرام وہ اپنی کامیابیون کی کوششون مین نہ کچھہ دین خدا کی پروا کرتا تہا اور نہ اوسکو عقوبت الٰہی سے کچھ خوف تھا بخلاف اسکے حضرت امیر المومنین علیہ السلام اپنے حصول تدبیرین وہی تدبیرین کرتے تہے جو حلال ہوتی تھین اور یہ ظاہر ہے کہ حلال تدبیرین بہت کم ہوتی ہین معویہ نے عمر عاص سے کہا کہ خدا کی قسم مین علیؑ کے ساتھہ پچاس ہزار ایسے ادمی لیکر لڑونگا جو سورۂ حمد بھی پڑہنا نہین جانتے ۔

بستر مرگ پر معویہ کا اضطراب

شریعت محمدیہ اور است مرحومہ مصطفویہ کے ایک راسخ الاعتقاد پیرو کی بداعمالی ثابت کرنے کیلئے اس سے بڑہکر اور کیا بتلایا جاسکتا ہے کہ اخیر وقت کے خوفناک منظرون نے اوسکو ایسا خوف دلا رکھا تہا کہ اخر اوس نے اسلام کی حقانیت اور روحانیت سے دست بردار ہو کر عیسائی معتقدات کو تسلیم کرلیا۔ زیادہ تر تعجب کی بات تو یہ ہے کہ ایسی بداعتقادی اور اپنے عقاید حقہ سے دست برداری ایک ایسے خاص شخص سے ثابت ہو رہی ہے جو اسوقت بلاد اسلامیہ مین دینی اور دنیاوی سردار و پیشوا بتلایا جاتا ہے۔ اگرچہ یہی مختصر سی تحریر ہمارے مدعا کے بیان کیلئے کافی ہے مگر ہم بنا بر مزید اطمینان ناظرین ان کے اضطراب و پریشانی اور انتشار و حیرانی کی وہ مخصوص حالت جو بستر مرگ پر لاحق ہوئی تہی لکھدیتے ہین۔ خواجہ اعثم کوفی اپنی تاریخ مین لکھتے ہین۔

معویہ چون تنہا ماند مروان درآمد و معویہ را دید کہ دل تنگ گردیدہ است و می گرید گفت سبب گریہ تو چیست معویہ گفت بسیار کار خیر بود کہ میدانستم و می توانستم کرد اما نہ کردم۔ ازان سبب دل تنگ شدم و می گریم و بران تقصیرہا تاسف می خورم و ازان می ترسم کہ بسبب حق علی علیہ السلام کہ از او باز گرفتم و او را ظلم کردم و حجر ابن عدی و اصحاب انحضرت صلعم را کشتم۔ خدائے تعالیٰ این بلا را بمن فرستاد و مرا عقوبات اجل و عاجل ملاقی کرد و من این ہمہ را بدو بستی نزدیک می بینم۔ اگر

ایک دن معویہ کے پاس خلوت مین مروان آیا دیکہا کہ بہت پریشان خاطر ہے اور رو رہا ہے۔ رونے کا سبب پوچھا تو معویہ بولا بہت سے نیک کام ایسے تہے جنکو مین جانتا تہا اور کرسکتا تہا لیکن مین نے نہین کیا اسلیئے پریشان خاطر ہون اور روتا ہون اور اپنے گناہون پر افسوس کرتا ہون اور ڈرتا ہون کہ مین نے علی علیہ السلام کا حق لے لیا اور اون پر ظلم کیا اور حجر ابن عدی اور اصحاب انحضرت صلعم کو قتل کیا اور اسی وجہ سے خدائے تعالیٰ نے یہ بلائے اجل (مقرر شدہ) اور عاجل (جلد آجانے والی)

امن دردل نبود بے ول من راہ راست یافتم و رشد خود را شناختے ۔ اما دوستی یزید مرا بمخالفت و محاربت امیرالمومنین ؑ برداشت لاجرم امروز دشمن بر من بخندید و دوست از من برنجید پس ازاین نوع کلمات چند بگفت و فرمود کہ از انجا ضبح کوچ کردند و بعجلت رفتند تا بہ شام رسیدند و معویہ در سراے خویش فرود آمد و ان علت روز بروز قوت گرفت و مستولی گشت و ہر شب خوابہاے شوریدہ می دید و از ان می ترسید و چند گاہ ہذیان می گفت و اب میخواست و بسیار می خورد و تشنگی او تسکین نمی یافت و وقتی او را غشی می آمد ۔ چنانچہ یک شب روز در بیہوشی بود چون بہوش می آمد فریاد نو بر می اورد و می گفت چہ افتاد مرا با تو اے عمر بن حمق الخزاعی و چرا با تو خلاف کردم و حق تو گرفتم اے پسر ابی طالب ۔ الٰہی اگر مرا عقوبت کنی مستوجب عقوبتم ۔ معاویہ برایں شکل مضطرب می بود و بر زمین می غلطید

مجہپر ڈالی ہے ۔ یہ تمام مصیبتین مین ایک یزید کی محبت کی وجہ سے دیکھتا ہون اگر مجہکو اوسکے ساتھ محبت نہوتی تو میرا دل ہدایت کی راہ پالیتا اور اپنی ہدایت کو پہچان لیتا ۔ لیکن یزید کی محبت نے مجھکو امیرالمومنین علیہ السلام کی جدال و قتال پر امادہ کیا ۔ نتیجہ یہہ ہوا کہ اج دشمن مجہپر ہنستے ہین اور دوست مجہسے رنجیدہ ہوتے ہین ۔ اسی قسم کی بہت سی اور باتین کہین اور کہا کہ یہان سے قیام اوٹھاو ۔ چنانچہ وہان سے جلد کوچ کرکے شام مین آیے اور معاویہ اپنی محلسرا مین داخل ہوا اوسدن سے بیماری روز بروز بڑھتی گئی ۔ وہ راتون کو پریشان خواب دیکھا کرتا تہا اور ان سے ڈرا کرتا تہا اور اکثر اوقات بہکی بہکی باتین کرتا تہا اور برابر پانی مانگتا تہا اور بہت بہت پانی پیتا تہا لیکن اوسکی پیاس نہین بجہتی تہی اور بار بار اوسکو غشی اجاتی تہی چنانچہ ایک شبانہ روز اوسی بیہوشی رہی جب ہوش آیا تو وہ چلا چلا کر کہنے لگا کہ اے حجر ابن عدی مجہکو تم سے کیا ہوگیا تہا اور اے عمر حمق خزاعی مجہکو تم سے کیا ہوگیا تہا اور اے پسر ابی طالب مین نے تم سے کیون مخالفت کی اور کیون تمہارا حق لیلیا ۔ اے پروردگار اگر تو مجہپر عذاب نازل کرے تو مین اوسکے لائق ہون ۔ الغرض معاویہ اس طرح مضطرب الحال تہا اور اسی کرب و اضطراب کی حالت مین زمین پر لوٹتا تہا ۔

اب تو ہمارے ناظرین کو معلوم ہوگیا کہ ایسی کامل حسرت و یاس کے عالم خاص مین ۔ جب تمام دنیاوی تعلقات الوداع اور حکومت و ثروت ، مال و دولت کے طمطراق الفراق الفراق پکار رہے ہین اور اس عالم فانی سے ملک جاودانی کیطرف کوچ ہو رہا ہے جس کا کبھی بھولے سے بھی خیال نہین کیا گیا تہا امیر صاحب کی اضطرار و انتشار کی کیا حالت تہی ۔ خدا کی شان معویہ کے ایسا ادمی اور اپنے قصور کا اعتراف اپنی خطا کا اقرار ۔ عقل کے سراسر خلاف ہے ۔ مگر کیا کرین وقت ہی ایسا الگ ہے کہ نہ جسمین کوئی تدبیر مفید کار ہوسکتی ہے اور نہ کوئی حیلہ جوئی اور ابلہ فریبی کام اسکتی ہے ۔ ایکے ایسے وقت کی ایسی مضطربانہ حالتون کو پڑھکر کوئی بھی کہہ سکتا ہے کہ معویہ مسلمانون کے امیر وقت نے اپنی بستر موت کے زمانہ کو اسانی اور اطمینان کے ساتھ کاٹا ۔ یا کم سے کم اوس مقدس طبقہ کے ادنی غلامون کے ساتھ بھی انکا شمار ہوسکتا ہے جو بزرگوار اپنی مبارک حیات کا زمانہ تمام کرکے دنیا سے لیے لوث اور

پورا اطمینان کیساتھ کاٹتا۔ یا کم سے کم اوس مقدس طبقہ کے ادنی غلامون کے ساتھ بھی انکا شمار ہوسکتا ہی جو بزرگوار اپنی سبادہ حیات کا زمانہ تمام کرکے دنیا سے پورے اطمینان و ارام اور صبر و شکیبائی کے ساتھ ایسا اوٹھ گئے گویا وہ دنیا مین آہی نہین تھے ؎

صفت بوئے گل اس باغ سے جانا ہو تش
کہ جنازہ بھی ترا بار ہو یارون کو

مروآن الحکم

نسب نامہ　مروان بھی سلسلہ امویّہ کی ایک کڑی ہین ۔ یہہ وہی سلسلہ ہی اور وہی خانوادہ جسکو خدا نے قران مین شجرہ ملعونہ تبلایا ہی اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے ۔

(۱) ویل لبنی امیّہ ویل لبنی امیّہ ویل لبنی امیّہ　　بنی امیّہ کو موت آئے ۔ بنی امیّہ کو موت آئے ۔ بنی امیّہ کو موت آئے

(۲) لکل شئی افۃ وافۃ ھذا الدّین بنی امیّہ　　ہر چیز کے لئے آفت ہوتی ہے اس دین کے لئے بنی آفت ہین ۔

(۳) سیکون فی امّتی زنادقۃ واشر قبائل العرب بنی امیّہ　　میری امت مین زندیق بھی ہین اور شریر ترین قبائل عرب بنی امیّہ ہین ۔

(۴) کان ابغض الاحیاء والناس الی رسول اللّٰہ بنی امیّہ　　رسول اللہ صلعم کے ساتھ سب سے زیادہ بغض رکھنے والا قبیلہ بنی امیّہ ہے

اسی قبیلہ سے مروان کی اصلیت قائم ہوئی اور اس خاص کیفیت کے ساتھ

عن سعید بن جمھان قال قلت لسفینہ انّ بنی امیّہ یزعمون انّ الخلافۃ فیھم قال کذب بنو الزّرقاء بل ھم ملوک ومن اشدّ الملوک واوّل الملوک معویّۃ

سعید بن جمہان ناقل ہین کہ مین نے سفینہ رض سے پوچھا کہ لوگ کہتے ہین کہ بنی امیّہ حقدار خلافت ہین سفینہ نے کہا کہ یہہ لوگ جھوٹے ہین ۔ یہہ کنجی عورت کی اولاد ہیہ خلیفہ کہان رہتے یہہ تو بادشاہ ہین اور سخت ترین بادشاہ اور معویّہ انکا پہلا بادشاہ ہے

زرقا ۔ مروان کی دادی　زرقا جدہ مروان بود قبل از انکہ ابو العاص بن امیّہ او را بخواہد ۔ ہر وقت فاحشہ بخانہ او می آمد ۔ علمی بر بام نصب میکرد تا ہر کرا کہ میل بزنا باشد بسرش رود ۔ بنابران فاسقہ را صاحب رایات می گویند

زرقا مروان کی دادی تہی قبل اسکے کہ وہ ابو العاص بن امیّہ کی زوجیت مین آیے ۔ بدکار لوگ ہمیشہ اوسکے گھر آیا کرتے تہے اور اوس نے اپنے گھر کی چھت پر ایک علم نصب کر رکھا تہا تاکہ جسکو زناکاری کی خواہش ہو وہ اوسکے گہر چلا آیے ۔ اسی وجہہ سے لوگ اوسے صاحب رایات کہتے تہے ۔ مروآن کی مان بہی جھنڈے والی تہی ۔

مروان کی مجہول النسبی　کان مروان لا یعرف لہ اب وانما نسب الی الحکم کما نسب الی عمر العاص (تذکرہ خواص الامۃ)

مروان کے بھی باپ کا عرب مین پتا نہین ہے اور حکم کی طرف اسکے باپ ہونے کی نسبت بھی ویسی ہی ہے ۔ جیسی عمر کی عاص ابن وائل کے ساتھ

اصلیت تو یون قائم ہوئی اور طبیعت اس مجہولیت کی اجزاء ترکیبی سے مرکب۔ تو پہر محاسن و مکارم کی کیا توقع ہیجا ہے

ہیچ صیقل نکو نداند کرد　　آہنے را کہ بدگہر باشد

بہر حال جیسے بہی ہون آغاز ایام رسالت سے لیکر فتح مکہ تک کی مدت بیست سال ہین۔ اپنے قبیلہ بنی امیہ کے ہمخیال و ہمرائے بنکر مروان بہی اپنے باپ حکم ابن العاص کیطرح دشمن خدا و رسول بنا رہا۔ فتح مکہ کے بعد اپنے قبیلہ کے ساتھ یہہ بھی بغایت مجبوری ایمان لاد اور اسلام کے وسیع دائرہ مین مولفۃ القلوب کے ایک فرد کہلائے۔ بر آیئے نام اسلام لانے کی وقت انکا سن بہی اوسا ہی سمجھ لینا چاہیے جتنا انکی ولی نعمت معویہ کا۔ اس وجہہ سے اگر یہہ بیہ کہے ہم عمر بتلایے جائین تو بعید ہوگا

اسلام لانے کے بعد خدا و رسول صلعم کی مخالفت انکے باپ اور انکے دل سے نہ مٹی۔ نتیجہ یہہ ہوا کہ شہنشاہ رسالت نے ان دونون باپ بیٹون کو مدینہ سے نکلوا دیا اور اس مفصل اور مسلسل تاکیدون کے ساتھ کہ میرے بعد جو امارت و امامت اسلامی کا حکمران ہو وہ مدینہ سے اپنے وقت مین دس دس کوس انکو اور دور بھیجتا رہے۔ چنانچہ حسب فرمان رسالت خلافت اول و دوم مین یہہ دونو باپ بیٹے عہد رسالت کی دس کوس ملاکر مدینہ سے تیس کوس پہ نکال باہر کردئے گئے تھے۔ اسی سے سمجھ لینا چاہیے کہ مدبر رسالت علیہ وآلہ التحیۃ نے سیاسی ضرورتون کے اعتبار سے ان باپ بیٹون کی ہستیون کو اسلام و اہل اسلام کے مقاصد و مطالب کے لئے کتنا مضر سمجھا تہا اور انکی میل جول اور رسم و راہ بھی مسلمانون کے ساتھ گوارا فرمائی تھی اسی پر اکتفا نہین کی گئی۔

بلکہ زبان مبارک سے لعن و نفرین کے مستحق بھی بتلائے گئے　　حکم کی

ولد الحکم ملعونون　　ینابیع المودۃ وغیرہ　　حکم کی اولاد سب ملعون ہین

قالت عائشہ انی اشہد علی رسول اللہ صلعم انہ لعن　　حضرت عائشہ مروان سے خطاب کرکے کہتی ہین کہ مین اس امر پر گواہی دیتی ہون

اباک وانت فی صلبہ　　تذکرہ خواص الامۃ　　کہ رسول اللہ نے تیرے باپ پر اوس وقت نفرین فرمائی ہے جب تو اوسکے صلب مین تہا

پہر یہہ بھی فرماتی ہین کہ مروان لعنت کا ایک ٹکڑا ہے　　تاریخ الخلفاء سیوطی

حضرت عائشہ کے بیان سے مروان کے تعین عمر پر بہی روشنی پڑتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اوائل رسالت تک یہہ پیدا بھی نہین ہوے تھے اور عہد رسالت تک انکا سن مثل معویہ کے کوئی امتیازی حیثیت نہین رکھتا تہا۔ اسی طرح خلافت اول و دوم تک بھی انکی کوئی امتیازی حالت معلوم نہین ہوتی۔ لیکن یہہ امر البتہ ذہن نشین کرلینا چاہیے کہ حضرت عمر کے عہد مین جہان تمام بنی امیہ کی زائل شدہ قوتین باردیگر بہم پہونچائی گئین۔ اور بنی ہاشم کے خلاف خاص طور پر انکی مالی او اقتداری حالتون مین کافی اضافہ فرمایا۔ وہان انکو بھی بقدر مراتب پوری تقویت پہونچی۔

اگر حقیقت کی نظر سے دیکہا جائے تو عہد رسالت تک تو خیر۔ مروان اور انکے باپ کو کسقدر شدت و تنگی سے دن کاٹنے ہوے۔ مگر عہد رسالت کے بعد انتظام خلافت کے دوران مین تو مدینہ کے متمولین بنی امیہ مثل عثمان ابن عفان او عبد الرحمن ابن عوف کی برابر انکی حمایت اور مالی اعانت کرتے رہے اور جلاوطنی کے کوئی تکلیف انکو معلوم ہونے دیتے تہے۔ یزید ابن

ابن ابوسفیان کی امارت شام سے انکی جلاوطنی کا مقام قریب تر تہا۔ اسلیئے انکو امویین او رسہولیت ہوگئی۔ دو برس کے بعد معویہ کو بہائی کی جگہہ حضرت عمر نے عنایت کردی یو مروان کی آزادی مین اور اضافہ ہوگیا۔ اسلیئے عہد رسالت کی بعد یہہ جلاوطنی کوئی تعذیر بیحرمانہ نہین رہی بلکہ سیر و تفریح اپیر آئینہ بنگئی۔ لیکن تاہم حضرت عمر کے زمانہ خلافت تک نہ خود ان کو اور نہ انکے طرفدارون اور بہی خواہون کو مدینہ مین واپس آنیے یا بلانے کی جراءت نہو سکی۔ تکلیف مین ہون یا آرام مین۔ خلافت دوّمی تک یہ باہر ہی رہے اور مدینہ مین نہ آنیے پائے۔

حضرت عثمان کی خلافت — خلافت کی سلکٹ کمیٹی نے جب حضرت عثمان کو خلیفہ بنایا تو مروان کی کشود کاری کے لئے بھی فتح الباب ہوگیا حضرت عثمان کی خلافت اور بنی امیہ کے عروج قسمت کی اصلی حقیقت ہم ایک غیر مسلم مصنف کی زبانی ذیل مین لکہتے ہین جسپر جانبدارانہ یا فرقہ دارانہ کوئی اعتراض قائم ہی نہین ہوسکتا۔ مسٹر ڈاوزی ایک فرانسیسی مورخ لکہتا ہے

حضرت عثمان کی حیثیت ہرگز انتخاب (خلیفہ) کے قابل نہین تہی۔ یہہ سچ ہی کہ وہ مالدار او نمایان آدمی تہے انہون نے اسلام اور بانی اسلام کو اپنی مالی سرمایہ سے امداد بھی پہونچائی تہی۔ نماز روزہ بہی کثرت سے کرتے تہے۔ خوش مزاج اوصاف روشن کیے آدمی تہے۔ یہہ سب کچہہ تہا مگر وہ کسی استعداد و قابلیت کے آدمی نہین تہے کبر سنی کی وجہہ سے وہ بالکل ضعیف و کمزور ہوگئے تہے۔ انکا ضعف یہان تک پہونچا ہوا تہا کہ جب وہ منبر پر وعظ کہنے کیلئے بٹھلائے جاتے تہے تو وہ اتنا نہین جانتے تہے کہ خطبہ کیسے شروع کیا جاتا ہے۔ یہہ کبیر السن خلیفہ اپنے اقربا سے مفرط درجہ کی محبت رکھتا تہا اور یہہ لوگ جو مکہ کے امیر کہلاتے تہے اور بیس برس تک برابر آنحضرت صلعم کو ایذا پہونچاتے رہے۔ اون پر ظلم کرلیتے ہر او راون سے لڑتے رہے اب وہ کامل طور سے عثمان پر قابو پاگئے تہے۔ ان کا چچا حکم اور خاص کر اوسکا بیٹا مروان اس سلطنت کے اصل فرمانروا تہے اور خلیفہ کا لقب برائے نام حضرت عثمان کے لئے رکھدیا تہا اور انہی جوابدہی حضرت عثمان کے متعلق تہی جسکی اصلاح مروان سے ناممکن تہی۔ ان دونون کی ایمان مین عموماً او مروان کے ایمان مین خصوصاً سب کو شبہہ ہے۔ بنی امیہ عام طور سے ملک پر بھوکی جونکون کیطرح چمٹے ہوئے تہے۔ مال دنیا وی بیرحمی اور سینہ زوری سے جمع کر رہے تہے۔ مدینہ مین چارون طرف سے شکایتین آرہی تہین لیکن یہہ شکایتین صرف سخت کلامی اور گالیان دے دے کر ٹالدی جاتی تہین اسپرٹ آف اسلام ص ۲۴۴

ایک غیر مسلم مورخ اور حضرت عثمان کی خلافت — رائٹ آنریبل مرحوم سر سید امیر علی۔ مسٹر ڈاوزی کی مرقومہ بالا تحریر نقل کرکے۔ اسپرٹ آف اسلام مین لکہتے ہین۔

پر آئیے — اس کبیر السن خلیفہ کی تخت نشینی نے آخر وقت تک سلطنت جمہوریہ اسلام کے آثار برباد ی بالکلیہ ظاہر کردیے۔ یہہ اوس خانوادہ کے بزرگ تہے جسکو خاندان ہاشم سے گہری دشمنی تہی۔ انہین بنی امیہ نے جناب رسولخدا صلعم

آپ کی ابتدائی حالتوں مین لڑ بھڑ کر مٹا دینا چاہا تھا اور پھر آپ کی مخالفت مین آخر وقت تک لڑتے رہے۔ یہی بنی امیہ آپس مین متفق ہوکر اور قبیلہ مضر (بنی ہاشم کے قبیلہ سے مراد ہے۔ تزویج آنحضرت صلعم کے موقع پر حضرت ابیطالب کا خطبہ۔ روضۃ الصفا وغیرہ) پر قابو پاکر۔ اونکے ہاتھون سے اپنی گئی ہوئی قوت کا پورا کینہ رکھتے تھے اور اس دن کا انتظار کرتے تھے۔

فتح مکہ کے بعد انہون نے مجبور ہوکر اسلام قبول کیا تھا لیکن وہ تاہم اسلام اور بنی ہاشم کو نہین بھولے تھے خاصکر اون بربادیون کی وجہہ سے جو ان کو ابن عبد اللہ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاتھون سے پہونچی تھی جبتک آنحضرت صلعم زندہ رہے آپ کی قوت حکمرانی بھی ان دغابازون سے ہمیشہ خائف رہی۔ انہین ہستیون نے برائے نام اسلام قبول کیا تھا وہ بھی اپنی نفع ذاتی کی غرض سے اور اوس مال غنیمت کی لالچ سے جو غازیان اسلام اپنی فتوحات کے بعد اسلامی دار الحکومت مین لاتے تھے مگر اس پر بھی سلطنت محمدیہ کیطرف سے انلوگون کی نفرت کبھی کم نہین ہوئی۔ شہوت پرست۔ بدکار۔ بدنیت اور ظالم (بنی امیہ) اس مساوات رکھنے والے مذہب مین داخل ہوسکیا تو ہوئے رکھتے تھے مگر دل سے وہ بت پرست تھے۔ وہ مذہب جس نے روحانی قواعد وتقدس کی متابعت اختیار کرنیکی سخت ہدایت کی تھی یہ لوگ ابتدا ہی سے اوس کی حکومت اوکھاڑ پھینکنے پر اور نیز اونلوگون کے برباد کردینے پر جن پر اس حکومت کا دار ومدار تھا۔ آمادہ ومستعد تھے جنکی اطاعت پر وہ قسمین کھاچکے تھے۔ حلف اوٹھا چکے تھے۔ آنحضرت صلعم کے قائممقامون نے انکے حسد کو ایک حد تک محدود کر رکھا تھا اور انکے مکر وفریب کی چالون کو ظاہر کردیا تھا

حضرت عثمان کے منتخب ہوتے ہی وہ گدھون کی طرح مردار کی بو پاکر مدینۃ النبی پر جھنڈ کے جھنڈ ہوکر گر پڑے۔ انکی (حضرت عثمان کی) تخت نشینی اون تفرقون کے اظہار کی علامت تھی اور اون بدکاریون کی جولانگاہ۔ جنکی بدکاریون نے اسلام کا دل مروڑ دیا۔ اور اسلام کے معزز اور قابل قدر خاندانون کو برباد کردیا۔ عثمان بن عفان کے ایام حکومت مین ان دونو خلفاے سابقین کی طرز حکومت سے پوری مخالفت کی گئی جنکی اتباع وتقلید کا خلیفہ عصر (عثمان) خود اقرار کرچکے تھے۔ وہ معمر اور تجربہ کار اصحاب پیغمبر اور انصار جو ممالک اسلامی مین عمال اور ذی اختیار بنائے گئے تھے معزول کردیے گئے۔ اونکی لیاقتین اونکی خدمتین فراموش کردی گئین۔ تمام معزز اور نفع خیز عہدے بنی امیہ نے لے لیئے۔ تمام صوبون کی صوبہ داریان انھین کو دیدی گئین جنھون نے ایک وقت مین اپنے آپ کو اسلام کا پورا مخالف ثابت کردیا تھا۔ انکے سلوک کے لئے بیت المال خالی کردیا گیا۔ ان واقعات کو ہم اسلام کی باب التفرق مین لکھتے ہین مگر یہان اتنا لکھدینا کافی ہوگا کہ نظام ملکی کی بدنظمیان۔ اگلی کارروائیون سے غفلت۔ اپنے اقربا کے ساتھ خلیفہ کی طرفداری اور عام شکایتون پر خلیفہ کے انکار نے اصحاب کہن سال پیغمبر صلعم کو کیا بلکہ تمام اہل اسلام مین سخت مخالف پھیلادی اور یہ مخالفت بغاوت ہوکر ایسی عام ہوگئی کہ آخرکار حضرت عثمان اسمین اپنی جان ہی کھو بیٹھے۔ (اسپرٹ آف اسلام ص ۲۸۱)

اب ان اجمال کی تفصیل علماے کرام کی تصنیفون مین ملاحظہ ہو۔ لیکن پہلے یہ ذہن نشین کرلینا چاہیئے کہ ہمکو حضرت عثمان کے واقعات خلافت بیان کرنے سے کوئی واسطہ نہین۔ ہم انکی خلافت کے صرف وہی واقعات لکھینگے جو مروان اور اونکے طرز عمل کو بتلاتے اور دکھلاتے ہین۔ تاریخ مسعودی اور تاریخ ابن واضح مین مرقوم ہے۔

حضرت ابوذر غفاری کی جلاوطنی — فقد هيه الى المدينه — (معویہ کی شکایت پر ابوذر رضی اللہ عنہ شام سے) مدینہ منورہ مین اسلیئے ہے

وقد ذهب لحم فخذيه فلما دخل اليه وعنده جماعة
قال بلغني انك تقول سمعت رسول الله صلعم يقول
اذا كملت بنو امية ثلثين رجلا اتخذوا بلاد الله دولا
وعباد الله خولا ودين الله دغلا فقال نعم سمعت رسول
الله يقول ذلك فقال لهم اسمعتم رسول الله يقول
ذلك فبعث الى علي بن ابي طالب فاتاه فقال يا ابا الحسنؑ
اسمعت رسول اللهؐ يقول ما حكاه ابوذرؓ وقص
عليه الخبر فقال علي نعم قال وكيف تشهد قال لقول رسول
اللهؐ ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء ذا لهجة اصدق
من ابوذرؓ فلم يقم بالمدينة الا اياما حتى ارسل اليه
وقال والله لتخرجن عنها قال اتخرجني من حرم رسول الله
قال نعم قال فالى مكة قال لا ولكن الى ربذة التي خرجت منها
حتى تموت بها يا مروان اخرجه ولا تدع احدا يكلمه حتى يخرج
فاخرجه على جمل ومعه ابنته

ہوچکا کہ انکی دونوں رانوں کا گوشت نکل پڑا تھا جب ابوذرؓ حضرت عثمان کے سامنے
لائے گئے۔ تو حضرت عثمان نے ان سے پوچھا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم نے رسول اللہ صلعم
کی زبانی لوگوں سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ جسوقت بنی امیہ کے مردوں کی تعداد تیس تک
ہوجائیگی اوسوقت وہ خدا کے بلاد کو مال غنیمت اور خدا کے بندوں کو لونڈی غلام سمجھنے لگے
اور خدا کے دین کو مکاری کے طور پر اختیار کرینگے۔ ابوذرؓ نے جواب دیا ہاں میں نے رسول اللہؐ
سے ایسا ہی سنا ہے۔ عثمان نے حاضرین دربار سے پوچھا کہ کیا تم نے رسول اللہ صلعم کو ایسا کہتے
ہوئے سنا ہے۔ اسکے بعد حضرت علیؑ کو بلا بھیجا وہ آئے تو ان سے پوچھا کہ اے ابوالحسنؑ تم نے اس
حدیث کو رسول اللہؐ سے سنا ہے جیسا کہ مشہور کیا جاتا ہے پھر وہ حدیث بیان کردی۔ حضرت علیؑ
نے جواب دیا ہاں حضرت عثمان نے کہا کہ اسکی شہادت کس دلیل سے دیتے ہو۔ حضرت علی نے فرمایا
رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث سے کہ زیر فلک اور بالائے زمین کوئی ذی نطق یعنی کلام
کرنیوالا نہیں ہے جو ابوذرؓ سے زیادہ صادق القول ہو جھگڑو ہوا اس واقعہ کے بعد چند
ہی روز ابوذرؓ مدینہ میں رہنے پائے تھے کہ حضرت عثمان نے انکے کہلا بھیجا کہ خدا کی قسم تم
مدینہ سے نکال دیئے جاؤگے۔ اونھوں نے کہا کیا مجھے حرم رسولؐ سے نکال باہر کردیگے عثمان
نے جواب دیا ہاں ابوذرؓ نے کہا کیا مجھکو مکہ بھیجوگے۔ کہا نہیں پوچھا بصرہ بھیجوگے کہا نہیں
پوچھا کوفہ بھیجوگے کہا نہیں بلکہ تمکو صحرائے ربذہ میں بھیجوں گا جہاں سے تم ہجرت کرکے نکلے تھے۔ پھر مروان کو ابوذرؓ کے نکالنے کا حکم دیا اور تاکید کردی کہ کوئی شخص انکے قریب نہ آنے
پائے اور نہ ان سے کلام کرنے پائے۔ مروان نے اونکو اور اونکی لڑکی کو ایک اونٹ پر سوار کرکے مدینہ سے خارج البلد کردیا۔ تاریخ ابن واضح

حضرت علیؑ اور مشایعت

مروج الذہب میں علامہ ذہبی لکھتے ہیں۔

ابوذر مروان سے گفتگو

ولما طلع عن المدينة و
مروان يسيره عنها اذ طلع عليه علي ابن ابي طالب ومعه
ابناه وعقيل اخوه وعبد الله بن جعفر وعمار بن ياسر فاعترض
مروان فقال يا علي ان امير المؤمنينؑ قد نهى الناس ان
يصحبوا ابا ذر في مسيره ويشيعوه فان كنت لم تدر بذلك
فقد علمتك فحمل علي ابن ابي طالب بالسوط بين
اذني راحلته وقال تنح نحاك الله تعالى الى النار ومضى

جب حضرت ابوذر غفاری بحالت کذائی مروان کی معیت میں مدینہ سے نکلے تو اونکو
ساتھ حضرت علیؑ مع صاحبزادگان اور عقیل اور عبداللہ بن جعفر اور عمار یاسر تشریف
لائے مروان نے اونکو روکا اور کہا کہ اے علیؑ اگر تم ناواقف ہو تو میں واقف کراتا
ہوں کہ امیرالمومنین عثمان نے لوگوں کو ابوذر کی مصاحبت اور مشایعت سے منع
کیا ہے۔ یہ سنکر حضرت علی نے مروان کی سواری کے جانور کو ایک چابک اوسکے
کان کے درمیان مارا اور مروان سے کہا دور ہو۔ خدا تجھے تیرا جہنم میں
لیجائے۔ یہ کہکر حضرت علیؑ ابوذرؓ کے ساتھ ہولئے۔ اور جسوقت اونکو رخصت

مع اباذر فشيعه وودعه فانصرف فلما اراد علي الانصراف بكى ابوذر وقال رحمكم الله اهل البيت اذا رأيتك يا ابا الحسن وولدك ذكرت بكم رسول الله صلعم

اونکو وداع کر کے لوٹنے لگے تو ابوذرؓ نے رو کر کہا کہ اے اہل بیت نبوت خدا تم پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ اے ابوالحسن جب میں آپ کو اور آپ کے فرزندوں کو دیکھتا ہوں تو مجھے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاد آجاتے ہیں۔

مروان کا شکوہ حضرت علی اور عثمان کی گفتگو

باقی حالات اوسی تاریخ سے حسب ذیل ہیں۔

فشكا مروان الى عثمان ما فعل به علي بن ابي طالب فقال عثمان يا معشر المسلمين من يعذرني من علي رد رسولي عما وجهته له وفعل كذا والله لنعطينه حقه فلما رجع استقبله الناس فقالوا ان امير المومنين عليك غضبان لتشييعك لابي ذر فقال غضب الخيل على اللجم فلما كان بالعشي جاء الى عثمان فقال له ما حملك على ما صنعت بمروان واجترأت علي ورددت رسولي وامري قال اما مروان فانه استقبلني يردني فرددته عن ردي واما امرك فلم ارده قال عثمان اولم يبلغك اني قد نهيت الناس عن ابي ذر وعن تشييعه فقال علي او كلما امرتنا به من شيء نرى طاعة الله والحق في خلافه اتبعنا فيه امرك بالله لا نفعل قال ضربت بين اذني راحلة مروان قال علي اما راحلتي فهي تلك فاراد ان يضربها كما ضربت راحلته فليفعل واما انا فوالله لئن شتمني لاشتمنك انت مثلها بما لا اكذب فيه ولا اقول الا حقا قال عثمان ولم لا يشتمك اذا شتمته فوالله ما انت عندي بافضل منه فغضب علي بن ابي طالب وقال الي تقول هذا القول وبمروان تعدلني فانا والله افضل منك وابي افضل من ابيك وامي افضل من امك (الى ان قال) فغضب عثمان واحمر وجهه فقام ودخل داره وانصرف علي"

جب مروان ابوذرؓ کو نکال کر واپس آیا تو اوس نے حضرت عثمان سے حضرت علیؑ کی شکایت کی۔ حضرت عثمان نے مجمع عام میں بالاعلان کہا اے گروہ مسلمین کون شخص علی کی جانب سے اسکے متعلق عذر کریگا کہ اونھوں نے مروان کو میرے حکم سے باز رکھا اور ایسا برتاؤ کیا جیسا کہ مروان بیان کرتا ہے قسم خدا کی میں بھی علیؑ کے ساتھ ویسی ہی کرونگا جیسے کہ وہ مستحق ہیں۔ جب حضرت علی ابوذرؓ کو وداع کر کے واپس آئے تو لوگوں نے اون سے کہا کہ امیرالمومنین تم پر غضبناک ہیں کہ تم نے ابوذرؓ کی مشایعت کی۔ حضرت علیؑ نے جواب دیا اونکا غصہ ایسا ہے جیسا گھوڑا اپنا غصہ اپنی لگام پر نکالتا ہے (یعنی غصہ میں اپنی باگ آپ چباتا ہے) جب شام کو حضرت علی اور عثمان میں ملاقات ہوئی تو حضرت عثمان نے اون کو کہا کہ تم نے کس وجہ سے مروان کو شکایت کا موقع دیا اور اس بات پر جرات کی کہ میرے قاصد اور میرے حکم کو روکا۔ حضرت علیؑ نے کہا کہ جب مروان نے میرے روکنے کا ارادہ کیا تو میں نے بھی اوسے روکا۔ تمہارے حکم کو نہیں روکا۔ حضرت عثمان نے کہا کیا تمہیں یہ خبر نہیں تھی کہ میں نے ابوذرؓ کی ملاقات اور مشایعت سے لوگوں کو ممانعت کی ہے۔ حضرت علیؑ نے کہا اگر تمہارا حکم اطاعت خدا اور امر حق کے خلاف ہو تو کیا میں اوسکا بھی اتباع کروں۔ واللہ میں ایسا ہرگز نہ کروں گا۔ حضرت عثمان نے کہا تم نے مروان کے اونٹ کے سر پر چابک مارا۔ حضرت علیؑ نے کہا یہ میرا اونٹ حاضر ہے اگر مروان کا جی چاہے تو اسکے سر پر بھی چابک لگالے لیکن دیکھو۔ واللہ اگر مروان میری نسبت کوئی ثقیل کلمہ اپنی زبان سے نکالیگا تو میں ویسا ہی کلمہ تیرے لئے بھی استعمال کرونگا اور وہ جھوٹ بھی نہ ہوگا۔ بلکہ حق ہوگا۔ حضرت عثمان نے کہا جب تم مروان کو برا کہو گے تو وہ بھی تمکو برا کہیگا میرے نزدیک تم اوس سے افضل نہیں ہو۔ یہ سنکر حضرت علیؑ کو غصہ آگیا اور فرمایا تم مجھے ایسا کہتے ہو اور میرا مقابلہ مروان سے کرتے ہو۔ خدا کی قسم میں تم سے بہتر ہوں اور میرا باپ تمہارے باپ سے بہتر تھا اور میری ماں تمہاری ماں سے افضل تھی۔ اس بات پر حضرت عثمان خشمگین ہوئے اور غصہ سے لال ہو کر گھر کے اندر چلے گئے اور حضرت علیؑ واپس آئے۔

اگر ہم حضرت عثمان کی خلافت مین مروان کی ایک ایک بدعنوانی - بدفعلی اور بدنیتی کو جدا جدا کرکے بیان کرنا چاہین تو ایک دفتر کا دفتر ہوجائیگا - اسلئے اسلام کے مستند او معتبر مورخین و محدثین کے اقوال و مختارات سے اجمالی طور پر انکی نسبت عثمان کی بیجا و ناجائز داد و دہش ذیل مین لکھے دیتے ہین جو عام طور سے تمام اہل اسلام کی سخت ناراضی کا باعث ہوئین اور حضرت عثمان کے ان بیجا و نازیبا اسراف فی اخر کار اونکے متبعین سے اونکو قتل کرادیا - اور حضرت علیؑ کا یہ قول جو ابھی ابھی حضرت عثمان کے قصہ کی تمثیل مین لکھا گیا ہی کہ گھوڑے کا غصہ اپنی ہی لگام پر اوترتا ہے صادق اگیا - ایک مروان کی مجنونانہ تقلید اور کورانہ تائید نے اونکو سب وجوہ تک پہونچادیا مگر یہ بھی اپنی دھن کے ایسے پکے تھے کہ اپنی جان تک نثار کردی مگر مروان کا دامن رفاقت اخر وقت تک نہ چھوڑا - اسی کے ساتھ یہ بھی ذہن نشین کرلینا چاہیے کہ مروان کے ساتھ یہ کرم و اثیار کچھ تو قرابت قریبہ کے باعث تھے اور زیادہ تر بنی ہاشم کی قدیم مخالفت کی بنا پر مبنی تھے اسلئے کہ ابھی ابھی جو مکالمہ او گفتگو حضرت علی او عثمان کی اوپر لکھی گئی ہے اوس سے صاف صاف ظاہر ہے کہ حضرت عثمان ہر طریقہ سے مروان کو حضرت علی پر ترجیح دیتے تھے اور یہ بھی مسلمہ ہے کہ کسی کی حالت درست کرنے مین سب سے پہلے اوسکو مالی قوت پہونچانیکی ضرورت ہوتی ہے اس بنا پر اس واقعہ کے بعد ہی حضرت عثمان نے مروان پر اپنے کرم و اثیار کے دروازے کھولدیے - چنانچہ اس واقعہ کے بعد ہی اسلامی مورخین و محدثین نے انکی مصیبتون کا ذکر اور اونکے اسباب وقوع کے تذکرے نقل کرنے شروع کردیے ہین - جنمین سے چند ذیل مین لکھے جاتے ہین -

مروان کے ساتھ کرم و اثیار علامہ ابن عبد ربہ اندلسی اپنی کتاب عقد الفرید مین تحریر کرتے ہین -

حضرت عثمان کی جان لے لی

وممانقم الناس علے عثمان انه اوی طرید رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم الحکم ابن العاص ولم یؤوه ابوبکر وعمر وسیر ابوذر الی الربذه (الی ان قال) وتصدق رسول الله صلعم بمهزون (موضع سوق المدینه) علے المسلمین فاقطعها الحارث ابن الحکم اخا مروان واقطع فدك مروان

جن باتون نے مسلمانون کے دل مین حضرت عثمان کی جانب سے کینہ اور کدورت پیدا کردی اونمین سے بعض یہ ہین کہ عثمان نے حکم بن عاص کو جو مردود بارگاہ نبوی تھا اپنی ظل عاطفت مین پناہ دی جسکو حضرت ابوبکر و عمر نے بھی اپنے اپنے عہد مین پناہ نہین دی تھی اور ابوذر غفاری کو صحرای ربذہ کیطرف نکالدیا نیز موضع مہزون (بازار مدینہ) جسکو رسول اللہ صلعم نے تمام مسلمانون پر تصدق کردیا تھا حارث بن حکم برادر مروان کو دیدیا اور خاص مروان کو فدک ہبہ کردیا -

مورخ ابوالفدا لکھتے ہین -

ومما نقم الناس علیه ردّه الحکم بن العاص طرید رسول الله ؐ وطرید ابوبکر وعمر ایضا واعطاه مروان الحکم خمس غنائم افریقیه وهو خمس مائة الف دینارا (الی ان قال)

جن باتون نے لوگون کو حضرت عثمان پر برانگیختہ کیا وہ یہ ہین کہ انھون نے حکم بن عاص کو بلالیا جو رسول اللہ صلعم اور ابوبکر و عمر کا نکالا ہوا تھا نیز یہ کہ حضرت عثمان نے مروان کو خمس غنائم افریقیہ عطا کیا جسکی امدنی پانچ لاکھ دینار تھی

واقطع مروان بن الحکم فدک

اور اوسی کو فدک بھی عنایت گیا -

تاریخ مروج الذہب مسعودی مین ہے -

فی سنة خمس و ثلثین کثر الطعن علے عثمان رض وظہر علیه النکیر الاشیاء ذکرہا منہا ما کان بینه و بین عبد اللّٰه ابن مسعود وانحراف ھذیل عن من اجله ومن ذلك ما نال عمار بن یاسر من الفتق والضرب وانحراف بنی مخزوم عن عثمان من اجله ومن ذلك فعل الولید بن عقبه فی مسجد الکوفه (الی ان قال) ومن ذلك ما فعل بابی ذر رض

۳۵ھ ہجری مین کثرت سے حضرت عثمان پر طعن کی بوچھار ہونے لگین اور جو نا پسندیدہ معاملات حضرت عثمان کیطرف منسوب کیئے جاتے ہیں طشت از بام ہوے از انجملہ وہ قضیہ نامرضیہ ہے جو حضرت عثمان اور عبد اللّٰہ بن مسعود کے درمیان واقع ہوا اور وہ ناشائستہ طرز عمل جس نے حضرت عثمان کیطرف سے قبیلہ ہذیل اور بنی مخزوم کو منحرف کردیا اور وہ ذلیل کن اور تکلیف دہ سلوک جو عمار یاسر رض سے کیا گیا اور وہ فعل ناشائستہ جو ولید ابن عقبہ سے مسجد کوفہ کے اندر واقع ہوا اور وہ ناگوار برتاو جو ابوذر کے ساتھ کیا گیا -

کتاب ملل ونحل شہرستانی مین ہے

ومنہا تزویجه مروان ابن الحکم ابنته وتسلیمه خمس غنائم افریقه (الی ان قال) ومنہا ایواوہ عبد اللّٰه بن ابی سرح بعد ان اھدر النبی صلعم دمه وتولیته ایاہ مصر

منجملہ اونھین واقعات ناپسندیدہ کے یہ بھی ہین کہ عثمان نے مروان کے ساتھ اپنی لڑکی بیاہ دی اور خمس غنائم افریقہ بھی اوسکو عطا کیا اور عبد اللّٰہ بن ابی سرح کو جسکا قتل آنحضرت صلعم مباح فرما چکے تھے اپنے پاس پناہ دی اور اوسکو مصر کا حاکم کردیا

ان واقعات سے معلوم ہو گیا کہ صرف مروان کی ان بیجا طرفداریون نے اور حضرت عثمان کی ان مسرفانہ فیاضیون نے اسلامی ممالک کا نظمی شیرازہ ابتر کر رکھا تھا اور بقول مسٹر آسبرن - " تمام ملک دربار خلافت مین حاضر ہوکر اصلاح اصلاح پکار رہا تھا - مگر یہ تمام شکایتین - یہ ستغیثانہ درخواستین مروان کی سخت کلامیون اور گالیون کے نذر ہو جایا کرتی تھین -

حضرت عثمان پر عام مسلمانون کا حملہ

اخر تا کیے - ان تمام بدنظمیون کا نتیجہ اخر ایکدن نکلا - اور بُرا نکلا - حضرت عثمان کو مسلمانون کے ہاتھون سے اپنے قتل کا خونریز منظر دیکھنا پڑا - ابوالفدا لکھتے ہین -

فی سنة خمس وثلثین قدم من مصر جمع قیل الف وقیل سبع مائة وکذلك من الکوفة جمع وکذلك من البصرہ (الی ان قال) فدخلوا المدینه فلما جاءت الجمعة التی تلی دخولہم المدینة خرج عثمان فصلی بالناس ثم قام علی المنبر وقال للجموع المذکورة یا ھولاء واللّٰه یعلم واھل المدینة یعلمون انکم ملعونون علی لسان محمد صلعم فقام محمد بن مسلمة الانصاری فقال اشھد بذلك فثار القوم باجمعہم فحصبوا الناس حتی اخرجوھم من المسجد وحصب عثمان حتی خر علی المنبر

۳۵ھ مین ایک گروہ ہزار یا سات سو آدمیون کا مصر سے اور ایسا ہی گروہ کوفہ و بصرہ سے مدینہ مین وارد ہوا جب جمعہ کا دن ہوا تو حضرت عثمان مسجد مین تشریف لاکر نماز پڑھائی اور منبر پر جاکر متذکرہ بالا گروہون سے کہا کہ خدا جانتا ہے اور مدینہ والے بھی واقف ہین کہ تم لوگون پر رسول اللّٰہ صلعم نے لعنت کی ہے - محمد بن مسلمہ انصاری نے کھڑے ہوکر اسکی اسکی گواہی دی حضرت عثمان کی یہ تقریر سنکر وہ تینون گروہ اہل مسجد پر ٹوٹ پڑے اور اونھون نے سنگریزون کی بوچھار کرکے لوگون کو مسجد سے نکال دیا - نیز ایک پتھر عثمان کو اس زور سے لگا کہ وہ بے ہوش ہوکر منبر سے گر پڑے اور لوگ اونکو اوسی حالت مین مسجد سے اوٹھا کر اون کے گھر اوٹھا لے گیے

اس کا نتیجہ کیا ہوا ۔ تاریخ ابن الوردی کی مفصلہ ذیل عبارت میں ملاحظہ ہو ۔

وصلی عثمان بعد ما نزلت الجموع فی المسجد ثلاثا یوما ثم منعوہ الصلوٰۃ فصلی بالناس الناقفی امیر جماعۃ المصر ولزم اہل المدینۃ بیوتہم وعثمان محصور فی دارہ اربعین یوما ثم اتفق علی مع عثمان علی ما طلبہ الناس منہ عن عزل مروان من کتابہ وعبد اللہ ابن ابی سرج عن مصر فاجاب وفرق علی الناس

بلوائیوں کے وارد ہونیکے بعد تین دن تک نماز پڑہائی پھر لوگوں نے منع کردیا اور ناقفی مصری کو جو جماعت مصر کا امیر تہا امام نماز مقرر کیا ۔ مدینہ والوں نے گھر سے باہر نکلنا بند کردیا اور حضرت عثمان چالیس دن تک اپنے گہر میں محصور رہے بعد ازاں اوس جماعت کی خواہش کے موافق حضرت علی نے حضرت عثمان سے کہا کہ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ تم مروان کو عہدۂ کتابت سے اور عبد اللہ بن ابی سرج کو مصر کی حکومت سے معزول کردو ۔ عثمان نے اسکو مان لیا اور حضرت علی نے لوگوں کو متفرق کردیا ۔

ان واقعات سے ثابت ہوگیا کہ حضرت عثمان کی ان تمام مصیبتوں اور مسلمانوں کی شکایت کا اصلی باعث مروان کی وزارت تہی اور عبد اللہ ابن ابی سرح کی حکومت مصر ۔ اور یہ ایسی کھلی باتیں ہیں کہ حضرت عثمان بھی رعایائے ملکی کی ان شکایتوں کا کوئی جواب نہ دیسکے بلکہ حقیقت و ضرورت پر نظر کر کے بلا ترمیم منظور کرلیا تہا اور انکی منظوری سے پہر تمام مدینہ میں امن و امان قائم ہوگیا تہا

مروان کی فتنہ پردازی اور حضرت عثمان کی مروان نوازی حقیقتاً کسی پر اتنا قابو تو پیدا کیا جایے ہمیں نہیں معلوم کہ اسے ہم مروان کی قابو پرستی کہیں یا عثمان کی مروان پرستی یہاں تک تو معلوم ہوچکا ہی کہ حضرت عثمان نے عام مسلمانوں کی درخواست کو منظور کرلیا تہا اور مروان وعبد اللہ ابن ابی سرح دونو معزول کردیے جانیکا اقرار کرلیا تھا مگر مروان کے اشارے نے چشم زدن میں حضرت عثمان کو ادہر سے ادہر کردیا اور تمام نظم و تدبیر سیاسی کی کالی لکیر پھیر دی ۔ وہی مورخ اگے لکھتا ہے ۔

ثم اجتمع مروان لعثمان فردہ عن ذلک لکن عزل ابن ابی سرج عن مصر وولاہ محمد بن ابی بکر

لیکن مروان نے حضرت عثمان کے پاس جا کر ایسی باتیں کین کہ حضرت عثمان نے مروان کی معزولی کا تو حکم منسوخ کردیا البتہ ابن ابی سرج کو معزول کرکے محمد ابن ابو بکر کو مقرر کیا

مطلب سعدی ہمین بود ۔ اس سے جہان حضرت عثمان کی سادہ لوحی معلوم ہوتی ہے وہان مروان کی خود غرضی اور بدنفسی بہی ثابت ہوجاتی ہے ۔ اب مروان کے اس خود غرضانہ حیلہ اشتعال نے فتنہ و فساد کے دروازے کھولدیے ۔ اگلی تو کچھ نہ بگڑی ۔ حضرت عثمان کی جان پر آبنی ۔ مورخ ابوالفدا لکہتے ہیں ۔

مروان کا جعلی خط فتوجہ محمد بن ابی بکر مع جماعۃ من المہاجرین والانصار فبینما ہم فی اثناء الطریق فاذا العبد علی ہجین یجھدہ فقالوا لہ الی این قال الی عامل المصر

جب حضرت عثمان نے محمد بن ابی بکر کو عامل مصر مقرر کیا تو وہ گروہ مہاجرین و انصار کے ساتھ مصر کی جانب روانہ ہوئے ۔ سو یہ لوگ راہ میں تہے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شتر سوار اونٹ کو تیز ہنکاتا ہوا (مدینہ سے) مصر کی طرف جارہا ہے محمد کے قافلہ

یسون محمد ابن ابی بکر، فقال بل العامل الاخر (یعنی عبد اللہ بن ابی سرح) فامسکوه ففتشوه فوجدوا معه کتابا عن عثمان الی ابن ابی سرح ان جاءک محمد بن ابی بکر ومن معه بانک معزول فلا تقبل واحتل لقتلهم وابطل کتابهم وقرّ فی عملک

والون نے اوس سے پوچھا کہ تو کہاں جاتا ہے اوس نے کہا کہ عامل مصر کے پاس لوگوں نے کہا کہ عامل مصر تو ہم ہیں یعنی محمد ابن ابی بکر۔ اوس غلام شتر سوار نے کہا کہ میں اور عامل یعنی عبد اللہ ابن ابی سرح کے پاس جاتا ہوں۔ یہ سنکر لوگوں نے اوسکو پکڑا اور تلاشی لی اوسکے پاس سے ایک خط نکلا جسپر حضرت عثمان کی مہر لگی تھی اور اوسمیں لکھا تھا کہ جسوقت محمد بن ابی بکر اور اونکے ساتھ والے تمہارے پاس پہونچیں تیری معزولی کا حکم دین تو تم قبول نہ کرنا بلکہ محمد ابن ابی بکر اور اونکے ساتھ والوں کو کسی حیلہ سے قتل کرا دینا اونکے پاس جو خط ہے اوسکو باطل سمجھنا اور اپنے منصب پر قائم رہنا

مروان کے کرتوت

عثمان سے لوگوں کے مطالبے

مروان کی حیلہ سازی اور جعل و دغابازی کا کوئی ٹھکانا ہے۔ دو فقروں میں محمد ابن ابی بکر کی جان ہی لے لی تھی۔ ناظرین کتاب حالات بنی ہاشم و بنی امیہ کے فرق امتیازی کو یہیں سے سمجھ لیں اور یہی ہماری اس کتاب کا موضوع ہے۔ اسکے آگے کیا ہوا؟ اوسی مورخ کی زبانی سن لیجئے۔

فرجع محمد بن ابی بکر ومن معه من المهاجرین والانصار الی المدینة وجمعوا الصحابة ووقفوهم علی الکتاب وسئلوا عن عثمان ذلک فاعترف بالخاتم والخط کاتبه وحلف بالله انه لم یأمر بذلک فطلبوا منه مروان یسلمه الیهم بسبب ذلک فامتنع فازداد حنق الناس علی عثمان وجدّوا فی قتاله

یہ خط دیکھتے ہی محمد ابن ابی بکر اور اونکے ہمراہی مہاجر و انصار مدینہ واپس آئے اور انھوں نے صحابہ کو جمع کرکے۔ اور قصہ بیان کیا اون سے عثمان کے پاس جاکر اس بات کو اون سے پوچھا حضرت عثمان نے اقرار کیا کہ یہ خط میرے کاتب مروان کا لکھا ہوا ہے اور اوس پر مہر بھی میری لگی ہے لیکن خدا کی قسم ہے میرے حکم سے نہیں لکھا گیا ہے۔ لوگوں نے کہا تو پھر اسکے لئے مروان کو ہمارے حوالہ کردو۔ حضرت عثمان نے کہا یہ تو نہ ہوگا۔ اس بات سے لوگوں کا غیظ و غضب عثمان پر اور زیادہ بڑھ گیا اور وہ حضرت عثمان سے قتال کرنے کی کوشش میں مصروف ہوئے۔

حضرت عثمان کے اقرار جرم کے بعد مجرم کے حوالہ کر دینے سے انکار نے موقع کو قابو سے بے قابو کر دیا اور موجودہ مسئلہ کو تصفیہ کن جماعت کے اختیار سے بالکل باہر۔ تمام مہاجرین و انصار اوسیوقت سے حضرت عثمان کے امور سے بالکل دست بردار ہو گئے۔ چنانچہ امام المورخین طبری تاریخ میں لکھتے ہیں۔

حضرت عثمان ان قضیوں کے بعد شب کو جناب علی مرتضیٰ کے پاس آئے اور اپنی ساری روئداد بیان کی اور اپنی امداد چاہی مگر آپ نے صاف صاف کہدیا کہ میں نے اب مروان کی شرارت کو سنکر اس امر کا تصفیہ کر لیا ہے کہ اب میں تمہارے کسی امر میں کبھی کسی قسم کی مداخلت نہیں کرونگا۔ اور نہ تمہارے گھر جاونگا اسکی وجہ یہ ہے کہ مروان تمہارے مزاج پر پورے طور سے حاوی ہو چکا ہے اور اسکی وجہ سے تمہارے لئے سوا آپ مضرت کے کبھی منفعت نہیں ہو سکتی طبری جلد چہارم لکھنو ص ۵۳۸

اس واقعہ کو پڑھکر کیا کوئی غیر تدار شخص کہسکتا ہے کہ یہ وہی حضرت عثمان ہیں جو ابھی ابھی دو چار روز پیشتر حضرت ابو ذر کے معاملہ میں مروان کیطرف سے حضرت علیؑ کے ساتھ کیسی سخت کلامی کر چکے ہیں اور حسبًا ونسبًا علمًا واخلاقًا آپ کے اوپر مروان کو ترجیح دے چکے ہیں اور پھر آج اونھیں علیؑ سے مروان کی لائی ہوئی مشکلوں میں مشکلکشائی کے لئے التجا کر رہے ہیں فاعتبروا یا اولی الابصار

اخلاق مرتضوی

حضرت عثمان واپس آگیے۔ اونکی واپسی کے بعد حضرت علی مرتضیٰؑ نے اپنے اخلاق کریمانہ کے تقاضے سے جب عثمان اور اونکے ہمراہی محصورین کی مصیبت اب تک نہین دیکھی گئی تو بغرض استمداد حضرت امام حسن علیہ السلام کو بھیجا (ابو الفدا طبری)

مروان اور حضرت عثمان

کی کہان تک مدد کی

ہمکو حضرت عثمان کے قتل کی تفصیل منظور نہین اسلیئے کہ یہہ ہمارے موضوع کتاب سے باہر ہے۔ مگر ہان ہمکو اسکے متعلق اتنا بیان کردینا ضروری ہے کہ قتل عثمان کے وقت مروان کی کیا شان تہی اور اس وزیر و مشیر خاص نے اپنے محسن اور ولی النعم خلیفہ کی حفاظت جان کے کیا سامان کیئے۔ ہم ان واقعات کو تاریخ طبری جلد چہارم (فارسی) اور روضۃ الصفا جلد دوم کے ترجمہ سے ذیل مین لکھتے ہین۔

مخالفین کا غیظ و غضب اب رکنے والا نہین تہا اور اونکی آتش مخاصمت ٹھنڈی پڑنے والی نہین تہی۔ ایک ہفتہ سے کچھ [illegible] ہوگیے اور محاصرہ کی وہی کیفیت رہی۔ آخرکار ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ہجری کو سات آدمی دیوارین پہاند کر خلیفہ عثمان کے گھر مین گھس آیے اسمین شک نہین کہ ان لوگون مین محمد بن ابی بکر الصدیق بھی شامل تہے۔ انہون نے خلیفہ وقت سے کچھ سخت کلامی بہی کی تہی اور یہہ بھی کہا تہا کہ اب اسوقت عبد اللہ ابن معیط۔ مروان الحکم اور معویہ ابن ابو سفیان تمہارے کیا کام آسکتے ہین۔ اس کہنے پر عثمان نے انکو ڈانٹا اور یہہ وہان سے واپس آیے (روضۃ الصفا جلد دوم طبری جلد چہارم لکھنو)

انکے واپس آنے پر مصر والون مین سے کنانہ ابن بشر اسیطرح دیوار پہاند کر گھر مین اوترا اور اوسکے بعد عاقفی عبد الرحمن اور قنصرہ وغیرہ یہہ کہتے ہوے آے کہ انکو مارو۔ ہمکو انکی جان کی خواہش نہین۔ جب یہہ لوگ خلیفہ کے پاس پہنچے تو عرض کی کہ آپ دعوائے خلافت دست بردار ہوجائیے۔ خلیفہ نے کہا کہ خدا نے مجھکو اس منصب اعلیٰ پر مقرر کیا ہے۔ سواے اوسکے دوسرا مجھسے اسکو لے نہین سکتا یہہ جواب سنتے ہی ان لوگون نے اون پر حملہ کردیا۔ طبری کنانہ ابن بشر کو اور صاحب روضۃ الصفا عاقفی مصری کو عثمان بن عفان کا قاتل بتلاتے ہین۔ زخم شمشیر کے بعد قنصرہ اور اسود نے انکی بقیہ جان کو بہت جلد ختم کردیا

مروان الحکم اور سعید بن العاص جاے وقوع پر وہین موجود تہے۔ یہہ ظاہر ہے کہ انلوگون کی دولت و حشمت جو کچھ بھی وہ حضرت عثمان کی بدولت تہی۔ ورنہ قبل اسکے نہ انکو کوئی خلافت اول مین جانتا تہا اور نہ خلافت دوئم مین لیکن باینہمہ انکی حمیت انکی حیا اور انکی وفاداری مونہہ دیکھتے ہی رہگئی اور دشمنون نے خلیفہ عثمان کی غریب جان کا خاتمہ کردیا۔ ان صاحبون سے تلوار نکالنا کیسا۔ ان سے للکارا بھی نگیا۔ خصوصا مروان الحکم کی خاموشی تو قیامت کی خاموشی تہی۔ یہی وجہہ خاص سے خلیفہ کو یہہ برے دن نصیب ہوئے تہے۔ اب اسوقت تو انکی حیاداری اور وفاداری اپنے ایسے شفیق اور سرپرست آقا کی استمداد کرتی۔ عزت اور حسن خدمت کا مقتضی تو یہی تہا کہ مظلوم خلیفہ کی جان پر اپنی جان نثار کردیتے۔ مدار المہام خلافت سے اچہے تو گھر کے غلام نکلے جو دو دو ہاتھ دشمنون سے لڑے اور زخمی بہی ہوے اور تہوڑا بہت اپنے آقا کے حق نمک سے ادا تو ہوگئے۔ مروان سے تو اتنا بہی نہوا لاحول ولا قوۃ

حضرت علیؓ کی خلافت

حضرت عثمان کی وفات کے تیسرے دن مہاجر و انصار نے حضرت علیؓ سے بیعت کرلی۔ باقی رہے بنی امیہ۔

وفد مروان کی شرارت اور

حضرت عثمان کے واقعہ نے انکی تمناؤن کا خاتمہ کردیا۔ اب یہ کہان اور مدینہ کہان۔ ان حضرات مین کوئی صاحب ایسے خوش قسمت نہ نکلے جو حضرت علیؓ کی بیعت سے مشرف ہوتے۔ تمام بنی امیہ ایک ایک کرکے شام چلے گئے۔ مگر مروان الحکم ولید بن عقبہ مغیرہ ابن شعبہ اور سعید بن العاص صرف یہی چار شخص مدینہ مین چند روز تک ٹھیرے رہے۔ مدینہ مین انکا موجودہ قیام سوائے خبر رسانی اور جاسوسی کے کوئی دوسرا نہین تھا۔ یہہ لوگ اپنے گھرون مین بیٹھے رہے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے ان سے کوئی تعرض نفرمایا۔ محض دریافت حال کی غرض سے انکو طلب فرمایا۔ تفصیلی کیفیت تاریخ اعثم کوفی کی عبارت ذیل مین ملاحظہ ہو۔

مروان وغیرہم آمدند امیر المومنین گفت شما نزدیک من می آئید و از بیعت من تخلف می کنید۔ ولید ابن عقبہ سخن آغاز کرد و گفت یا ابا الحسنؑ بر چہ امید باتو بیعت کنیم و باکدام چشم باتو بنگریم کہ پدر و بال را کندی دی مینہ مارا از کینہ پر کردی۔ پدر مرا بروز بدر کشتی و عثمان را دریغ وا گذاشتی و یاری ندادی تا او را کشتند و سعد ابن عاص را کہ پدر و مہتر امیہ بود در روز بدر کشتی و مروان و پدر او حکم را چون عثمان بمدینہ خواند در حق او گفتی انچہ گفتی و رای عثمان را ضعیف شمردی و بخطا منسوب کردی حال ما چہار این است کہ شرح دادیم و بہیچ نوع باتو بیعت کنیم و بکدام دل ما را تو دوست داریم و اگر از ما سہوی و خطائی رفتہ بعفو لطف فرمائی و ما را اجازت دہی و منع نفرمائی کہ نزدیک پسر عم خود معویہ بشام برویم امیر المومنین گفت کہ کینہ شما بر من بحق نیست کہ از من در دل گرفتید از حضرت باری تعالی در دل باید داشت و حدیث مرعی داشتن مروان و پدر مروان کہ در باب او سخنی ناحق نگفتم اما ترسیدن شما کہ پیش معویہ روید من شما را از انچہ کہ می ترسید ایمن گردانم

مروان وغیرہ آئے امیر المومنینؑ نے اون سے کہا کہ تم لوگ (آئے) یہ سے تو میرے پاس چلے آتے ہو مگر میری بیعت سے انکار کرتے ہو۔ یہہ سنکر ولید ابن عقبہ نے کہا کہ اے ابو الحسنؑ ہم کس امید پر تمسے بیعت کرین اور کس آنکھ سے تمکو دیکھین۔ ہمارے دست و بازو آپنے توڑ ڈالے میرے باپ کو بدر کی لڑائی مین آپ ہی نے مار ڈالا۔ اور عثمان کو بلوے مین چھوڑ دیا اور اونکی کوئی مدد نکی یہان تک کہ لوگون نے اونھین مار ڈالا اور آپ ہی نے سعد ابن عاص کو جو اکابر بنی امیہ مین تھے بدر کی جنگ مین مار ڈالا اور جب عثمان نے مروان اور مروان کے باپ حکم کو مدینہ مین بلالیا تو آپنے عثمان کے حق مین جو کچھہ کہنا تھا کہا اور اونکی رائے کو ضعیف قرار دیا اور اوسکو خطا پر مبنی بتلایا۔ ہم چارون کی تو یہہ حقیقت حال ہے جو عرض کی اب ہم حالت موجودہ مین کیسے آپ کی بیعت کرین۔ اور کس دل سے آپ کو دوست رکھین اگر ہمسے غلطی ہوئی ہو تو معاف فرماوین اور ہمین اجازت دین کہ ہم اپنے برادر عم معاویہ کے پاس چلے جاوین

امیر المومنین علیہ السلام نے جواب دیا کہ میرے ساتھ تمہارا کینہ صحیح اور سچ نہین ہے اور جو امر تم نے میری طرف سے اپنے دلمین قرار دے لیا وہی تمکو باری تعالی کیطرف سے قائم کرنا چاہیئے۔ اور مروان اور مروان کے باپ کی نسبت جو تم کہتے ہو تو یقین رکھو کہ مین نے کوئی بات ناحق نہین کہی۔ البتہ یہہ بات کہ تم خوف کھاتے ہو اور معویہ کے پاس جانا چاہتے ہو تو جس امر سے تمہین خوف ہے اوس سے مین تمہین

خاموش کردون

مروان او حضرت علیؓ سے گفتگو

امیر المومنین علیہ السلام کی یہ سنجیدہ اور اطمینان دہ تقریر سنکر ولید ابن عقبہ کو کچھ جواب بن آیا اور وہ معقول ہوکر خاموش ہو رہا لیکن مروان کے پیٹ مین چوہے کود رہے تھے۔ حضرت علیؓ سے پوچھنے لگے۔ اوسی تاریخ کا سلسلہ ملاحظہ ہو۔

مروان گفت اگر بیعت نکنیم و از ان ابا نمائیم چہ خواہی کرد فرمود کہ شما را محبوس خواہیم کرد تا انوقت کہ با کافۂ المومنین موافقت نمائید و اگر بسبب این طغیان و عصیان گرد شما را عقوبت کنم چون سخن شاہ مروان بر این جملہ شنودند بیعت کردند و باز گشتند

مروان بولا اگر ہم بیعت نکرین اور انکار کرین تو آپ کیا کرین گے۔ فرمایا کہ تم لوگون کو اوسوقت تک زیر حراست رکھینگے جبتک تم لوگ تمام مسلمانون کے امر متفقہ پر متفق ہوجاو اور اگر فساد و بغاوت پر اقدام کروگے تو تمہاری سخت سزا کرینگے۔ یہ کلام سنکر سب نے بیعت کی اور اپنے مقام کو واپس گئے۔

اس واقعہ سے معلوم ہوگیا کہ ان مشاہیر بنی امیہ نے ضرورت وقتی کے اوسی نقطہ نظر سے امیر المومنین علیہ السلام سے بیعت کرلی۔ جس غرض و مجبوری سے اسلام قبول کیا تھا۔ مگر جس طرح انحضرت صلعم نے کوئی تعرض نفرمایا اوسی طرح امیر المومنینؑ نے بھی کوئی عذر کیا

مروان کی غداری اور گرفتاری حضرت علیؑ کی

مروان اپنی شرارت طبعی کے بندے تھے۔ نفسانیت کے غلام۔ اپنی کج فطرتی سے کب ہٹنے والے۔ ازاد ہوتے ہی اور کتان کیطرح مگر الٹے ہی شیر ہوگئے تفصیل اوسی تاریخ کے باقی سلسلہ بیان مین ملاحظہ ہو۔

بعد از ان مروان در این معنی قطعہ شعرے گفتہ یک دو بیت از ان بخدمت شاہ مردان بخواندند

اس واقعہ کے بعد مروان نے اسکے متعلق چند شعر نظم کیے اونہین سے مفصلہ ذیل اشعار کو لوگون نے امیر المومنین علیہ السلام کو بھی پڑھ کر سنایا

لقد بت للواحدیلی مقدما	اما می ولا خلفی سوی الموت حلا
مین نے ایسی حالت مین قدم آگے بڑھایا ہے جب کوئی آگے چلنے والا ہے نہین تھا	اور نہ اپنی موت کے لیے اپنے آگے پیچھے مین کوئی جاے پناہ وجاے گریز رکھتا ہون
فوا اخی وابن امی والحوادث جمہ	ووافی المنایا والکتاب مؤجلا
ہاے میرا بھائی میرا ماںجایا اور اوس کی سخت و شدید تکلیفین	اور ہاے ان تکلیفون مین اوسکی مقررشدہ موت
اتیت علیا غیر من یا مرہ	ولا انا فیہ محققا متبطلا
مین علیؑ کی خدمت مین نہایت کراہت کے ساتھ حاضر ہوا۔ اور	ایسی حالت مین مین اونکے پاس گیا کہ جسمین حق و باطل کی تحقیق و تمیز نہین کرسکتا تھا

چون این اشعار را امیر المومنین شنود کس از فرستاد مروان وغیرہ را باز طلبید و فرمود کہ اگر در وطن شما در مدینہ قرار نمیگیرد و می ترسید و میخواہید کہ شام روید شما را اجازت است و اگر غیر از شام جاے دیگر باشد نیز اجازت است و مضائقہ نیست مروان الحکم گفت امیر المومنینؑ

جب امیر المومنینؑ نے ان اشعار کو سنا تو پھر مروان وغیرہ کو بلا بھیجا۔ اور فرمایا کہ اگر مدینہ مین تمہارا ضمیر مطمئن نہین اور تمہین خوف بنا رہتا ہو اور اسی لیے تم شام چلا جانا چاہتے ہو تو تمہین اجازت ہے اور اگر شام کے سوا کسی دوسری جگہہ جانا چاہتے ہو تو وہان کے لیے بھی

اجازت

وبہر وقت بر الطاف فرمودہ اینوقت ہم بجانب ما مرحمتہا میدارد اجازت ہے اور کوئی مضائقہ نہین ہے۔ مروان ابن الحکم نے کہا کہ ۔
امیر المومنین نے ہر وقت ہم پر الطاف و مہربانی فرمائی ہے اور اسوقت بھی حسن لطف و کرم دکھا رہے ہین ۔ تاریخ اعثم کوفی ۱۴۷

تھوڑے ہی دنون کے بعد یہہ اظہار تشکر یہہ اعلان امتنان ۔ یہہ شکر گذاری یہہ منت داری کیا رنگ بدلتی ہے تفصیل آگے آتی ہے ۔ ملاحظہ کیجیے ۔

مروان علیؑ کے مخالف بنکر جب حضرت علیؑ کے خلاف خون عثمان کی سازش کا پروپگنڈا طیار ہوا اور طلحہ و زبیر بہمیت حضرت عائشہ جمل کے میدان مین اسکے منتظم ہوے تو مروان الحکم بخلاف اسکے کہ بیعت علیؑ کا اگرچہ زبانی ہی سہی اقرار اور آپکی عنایت و شفقت کا اعتراف بھی کر چکے تھے ۔ لیکن جب مخالفت علیؑ کا مسئلہ پیش آگیا تو سب بھول گئے اور حضرت علیؑ کے مخالفین کے شریک ہو گئے اور ابتداے جنگ جمل سے لیکر خاتمہ تک برابر ساتھ رہے ۔

مروان اصلا بنی امیہ تھے ۔ انکی نفسانیت ۔ عداوت اور کینہ جزو فطرت تہا اور ایسا لازمی اور دائمی کہ زندگی اور موت کیا قبر اور حشر کے وقت و زمانہ تک بھی نہ بھولین ۔ واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ بخلاف دیگر بنی امیہ کے جو معویہ کے پاس مقیم ہو گئے ۔ مروان کو کون سی ضرورت جنگ جمل کے میدان مین کھینچ لائی تھی ایک تو وہی حضرت علیؑ سے قدیم اور موروثی مخالفت دوسری طلحہ سے مخالفت عثمان کے معاونین کی خصوصیت ۔ طلحہ بن عبداللہ یون تو خلافت دوم ہی کے وقت سے امیدواران و منتظران خلافت مین تھے کیونکہ وہ وصیت نامہ جو حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کی خلافت کے بارے مین لکھوایا تھا اسکے کاتب یہی تھے ۔ اور اوسیوقت سے اس تجویز و تدبیر کے سخت مخالف تھے (طبری ج ۴ ص ۵۲ لکھنو) لیکن حضرت عثمان کے دوران خلافت مین انکی امید بار آور ہونے کی امید پیدا ہو گئی ۔ اور کوفہ والون کی شکایت مین انھون نے پورا ساتھ دیا اور جب وہ لوگ اپنی شکایتون کے ساتھ مدینہ پہونچ گئے تو ابتدا سے لیکر انتہا تک انکی مشورت اور ہمتا و اعانت مین سرگرم رہے تھوڑے دنون تک یہہ امر صیغہ راز مین رہا مگر کہتا ہے ۔ آخر حضرت عثمان کو اسکی خبر لگ گئی اور انکی آنکھون نے یہہ مخالفانہ مظاہرے خود اپنی آنکھون سے مشاہدہ فرمالیے ۔ روضۃ الصفا جلد دوم مین مرقوم ہے

عبداللہ بن ربیعہ گوید کہ پیش ازین مبالغہ تضییقِ محاصرہ بخدمت عثمان رفتم و با عثمان بربام قصر برآمدم و بایستادم و در آن حین طلحہ آمدہ با عبدالرحمن بن عدیس البلوی کہ یکے از روساے اہل خلاف بود در سر سخن با او بسیار گفت و بعد از ان عبدالرحمن با یاران خود خطاب کرد کہ دیگر بیچکس را مگذارید کہ پیش عثمان بیاید و ہر کہ از اندرون بخواہد کہ بیرون بیاید او را منع کنید ۔ آنگاہ عثمان با من گفت کہ قضیہ را طلحہ برانگیختہ

عبداللہ ابن ربیعہ مروی ہے کہ محاصرہ مین سختی ہونے سے پہلے مین حضرت عثمان کے ساتھ اونکے مکان کی چھت پر گیا اس اثنا مین طلحہ آئے اور عبدالرحمن ابن عدیس البلوی کے ساتھ جو مخالفین عثمان کا سردار تھا دیر تک کچھ راز کی باتین کرتے رہے اسکے بعد عبدالرحمن نے اپنے آدمیون کو خطاب کرکے کہا کہ اب اسوقت سے دیکھو کوئی شخص حضرت عثمان کے پاس اندر نہ جانے پائے

است و ابروے خلافت بخیتہ و مردم را برمن دلیر ساختہ و شمشیر عدوان برمن آختہ و دست بمخالفت پرداختہ بعد ازان دست نیاز بدرگاہ بے نیاز برداشتہ گفت بارخدایا شر طلحہ را از من دور دار و امید وارم کہ از تمنی خویش محروم گشتہ خون او بخیتہ گردد

اور کوئی شخص اندر سے باہر آنے پائے۔ یہ سنکر حضرت عثمان ہم سے کہنے لگے کہ یہ تمام فساد طلحہ کا بھڑکایا ہی۔ اوسی نے خلافت کی آبرو گھٹائی ہے اور لوگون کو مجھپر دلیر کر دیا ہے اور شمشیر عداوت مجھپر کھنچوائی ہے۔ اور علم مخالفت بلند کروایا ہی اسکے بعد حضرت عثمان نے اپنے دونو ہاتھ خدائے بے نیاز کی درگاہ مین بلند کیے اور یون دعا کی کہ خدایا تو طلحہ کی شرارت سے مجھکو بچا لے اور مجھے امید ہی کہ وہ اپنے مقصد سے محروم رہے گا اور اوسکا خون گرایا جائے گا۔

طلحہ کے یہی معاملات ابتک مروان کے پیش نظر تھے مخالفت علی کی ضرورت تو میدان جنگ مین کھینچ ہی لائی تھی یہان طلحہ کی صورت دیکھتے ہی وہ خصوصیت بھی یاد آگئی۔ مروان پہلے اسی کو مد نظر رکھے ہوے اور طلحہ سے معاوضہ کو اپنا نصب العین بنائے ہوے موقع کا منتظر تھا۔ جو یندہ یابندہ۔ وہ بالآخر مل ہی گیا۔ تفصیل یہہ ہے:

مروان نے تیر مارکر طلحہ کو مار ڈالا

زبیر کی میدان جنگ سے واپسی نے حضرت عائشہ کی جمعیت مین بہت سے لوگون کو بیدل کر دیا تھا اونھین مین طلحہ بھی تھے یہہ بھی زبیر کے ساتھ اوتھکر فوج کی صف بندی سے ہٹکر ایک گوشہ مین اپنے مآل کار پر مخونانہ خموشی کے ساتھ انتظار کر رہے تھے۔ مروان نے اسی حالت مین اُنکو دیکھ لیا سمجھا کہ ایسا موقع پاکر بھی چوک جاؤن تو پھر امید نہین۔ اب چاہے علی کی فتح ہو اور عائشہ کی شکست اُنکو غم نہین۔ مگر طلحہ کسیطرح زندہ نہ بچ جانے پائین۔ یہہ سمجھکر اپنے غلام سے کہا کہ تو میرے آگے کھڑا ہو جا تاکہ طلحہ مجھے دیکھنے اور پہچاننے نہ پائین اور مین اونکو تیر مارون جبکہ تیر نشانہ پر پہونچ جائیگا تو کوئی کیا جانیگا کہ تیر کس نے مارا اور یہہ کسکے تیر سے مارے گئے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اپنے غلام کی آڑ پکڑ کر مروان نے ایسا تاک کر تیر مارا کہ طلحہ سے اوسکا تحمل نہوا۔ ران مین تیر بیٹھا تھا۔ بہزار خرابی بصرہ گھوڑے سے اوترے۔ پاؤن کا موزہ خون سے تر ہو گیا تھا خون اس کثرت سے نکلا تھا کہ دم کے دم مین ضعیف ہوکر بیدم ہو گئے تاہم خون بند نہوا آخر اسی صدمہ سے تڑپ تڑپ کر مر گئے۔ ابوالفداء ص ۳۳۳ ترجمہ تاریخ مسعودی دہلی ص ۶۱

مورخ ابوالفداء مروان کے ہاتھ سے قتل طلحہ کا واقعہ لکھکر بتلاتے ہین۔

وکلاھما کانا مع عائشہ (عجیب ترین یہہ ہی کہ) دونو (مروان وطلحہ) عائشہ کے ہمراہ تھے۔

مروان کی گرفتاری اور حضرات حسنین علیہما السلام کی سفارش سے معافی

مروان نے ابھی ابھی تیسری خلافت کے دوران مین حضرت علیؑ کے ساتھ کیا کچھ ظالمانہ سلوک نہین کیے تھے۔ آپ کی خاص خلافت کے زمانہ مین ابتدا ہی سے مخالفانہ کارروائیان شروع کر دین یہان تک کہ جنگ جمل مین شریک ہوکر آپ کی قتل کا ارادہ کر لیا تھا مگر سوء اتفاق سے کامیاب نہوے اب گرفتار ہوکر امیرالمومنینؑ کے سامنے آئے امیرالمومنینؑ کو اب ان پر پورا قابو حاصل تھا مروان ہر طرح سے قابل سزا ہو چکے تھے۔ لیکن سامنے آتے ہی اور حضرات حسنین علیہما السلام کی

سفارش فرمائی تھی یہہ معلوم ہوا کہ مروان نے جیسی امیر المومنینؑ کی خدمت میں کوئی گستاخی ہی نہیں کی تھی۔ سابق شکایتوں کی نسبت ان سے ایک حرف بھی پوچھا نہ گیا اور فوراً رہائی کا حکم دیدیا گیا۔ مگر افسوس کہ مروان پورے بارہ برس تک بھی امیر المومنینؑ اور اونکے صاحبزادوں کے ان محاسن اخلاق اور مکارم اشفاق کو یاد نہ رکھ سکا اور اونھیں پاک لبوں تک جن سے اُنکی سفارش فرمائی گئی تھی اوس نے اپنی حکمت عملی اور قساوت قلبی کیوجہ سے زہر ہلاہل کا جام یا موت کا پیغام پہونچایا۔ ہم اسکی نسبت صرف یہی خیال کر کے خاموش ہو جاتے ہیں کہ یہہ مروان کا بےظرفی تہا اور وہ جناب امام حسن علیہ السلام کی کریم النفسی تہی اور عالی ظرفی۔

مروان کے ذریعہ سے حضرت امام حسن علیہ السلام کی زہر خورانی

جنگ جمل کی شکست سے جہان بہت سے دنیا طلبوں کی امیدیں ٹوٹ گئیں وہاں مروان کے مقاصد واغراض پر بھی محرومی کا پانی پھر گیا۔ اب انکے لئے سوا شام کے اور کوئی مامن نہیں رہا تھا اور نہ نشیمن۔ جنگ صفین میں اگر معویہ کی دست یمین نہیں تو دست یسار ضرور تھی۔ مگر کسی دن نہ آپ میدان میں آئے اور نہ معویہ کو آنے دیا۔ حضرت امیر المومنینؑ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام کی خلافت میں مروان کے جو طرز عمل قائم رہے وہ اس کتاب کے اول جزو میں تفصیل سے قلمبند ہو چکے ہیں اسلئے ہم اپنے موجودہ سلسلہ بیان میں مروان کے صرف اون معاندانہ طرز عمل کو بیان کرینگے جو اسنے حضرت امام حسن علیہ السلام کو زہر دینے کے واقعہ خاص میں وقوع پذیر ہوئے۔

حضرت امام حسن علیہ السلام کے زہر دینے کے معاملہ میں طبری اور حبیب السیر میں لکہا ہے

معویہ مروان الحکم را کہ طرید رسول اللہ صلعم بود بمدینہ فرستاد (حضرت امام حسن علیہ السلام کو شہید کرا لینے کی قصد خاص سے) ومندیل زہر آلود مصحوب او گردانیدہ گفت کہ بہر تدبیر کہ توانی۔ معویہ نے مروان الحکم کو جو جناب رسولخدا صلعم کا نکالا ہوا تہا مات جعدہ بنت اشعث بن قیس راکہ زوجہ حسن است فریب دہی۔ مدینہ پر مقرر کر کے بھیجا اور منڈیل زہر آلود اوسکے ہمراہ بھیجی اور کہدیا کہ جس تدبیر سے ممکن ہو سکے جعدہ بنت اشعث بن قیس کو کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی زوجہ ہے فریب دو۔

یہی عبارت قریب قریب طبری جلد چہارم مطبوعہ مصر ص ۳۰۲ میں بھی مرقوم ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ امام حسنؑ کی انتظام شہادت کی منتظم اور مہیا کنندہ مروان ہی تہے اور خاصکر اس خدمت کیلئے ولایت مدینہ پر مامور کر کے بھیجے گئے تھے۔ زمانہ اونکا تہا دنیا انکی ہو رہی تہی۔ مروان نے آتے ہی اس امر عظیم کا سامان کیا اور باطمینان تمام انکو اپنی تدبیر و ترکیب میں کامیابی ہوئی۔ جعدہ نے انکی ہدایت کے مطابق امام حسنؑ کو زہر دیا اور آپ شہید ہو گئے

مروان بنی امیہ کے چشم و چراغ خاندان تہے جو اپنے مقابل و مخالف سے مر نیکے بعد بھی انتقام لیں اور مردے پر بھی مصائب و آلام ڈہائیں۔ چنانچہ حضرت امام حسن علیہ السلام وفات کے بعد بھی انکے ظالم سے محفوظ نہ رہ سکے۔

مروان اور دیگر بنی امیہ نے امام حسنؑ کو روضہ رسول میں دفن ہونے نہ دیا

علامہ سبط ابن جوزی اپنی کتاب تذکرۃ خواص الامۃ میں۔ بذیل ذکر واقعہ دفن حضرت امام حسن علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں

قال ابن سعد عن ابن سعد (اپنی کتاب طبقات میں) واقدی کی اسناد سے

واقدی لما احتضر الحسن علیه السلام قال ادفنونی عند ابی یعنی رسول الله صلعم فاراد الحسین ان یدفنه فی حجرة رسول الله ص فقامت بنی امیه و مروان الحکم وسعید بن العاص وکان والیه علی المدینه فمنعوه وقامت بنو هاشم للقتال فقال ابوهریرة ارایتم لو کان ابن لموسی اما کان یدفن مع ابیه وقال ابن سعد ومنهم عائشه لا یدفن مع رسول الله صلی الله علیه واله وسلم

سے لکھتے ہیں کہ جب وقت وفات امام حسن علیہ السلام قریب ہوا تو آپنے فرمایا کہ مجھکو میرے بابا یعنی رسولخدا صلعم کے پاس دفن کرنا۔ جب امام حسین علیہ السلام نے روضہ رسول میں دفن کرنیکا قصد فرمایا تو بنی امیہ بمعیت مروان الحکم و سعید بن العاص جو اسوقت والی مدینہ تھا مانع ہوے اور بنی ہاشم نے اونکے اس ارادے پر جنگ کرنیکا قصد کیا اوسوقت ابوہریرہ کہنے لگے کہ اگر حضرت موسی کے کوئی بیٹا ہوتا تو کیا وہ اپنے باپ کے پاس دفن کیا جاتا۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ منع کرنے والوں میں حضرت عائشہ بھی تھیں۔ کہتی تھیں کہ انحضرت صلعم کے پاس دفن نکرو۔

ابوالفدا میں ہے۔

فقالت عائشه البیت بیتی ولا اذن ان یدفن فیه
قسطنطنیه ص ۱۹۲

عائشہ نے کہا یہ میرا گھر ہے اور میں اپنے گھر میں دفن کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔

روضۃ الصفا جلد سوم میں ہے

جنازے پر تیرباران

چون امام حسن را نزدیک قبر جناب رسالتماب صلی الله علیه واله وسلم کشیدند جنازه را بر سر قبر نهادند قبل از دفن عائشه باغلی وقوف یافته بر استر سوار گشت و با جمعی از بنی امیه مشغول گشت شیعه حضرت امیر غوغا کرده گفتند دیروز بر شتر سوار شده با حضرت امیر جنگ کرد امروز بر استر سوار شده بر جنازه نبیره رسولخدا صلعم منع می نماید و نمی گذارد که او را دفن کنند. چندانکه سعی نمودند مفید نیفتاد چه مردم بدو فرقه شدند و جانب یکدیگر تیر انداختند چنانچه چند تیر بجنازه رسید

امام حسنؑ کی نعش جناب رسالتماب صلعم کے قبر کے پاس قبر کھودی گئی اور آپکا جنازہ قبر کے سرہانے رکھدیا گیا دفن کرنے سے پہلے عائشہ کو اسکی خبر مل گئی تھی وہ خچر پر سوار ہو کر اوس مقام پر آئیں اور منع کرنے لگیں جناب امیر کے شیعوں نے شور و غل مچایا اور کہا کہ ایک دن تو تم اونٹ پر چڑھکے جناب امیر سے لڑنے آئی تھیں اور آج خچر پر سوار ہو کر جناب رسولخدا صلعم کے نواسے کے جنازے پر مخالفت کرنے آئی ہو اور انہیں دفن ہونے نہیں دیتی ہو۔ غرضکہ ہر چند یہ لوگ کوشش کرتے رہے کچھ کارگر نہوئی۔ دو طرف لوگ منقسم ہو گئے اور ایک دوسرے پر تیر مارنے لگے چنانچہ چند تیر امام حسنؑ کے جنازے میں بھی لگے

مروان اور ولید عامل مدینہ کو

حضرت امام حسن علیہ السلام تو یوں شہید ہوے۔ اب ظالم بنی امیہ اور مفاسد مروان

قتل امام حسینؑ کی ہدایت
مروان اور امام حسین کی ایک جان

بیعت یزید کے متعلق جو معاویہ اور بنی امیہ کے طرز عمل امام حسینؑ کے
ساتھ تھے وہ معاویہ کے تذکرہ میں اوپر بیان ہو چکے ہیں - اب ہم خاص یزید کے زمانہ حکومت اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے عہد
امامت میں مروان نے جو سلوک اور طرز عمل امام علیہ السلام کے ساتھ قائم رکھے تھے اپنے سلسلہ بیان میں لکھتے ہیں

مورخ لکھتے ہیں - امام حسین علیہ السلام (ولید کی طلبی پر) حسب الوعدہ ولید کے پاس گئے تو ولید نے خبر موت
معاویہ اور مضمون نامہ یزید (اگر حسینؑ انکار بیعت کریں تو انکا سر کاٹ کر بھیجدیا جاوے) سے آپ کو آگاہ کر دیا - جناب
امام حسین علیہ السلام نے الفاظ تعزیت کے بعد فرمایا کہ شاید تم اسکو اچھا نہ سمجھو گے کہ شب کے وقت مجھ سے بیعت لی جائے - کل دربار میں
جب سب لوگ جمع ہو جائیں تو مجھے بلا لینا ولید نے اسے منظور کر لیا - لیکن مروان نے کہا نہیں - پھر ایسا موقع ہاتھ نہیں لگے گا -
یا تو حسین اسی وقت بیعت کریں یا ابھی ابھی قتل کر دیئے جائیں - امام حسین نے فرمایا او کاذب - اے ابن زرقاء تیری یا ولید
کی کیا مجال جو مجھ کو قتل کر سکے - روضۃ الاحباب میں مرقوم ہے -

روز دیگر امیر المومنین حسین جہت استفسار و تفتیش اخبار از خانہ
بیرون آمد مروان حکم در راہ باو ملاقات کردہ گفت یا ابا عبد اللہ
مصلحت حال در آنست کہ با یزید بیعت کنی تا از ضرر تیغ و مضرت آتش
این فتنہ و تشویش چون یزید از این خبر یابد در باب تو انعام و
احسان مبذول دارد و اگر تو بسخن من عمل ننمائی آثار آن بر
صفحات احوال تو ظاہر و لائح گردد امیر المومنین حسین گفت
ویحک یا مروان مرا بہ بیعت کسے دعوت میکنی کہ فسق و فساد
و ظلم و بیداد او را میدانی و از تو چہ توقع توان داشت کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش از آنکہ تو متولد شدی بر تو لعنت کردہ آ
و بیعت یزید و معاویہ نیز سخنان خشونت آمیز گفتہ مروان گفت تا
نخواہی با یزید بیعت نکنی دست از تو باز ندارم امیر المومنین حسین
گفت دور شو از نزدیک من کہ تو پلیدی و من از اہل بیت طہارت
ہستم مروان ہیچ جواب نداد و با حسین رضی اللہ عنہ گفت اے
پسر زن کبود چشم فردا خدا تعالی ترا و یزید را مواخذہ خواہد کرد

دوسرے دن امام حسین علیہ السلام تلاش احوال کی غرض سے گھر سے
باہر نکلے - راہ میں مروان الحکم سے ملاقات ہوئی مروان بولا اے ابا
عبد اللہ مصلحت اسی میں ہے کہ آپ یزید کی بیعت کر لیں تاکہ آپ کو
کوئی ضرر نہ پہنچے اور آتش فتنہ و فساد فرو ہو جائے یزید کو اسکی اطلاع
ہوگی تو تمہارے ساتھ انعام و اکرام کرے گا اور اگر میری بات نہ مانو
گے تو اسکا نتیجہ اچھا نہ ہوگا امام حسینؑ نے کہا کہ وائے ہو تجھ پر
اے مروان - تو چاہتا ہے کہ میں ایسے فاسق ظالم اور مفسد کی بیعت
کا مشورہ دیتا ہے اور بھلا تجھ سے کیا توقع کی جائے کہ رسول اللہ
صلعم نے تجھ پر تیری ولادت سے پہلے لعنت کی ہے نیز امام حسینؑ
نے اسی طرح کے سخت و سست کلمات معاویہ اور یزید کی نسبت بھی
کہے - مروان نے کہا کہ جب تک تم اس کے ساتھ بیعت نہ کرو گے
چھوڑے نہ جاؤ گے امام حسینؑ نے کہا دور ہو میرے پاس سے
کہ تو نجس ترین مردم ہے اور ہم اہلبیت طہارت ہیں مروان
چپ ہو گیا کچھ جواب نہ دے سکا پھر امام حسین علیہ السلام نے

پھر فرمایا ان حسینؓ وحق او حائل شدید فرمایا اے کنجی عورت کے بیٹے - خدا تعالیٰ تجھے پوچھیگا کہ تو
اور حضرت حسینؓ کے حقوق کے درمیان کیون حائل ہوے -

الغرض یزید نے کربلا کے میدان مین حضرت امام حسین علیہ السلام کو بہتر رفقا کے ساتھ قتل کروادیا - اور مکہ و مدینہ کو غارت
کرکے خود مرگیا - اوسکے بعد اوسکا بیٹا معویہ ابن یزید حکمران ہوا مگر اوس نے امارت سے یہہ کہکر استعفا دیا کہ یہہ امارت ہماری
نہین ہے بلکہ بنی ہاشم کی ہے - وہی اسکے حقدار ہین ہم نہین - یہہ کہکر وہ گھر مین چلا گیا - گوشہ نشین ہوگیا اور تین مہینون
کے بعد مرگیا - معویہ ابن یزید کے بعد ملک مین طوائف الملوکی قائم ہوگئی اور تمام فساد و بدامنی پھیل گئی - حرمین کیا پورے علاقہ حجاز مین
عبد اللہ ابن زبیرؓ کی حکومت ہوگئی - اور عراق پر مختار کا قبضہ ہوگیا - ابن زیاد آخر وقت مین یزید سے کشیدہ خاطر ہوگیا تھا اور ملک شام
کی متابعت کیا وہان کی اوسوقت تک ترک کردی تھی - یزید کی تعزیت مین گیا اور معویہ ابن یزید کی تقریب تخت نشینی مین شریک
ہوا - وہ کوفہ مین قصر ابیض کی تعمیر و تزئین مین مشغول تھا - اور ادہر اودہر کہین کی بھی خبر نہین رکھتا تھا - مگر حجاز مین ابن زبیر
اور عراق مین مختار - اور شام مین ضحاک ابن قیس الفہری کے اقتدار و اختیار نے ابن زیاد کا اثر یک سر بالکل اوٹھا دیا تھا اور اسکی
بداثری اور کس مپرسی اس حد تک پہونچ گئی تھی کہ آخرکار اسکو قصر ابیض کی مجوزہ اضافات مزید کو چھوڑکر شام کی طرف بھاگنا پڑا -
اس سفر مین اسکے مخالفین نے موقع پاکر اسکو تمام ہی کردیا تھا مگر اتفاق سے بچ گیا - شام مین پہونچا تو یہان اور ہی رنگ تھا
ضحاک ابن قیس فہری - زفر ابن حارث اور نعمان ابن بشیر الانصاری - جو حکومت شام کے رکن اعظم تھے - عبد اللہ ابن زبیر کیطرف
رجوع ہونے لگے تھے اور یہی لوگ اہل شام کو ابن زبیر کی متابعت کی ترغیب دینے لگے تھے اور قریب قریب تمام اہل شام انکیطرف متوجہ
ہو چلے تھے

ابن زیاد کی بدولت

ابن زیاد اوسوقت شام مین پہونچا جب وہان دو جدا فریق قائم تھے - ایک فرقہ ابن زبیر کیطرف تھا
دوسرا خالد ابن یزید کیطرف - ابن زیاد نے جاتے ہی دونو گروہون سے جوڑ توڑ لگایا اور دونون

مروان کی [illegible]

گروہون کیا بین خوامخواہ کا علم بنکر دونون کے مدعا کے دل کو سننے اور سمجھنے لگا - خالد ابن یزید کے طرفدار
کہتے تھے کہ سلطنت بنی امیہ کا حق ہے اسلئے اوسکو سلسلہ امویہ سے باہر نہین جانا چاہیے - عبد اللہ ابن زبیر کے حامی کہتے تھے کہ ابن
زبیر اسوقت اکابر قریش مین داخل ہے اور چند ممالک اسلامی پر اوسکا تسلط بھی ہوچکا ہے - ان دلیلون سے امارات کیلئے اوسکے استحقاق
خالد کے مقابلہ مین زیادہ مضبوط اور پرزور ہین - ابن زیاد نے ابھی اس تنازع فیہ مسئلہ کا کوئی تصفیہ نہین کیا تھا کہ حصین ابن نمیر
بھی اپنے علاقہ سے آگیا - اوس نے یہہ کہکر اہل شام کو ابن زبیر کیطرف سے یہہ کہکر بالکل پھیر دیا کہ مین تو ابھی مکہ سے آرہا ہون اور مجھے
ابن زبیر سے ملتا رہا ہون وہ حکومت و امارت کی مطلق صلاحیت نہین رکھتا - اب اوس نے حسان ابن مالک نے خالد ابن یزید
کو شام کی بدامنی سے ڈرکر اپنے علاقہ شرق اردن مین بلالیا

مروان کی نئی چال

دار السلطنۃ دمشق بالکل خالی تھا - مروان جو بنی امیہ کے شیخ الشیوخ تھے اس موقع پر موجود تھے خالد

ابن زیاد سے گفتگو

کی کمسنی کا عذر دکھلاکر اہل شام کو ابن زبیر کی طرف دعوت دینے لگے - یہہ رنگ دیکھکر ابن زیاد نے

یکون

ایکدن مروان کو خلوت مین بلوا بھیجا - جب آیا تو کہنے لگے کہ یہ تمکو کیا ہو گیا ہے کہ تم ابن زبیر کی متابعت کا دم بھرنے لگے ہو - تم نہین جانتے ہو
کہ ابن زبیر وہی شخص ہے جس نے اہل کوفہ کو عثمان کے خلاف ابھارا اور انکے قتل کا باعث ہوا اور یزید کی مخالفت و منافقت مین زخمی تم ہو
جسکے زخم کا نشان تمہاری گردن پر ابھی تک باقی ہے ایسی حالت مین تمکو انکے ساتھ پھر کسی فایدہ کی امید رکھنا محض فضول ہے - مروان نے
کہا اچھا تو مین کیا کرون - خالد ابن یزید ابھی بالکل کمسن ہے اگر کہا جاے بلکہ اسکے پیرو ہوے تو لہو و لعب مین مشغول ہو کر سلطنت کے نظام
خراب کر دیگا - ابن زیاد بولا یہ سچ کہتے ہو - علاوہ اسکے تم جو سوچتے ہو اس امر پر بھی غور کرو کہ خالد بھی جوان ہو کر وہی باپ کی رنگ پکڑیگا
اور یزید کی طرح جھوٹا ہوگا اور بدچلن ہو جائیگا - کیا تمکو معلوم نہین کہ یزید نے قتل امام حسین علیہ السلام کے متعلق مجھکو پچاس خط لکھے تھے
جب مین نے اوسکی حکم کی تعمیل کر دی تو وہ اولٹا مجھی کو الزام دینے لگا - اور کہنے لگا کہ ابن زیاد نے بغیر میری اجازت کے حضرت امام حسینؑ
کو قتل کیا - یزید کی مثال بالکل شیطان کی ہے جیسا کہ حق سبحانہ تعالی نے قرآن مجید مین فرمایا ہے -

وقال الشیطان للانسان اکفر فلما کفر قال انی بریٓ منک — شیطان کی عادت ہے کہ اول وہ انسان سے معصیت کرنیکو کہتا ہے - جب
قال انی بریٓ منک انی اخاف الله رب العلمین — انسان معصیت کر چکتا ہے تو شیطان کہنے لگتا ہے کہ مجھکو اس سے کیا مین اس سے بری ہون
اس لیے کہ مین تو اپنے خدا سے ڈرتا ہون -

مروان بولا - اب یہ سب طومار جانے دو - اب بتلاو تمہاری تجویز مین کسکو امیر ہونا چاہئے - ابن زیاد نے کچھ سوچکر یہ کہا - تمکو
یہ بخوبی معلوم ہے کہ اسوقت بجز تمہارے کوئی شخص بزرگ قبیلہ قریش مین ہے نہ قوم بنی امیہ مین - مروان بولا تم مجھسے استہزا و تمسخر کرتے ہو - ابن زیاد
نے کہا حاشا و کلا - آپ میرے باپ کے برابر ہین - مین آپ سے ہنسون گا - آپ اپنا ہاتھ بڑھائیے - مین ابھی ابھی آپ سے بیعت کا
شرف حاصل کرتا ہون - مروان بولا اگر یہی مرکوز خاطر ہے - تو پہلے اہل شام کو اپنی تجویز پر متفق کر لو -

مروان کی حکومت اور ابن زبیر کا خاتمہ

ابن زیاد معویہ ہی کے وقت سے شام اور دربار شام پر پورا قابو رکھتا تھا - اوس نے پہلے پوری احتیاط اور تدبر
سے پورا کام لیکر تھوڑے ہی دنون مین تمام اہل شام کو اپنی راے مین لے لیا اور وہ دن آگیا کہ بغیب مروان
کی بیعت لے لی - بعض طائفۃ الملوکی کے زمانہ مین لوگون کی تمنا بر نہین ہوئی ہو گئین - عبدالله ابن زبیر جنگ جمل کے وقت سے خلافت
کی ہوا و ہوس مین گرفتار تھے - اسوقت انکی بھی کچھ سامان ہو گیا - مروان تو ان سے بھی قدیم امیدوارون مین تھے - یہ تو حضرت
عثمان ہی کے وقت سے اونکی جانشینی کے منتظر تھے - برسون کے انتظار کے بعد انکی تمناؤن کے دن بھی پورے ہو گئے اور انکی کہنہ
شاخ مراد بھی عالم کہولت مین بار آور ہو گئی - شام والون نے مروان کی بیعت کر لی - اور اوسی دن یہ تخت خلافت پر بیٹھ کر
خلیفہ وقت تسلیم کر لیے گئے - اور انہون نے اوسیوقت ابن زیاد کو اپنا مدار المہام بنا دیا - سب سے پہلے ضحاک ابن قیس اور
نعمان ابن بشیر انصاری سے مقابلہ اور مقاتلہ ہوا - جو ابن زبیر کے ہواخواہون مین تھے - مگر جس کی بننے والی ہوتی ہے

توپھر بنتی ہی چلی جاتی ہے۔ اس معرکہ مین ضحاک ابن قیس مارا گیا اور اوسکی جمعیت منتشر ہو گئی۔ نعمان کی بھی یہی حالت گذری شام کے چند باشون نے ملکر انکا بھی خاتمہ کر دیا۔ بعض تاریخون سے مستفاد ہوتا ہے کہ اہل شام نے نہین بلکہ اہل حمص نے انکو مارڈالا جنکے یہہ امیر تھے۔ ان دونون کے تمام ہوتے ہی شام مین ابن زبیر کی امارت کا مسئلہ بھی تمام ہو گیا۔

مروان اور بستر مرگ پر عروسی

ہم پہلے بیان کر چکے ہین کہ خالد ابن یزید کو زفر ابن حارث اپنے ساتھ اپنے علاقہ شرق اردن مین لے گیا تھا جب مروان کی تخت نشینی کی خبر اوسکو ہوئی تو وہ بامید سلطنت خالد کو لیکر شام مین واپس آیا۔ مروان کی یہہ رائے ہوئی تھی کہ خالد کو علاقہ حمص کا عامل مقرر کر کے اوسکی مایوسی کے آنسو پونچھ دیے جائین۔ مگر ابن زیاد اوسکے ساتھ اتنی رعایت کا بھی روادار نہوا۔ اور کہنے لگا خالد بچہ ہے۔ اوسکی حکومت سے بہت فتنہ و فساد کا احتمال ہے۔ بہتر یہہ ہے کہ تم خالد کی مان سے نکاح کر لو تو تمکو پھر خالد کی طرف سے پورا اطمینان ہو جائیگا اور وہ بھی تمکو اپنا پدر خواہ مخواہ سمجھکر ادب کرنے لگے گا۔ حقیقت مین مروان کی پیرانہ سالی کے زمانہ مین عیش و عشرت کے سارے سامان مہیا ہو چکے تھے۔ صرف ایک پہلو خالی تھا وہ بھی آباد ہو گیا ابن زیاد نے اُمّ خالد کو مروان کے ساتھ عقد کرنے پر راضی کر لیا۔ اور مرتے مرتے مروان اکبار اور دولہا میان بن گئے۔ زفر ابن الحارث کی کچھ نہ چلی۔ ہر طرف سے عاجز آکر اونھون نے مروان کی ہجوین لکھ لکھ کر علانیہ پڑھنی شروع کر دین اسکی سزا مین مروان نے زفر کو قتل کر دیے جانیکا حکم دیدیا۔

مروان کی موت

مروان نے کل نو مہینہ یا بقولے چھ مہینہ امارت کی تھی کہ دیوان قضا و قدر کیطرف سے انکی معزولی کا حکم آگیا اور اوائل سنہ ۶۵ ہجری مین یہہ مر گئے۔ بوڑھوتی کا بیاہ انکو نہین سہا۔ اور تخت عروسی انکے لیے تختۂ مرگ ثابت ہو گیا تفصیل یہہ ہے ان کی موت کا سبب بعض مورخین نے یہہ لکھا ہے کہ ام خالد نے انھین زہر دیدیا۔ اور بعض یہہ سبب بتلاتے ہین کہ مروان نے ابن زیاد سے اس شرط پر سلطنت حاصل کی تھی کہ تا وقتیکہ خالد بالغ نہین ہوتا۔ یہہ اوسکے ولی بنکر اوس سلطنت کو باختیار خود انجام دیتے ہین جب خالد مین اولو سلطانی اور جہانبانی کی صلاحیت آجایے تو کاروبار سلطنت حسب القاعدہ وراثت خالد ابن یزید کو واپس دیدی جائیگی۔ اسکی خبر پاتے ہی عبد الملک مدینہ سے جھپٹا اور شام مین پہونچا۔ بوڑھے باپ کی خوب لے دے کی اور بڈھے کو ایسا تنگ پکڑا کہ آخر کار وہ اپنے اس عہد کے توڑنے پر راضی ہو گیا۔ شدہ شدہ یہہ خبر ام خالد کو پہونچی تو اوس نے ایکدن جب مروان سونے آیا تو اوسکے مونہہ پر تکیہ رکھکر اوسکا مونھہ دابدیا اور اسطرح سلسلۂ تنفس بند ہو جانیسے وہ مر گیا۔ اور بعضون نے انکے مارنیکی یہہ ترکیب بتلائی ہے کہ مروان جب سو گیا تو ام خالد نے ایک چادر سے اوسکو چھپا کر محل کی خواصون کو حکم دیا کہ چادر کو چارون طرف سے دبا کر اوس پر بیٹھ جائین۔ خواصون نے اسکی پوری تعمیل کی۔ کوئی بھی ترکیب ہو۔ نتیجہ یہی ہوا جو اوپر لکھا گیا۔ اوپر کا دم اوپر۔ نیچے کا نیچے رہ گیا اور مروان مر گیا۔ صاحب روضۃ الصفا نے اسکے مرنے کے اسباب مین یہہ تینون سبب داخل کر دیے ہین

عمر عاص کے حالات

عمر عاص وزیر معاویہ کے حالات

مروان الحکم کے حالات ابتدا سے لیکر انتہا تک مفصل معلوم ہو چکے - اب عمر عاص وزیر معاویہ کی ابتدا بھی ملاحظہ ہو - مستطرف میں ہے -

ای عمرو بن عاص کان بغیا عند عبد اللہ بن جدعان فوطیھا فی طھر واحد ابو لھب وامیہ بن خلف وابو سفیان بن حرب والعاص بن وائل فولدت عمرا فادعاہ کلہ فحکمت فیہ امہ فقالت ھو العاص ھو الذی ینفق علیھا

عمر عاص کی ماں آوارہ عورت تھی اور عبد اللہ بن جدعان کے قبضہ میں تھی اوس سے ایک ہی وقت میں - ابولہب بن عبد المطلب - امیہ بن خلف ابوسفیان بن حرب اور عاص بن وائل نے زنا کی - میعاد معینہ کے بعد عمر پیدا ہوئے - توسب نے ابوّت کا دعویٰ کیا اور اس امر میں اوسکی ماں کو حکم قرار دیا - اوس نے کہا کہ یہہ عاص ابن وائل کا ہے - کیونکہ وہ اوسکو نفقہ دیتا ہے -

اصلیت تو ہو گئی - کیفیت یون شروع ہوتی ہے کہ محقق ابو الفدا کے نزدیک جس زمانہ میں جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہجو کہنے کا رواج مکہ میں بڑے زوروں پر تھا آپ کے بہت بڑے ہجو کرنے والے یہی تین آدمی تھے - عمر عاص - ابوسفیان ابن حرب عبد اللہ ابن الزبعری ابو الفداص ۱۸۰ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کیطرف سے بھی تین آدمی ان ہجوون کے جواب دینے پر مقرر تھے عبد اللہ ابن رواحہ - کعب ابن مالک اور حسان ابن ثابت - حسان کے یہہ دو شعر بہت مشہور ہین - جن سے عمر عاص کی اصلیت پر کافی روشنی پڑتی ہے - ہم انکو تہذیب المتین سے ذیل میں نقل کرتے ہین -

ابوک ابو سفیان لاشک قد بدت لنا	تیرا باپ ابوسفیان ہے
فیك منه بینات الدلائل	یہ ہم پر دلائل روشن ہے
وافخر به مافخرت فلاتکن	ای عمر اگر تجھے فخر کرنا ہے تو ابوسفیان پر فخر کر
تفاخر بالعاص الهجین ابن وائل	نہ عاص کے ایسے نامرد اور فرومایہ پر

انکے باپ عاص جبتک زندہ رہے - جناب رسولخدا صلعم کی ہجو کرتے رہے - آیہ شریفہ

انا کفیناك المستھزئین	ہم نے استہزا کرنیوالون سے تیری حمایت کی

علامہ ابن الحدید معتزلی امام واقدی کی اسناد سے لکھتے ہین کہ ایکروز جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خانہ کعبہ میں نماز پڑہتے تھے نضر بن الحارث عتبہ ابن معیط اور عمر ابن عاص اونٹ کا ایک مشبنہ (اوجھ) اوٹھالائے اور جناب رسولخدا صلعم کے اوپر عین اوسی حالت میں اوسکی ساری آلائش والدی اور وہ تمام غلاظت اپنی عفونت کے ساتھ سرا پائے مبارک پر بہہ گئی - جناب سیدہ سلام اللہ علیہا گو اوس وقت کمسن تھین - دوڑی آئین - پیاری بیٹی نے مظلوم باپ کے کپڑے دہلائے - جسم کی طہارت کی - آنحضرت صلعم نے نہایت حسرت سے آسمان کیطرف دیکھکر فرمایا -

اللھم الیك بقریش رب انی مظلوم فانتصر	پروردگار تو قریش سے سمجھ - میں مظلوم ہون - میری مدد کر

مسلمانون کے خلاف — عمر عاص نجاشی کے پاس

جسطرح اور مشرکین اسلام کے پیچھے پڑے تھے اوسیطرح عمر عاص بھی۔ جب غریب مسلمانون نے خدا و رسولؐ کے حکم سے مشرکین مکہ کے ہاتون تنگ آکر جلاوطنی اور غربت کی صعوبت اختیار کی اور مکہ سے لیکر حبشہ مین پناہ لی۔ تو مشرکین کیطرف سے جو وفد نجاشی۔ امیر حبشہ کے دربار مین بھیجا گیا تھا اوسکے سرگروہ بھی تھے تفصیلی کیفیت ابن ہشام کی عبارت مین حسب ذیل ہے

عن ام سلمه زوج النبی صلعم قال قالت لما نزلنا ارض الحبشه جاورنا بها خیر جار النجاشی امنا علے دیننا وعبدنا الله تعالی لانوذی ولا نسمع شیئا نکرهه فلما بلغ ذلك قریشا ائتمروا بینهم ان یبعثوا الی النجاشی فینا رجلین منهم جلیدین وان یهدوا للنجاشی هدایا مما یستطرف من متاع مکة وکان من اعجب ما یاتیه منها الادم فجمعوا له ادما کثیرا ولم یترکوا من بطارقته بطریقا الا اهدوا له هدیة ثم بعثوا بذلك عبد الله بن ربیعه وعمرو بن عاص فامروهما بامرهم وقالوا لهما ادفعا الی کل بطریق هدیته قبل ان تکلما النجاشی فیهم ثم قدما الی النجاشی هدایاه ثم سلاه ان یسلمهم الیکما قبل ان یکلمهم قالت فخرجا حتی قدما علی النجاشی ونحن عنده بخیر دار عند خیر جار فلم یبق من بطارقته بطریق الا دفعا الیه هدیة قبل ان یکلما النجاشی وقال لکل بطریق منهم انه قد ضوی الی بلد الملك منا غلمان سفهاء فارقوا دین قومهم ولم یدخلوا فی دینکم وجاءوا بدین مبتدع لا نعرفه نحن ولا انتم وقد بعثنا الی الملك فیهم اشراف قومهم لیردهم الیهم فاذا کلمنا الملك فیهم فاشیروا علیه بان یسلمهم الینا ولا یکلمهم فان قومهم اعلی لهم عینا واعلم بما عابوا علیهم فقالوا لهما نعم ثم انهما قدما هدایاهما الی النجاشی فقبلهما منهما ثم کلماه فقالا له ایها الملك انه قد ضوی الی بلادك منا غلمان سفهاء فارقوا دین قومهم ولم یدخلوا فی دینك وجاءوا بدین ابتدعوا لا نعرفه نحن ولا انت وقد بعثنا الیك فیهم اشراف قومهم اعلی لهم عینا واعلم بما عابوا علیهم فاسلمهم الیهما

حضرت ام سلمہؓ زوجہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جب ہم لوگ ملک حبشہ مین پہونچے تو نجاشی نے ہماری بہترین خاطرداری کی ہملوگ باطمینان تمام اپنے دین پر قائم رہکر خدا تعالی کی عبادت کرتے تھے۔ نہ ہملوگون کو کوئی تکلیف پہونچی اور نہ ہملوگون کو کوئی مکروہات پیش آیے جب ہماری اطمینانی حالت کی خبر قریش کو ہوئی تو اونھون نے ہملوگون کے بارے مین نجاشی کے پاس سفیر بھیجے جانیکا مشورہ کیا۔ یہ دونون سفیر مکہ سے جائین اور نجاشی کے لئے اشیاء مکہ مین عمدہ چیزین تحفہ مین اونکے ہمراہ کردی جائین۔ ان اشیاء مین کوئی چیز بیحد رنگے ہوئے چمڑے سے بہتر نہ معلوم ہوئی اس بنا پر بہت سا رنگا ہوا چمڑا اونکے ہمراہ کردیا گیا اور اوسکے درباری پادریون کو بھی عمدہ تحفے بھیجے گئے اونمین سے ایک بھی ایسا نہین چھوٹا جسکے پاس تحفہ نہ بھیجا گیا ہو چنانچہ اس سفارت کے لئے عبد اللہ ابن ربیعہ اور عمرو ابن العاص منتخب کئے گئے قریش نے انھین دونون کو اپنے امور کا مختار بنایا اور اون سے کہا کہ تم نجاشی سے ملنے اور گفتگو کرنے سے پہلے اوسکے درباری پادریون کی خدمت مین یہ تحایف پہونچانا پھر اسکے بعد نجاشی سے عرض کرنا کہ وہ مسلمانون کو تمہارے حوالہ کردے۔ حضرت ام سلمہؓ کا بیان ہے کہ یہ ہدایات سنکر عبد اللہ ابن ربیعہ اور عمرو ابن العاص ملک حبشہ کیطرف چلے اور پہونچے تو وہ زمانہ تھا کہ ہملوگ نجاشی کے سایہ عاطفت مین آرام و آسائش کے ساتھ اپنے بہترین گھرون مین رہتے تھے حسب ہدایات قریش یہ دونو نجاشی سے ملنے سے پہلے اوسکے تمام درباری پادریون سے ملے۔ اور اونمین سے ہر ایک کو علحدہ علحدہ تحفے دیے اور تمام پادریون سے کہا کہ ہمارے چند غلام جو بے عقل اور کم فہم ہین بھاگکر بادشاہ کے ملک مین چلے آئے ہین اونھون نے اپنی قوم کے مذہب کو چھوڑ دیا ہے۔ اب وہ نہ عیسائی دین مین داخل ہین اور نہ ہمارے دین پر بلکہ اونھون نے اپنے لئے ایک نیا دین ایجاد کیا ہے جس سے نہ ہملوگ واقف ہین نہ آپ کو اسلئے اونکی قوم کے معزز اور ممتاز لوگون نے ہمکو بادشاہ کی خدمت مین اس غرض سے بھیجا ہے کہ اون لوگون کو ہمارے حوالہ کردیا جاے کہ ہم اونکے قوم مین اونکو پہونچادین۔ آپ

فلیردّہما الی بلادھم وقومھم قالت ولم یکن شیء ابغض الی
عبد اللہ بن ربیعۃ وعمرو بن العاص من ان یسمع کلامھم النجاشی
ثم قال لا واللہ اذا لا اسلمھم الیھما ولا یکاد قوم جاوروني
ونزلوا بلادي واختاروني علی من سواي حتی ادعوھم فاسئلھم
عما یقول ھذان فی امرھم فان کانوا علی غیر ذلک منعتھم
منھم واحسنت جوارھم ما جاوروني قالت ثم ارسل الی اصحاب
رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فدعاھم فلما جاءھم رسولہ
اجتمعوا ثم قال بعضھم لبعض ما تقولون للرجل اذا جئتموہ
قالوا نقول واللہ ما علمنا وما امرنا بہ نبینا کائنا فی ذلک ما ھو
کائن فلما جاؤا وقد دعا النجاشی اساقفتہ فنشروا مصاحفھم
حولہ سألھم ما ھذا الدین الذی قد فارقتم فیہ قومکم ولم
تدخلوا فی دینی ولا فی دین احد من ھذہ الملل قالت فکان
الذی کلمہ جعفر ابن ابی طالب

لوگوں کو ہمارے حوالہ کر دیا جاوے کہ ہم اونکو اونکی قوم میں پہونچا دیں آپ لوگوں سے
سے بہتر علاج ہے کہ جس وقت ہم بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اظہار مدعا کریں تو آپ لوگ
مسلمانوں سے دریافت کرنیکے پہلے بادشاہ کو یہ مشورہ دیں کہ انلوگوں سے کچھ پوچھا نجاوے
اور یہ لوگ ہمارے حوالہ کر دیے جائیں۔ اسلیئے کہ اونکے تمام ہمسایہ اور سربرآوردگان
قوم انکے حالات کے بہترین مبصر ہیں اور اونکے عیوب کو خوب جاننے والے۔ یہ سنکر
تمام پادریوں نے کہا اچھا ایسا ہی ہوگا۔ اسکے بعد یہ لوگ نجاشی کے دربار میں حاضر
ہوئے اور اپنے تحائف پیش کیئے اور وہ قبول کر لیئے گئے بعد ازاں انلوگوں نے عرض
کی کہ اے بادشاہ ہمارے چند نادان اور کم عقل غلام اپنا اور اپنی قوم کا دین چھوڑ کر
تیرے ملک میں چلے آئے ہیں۔ اور تیرے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے ہیں۔ انلوگوں
نے اپنا ایک نیا دین بنایا ہے جس سے نہ ہم واقف ہیں نہ حضور۔ اسلیئے انکے ممتاز لوگوں نے
جو قرابت میں انکے باپ چچا اور بزرگان قبیلہ ہوتے ہیں ہمکو آپ کی خدمت میں بھیجا ہے
کہ یہ لوگ ہمارے ساتھ اونکے پاس واپس کر دیئے جائیں کیونکہ وہ لوگ انکے حالات
کو بہتر اور انکے عیوب کے بدرجہ اعلی ماہر ہیں اسلیئے وہ ان سے رنجیدہ خاطر ہیں۔

حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ کوئی شے نجاشی کو عبد اللہ بن ربیعہ اور عمرو عاص کی تقریر سے زیادہ رنجیدہ اور ملال انگیز نہیں معلوم ہوئی لیکن وہ چپ ہو رہا جب انکی تقریر ختم ہو گئی تو حسب قرارداد
تمام درباری پادریوں نے بادشاہ سے عرض کی کہ یہ بالکل سچ کہتے ہیں اور صلاح دی کہ بیشک انکی قوم کے لوگ انکے حالات کے بصیر ہیں اور انکے عیوب سے پورے واقف ہیں اسلیئے
مناسب ہے کہ یہ لوگ (مسلمان) انکے حوالہ کر دیے جائیں اور اونکے بزرگان قوم کو دیدیے جائیں یہ سنکر نجاشی کو طیش آگیا اور اوس نے دخل کر کہدیا کہ میں خدا کی قسم
انلوگوں کو کبھی انکے حوالہ نکروں گا اور کبھی انلوگوں کے ساتھ دغا نکروں گا جو آپ سے میری محافظت میں آئے اور میرے ملک میں پناہ گزین ہوئے اور سوائے اسکے میں اپنا
پاس امن کوئی اور نجات اختیار نکروں گا سوائے اسکے کہ اون لوگوں کو بلا بھیجوں اور اون سے دونوں سفیروں کے بیان کو کہدوں اور پھر اون سے اونکے واپس دیے جانے
کے متعلق پوچھونگا اگر وہ بھی کہینگے کہ ہاں وہ لوگ ان دونوں آدمیوں کے ہمراہ ملک وقوم کے لوگوں کے پاس بھیجدیے جائیں تو میں البتہ بھیجدونگا اور اگر انلوگوں نے
انکار کیا تو پھر میں ان لوگوں کو نجانے دونگا اور ان کے ساتھ پہلے سے بھی زیادہ سلوک کروں گا۔ یہ کہکر نجاشی نے اپنا ایک آدمی بھیجا اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلا بھیجا
جب بادشاہ کا قاصد انکے پاس پہنچا تو یہ لوگ ایک جا اکٹھا ہو گئے اور فیما بین یہ مشورہ کرنے لگے کہ جس نے بلا بھیجا ہے اوسکے پاس جا کر کیا کہا جاوے گا بالاتفاق سب نے کہا
کہ خدا کی قسم۔ ہم تو وہی کہینگے جو ہمکو خدا اور رسول نے بتلایا ہے چاہے جو ہونیوالا ہو۔ ہو۔ یہ مشورہ کر کے وہ اوٹھے اور نجاشی کے دربار میں حاضر ہوئے۔ نجاشی نے اپنے درباری پادریوں
کو بھی بلا بھیجا۔ مسلمان اپنے صحیفے کھول کر زمین پر بیٹھ گئے۔ نجاشی نے اون سے پوچھا کہ تم نے کون دین اختیار کیا ہے بیان کرو۔ حضرت جعفر ابن ابیطالب نے تقریر کی۔

جناب جعفر الطیار کی مفصل تقریر کے بیان کرنیکی کچھ ضرورت نہیں۔ ہاں اسکے حسن تاثیر کا بقدر ضرورت لکھدینا نہایت ضروری ہے۔

اوسی تاریخ میں مرقوم ہے۔

فقالت (ام سلمہ) فقرأ (جعفر) علیہ صدرا من کھیعص
قالت فبکی واللہ النجاشی حتی اخضلت لحیتہ وبکت اساقفتہ
حتی اخضلوا مصاحفھم حین ما تلا علیھم ثم قال النجاشی ان ھذا

جناب ام سلمہ فرماتی ہیں کہ حضرت جعفر نے سورہ کھیعص میں سے چند آیاتیں پڑھیں
اونکو سنکر۔ خدا کی قسم نجاشی اسقدر رویا کہ اوسکی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی
اور اوسکے پادری بھی سب کے سب اتنا روئے کہ اون کے صحیفے تر ہو گئے اسکے بعد نجاشی

واللّٰه جاء به عیسی لیخرج من مشکاۃ واحدۃ انطلقا فلا واللّٰه لا اسلمهم الیکما ولا یکادون

وکہا کہ یہ کلام اور وہ جو عیسیٰ پر نازل ہوا ہے ایک ہی شمع کے نور ہین خدا کی قسم - تم لوگ جاؤ - ہم کبھی تم لوگون کو ان کو نہ دینگے اور کبھی ان سے دغا نہ کرینگے

عمرعاص اور مسلمانون کے قتل و استیصال کی ترکیب

نجاشی کا یہ اعلان و فرمان تو عمرعاص کی اغراض و مقصد کے بالکل مخالف نکلا اور حضرت جعفر کی تقریر اور کلام الٰہی کی تاثیر نے نجاشی اور تمام عیسائی علما کے قلوب کو تسخیر کر لیا - انکین اتنی صلاحیت کہان تھی کہ کلام الٰہی کی تنقید مین ایک حرف بھی زبان سے نکالتے - یہ خود بت بنے بیٹھے رہے اور مخالفت اسلام کی نسبت ایک نیا حیلہ اور نئی مکاری کی تدبیر سوچتے رہے - ابن ہشام لکھتے ہین -

فلما خرجا من عندہ قال عمرو بن العاص واللّٰه لآتینه غدا عنهم بما استأصل به خضراءهم قالت فقال له عبد اللّٰه ابن ربیعة وکان اتقی الرجلین فینا لا تفعل فان لهم ارحاما وان کانوا قد خالفونا قال واللّٰه لاخبرته انهم یزعمون ان عیسی بن مریم عبد قالت ثم غدا علیه الغد فقال یا ایها الملک انهم یقولون فی عیسی ابن مریم قولا عظیما

جب سفرائے قریش نجاشی کے پاس سے آئے تو عمرعاص نے کہا کہ کل ہم وہ ترکیب کرینگے کہ یہ مسلمان جڑ پیڑ سے اوکھڑ جاینگے - عبد اللّٰه ابن ربیعہ جو عرب مین ایک نرم دل شخص تھا کہنے لگا ایسا نکرو آخر یہ لوگ بھی صاحب قبیلہ ہین اونکے تمام قبائل قریبی ہمارے مخالف ہو جاینگے - عمرعاص بولا ہم تو کل نجاشی سے کہدینگے کہ یہ لوگ عیسیٰ ابن مریم کو (خدا کا) بندہ کہتے ہین - چنانچہ صبح ہوئی تو عمرعاص نے نجاشی سے کہا کہ اے بادشاہ یہ لوگ عیسیٰ ابن مریم کی نسبت قول عظیم کہتے ہین

اسلام کی صداقت اور قرآن کی روحانی حقیقت کے آگے عمرعاص کی کیا چل سکتی تھی - حضرت جعفر کے استقلال ایمانی اور کلام پاک کی اعجاز بیانی کے آگے یہ مشکل بھی سہل تھی اور یہ دشواری بھی آسانی سے رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت - ابن ہشام لکھتے ہین -

فارسل الیهم لیسألهم عنه فلما دخلوا علیه فقال لهم ما ذا تقولون فی عیسی ابن مریم - قالت فقال جعفر بن ابی طالب نقول فیه الذی جاءنا به نبینا صلی اللّٰه علیه واٰله وسلم هو عبد اللّٰه ورسوله وروحه وکلمته القاها الی مریم العذراء البتول قالت فضرب النجاشی بیدہ الی الارض فاخذ منها عودا ثم قال واللّٰه ما عدا عیسی بن مریم ما قالت هذا العود قالت فتناخرت بطارقته حوله حین قال ما قال وان نخرتم واللّٰه اذهبوا فانتم شیوم ارضی

نجاشی نے مسلمانون کے پاس طلبی کا آدمی بھیجا (ام سلمہؓ کا بیان ہے کہ) جب مسلمان آئے تو نجاشی نے اون کو پوچھا کہ تم لوگ حضرت عیسیٰ بن مریم کی نسبت کیا کہتے ہو حضرت جعفر نے کہا کہ ہمارے پیغمبر صلی اللّٰه علیہ واٰلہ وسلم نے جو کچھ وحی الٰہی کے ذریعہ سے ہمکو اونکے بارے مین بتلایا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ خدا کے بندے تھے اور اسکے رسول برحق تھے اور اسکی روح تھے - اور اسکے کلمہ تھے - حضرت ام سلمہ کا بیان ہے کہ حضرت جعفر سے یہ بیان سنکر نجاشی زمین کیطرف جھکا اور ایک تنکا اوٹھا لیا - اور کہا خدا کی قسم جو کچھ کہ حضرت عیسیٰ کی نسبت آپ لوگون نے بیان کیا ہے اس تنکے سے بھی حضرت عیسیٰ اوس سے زیادہ نہین ہین - نجاشی کی تقریر کو سنکر اوسکے دربار کے پادری بہت برافروختہ ہوئے اور غصہ مین اپنے نتھنے پھلانے لگے - نجاشی اور اونمین گفتگو ہوئی تو نجاشی نے اون سے ڈانٹ کر کہا کہ ہمارے پاس سے اوٹھ جاؤ - تم لوگ ہمارے ملک مین بدترین قوم ہو -

عمرعاص فطرتی چال باز تھے اور حیل ساز - اسی کے ساتھ ابن الوقت ہونیکا اعتبار سے اپنے مطلب کے وقت اور اپنے ڈھب کے موقع کو خوب پہچانتے تھے - اس زمانہ مین حضرت عیسیٰ کو ابن اللّٰه ہونیکا مسئلہ عیسائیت کا اصول اول قرار پا چکا تھا - اور اسلام کی توحید خالص کی

تعلیم اسکے مخالف تھی اس بنا پر عمر عاص نے بادشاہ کو مسلمانون سے روگردان کرنیکے لئے یہہ ترکیب نکالی اور اس مسئلہ اختلافی کو پیش کرکے بادشاہ کو گویا مسلمانون کے اخراج پر آمادہ کرنا چاہا۔ اور حقیقت مین یہہ ایسی ظاہری مخالفت مذہبی تھی جو طرفین سے ناقابل اصلاح تھی۔ اسلئے کہ نہ مسلمان ہی اپنی خالص توحید کو چھوڑ سکتے تھے اور نہ عیسائی اپنی تثلیث کو۔ نتیجہ کیا ہوتا۔ وہی مسلمانون کیطرف سے بادشاہ کی رنجیدگی اور کشیدگی۔ اور عمر عاص کا یہی مدعائے اصلی تھا۔ بہرحال عمر عاص کی یہہ چال بھی نہ چلی۔ ہمکو اس واقعہ کی تفصیل ضروری نہین اسوۃ الرسول جلد دوم اور ذکر الطیار ملاحظہ ہو۔ صرف یہہ دکھلا دینا ضروری ہے کہ عمر عاص کی ان معاندانہ اور مخالفانہ جعلسازیون اور افترا پردازیون کا نتیجہ کیا نکلا۔ ابن ہشام مین ہے۔

فخرجا من عنده مقبوحین مردودا علیهما ما جاء به و — (حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہین کہ) یہہ دونو (عبداللہ ابن ربیعہ اور عمر عاص) اوسکے (نجاشی کے)

اقمنا عنده بخیر دار مع خیر جار — پاس سے ذلیل ہوکر چلے آئے اور اون کے تحفے بھی واپس کئے اور ہملوگ بعافیت تمام مقیم رہے

نجاشی کے اظہار تشکر مین حضرت ابیطالب کے اشعار — عمر عاص کی محرومی اور ناکامیابی کی خبر جب قریش کو ملی تو اونکے غم و غصہ کی انتہا نہ تھی اور عمر عاص تو کسیکو موہنہ دکھانیکے قابل ہی نہ رہے بخلاف مشرکین قریش گروہ مسلمین کو اطمینان اور نجاشی کے احسانات و التفات تمام سے کمال اظہار امتنان و تشکر کا خاص موقع ملا۔ چنانچہ ابن ہشام نے اس موقع پر حضرت ابیطالب کے یہہ اشعار نقل کئے ہین جو نجاشی کے مکارم اخلاق اور محاسن اشفاق مین نظم کئے گئے تھے۔

الا لیت شعری کیف فی النائی جعفر وعمرو و اعداء العدو و الاقارب	میرے یہہ اشعار۔ جعفر اور عمر عاص اور اون دشمنوں کی مقدار عداوت کو بتلاتے ہین جو اپنون کے بھی دشمن ثابت ہوئے اور بیگانون کے بھی
فهل نال افعال النجاشی جعفرا واصحابه او عاق ذلك شاغب	اگر اوکے (سفر آئے قریش) یہہ نجاشی جعفر اور اونکے ہمراہیان کے ساتھ اظہار فتنہ و فساد کرتا یا اپنی ملک سے نکال دیتا تو ہم کیسے اوسکو قابل الزام ٹھیراتے
تعلم ابیت اللعن انك ماجد كريم فلا يشقى لديك المجانب	اے نجاشی ہم تمہاری ملامت کرنے سے انکار کرینگے اس لئے کہ تو نیک مرتبہ ہو اہل کرم ہو۔ اور کسی طرح شقاوت کرنے والے نہین ہو
تعلم بأن الله زادك بسطة واسباب خير كلها بك لازب	سمجھ لو کہ خداوند عالم نے تمکو حکم و نظم و بسط عنایت فرمایا ہے اور نیکیون کے تمام اسباب تمہارے پاس جمع کر دیے ہین
وانك فيض ذو سجال غزيرة ينال الاعادی نفعها و الاقارب	اور تمہارا فیض الی عام اور عزیز و نفیس ہے کہ اوس سے دوست اور دشمن دونون یکسان فائدہ اوٹھاتے ہین

اوپر لکھا جا چکا گیا ہے کہ ایسی بدنامی اور ناکامی کے بعد عمر عاص کو موہنہ کھلانا مشکل ہو گیا اس سبب سے۔ یہہ اسوقت سے لیکر غزوۂ خندق تک اسلامی تاریخ مین بالکل بے نشان ہین مگر اس خاموشی اور مجہولیت و لامعلومیت کی حالت مین بھی مخالفت اسلام کو نہ بھولے مجبوری اور بے حیثیتی وبالی کیوجہ سے اسکو اپنے جگر کا پکا پھوڑا بنا کر اپنے سینہ مین چھپائے رہے۔ ضرورت اور احتیاج نے پھر محتاج بنا کر نجاشی بادشاہ حبشہ کے اوسی دربار مین پہونچایا جہان سے ایکبار پہلے بہزار رسوائی نکلوائے جا چکے تھے چنانچہ علامہ زرقانی خاص انہین کی

خاص زبانی لکھتے ہین
عمر عاص بیان کرتے ہین کہ غزوہ خندق کی شکست کے بعد مجھکو یقین ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے امور ضرور بلند ہوجاینگے اور اب کسی قوم وقبیلہ کی طاقت سے مغلوب نہون گے۔ یہہ سمجھکر مین نے اپنے احباب سے مشورہ کی اور اون سے پوچھا کہ میرا خیال ہے کہ ہم نجاشی کے پاس چلے جائین اور طرفین کے امور کا انتظار کرین اگر ہماری قوم غالب آجایے تو ہم باطمینان تمام مکہ واپس آجائین اور اگر مسلمان غالب آیے تو پہر ہم وہین پناہ گزین ہوجائینگے۔ میرے احباب نے میری اس تجویز کو پسند کیا۔ اور پہر مین بادشاہ حبشہ کے لئے بہت سے نفیس و بیش قیمت تحفے اور ہدیے لیکر اوسکے پاس پہونچا۔ میرے پہونچنے سے پہلے عمرو بن امیۃ الضمیری نامہ رسالت لیکر نجاشی کے پاس پہونچ چکے تھے اور بادشاہ ذی اعزاز واکرام نے نامہ مقدس لیکر اوسکو اپنا مہمان کیا تہا۔ مین نے ایکدن خلوت مین نجاشی سے ملاقات مین کہا کہ عمرو بن امیۃ الضمیری کو مجہے حوالہ کردیجیے کہ مین انہین قتل کرڈالون کیونکہ اونکو قتل کرونگا تو قریش مین میری آبرو بڑہ جائیگی۔ یہہ سنکر نجاشی نے اپنے مونہہ پر طمانچہ مارے اور کہا کہ یہہ مجہسے کیسے ہوسکتا ہے کہ مین کسی شخص کے ایلچی کو دشمن کے ہاتہ مین قتل ہونیکو دیدون اور اپنے لیے ابدالاباد تک یہہ ننگ وعار قائم کرلون۔ اور پہر کیسے مقدس بزرگ کا ایلچی اور فرستادہ۔ جس پر ناموس اکبر (جبرئیل ؑ) کا نزول ہوتا ہے۔

نجاشی کے ہاتہ پر عمر عاص اسلام لائے

مین نے کہا اے بادشاہ کیا واقعی ایسا ہوتا ہے اور آپ کیا اس پر اعتقاد رکھتے ہین۔ نجاشی بولا حیف ہے عمر عاص تم اتنا قریب رہکر اتنا بھی نہین جانتے۔ مین تمہین آگاہ کئے دیتا ہون کہ وہ ضرور نبی برحق ہے۔ اوسکی اطاعت قبول کرو۔ اوسکی باتون کو سنو۔ اور مانو۔ اور جان لو کہ اوسپر کوئی بہی غالب نہین آسکتا جیسا کہ موسیٰ فرعون اور اوسکے تمام قوم پر غالب ہے۔ یہہ سنکر مین نجاشی کے ہاتہ پر مسلمان ہوگیا اور ملک حبش سے واپس آیا۔ یہان تک لکہکر علامہ زرقانی بطور لطیفہ لکہتے ہین۔

وفی اسلام عمرو عاص علی ید النجاشی لطیفۃ ہو صحابی اسلم علی ید التابعی ولا یعرف مثلہ

نجاشی کے ہاتہ پر عمر عاص کے اسلام لانے مین ایک لطیفہ خاص ہے وہ یہہ ہے کہ صحابی تابعی کے ہاتہ پر اسلام لایا ہے اور اسکی کوئی دوسری مثال معلوم نہین ہوتی۔

بہرحال جیون تیون کرکے ۸ ہجری مین مشرف باسلام ہوئے ہین۔ ابن الوردی اپنی تاریخ مین لکہتے ہین

ثم دخلت سنۃ ثمان فیہا خالد بن ولید و عمرو عاص و عثمان بن طلحۃ فاسلموا

پہر ۸ ہجری شروع ہوا اور اسی سال خالد بن ولید۔ عمر عاص اور عثمان ابن طلحہ حضور نبی مین آکر اسلام لائے۔

اس حساب سے کچہ کم تین برس انکو سلطان رسالت کی صحبت نصیب ہوئی۔ اس اثنا مین کوئی اسلامی خدمت ان کے متعلق کسی اسلامی تاریخ وسیر مین نہین پائی جاتی۔ سریہ وادی الرمل مین انکا ناکامیاب ذکر پایا جاتا ہے۔ اس سریہ کی خلاصہ حالات یہ ہین

سریہ وادی الرمل مین عمر عاص کی ناکامیابی

سریہ وادی الرمل مین پہلے حضرت ابوبکر بہیجے گئے۔ اونکے ناکامیاب واپس آنے پر عمر عاص روانہ کیے گئے یہ بہی بے نیل مرام واپس ہوئے تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ ؑ

فرمایا تھا فرمایا۔ عمر عاص کو اسکا بڑا رشک و حسد پیدا ہوا۔ سقیفہ میں عمر عاص نے لشکر اسلامی میں مخالفت پیدا کرنیکی کوشش کی اور ہر شخص سے یہ کہنا شروع کر دیا کہ جس رستہ سے ہمکو علی ترغیب دلانا چاہتے ہیں وہ مخدوش ہے تم اوس راہ سے بچاؤ۔ ہم جو رستہ بتلاتے ہیں وہ اختیار کرو۔ خیریت یہی کہ اہل اسلام نے اوسوقت انکی نہین سنی اور جو راہ اونہون نے اختیار کی تھی وہی راہ چلے اور خدا نے اوسی راہ سے اونکو کامیاب فرمایا۔ روضۃ الصفا جلد ۲ صفحہ ۲۱۶ حبیب السیر قلمی ورق ۱۶۲

خلافت کے زمانہ میں — رسالت کے ایام نظام تمام ہو کر خلافت کے عہد جدید کا دور شروع ہو گیا تو یہ جنگی خدمات پر بھیجے جانے لگے

عمر عاص کے حالات — اگرچہ یہ امیر لشکر بنا کر بھیجے جاتے تھے مگر اکثر اوقات فوج مخالف کی کثرت کو دیکھکر ایسا گھبرا جاتے تھے کہ دو دن کا بھرتی سپاہی بھی ایسا مختل الحواس ہوتا ہو گا۔ اس کا سبب کیا تھا۔ زمانہ نے انہین انکو جری مشہور کر رکھا تھا ورنہ انمین جرات کہان اور دلاوری کیسی۔ آئندہ صفین کے معرکون مین فاتح مصر کی جرات و ہمت کی پول کھل گئی عنقریب تفصیل سے معلوم ہو گا محاصرہ روم مین رومیون کی کثرت دیکھکر امام واقدی نے اپنی تاریخ مین نہایت تفصیل سے لکھا ہے فتوح الشام واقدی

حضرت عمر اور عمر عاص — جنگی خدمات کے بعد ملکی مناصب بھی انکو ملتے رہے۔ ملکی خدمات مین حضرت عمر ان سے مشکوک ہو گئے۔ امارت لشکر سے معزول کرتے وقت حضرت عمر نے جو کلمات ان سے بیان کیے تھے وہ یہ ہین

ویحک یا عمرو انک لاتحب الامارۃ والدنیا ما تطلب بھا الریاسۃ الاشرف الدنیا — افسوس ہے اے عمر تو نے سرداری لشکر اس غرض سے اختیار کی تھی کہ اس سے تجھکو دنیاوی وقار حاصل ہو۔

فوجی خدمات سے ملکی صیغہ مین انکی تبدیلی اس غرض خاص سے ہوئی تھی کہ شاید یہان قناعت و توکل اختیار کرین مگر عادت والی عادت نہین چھٹتی۔ یہان بھی انکی دست درازیون نے پھر وہی اصول قائم رکھے۔ دربار خلافت مین جب یہ امر تحقیق تک پہونچ گیا تو ان مین اور حضرت عمر مین اس کے متعلق جو خط و کتابت ہوئی اور اسکا جو نتیجہ نکلا اوسکو ہم شاہ ولی اللہ صاحب کی ازالۃ الخفا کے ترجمہ سے ذیل مین لکھتے ہین۔

خلیفہ دوم کا خط عمر عاص کے نام — عمر ابن الخطاب نے عمر ابن العاص کو لکھا کہ تجھکو مال کثیر ہاتھ لگا ہے اور تیری بکریان اونٹ بکثرت ہیں۔ بحیثیت اور جو کچھ کہ جمع فراہم ہو گیا حالانکہ یہ سب چیزین تجھکو اس سے پہلے میسر نہین تھین۔ تنخواہ و وظیفہ ملکت سلامت رہے تو مقصد یہ ہے کہ اوس سے یہ سامان فراہم کیے جا سکین۔ پھر یہ سامان کہان سے آگیا۔ ہمارے پاس صحابہ اولین مہاجرین سابقین بہت ہو گئے ایسے موجود تھے کہ ہم اونکو اس کام پر بھیجتے مگر ہم تجھکو غنی اور مالدار سمجھتے تھے اسوجہ سے ہم نے تجھکو اپنا عامل مقرر فرمایا پس اگر تو نے اپنا نفع کیا اور ہمارا نقصان تو پھر ہم تمکو کیسے بحال رکھینگے۔ اسکا جواب جلد دے کہ یہ مال تو کہان سے لایا

عمر عاص کا جواب — آپ کی تحریر پہونچی ہے جو کچھ ہم اون شہرون مین ہین جہان چیزین بہت ارزان ملتی ہین اور مال وافر ہے۔ اس لئے ہم اپنے وظیفہ تنخواہ مین سے انتظام کرکے کچھ پس انداز کر رکھتا تھا اور اوسی سے یہ جمع شدہ فراہم کیا ہے۔ خدا کی قسم

اے عمر اگر تمہارے مال میں ہمکو تصرف جائز بھی ہوتا تاہم تمہارے مال میں ہم خیانت نکرتے کیونکہ تم نے ہم پر اعتبار کیا تھا - اب تم اپنی رنجش کم کرو - باقی صحابہ اولین مہاجرین سابقین کے متعلق جو لکہا ہے کہ کیوں اونکو عامل مقرر نہیں کیا تو ہم نے اسکے لئے درخواست بھی نہیں کی تھی

عمرو عاص نے اگرچہ اس مصنوعی تحریری حیلوں سے اپنی بہت کچھ صفائی دکھلائی اور حتی المقدور اپنی برآت ظاہر کی اور اسی طرح سے معافی بھی مانگی مگر وہ امر ایسا کچھ تحقیق پا چکا تھا کہ خلیفہ وقت کو انکی فرد بیان پر اعتبار نہ آیا اور محمد مسلمہ کو اونکی جگہہ مقرر فرمایا - محمد مسلمہ کی معرفت جو عتاب آمیز خط عمرو عاص کو لکہا گیا - وہ بھی ہم ازالۃ الخفا کا اردو ترجمہ سے ذیل میں نقل کرتے ہیں

عمرو عاص کی معزولی کا پروانہ — تمہارا خط آیا حال معلوم ہوا - ہمکو تمہاری اس چاپلوسی اور ملائم باتوں سے کوئی علاقہ نہیں ہے - تم لوگ جہاں کہیں عامل بناکر بھیجے جاتے ہو تو بالعموم مال خدا میں تصرف کرتے ہو اور پھر ہمکو معذرت نامے لکھتے ہو - جو کچھ کھاتے ہو وہ آتش جہنم سے کھاتے ہو اور اپنے وارثوں کے لئے ننگ و عار چھوڑ جاتے ہو - اب ہم محمد مسلمہ کو بھیجتے ہیں کہ تیرا مال نصف تقسیم کر لیے

محمد مسلمہ اور عمرو عاص — جب محمد مسلمہ یہ خط لیکر پہونچے تو عمرو عاص نے کھانا پکوا کر اونکے لئے بھیجا محمد مسلمہ نے کھانا لینے سے انکار کیا عمرو نے پوچھا تو جواب دیا کہ یہ رشوت کا مقدمہ ہے - اگر مہمانداری کے طور پر پکواتے تو ہم کھا بھی لیتے اپنا کھانا لیجاؤ اور مال دیجاؤ دوسرے دن مال حاضر کیا گیا محمد مسلمہ نے اوسکے دو حصے کیے - ایک حصہ ضبط ہو کر مدینہ بھیجا گیا - دوسرا عمرو عاص کو واپس دیا گیا عمرو عاص کی آنکھوں میں یہہ دیکھکر خون اوتر آیا - غصہ میں بیتاب ہو کر کہنے لگے - خدا لعنت کرے اوس دن پر جسدن ہم عمر ابن الخطاب کے نوکر ہوئے تھے

حضرت عثمان اور عمرو عاص — خلافت ثانی میں جو اونکی کیفیت تھی وہ معلوم ہو چکی - مصر کی معزولی کے بعد یہہ گھر بیٹھے تو خلافت دوم کی خاتمہ تک گھر ہی بیٹھے رہے - یہہ اسی بیکاری میں تھے کہ حضرت عثمان کی خلافت کے ایام شروع ہو گئے اور پہر مصر کے قدیم عہدہ نظامت پر مقرر ہو گئے - سات برس تک تو پوری آزادی اور خود مختاری سے بسر کرتے رہے لیکن خلیفہ عصر کی پالیسی بدل گئی اور اونکی توجہ اقربا پروری کے اصول پر قائم ہو گئی - اور اسی بنا پر مروان نے حضرت عثمان سے ممالک افریقیہ کا خراج اپنی نام ہبہ کرا لیا عمرو عاص کو مروان کیطرف سے خلش پیدا ہو گئی -

مصر کی امارت سے پھر معزولی — جب مروان کو انکی مخالفت کی خبر لگی تو انہوں نے حضرت عثمان کے کان انکی شکایتوں سے بھر دیے نتیجہ یہہ ہوا کہ مصر سے یہہ معزول کر دیے گئے اور انکی جگہہ پر عبد اللہ ابن ابی سرح امیر مصر بنا کر بھیجے گئے -
عمرو عاص نے مجبور ہو کر عبد اللہ ابن ابی سرح کو چارج تو دیدیا مگر چارج دینے اور معزول ہونے کے دوسرے ہی دن - ام کلثوم حضرت عثمان کی چھوٹی بہن کو - جو مدت سے اونکے حبالہ نکاح میں تھیں - طلاق دیدی اور خلیفہ عصر کی قرابت کو عداوت

تبدیل کردیا طبری ترجمہ فارسی مطبوعہ لکھنو

محاصرہ عثمان مین عمرو عاص کا طرز عمل

بغاوت کے زمانہ مین جب تمام بلاد اسلامیہ کے لوگ خلیفہ مصری کی مخالفت پر آمادہ ہوکر اونسے توبہ کرانے پر متفق ہو گئے اور انکی معزولی و تعذیب کے لئے سب جمع ہوے تو اونمین مصر کا گروہ صف شکن بھی تھا اور اوسکے امیر الجیش عمر عاص تھے ہم اس واقعہ کو ازالۃ الخفا کی عربی عبارت مین حسب ذیل نقل کرتے ہین ۔

اتی عمرو بن العاص قام الی عثمان وهو یخطب الناس فقال یا عثمان قد رکبت بالناس من النهابیر و رکبوها منك فتب الی الله عزوجل ولیتوبوا فالتفت الیه عثمان وقال ههنا یا ابن النابغة ثم رفع یدیه واستقبل القبلة وقال اتوب الی الله اللهم انی اول من تاب الیك

حضرت عثمان مجمع عام مین خطبہ پڑھ رہے تھے عمر عاص نے کھڑے ہوکر کہا کہ تم نے لوگون کو بہت دق کیا اور وہ لوگ بھی تم سے بہت تنگ آگئے ۔ اب تم خدا کی درگاہ مین توبہ کرو ۔ عثمان نے اونکی طرف متوجہ ہوکر کہا اے نابغہ کے بیٹے تو بھی یہان موجود ہے ۔ پھر قبلہ رو ہوکر اپنے دونون ہاتھ اوٹھا کر کہا کہ مین خدا کی درگاہ مین توبہ کرتا ہون اور پروردگار مین پہلے تیری ہی درگاہ مین توبہ کرتا ہون ۔ ازالۃ الخفا ۔ طبری جلد چہارم ص ۳۴۳

عمر عاص اور قتل عثمان پر مسرت

جب حضرت عثمان کے معاملات سے انکو پوری مایوسی ہوگئی تو انہون اپنی قدیم عادت کے موافق موقع پر ٹل جانے کو مصلحت سمجھا اور فلسطین چلے گئے ۔ یہہ فلسطین مین اور معویہ شام مین بیٹھے کے بیٹھے رکھے اور مدینہ مین حضرت عثمان گھر مین گھسکر مارڈالے گئے ۔ طبری لکہتے ہین کہ باوجود اسکے کہ تمام بلاد اسلامیہ کے لوگ حضرت عثمان سے خلاف ہو رہے تھے مگر کسی شخص نے انکے واقعہ قتل پر اظہار مسرت نہین کیا سوائے عمر عاص کے ۔ اونکی اصلی عبارت یہہ ہے ۔

ہیچکس بر قتل عثمان شادی نکرد الا عمرو عاص

قتل عثمان پر کسی شخص نے خوشی نہین منائی سوائے عمر عاص کے ۔

امام عبد البر نے استیعاب مین اسکو زیادہ تشریح سے یون لکہا ہے ۔

فلما ولاه یعنی مصر او عزل عمرو ابن العاص اجعل عمرو ابن العاص یطعن علی عثمان و یوقت علیه و یسعی فی فساد امره فلما بلغ قتل عثمان وکان معتزلا بفلسطین قال انی اذا نکات قرحة ادمیها او نحو ذلك

جب عمر عاص کو مصر کا والی مقرر بھی کیا اور پھر معزول بھی کردیا تو عمر عاص نے حضرت عثمان پر طعن و تشنیع بھی کی اور انکو چھوڑ دیا اور فتنہ و فساد برپا کرنے کی کوشش کی اور جب حضرت عثمان کے قتل کی خبر اونکو ملی تو یہہ فلسطین مین الگ عزلت گزین ہو چکے تھے ۔ کہنے لگے کہ ہم جسکو ضرب لگاتے ہین تو خون نکالے بغیر نہین رہتے ۔ اور اسیطرح کی اور باتین بھی کہین

تینون خلافتون تک تو عمر عاص کی یہہ کیفیت تھی جسکو ہم تفصیل سے لکھ چکے ۔ جو کچھہ حسن عقیدت ۔ ارادت اور خلوص و محبت انکو اپنے واجب الاحترام خلفا کے ساتھ تھی وہ انکے طرز عمل سے ظاہر ہوگئی ۔ حضرت عثمان کے ساتھ جو انکے خیالات تھے وہ صاف

صاف بتلا رہے ہین کہ انکو اونکے ساتھ کسی قسم کی مروت اور لحاظ رکھنے کیلئے انکے دل مین جگہہ نہین تھی۔ مگر زمانہ کا انقلاب طبیعت کا تغیر خیالات کا تبدل ایسی کو کہتے مین کہ سال ڈیرھ سال ہی کے اندر مصر کی امارت کے شوق نے انکو ایسا مجبور کردیا کہ جنکے خون کرنے پر یہ خود آمادہ تہے۔ اونھین کے خون کے دعویدار بنکر اور اون بزرگ کے خون بہا لینے پر جنکے قتل پر سوا ے انکی کوئی دوسرا شخص خوش نہین ہوا تھا۔ اتنی تندہی اور جانفروشی سے کام لے رہے ہین کہ امیر المومنین خلیفۃ العصر حضرت علی ابن ابیطالبؑ اپنے امام برحق اور خلیفہ رسولؐ مفترض الطاعت سے جسکی بیعت اور اطاعت اسلام کے تمام عمائد و اشراف کر چکے تہے۔ لڑنے پر آمادہ ہین اور اوسکے بیگناہ قتل پر اپنے ہمراہ ایک لاکھ پچیس ہزار کی جمعیت کو صفین کے میدان مین کھڑا کر رکھا ہے فاعتبروا یا اولی الابصار۔

خلافت علی مین عمر عاص کی مخالفانہ اور منافقانہ کاروائیان

اوپر بیان ہوچکا ہے کہ قتل عثمان کے وقت عمرعاص فلسطین مین تہے۔ اور معویہ شام مین بیعت علی سے لیکر واقعات بصرہ اور جنگ جمل تک یہہ دونو اپنے اپنے مقام پر خموش بیٹھے رہے اور اپنی کشود کار کا انتظار کرتے رہے معویہ جب جنگ صفین کا سامان کرنے لگے اور اپنے ہمساز و ہم آہنگ معین و مددگار کو سمیٹنے لگے۔ تو عتبہ ابن ابوسفیان کے مشورے سے انکو بھی طلبی کا خط لکہا گیا۔ عمرعاص ایسے کیا تہے کہ بغیر اپنا کون گانٹھے کسی کے گانٹھنے مین آسانی سے چلے آتے۔ اسلیئے جس سرگرمی اور زبانی صفائی سے انکو خط کا جواب دیا گیا ہے اوسکو ہم علامہ سبط ابن جوزی کی کتاب تذکرہ خواص الامۃ سے ذیل مین نقل کرتے ہین۔

واما بعد فانی قرأت کتابک وفهمته فاما ما دعوتنی الیه من خلع ربقة الاسلام من عنقی والتهور معک فی الضلالة واعانتی ایاک علی الباطل واختراط السیف فی وجه امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیه السلام وهو اخو رسول الله صلعم وولیه ووصیه ووارثه وقاضی دینه ومنجز وعده وزوج سیدة نساء العالمین وابو السبطین الحسن والحسین سیدی شباب اهل الجنة واما قولک ان امیر المؤمنین واشار الصحابة الی قتل العثمان فهو کذب وغرور وغوایة ویحک یا معویة اما علمت ان امیر المؤمنین بذل نفسه لله تعالی وبات علی فرش رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وقال فیه من کنت مولاه فعلی مولاه لا یخدع ذا عقل وذا دین والسلام

تمہارا خط آیا حال معلوم ہوا۔ تم مجھے اس امر پر ترغیب دیتے ہو کہ مین دین سے خارج ہوجاؤن اور تیرے ساتھ گمراہی وضلالت مین شریک ہوجاؤن امیر المومنین کے مقابلہ مین باطل کی مدد پر تلوار کھینچون حالانکہ حضرت علیؑ برادر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور داماد معین اور وارث۔ اور اونکے دین کے ادا کرنیوالے۔ اونکے وعدون کے پورا کرنیوالے سیدۃ نساء العالمین کے شوہر سبطین رسولؐ اللہ۔ حضرات حسنؑ و حسینؑ سرداران جوانان جنت کے باپ ہین۔ باقی رہا تیرا یہ قول کہ امیر المومنین علیہ السلام کی اشتعال سے صحابہ قتل عثمان پر راضی ہوے ہین۔ بالکل جھوٹ اور سراپا بہتان ہے اور افترا افسوس ہے تیرا اے معاویہ کیا تجھکو معلوم نہین کہ علی وہ بزرگ ہین جنھون نے اپنی جان خدا کی راہ مین بیچ ڈالی اور فرش رسول پر اونکی جگہہ سو رہے اور انحضرت صلعم نے اونکی شان مین فرمایا ہے کہ مین جسکا مولا ہون اوسکے علی مولا ہین۔

پھر ان تمام امور سے ایک عقل رکھنے والا (ہوشیار) اور دین رکھنے والا (دیندار) شخص کیسے پھر سکتا ہے۔

معویہ اور عمرعاص ایک ہی پاٹ شالے کے بٹے تہے۔ جیسے یہہ قابو پرست ویسے ہی یہہ ابن الوقت۔ عمرعاص کا یہہ خشک جواب پاکر خموش ہوگئے۔ مگر اسکی مقدار حقیقت اور لکھنے والے کی انداز طبیعت پر پورا یقین کرکے موقع کا انتظار کرنے لگے۔ ممکن تھا

معویہ اپنی خودداری تھوڑے دن اور سنبھالتے مگر انکی حاجتمندی اور ضرورت وقتی نے عمر عاص کے آگے انکا سر نیاز جھکوا ہی دیا۔ تفصیل یہ ہے۔

عمر عاص اور معویہ کی جانبداری کے مسئلہ میں بیٹوں سے مشورت

آخر بار حضرت امیر المومنین علیہ السلام کیطرف سے عبداللہ ابن جریر البجلی معویہ کے پاس یہ تصفیہ کن خط لیکر آیے جسمیں معاویہ سے یہ استفسار کیا گیا تھا کہ وہ لکھ بھیجے کہ معاملہ بمصالحت طے کیا جاے یا جنگ ہوگی۔ اس نامۂ مبارک کے تاکیدی مضامین نے معویہ صاحب کو پریشان اور بدحواس کر دیا۔ قاصد کو ٹھہرایا اور عمر عاص کو یہ خط فوراً لکھوایا

امیر المومنین کا قاصد کوفہ سے آیا ہے۔ ہم نے اوسکو تمہارے انتظار میں ٹھہرایا ہے۔ تم یہاں آؤ تو جیسی صلاح ہو ویسا کیا جاوے۔ اس میں ذرا بھی توقف مکرو۔ تعمیل میں تعجیل کرو۔ والسلام

(ترجمہ اعثم کوفی باب الصفین مطبوعہ دہلی ص ۲۵)

یہ خط پاکر عمر عاص نے اپنی بیٹوں سے صلاح لی۔ انکے دو بیٹے تھے محمد اور عبداللہ۔ عمر عاص نے دونوں کو بلایا اور معویہ کا خط دکھلایا جب وہ خط پڑھ چکے تو اون سے اونکی رایے پوچھی۔ بڑے بیٹے عبداللہ نے کہا جب جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا تو وہ بھی تجھسے ہر طرح راضی و خوشنود تھے۔ اون کے بعد جب دونوں خلفا نے رحلت کی تو وہ بھی تجھسے خوشنود تھے۔ اونکے بعد عثمان کو قتل کا واقعہ گذرا تو تم اسوقت مدینہ میں تھے ہی نہیں۔ لہذا اس معاملہ میں تم پر کوئی الزام لگا ہی نہیں سکتا۔ ان باتوں کے علاوہ خدا نے تمہیں فراغت اور اطمینان بہت کچھ دیا ہے۔ تم کسی کے محتاج نہیں ہو۔ تمکو خلافت کی خواہش بھی نہیں ہے اب اعتبار عزت و حرمت کے تمہارے لئے زیبا نہیں ہے کہ محض حصول دنیا کے لئے جو ایک گیاہ فانی سے بھی زیادہ بے حقیقت ہے اس ٹریا پے کو تم رنج و مصیبت میں مبتلا کرو اور علی ابن ابیطالب کے ساتھ جو چچازاد بھائی داماد اور وصی حضرت ختم الانبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہیں عداوت پیدا کرو اور خدمت و ملازمت معویہ ابن ابوسفیان کی قبول کرو۔ تمکو کمال سعادت اپنے گھر میں خاموش رہنا چاہئے اور بیٹھے بیٹھے دیکھنا چاہئے کہ انجام اسکا کیا ہوتا ہے۔

اسکے بعد عمر عاص کے دوسرے بیٹے محمد نے سر اوٹھا کر کہا کہ میں عبداللہ کی رایے کو پسند نہیں کرتا کیونکہ گھر بیٹھے رہنا بوڑھے اور پست ہمتوں کا کام ہے اور آج خلیفہ عصر حضرت عثمان جیسی عظیم شخصیت قتل کر دیے گئے معویہ انکے قصاص پر آمادہ ہیں۔ اسوقت تمہارا شمار قوم قریش میں افسر اور حاکم کے طبقہ میں ہو رہا ہے اور تمہاری شہرت با موری کا سامان ہو چکا ہے اور تمکو صحیح معویہ سے کم نہیں ہو اگر اس کام سے دست بردار ہو جاؤ گے اور گوشہ نشینی اختیار کر لو گے تو ظاہر ہے کہ اس معاملہ کے طے ہو جانیکے بعد کوئی عظمت و حرمت تمکو نہیں ملیگی۔ بلکہ تمہاری اس شرافت میں بھی بٹہ لگے گا۔ میری تو یہی صلاح ہے کہ تمکو شام میں جاکر معویہ ابن ابوسفیان سے ملنا اور حضرت عثمان کے خون کا قصاص طلب کرنا چاہیے۔ تاکہ معویہ کے سرداروں میں تمہارا بھی شمار ہو جایے۔ طبری جلد چہارم ص ۵۶۱

عمر عاص نے عبداللہ اور محمد کی مختلف صلاحوں کو بغور سنکر یہ فیصلہ سنا دیا کہ عبداللہ مجھے آخرت کیطرف کھینچتا ہے اور محمد مجھے دنیا کی طرف گھسیٹتا ہے۔ اور حقیقت حال یہ ہے کہ بیٹوں نے اپنے باپ کو دوراہے میں ڈال دیا۔

عیسائی کاہن — گھر کے غلام سے مشورت

صاحب روضۃ الصفا کی تحقیق مین عمر عاص نے اس مسئلہ مین ایک عیسائی کاہن سے بھی رائے لی تھی اور امام طبری لکھتے ہین اپنے غلام وردان سے بھی مشورہ لیا تہا۔ اور وردان نے اللہ محمد سے ملتی ہوئی رایے دی تھی۔ اور کاہن عیسائی نے بھی کہدیا تہا کہ حضرت علیؑ کی خلافت نیرپا ہوگی اور معویہ کی امارت بہت دنون تک مستقل رہیگی اسوجہہ سے عمر عاص نے محمدؐ کی رایے کو اختیار کیا۔ اور فلسطین سے شام مین پہونچگئے۔

عمر عاص اور معویہ خلوت مین — خلافت کے خلاف مشورت

آمد آن یار یکہ من میجواستم۔ عمر عاص کے اجانے سے معویہ بہت کچھہ مطمئن ہوگئے اور بڑی عزت حرمت سے انکی دعوت وضیافت اور آرام وراحت کے سامان مہیا کئے۔ اپنے پہلو مین جگہہ دی اپنے تمام امور کا وزیر مشیر اور مدار المہام بنایا۔ یہہ باتین معویہ کیطرف سے اعلے پیمانہ پر ہوئین مگر ان تمام تکلفات سے عمر عاص کی قلبی تسکین اور دلی اطمینان نہین ہوا اسلئے کہ دیدۂ من در تلاش دیگر است۔ عمر عاص تو اوسی فکر مین تہے جسکا فوری اظہار وہ کسیطرح پسند نہین کرتے تہے۔ ابھی تو وہ صرف معویہ کی ضرورتون کی مقدار و وزن سمجھہ رہے تہے۔

آخر ضبط اظہار کب تک۔ ایکدن معویہ نے خلوت مین ان سے اپنے دلی راز کو اسطرح بیان کیا کہ مجھکو تین مشکلون نے آکے گھیر لیا ہے۔ سمجھہ مین نہین آتا کیا کرون اور انکو کیسے دفع کرون اول تو یہ کہ محمد ابن حذیفہ مصر کا جیلخانہ توڑ کر نکل بہاگا ہے اور وہ مردِ کن بھی سازش مین لا رہا ہے۔ مین اسکی شرارت طبیعت سے واقف بھی ہون اور خائف بھی۔ دوسری یہہ کہ قیصر روم اپنے لشکر عظیم کے ساتھ شام کے قصد سے نکلا ہے۔ تیسری علی ابن ابیطالب کوفہ مین بیٹھکر اور افواج کثیر جمع کرکے ملک شام پر چڑہائی کرنیوالے ہین مین انکے دفع کرنیکی کیا صورت نکالون

تہوڑی دیر تامل کرکے عمر عاص نے جوابدیا کہ اگرچہ یہہ تینون باتین تمہاری پریشانی کا باعث ہین لیکن تمکو مطمئن رہنا چاہیئے۔ محمد حذیفہ کا معاملہ آسان ہے۔ اوسکے تعاقب کو بھیجدینا چاہیے اگر وہ بھاگ جایے تو خیر۔ نہین تو یہہ لوگ اوسے گرفتار کر لائین قیصر روم کا معاملہ بھی چندان دشوار نہین۔ طرح طرح کے ہدیے۔ قسم قسم کے چاندی سونے کی چیزین اور اسباب اوسکے پاس بھیجکر اوسے راضی کر لینا چاہیئے اور اسکے بعد جانبین سے مصالحت طے ہوجانا چاہیئے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ضرور صلح کر لیگا اور اوسکا معاملہ بمصالحت طے پاجایگا۔

اب رہا امیر المومنین کا معاملہ وہ البتہ سخت دشوار ہے۔ اسلئے کہ تمکو کوئی شخص اونکے برابر نہین سمجھتا اور اونکو تم پر ہر طرح ترجیح حاصل ہے۔ معویہ نے کہا کہ علی ابن ابیطالب نے خلیفہ عمر کے ایسے برگزیدہ شخص کے قتل و ہلاکت کی فکر و تجویز کی۔ اسوجہہ سے وہ گنہگار ہو عمر عاص نے اونگلی دانتون مین دبائی اور کہنے لگے۔ اے معاویہ تمکو ایسا نہین کہنا چاہیئے۔ علیؑ آج روئے زمین پر عالم بے مثل ہے صدہا فضائل وکمالات اونکو ایسے حاصل ہین جو کسی دوسرے کو نصیب نہین

معاویہ عمر عاص کی یہہ تقریر جو۔ من چہ می سرایم وطنبورہ من چہ می سراید۔ کا مصداق تھی سنکر سخت گھبرا گئے

حقیقت مین عمر عاص اسوقت تک معویہ کی طبیعت کا صرف اندازہ لے رہے تہے اور خالی معویہ کو مرعوب بنانے کے لئے یہہ ظاہری اور نمائشی تقریر کر رہے تہے۔ اس اثنا مین معویہ نے کچھہ سوچکر کہا کہ جو حالات و اوصاف تم نے علیؑ کے بیان کئے بیشک وہ ایسے ہی ہین

تو مری دلی خواہش یہہ ہے کہ مین قصاص عثمان کے بہانے سے علی کے ساتھہ جنگ کرون، اور ان پر خون عثمان کی تہمت لگاوٴن

معاویہ کی یہہ تقریر سنکر عمر عاص ہنس پڑے اور کہنے لگے بہلی مجھے یہہ بتلاوٴ کہ تمہین اس معاملہ سے کیا مطلب ہے اور تمکو اس سے کیا واسطہ۔ کیونکہ جب عثمان کو لوگون نے محصور کر رکھا تھا اور عثمان نے اپنا خاص ادمی بھیجکر تمہین اپنی حمایت مین بلایا تھا اس وقت تو تم نہ خود گئے اور نہ تم نے کوئی مدد بھیجی اور اخر وقت تک تم نے انکی کوئی مدد نہین کی اور اب تم انکے محسن عثمان کی قصاص طلبی کر رہے ہو کیسی مضحکہ خیز تجویز ہے۔ یہہ تو تمہارا حال تھا اب ہماری کیفیت سنو۔ جسوقت عثمان محصور ہو چکے تو مین انکو اسی حالت مین چھوڑکر مدینہ سے فلسطین چلا آیا۔ ایسی حالت مین تم ہو یا ہم کسطرح سے عثمان کا قصاص طلب کر سکتے ہین

ولایت مصر کا اقرارنامہ — عمر عاص نے نہایت صفائی سے کہدیا کہ مجھے ولایت مصر کی خواہش ہے۔ وہ مجھے دیدی جائے تو پھر مین سب کچھہ کر سکتا ہون۔ معویہ نے کہا عراق مصر سے کم نہین ہے۔ عمر عاص نے کہا جب تم نے ملک شام اپنے لئے پسند کر لیا ہے تو ولایت مصر مجھے دیدینے مین کیا عذر ہے۔ معاویہ کو اسمین تامل ہوا۔ مگر اخر مین ضرورت سے مجبور ہوکر ممالک مصر کی ولایت دینے کا اقرارنامہ عمر عاص کے نام لکھدیا اور تمام اہل شام کی گواہیان لکھوادین اور مہرین کرادین اعثم کوفی۔ روضۃ الصفا

بھائی بھائی مین لڑائی — عمر عاص نے یہہ اقرارنامہ اپنے چچیرے بھائی کو دکھلایا وہ کہنے لگا کہ تجھکو ہرگز مطمئن نہونا چاہیئے اس امر پر کہ ولایت مصر تجھکو مل گئی کیونکہ مصر والون کا اعتبار ہی کیا ہے ابھی ابھی انھین لوگون نے خلیفہ عثمان کے ساتھہ کیا کیا۔ عمر عاص بولے بھائی یہہ سب تقدیری معاملات ہین۔ اسمین علیؑ اور معویہ کو کیا دخل ہے۔ ممکن ہے کہ ولایت مصر مجھکو ملجائے اور وہ میرے لئے باعث ثروت و شہرت ہو۔ بھائی نے جوابدیا تم سخت غلطی کر رہے ہو۔ تم نے سمجھہ لیا ہے کہ معویہ تمہارا خیر خواہ ہے۔ حالانکہ وہ تمہارا دین تو خراب کر چکا اب دنیا بھی خراب کرنا چاہتا ہے۔ رفتہ رفتہ ان دونون بھائیون کی گرفتاری کا تذکرہ معویہ کے کانون تک پہونچا عمر عاص کے چچیرے بھائی کی گرفتاری کا حکم ہوگیا۔ وہ شام سے بھاگ کر کوفہ مین پہونچا امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی خدمت مین باریاب ہوا اور جو کچھہ انکے اور عمر عاص کے درمیان گفتگو ہوئی تھی مفصل عرض کر دی۔ اعثم کوفی ص ٢٤٠ روضۃ الصفا جلد ثانی۔ ابوالفدا (ترجمہ) ... انصاری دہلی

عمار یاسر — جنگ صفین شروع ہوگئی۔ جانبین سے چوتھے مقابلہ کا دن ہے۔ طرفین سے لوگ تیار ہین حملہ کا انتظار ہے اس اثنا مین عمر عاص نے ابو نوح کو پاس بلاکر کہا کہ عمار یاسر کے پاس جا کر کہو کہ اگر تمکو فرصت ہو اور کوئی شے مانع نہو تو تم ہمارے پاس چلے اوٴ تو ہم تم ملکر جانبین سے مصالحت کرا دینے کی کوئی فکر کرین اور باہمی اتفاق و اتحاد کی کوئی صورت نکالین چنانچہ ابو نوح حضرت عمار یاسر کی خدمت مین حاضر ہوا اور عمر عاص کا پیغام کہہ سنایا۔ عمار یاسر نے فرمایا۔ مین ضرور اوٴنگا میرے لئے کوئی بات نہین ہے اور کوئی وجہ تامل نہین ہے۔ مین عمر عاص کی اس تجویز سے احسانمند ہون گا۔ اسکے بعد معویہ کی لشکرگاہ مین اپنے چند رفیقون کو لیکر حضرت عمار یاسر تشریف لیگئے۔ عمر عاص اور سرداران شام اہلاً و سہلاً کہتے ہوئے انکی خدمت مین حاضر ہوئے

حضرت عمار یاسرؓ نے پہلے تو بطور خود عمر عاص کو بہت کچھہ پند و نصیحت کی پہر اونکو او تمام حاضرین اہل شام کو مخاطب کرکے یہہ تقریر فرمائی

لشکر شام مین عمار یاسرؓ کا خطبہ

ایہا الناس ۔ مجہو یقین ہے کہ تملوگون نے حضرت عثمان کے واقعہ کی نسبت تمامی حالات مفصل طور پر سنین ہونگے اور یہہ بہی معلوم ہوا ہوگا کہ بعض لوگون نے ان سے رسم و راہ ترک کردی تہی او بہت سے ایسے لوگ بہی تہے جو اہل بلوا کی اعانت پر مستعد کرتے تہی ۔ اس سبب سے کوئی شخص علم اس سے کا اوسکا شمار صحابہ مین ہو یا عامۃ المسلمین مین ۔ و ازخلافت اسلامی مین انکا معین و مددگار نہ نکلا اور نہ کسی طرح انکی مدد کی ۔ محاصرہ مین انلوگون کی عموماً یہہ حالت رہی کہ وہ گہر سے مسجد تک نہ آتے تہے ۔ طلحہ و زبیر کیجو حالات تہے وہ بہی تملوگون نے سُنے ہونگے ۔ ان دونون نے جیسا عہد و پیمان توڑا وہ بہی تم نے سُنا ہوگا ۔ ما در مسلمین حضرت عائشہ نے بلوائیون کو جو کچھہ انکے قتل کی نسبت لوگون کو ترغیب و تحریص دلائی وہ بہی تمکو معلوم ہے اور یہہ امر اونکو اسوجہ سے لاحق ہوا کہ حضرت عثمان نے حضرت عائشہ کا وظیفہ بند کر دیا تہا پہر حضرت عائشہ نے جو کچھہ عثمان کے حق مین فرمایا وہ بہی تم نے سُنا ۔ اس پر بہی یاد رہو تمتان نے بھنین کا قصاص ... کیا ۔ باوجودیکہ ام المومنین عائشہ کو خدا ے سبحانہ تعالی کیطرف سے خون عثمان کے لئے کوئی حق حاصل نہین تہا ۔ اب ان لوگون کے معاویہ ابن ابو سفیان اسی قصاص کے لئے اوٹہے ہین او امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے قصاص عثمان طلب کر رہے ہین اور اون سے قاتلان عثمان کو طلب کر رہے ہین حالانکہ یہہ امر اونکو او تمکو اچہی طرح معلوم ہے کہ قتل عثمان کے واقعہ مین حضرت علی کی کوئی شرکت نہین تہی ۔ اس معاملہ مین مجہسے زیادہ تمکو سوچنا چاہئیے ۔ اور ان واقعات مین (اے عمر عاص) تمکو حکم بننا چاہیے اور بغور تامل سے کام لینا چاہئیے کہ معویہ کس حق سے امر قصاص مین اپنے آپ کو حقدار سمجہتا ہے ۔ اور آئین یا کس کو کون سا منصب او دونون سا حق حاصل ہے اسلیئے کہ نہ تو وہ عثمان کا وارث ہے اور نہ اونکا وصی اور نہ ولیعہد ۔

عمر عاص یہہ تقریر سُنکر کہنے لگے کہ اے ابو الیقظان (حضرت عمار یاسرؓ کی کنیت ہے) جو کچھہ تم کہتے ہو سچ ہے واقعات عہد شکنی طلحہ و زبیر بہی صحیح ہین او قتل عثمان پر اہل بلوہ کی ترغیب و تحریص بہی ٹہیک ہے او اسمین حضرت عائشہ بہی شریک تہین اور یہہ بہی صحیح ہے کہ ان امورات سے اکثر کو تم نے خود دیکہا ہے اور بعض کو معتمد اور معتبر اشخاص سے سُنا ہے ۔ اب رہا یہہ امر کہ معویہ خون عثمان طلب کرتا ہے تو معویہ اس معاملہ مین حق پر ہے اس لئے کہ عثمان بہی سلسلۂ بنی امیہ مین داخل تہے ۔ او معویہ بہی اونکا رشتہ دار ہے ۔ حضرت عثمان کی خاص شفقت معویہ کے حال پر برابر رہتی تہی وہی شفقت آج اونکو اونکے طلب قصاص پر توجہ دلا رہی ہے اور یہہ سب باتین ظاہر ہین جنکے بیان کی بہی حاجت نہین ۔ ہملوگ یہان حسب و نسب کی تفصیل کرنیکی غرض سے نہین آئے ہین بلکہ ہماری غرض یہہ ہے کہ اس لڑائی کی کیفیت کو جسپر زمانہ گذرتا جاتا ہے انہیں بیان کرین اور اوسکے نیک و بد نتائج پر سوچین اور غور کرین یا اسلئے کہ لشکر علی ابن ابی طالب علیہ السلام مین تم سب سے بڑہکر ممتاز ہو تمہاری عزت و حرمت بہی بڑہی ہوئی ہے شاید تمہاری ہی وجہہ سے یہہ تمام رنج و تشویش دور ہو جاے اور تمہارے ہی وسیلہ سے کچھہ انتظام ہو جاے او اس آگ پر پانی پڑ جاے اور یہہ غبار عظیم بیٹہہ جاے اور آدمیون کا خون بہنے سے بچ جاے ۔ اے ابو الیقظان آخر تمکو خیال کرنا چاہئیے کہ ہم اور تم ایک خدا کی پرستش کرتے ہین اور ایک قبلہ کیطرف نماز پڑہتے ہین جو تم نماز پڑہتے ہو وہی ہم نماز پڑہتے ہین ہم بہی اوسی قرآن کی تلاوت کرتے ہین جسکی تم تلاوت کرتے ہو ۔ اور ہم بہی اوسکے اوامر و نواہی کی ویسی ہی تعمیل کرتے ہین جیسے کہ تم

بھائی ہے تمہارے اتفاق کی تو یہ صورت ہے۔ مگر باین ہمہ ہمارے تمہارے مخالفت کی یہ شکل ہے کہ ایک دوسرے کا گلا کاٹ رہا ہے اور سر اوتار رہا ہے۔

عمار یاسرؓ نے جواب دیا۔ اے عمر عاص۔ تو کب تک باتین بناتا رہیگا اور کہان تک یہ منافقانہ اور متحیرانہ گفتگو کرتا رہیگا یہ ظاہر ہے کہ تو نہ گل نرگس کیطرح شوخ رنگ ہے اور نہ گل لالہ کیطرح سرخ پوشاک ہے۔ پھر بیچکو گل سوسن کی طرح دو زبان بننا لازم نہین ہے تو نے جو یہ کہا کہ ہم اور تم ایک خدا کی پرستش کرتے ہین اور ایک ہی قبلہ کیطرف نماز پڑھتے ہین۔ بحمداللہ یہ کلمات تیرے مونہہ پر پیارے تو ہوئے۔ مگر تیرے ہمراہیون کو تیرے رفیقون سے کیا کام۔ خداپرستی۔ قران خوانی دینداری اور راستبازی ہمارا شعار ہے نہ تمہارے رفیقون کا۔ ہم خدا و رسولؐ کے دوست ہین۔ ہم لوگ سازش اور ریاکاری سے دور ہین۔ تو ناار ہو جاہ پر ایسا حریص ہوا ہے کہ ہدایت اور ضلالت کو نہین پہچانتا سعادت اور شقاوت کی تمیز نہین کرتا۔ ہمکو اس نیلگون اسمان کے نیچے کانٹون کو ترشے پر گلاب کے پھولون کا یقین ہوتا ہے۔ مجھکو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد یاد ہے اور وہ یہ ہے کہ اے عمارؓ تم ایک جماعت سے لڑوگے جو خدا کے اور اپنے عہد و میثاق کے توڑدینے کو جائز سمجھین گے چنانچہ مین نے تم سے جنگ کی اور مجھے جہان تک ہو سکا مین نے ارشاد نبویؐ کی تعمیل کی بیجہ۔ آنحضرت صلعم نے یہہ بھی فرمایا تھا کہ تم ظالمون اور ستمگارون سے تیغ زنی کروگے اور فاسقون اور بیداد گرون سے لڑوگے۔ ظاہر ہے کہ تم لوگ اوسی جماعت مین ہو اور تمہاری یہی صفت ہے جو بیان ہوئی۔ پھر آنحضرت صلعم نے قتال مارقین کے بارے مین بھی ہو دن خدا سے اسطرح نکل جائینگے جیسے کمان سے تیر۔ ارشاد فرمایا ہے۔ مگر مین نہین جانتا کہ اوس گروہ کو بھی مین اپنے زمانہ حیات مین پاؤن گا یا نہین۔ کیون۔ اے عمر عاص۔ سچ کہہ۔ تو نے علیؑ کی شان مین آنحضرت صلعم کو یہ کہتے سنا ہے یا نہین کہ مین خدا کا رسول اور دوست ہون اور علیؑ میرا دوست ہے۔ اب تم اپنا حال کہو تم کس کے دوست ہو۔ عمر عاص نے جھنجھلا کر کہا۔ عمارؓ مین تو تم سے بملائمت باتین کرتا ہون اور تم مجھے گالیان دیتے ہو۔ ترجمہ اعثم کوفی ص ۲۴۵ مطبوعہ دہلی

حضرت عمار یاسرؓ کی تاثیر تقریر

عمر عاص کو عمار یاسرؓ کی تقریر سے مایوسی ہوگئی وہ لشکر شام مین لوٹ آیا۔ تو اہل شام کے ایک گروہ نے اس سے دریافت کیا کہ ہم نے نہایت معتبر اور مستند لوگون سے عمارؓ کی نسبت آنحضرت صلعم کی یہ حدیث سنی ہے کہ عمار یاسرؓ کو حق چارون طرف سے گھیرے رہیگا۔ عمر عاص نے اسکی تصدیق کی یہ سنتے ہی حصین ابن مالک اور حارث ابن عوف لشکر شام سے روانہ ہوکر حمص کیطرف چلے گئے۔ یہہ دیکھکر عمر عاص نے اپنی تصدیق کی یون تاویل کی کہ ہم عمارؓ سے جدا کب ہین۔ تم نے ابھی نہین دیکھا کہ ہم اور وہ کس یکدلی اور اطمینان سے باہم گفتگو کررہے تھے۔ اونکا شمار ہم مین ہے اور ہمارا شمار اون مین۔ عمر عاص کے پاس اوسوقت ذوالکلاع بھی بیٹھا تھا بیساختہ بول اوٹھا کہ اے عمر عاص تو انکو کیون فریب دیتا ہے۔ جو کچھ تیرے اور عمار یاسرؓ کے درمیان گذرا اوسکو مین نے اپنے کانون سے سنا اور اپنی آنکھون سے دیکھا۔ عمار یاسرؓ نے اپنی سیف زبان سے تجھکو ایسا گھائل کردیا جیسے کوطھو کا بیل۔ تو اون کی فصاحت وگویائی کا جواب نہ دے سکا۔ اچھا ہوتا کہ وہ نہ آتے اور تم رسوا نہ ہوتے۔ عبیداللہ ابن سوید ذوالکلاع حمیری سے کہنے لگا کہ تجھکو کیا پڑی تھی جو اس صحبت مین شریک ہوا۔ ذوالکلاع بولا صرف اس حدیث

وا عمار تقتلک الفئۃ الباغیۃ یدعوھم الی الجنۃ ۔ اے عمار۔ تمکو ایک گروہ باغی قتل کریگا۔ تم اوسکو جنت کیطرف بلاتے

یدعوک الی النار — ہو گئے اور وہ تجکو دوزخ کی طرف۔

اس جلسہ مین عبد اللہ ابن عمر التمیمی بہی تہا وہ جبہی ان دونون کی گفتگو سن رہا تہا او جانبین کی دلیلون پہ غور کر رہا تھا۔ اسکی عقل سلیم نے عمار یاسر کی صدق کلامی کا اعتراف کیا اور وہ رات ہی کو فوج شام سے نکلکر لشکر امیر المومنین سے جاملا اور یہ اشعار جنکا ترجمہ ذیل مین درج ہے نظم کر کے ذو الکلاع حمیری کے پاس بہیجدیئے۔

سوارون کے جلوس مین زبان رقاصہ ان اشعار کو — لے شیبہ گا مین اونکو جسمین جو عمر عاص کے لئے تیار ہوئے
کیونکہ وہ معترف ہے آج مین اوسیے اور تجھسے جو بیان — معویہ اور اوسکی فوج کو چھوڑے دیتا ہون
اب میرا اونپر یہ ہے کہ عمار کی نسبت یہ حدیث منکر اون قیامت — یک دلمردون مین نے عمر عاص سے موںھ موڑ لیا
اور اسکو چھوڑا اور مین بجانب اللہ اوسکے چھوڑ لینے پر — محبوب ہون اے ذو الکلاع تو بہی اب اوسکو چھوڑ دیے
اور اونکو جنہون نے صریح کفر کیا اس حدیث سے — انکار کیا تیری اون آنکھون کے صدقے جائیے
جن مین سزا کا مطلق خوف نہین۔ اس لیئے — کہ جناب رسولخدا صلعم کی کسی حدیث مین شبہہ
کرنیکی جگہہ نہین ہے۔ اون جناب کے ارشاد کا — کوئی امتحان نہین لیسکتا (اعثم کوفی ص ۱۹۶)

عمر عاص او معاویہ

معویہ کو عبد اللہ ابن عمر التمیمی کے نکل جانیکی خبر معلوم ہوئی تو وہ عمر عاص کو بلا کر نہایت برہم ہوا اور اوس سے کہنے لگا کہ اگر تو دو چار حدیثین ایسی ہی بیان کریگا تو میرا لشکر کا لشکر ہی خالی ہو جائے گا۔ ہم تجھسے زیادہ ان حدیثون کو جانتے ہین مگر ایک مصلحت خاص کی وجہسے جسکو تو خوب جانتا ہی نہ اونکا اقرار کرسکتے ہین اور نہ اظہار۔ تو محض بے موقع ایسی حدیثون کو بیان کرتا ہی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارا لشکر ایک نامی اور دلاور جوان سے خالی ہو گیا۔ دیکھیئے تیری ان حرکتون سے کون کون مصیبت مجھے دیکھنی ہوتی ہے۔ عمر عاص تو جہنجلایا ہوا تھا ہی معویہ کی ان باتون کو سنکر اوسکے بدن مین آگ لگ گئی نہایت سختی سے بولا کہ مین نے عمار یاسر کے حق مین جو باتین آنحضرت صلعم سے سنی تھین وہی صرف بیان کی ہین جسوقت جناب رسالتمآب صلعم نے یہ حدیث حضرت عمار کی نسبت فرمائی تہی اوسوقت نہ تیرا لشکر تھا اور نہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب کی فوج۔ نہ مجھکو علی کے ساتھ مخالفت تھی اور نہ اونکو میرے ساتھ لیکن مین کیا جانتا تہا کہ میرے موںھہ سے ایک ایسی بات نکلیگی کہ جسکے بعد لاکھون آدمی صفین کے میدان مین جمع ہو جائینگے اور اونمین سے ایک کا سردار تو بنے گا اور ایک جماعت کے علی۔ عمار یاسر تو علی کے رفیق بنینگے اور مین تیرا اور جو باتین مین عمار کے حق مین بیان کردونگا اونسے تجکو حرج پہونچیگا اور ایک بزدل اور پست ہمت تیرے لشکر سے نکل بہاگے گا یا او علی کی خدمت مین جا ملیگا۔ اور اسلیئے تو مجھسے رنجیدہ ہوگا۔ اگر یہ تمام واقعات وحادثات مجھے معلوم ہوتے تو پھر میری غیب دانی مین کسکو کلام ہوسکتا تہا۔ حالانکہ خدائے سبحانہ تعالی نے اپنے رسول سے ارشاد فرمایا ہے کہ خلائق سے کہدو کہ اگر مین غیب دان ہوتا تو بہت سے کارہائے نیک کرتا۔ اور مجھکو کوئی صدمہ نہ پہونچتا۔ اور اے معاویہ تم نے

بہی تو

انکشاف حقیقت

بھی خوب کارہائے نمایاں کے حق میں چند باتیں بیان کی ہیں۔ اگر میں نے بھی ایک روایت بیان کی تو کیا بدلا۔ ایک معمولی سپاہی ہتھیار بند
ہزار کی جمعیت سے جدا کیا گیا تو کیا بگڑا اور یہ جنگ و جدال جو امیر المومنینؑ سے شروع ہے اگر ایک ہی شخص کے قتل جانے سے ختم ہو جائے
تو بہتر ہے کہ تم ہی اس کام سے دست بردار ہو جاؤ۔

عمرو عاص اور حضرت علی سے جنگ میں مقابلہ

مورخ ابو الفداء اپنی تاریخ میں عمرو عاص اور حضرت علی سے جنگ میں مقابلہ اور اس کا نتیجہ ذیل کے الفاظ میں لکھتے ہیں۔

ثم نادی علی یا معٰویۃ علام تقتل الناس بیننا ھلم احاکمک الی اللہ فاینا قتل صاحبہ استقامت لہ الامور فقال لہ عمرو انصفک ابن عمک فقال معاویۃ ما انصفت انک لتعلم انہ لم یبارزہ احد الا قتلہ فقال لہ عمرو وما یحسن بک ترک مبارزتہ فقال معٰویۃ طمعت فی الامر بعدی

پھر حضرت علی نے ندا کی اے معاویہ ہمارے تمہارے درمیان آدمی کیوں قتل ہوں آؤ ہم تم لڑیں جو شخص اپنے مقابل کو قتل کرے امر تنازع فیہ اسی کے لئے مستقیم ہو جائے۔ یہ سنکر عمرو عاص نے معویہ سے کہا کہ علی نے بہت انصاف کی بات کہی ہے۔ معویہ بولا۔ خاک انصاف کی بات کہی ہے تو جانتا ہے جو شخص علی سے لڑتا ہے وہ یقیناً مارا جاتا ہے۔ عمرو عاص نے کہا اس وقت ان سے تمہارا مقابلہ نہ کرنا نازیبا ہے۔ معویہ بولا سچا ہے۔ تو چاہتا ہے میں قتل ہو جاؤں تو تو میرے بعد حکومت کرے۔

امام مسعودی اپنی تاریخ (مروج الذہب) میں اس گفتگو کے نتیجہ کو حسب ذیل الفاظ میں لکھتے ہیں۔

ان معویۃ اقسم علی عمرو لما اشار علیہ بھذا ان یبرز الی علی فلم یجد عمرو من ذالک بدا فلما التقیا عرفہ علی وشال السیف لیضربہ فکشف عمرو عن عورتہ وقال مکرہ اخوک لا بطل فحول علی وجہہ وقال قبحت ورجع عمرو الی مصافہ

جب معاویہ حضرت علی سے لڑنے کو نہیں نکلے تو عمرو عاص نے اسپر ملامت کی تو انہوں نے خود عمرو عاص کو اسپر مجبور کیا کہ تم علی سے لڑنے کو جاؤ۔ یہاں تک کہ عمرو عاص نے تعمیل حکم کے بغیر چارہ کار نہیں دیکھا اور بمقتضائے بزدلی بیچارگی لڑنے کے لیے میدان جنگ میں آئے۔ حضرت علی نے عمرو عاص کو دیکھتے ہی تلوار اوٹھائی اور اوچاہا کہ ان پر ہاتھ اوٹھائیں اور وار کریں۔ عمرو عاص جھٹ ننگے ہو گئے اور بولے کہ بھائی میں سپہ گری کے جوش میں نہیں آیا بلکہ مجبور آیا ہوں۔ حضرت علی نے اپنا مونہ پھیر لیا۔ اور فرمایا کہ جا تیرا برا ہو۔ عمرو عاص فوراً اپنے لشکر میں بھاگ گئے۔

صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہیں۔

چون حضرت امیر ذوالفقار از نیام برآوردہ بر عمرو عاص حملہ کرد۔ عمرو از نہیب تیغ ابدار خود را از اسپ انداخت و یک پائے خویش بالا گرفتہ عورتش مکشوف شد۔ امیر المومنین علیؑ رو بجانب دیگر آورد و عمرو خلاصی یافت چون عمرو گریختہ بمعویہ پیوست معویہ گفت اے پہلوان پردل شکر خدا را بجای جوشن گشتی بر اسم سگ حق

جب حضرت امیر نے تلوار نکال کر عمرو عاص پر حملہ کیا تو عمرو نے مارے دہشت کے گھوڑے سے گر کر اپنی ایک ٹانگ اوٹھا دی اور ننگے ہو گئے حضرت علی نے مونہ پھیر لیا اور عمرو عاص بچکر معاویہ کے پاس بھاگ گئے معویہ نے کہا اے پہلوان دلاور اور اے نبرد آزمائے جوش ور۔ خدائے تعالے کا شکر کر اور اپنی شرمگاہ کا ممنون ہو اور اوسکی

خود بلا قیام نماو رجعت خویش مستور باشی و پیوسته وحشت او ساعی — ہمیشہ اوسکی رعایت کیا کرو کہ وہی ہماری نجات کا باعث ہوئی ہے وجہ

جمیلہ دار کہ سبب نگاری تو گشت و این مقولہ بنیاد ضحک کرد — کہ اس قول سے سب کو ہنسی آئی اور عمرو عاص سخت

دعمرو خجل و شرمسار شد — شرمندہ اور خجل ہوے۔

خواجہ عبید اللہ امرتسری اپنی کتاب سوانح عمری علی علیہ السلام کے صفحہ ۲۹۴ مین اس واقعہ کو کسیقدر زیادہ تفصیل سے یون لکھتے ہین

ایک روز یہ اتفاق ہوا کہ دونو لشکر مقابل کھڑے ہوے تھے جناب امیر جب دونو لشکرون کے درمیان ٹہل رہے تھے

عمرو عاص فوج سے باہر نکلا۔ چونکہ آپ تبدیل لباس کئے ہوے تھے اسوجہ سے آپکو نہ پہچان سکا۔ میدان مین نکلا اور یہ رجز پڑھنے لگا۔

یا قادة الکوفة یا اهل الفتن	اضرب بکم و لا اری ابو الحسن
اے کوفہ کے سپہ سالارو اور فتنہ انگیز لوگو	مین تمھین ماروں گا اور ابو الحسن کا لحاظ کرونگا

عمرو عاص کا یہ رجز سنکر جناب امیر سامنے آگئے اور جواباً ارشاد فرمایا

ابو الحسین و اعلمنا ابو الحسن	جاء کم یقتاده العنن
آگاہ ہو جا کہ پدر حسین و حسن یہ ہے	اپنے گھوڑے کی باگ موڑتا ہوا آ پہونچا

جناب امیر علیہ السلام نے اوس پر حملہ کیا اوس نے حضرت کو پہچان لیا اور میدان سے پیٹھ پھیر کر بھاگا۔ اپنے جھپٹ کر نیزہ کا وار کیا نیزہ اوسکی زرہ کے حلقہ مین اولجھ گیا اوسکے نکالنے مین عمرو عاص جھٹکا کھا کر زمین پر گر پڑا اوسکو یہ خوف ہوا کہ جناب امیر اب مجھکو زندہ نہ چھوڑین گے اسلیئے اوس نے اپنی دونون ٹانگین اوٹھا کر اپنی شرمگاہ کو ننگا کر دیا۔ حضرت نے اپنا مونہہ پھیر لیا اور اپنی لشکر کو واپس گئے۔ عمرو عاص وہان سے ہانپتا کانپتا معویہ کے پاس پہونچا معویہ اوسے دیکھکر ہنسنے لگا۔ عمرو عاص کھسیانا ہو کر کہنے لگا تو ہنستا ہے واللہ اگر تو میری جگہ پر ہوتا تو تیری بھی شرمگاہ بھی ایسی ہی ننگی ہوتی جسطرح میری ننگی ہو گئی تھی اگر اسوقت جناب امیر واپس نہ جاتے تو تیرے عیال کو فروخت کر جاتے اور تیرے مال کو لوٹ لیتے۔ معاویہ نے کہا مین نے تو ہنسی سے یہ بات کہی تھی اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم مذاق کی برداشت نہین کر سکتے تو ہرگز ایسا نہ کرتا۔ عمرو عاص نے کہا مین تمہارے مذاق سے خفا نہین ہوتا لیکن اصل بات یہ ہے کہ اگر ایک بہادر دوسرے بہادر سے لڑتا ہو اگر چاہے اور دوسرا اوسکے مارنے سے دستکش ہو کر اوسکو قتل نہ کرے تو اوسپر شرمان خون کے النسور وتا ہے معویہ نے کہا بلکہ ہمیشہ کیلئے فضیحت و رسوائی بھی دنیا مین یادگار رہجاتی ہے۔ عمرو عاص نے کہا کہ مین نے اونکو نہین پہچانا تھا اس لئے مقابلہ کو چلا گیا۔ اگر مین نے انھین پہچان لیا ہوتا تو کبھی اونکی طرف قدم نہ بڑھاتا۔

بسر ابن ارطاة — یک لشکر و شدہ۔ صاحب سوانح عمری علی علیہ السلام اسکے آگے لکھتے ہین۔ پھر معویہ کے شہسوارون مین سے
کی بے حیائی — بسر ابن ارطاة نے جو شجاعت مین مشہور تھا جناب امیر کی ندای مبارزطلبی کو سنا کہ آپ پھر معاویہ کو مقابلہ

سے کلیم طالب ہو رہے ہیں اور معویہ مقابلہ سے جان چراتا ہے۔ اسلئے اوس نے اپنے غلام لاحق نامی سے اس امر میں مشورہ کی اور کہا کہ میں تو علی کے مقابلے میں جانا چاہتا ہوں شاید کہ وہ میرے ہاتھ سے قتل ہو جائیں اور یہی وجہ ہے عرب میں انکی شہرت گم ہو جائے۔ لاحق نے کہا کہ اگر تم اپنے میں اونکے مقابلہ کا حوصلہ دیکھتے ہو تو اس امر کیطرف مبادرت کرو۔ ورنہ اس قصد سے باز آؤ۔ کیونکہ علی ایسا شخص بہادر نقصان پہنچانے والا ہے۔ پھر لاحق نے بسر کو مخاطب کر کے یہہ شعر پڑھے۔

فانت له   فانت له یابسر ان کنت مثله   والا فان اللیث للضبع آکل

اے بسر اگر تو اوسکا ایسا ہے تو اوس سے مقابلہ کر   ورنہ تو جانتا ہے شیر لقمہ کا کھا جانیوالا ہے

متے تلقه فالموت فی رمحه   وفی سیفه شغل لنفسک شاغل

تو کیا اوس سے مقابل ہوگا۔ اوسکے نیزہ کی نوک میں موت ہے   اور اوسکی تلوار میں تیری جان لیتی ہے

بسر نے کہا تجھپر افسوس ہے۔ لاحق تیرے کلام میں تو سوائے موت کے کوئی کلام ہی نہیں۔ خیر جو کچھ بھی ہو اب تو میں اونکے مقابلہ کو جاتا ہوں۔ یہہ کہکر بسر میدان جنگ میں پہونچا جناب امیر نے اسے دیکھکر نیزے سے حملہ کیا۔ وہ نیزے کی انی سے چت ہوکر زمین پر گر پڑا اور اپنی دونو ٹانگیں اوٹھا کر اپنی شرمگاہ کو کھول دیا۔ جناب امیر کے لشکر والون نے اسے پہچان کر جناب امیر کو آواز دی اور عرض کی کہ یہ بسر ابن ارطاۃ ہے۔ اب اسکو زندہ نہ جانیدین۔ آپنے ارشاد فرمایا اگرچہ بسر ابن ارطاۃ ہی ہی۔ مگر اب اسکو بھاگ ہی جانے دو جس بات کا ارادہ تھا وہ اسکو مل گئی۔ پھر جب بسر گرد جھاڑ کر اوٹھا اور معویہ کے پاس چلا گیا معویہ نے ہنسکر کہا کوئی شرم کی بات نہیں ہے۔ عمر عاص کو بھی یہی معاملہ پیش آچکا ہے۔ جناب امیر علیہ السلام کی فوج سے ایک جوان نے زور سے چلا کر کہا کہ اے اہل شام تمکو شرم نہیں آتی۔ تمکو عمر عاص نے اپنا ستر کھولدیا اور جان بچالیا خوب سکھلا دیا ہے۔ اوس دن سے بسر عمر عاص کو اور عمر عاص بسر کو دیکھکر خوب ہنسا کرتے تھے۔ سوانح عمری علی علیہ السلام مطبوعہ اسلامی پریس لاہور ص ۲۲۲-۲۲۵

مالک اشتر سے عمر عاص کا مقابلہ میں عمر عاص کی ایسی ہی رسوائی اور اونکی ایسی سخت تذلیل

صفین کی ساتوین جنگ میں مالک ابن اشتر کے سخت حملون سے معویہ بہت گھبرایا تو مروان الحکم سے اہل شام کی مدد کرنے کو کہا مگر عمر عاص پر مروان نے ٹال دیا۔ ہر چند کوشش کی گئی مگر مروان نے اپنی جگہہ سے جنبش نہین کی۔ آخر کار پھر عمر عاص کو بمجبوری اہل عراق سے مقابلہ کی مصیبت جھیلنی ہوئی۔ عمر عاص کو اسوجہہ سے کہ حضرت علیؑ سے مقابلہ تو تھا نہین اسوقت اپنے فاتح ہونیکا جوش شجاعت آہی گیا۔ پانچسو سوارون کے ہمراہ لشکر عراق سے مقابل ہوا۔ مالک بھی سامنے آہی گیا۔ عمر عاص کو بدقسمتی سے آج بھی اوسی ذلت سے سامنا ہوا۔ مالک کے نیزے کی ٹکان انکو کچھہ ایسی پہونچی کہ یہہ گھوڑے سے کسیطرح سنبھل نہ سکے۔ آخر زمین پر گر پڑے۔ ننگے ہو گئے۔ ناک منہ سے خون آنے لگا۔ انکے ہمراہی انکو اوٹھا کر لشکر میں لے گئے جب یہہ کیمپ میں پہونچے تو مروان اکیلا جوان پر خیمہ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ ان سے پوچھا یہ کیا ہوا ہے۔ عمر عاص بولے کچھ نہین۔ مروان نے ہنسکر کہا۔ ہان سچ ہے ایسی تکلیفین امیر مصر ہونیکے مقابلہ میں آسان ہین   ترجمہ اعثم کوفی کتاب الصفین مطبوعہ مطبع اثنا عشری لکھنو

حضرت عمار کی شہادت

خواجہ اعثم کوفی لکھتے ہین کہ اٹھاوین دن کی لڑائی مین حضرت عمار یاسرؓ اپنی جان سے ہاتھ دہو کر میدان جنگ مین اہل شام سے مقابل ہوے اور پے در پے مردانہ وار حملہ کرکے اپنی شجاعت و دلیری کے ساتھ ہی اپنے ضعیف اور کہن مشق ہاتھون کے جوہر دکھلاے۔ اونکی صفون کو توڑتے ہوے حضرت عمارؓ اوس غول کیطرف بڑھے جو معویہ کی حفاظت کی غرض سے استادہ تھا۔ اہل شام نے عمار کو اپنے محاصرے مین لے لیا مگر تاہم یہ اپنی شجاعت و قوت کے ہاتھون اونسے تیغ زنی مین مصروف ہوے۔ نہایت شدت سے خونریزی ہونے لگی اور تلوار پر تلوار گرنے لگی۔ عمار یاسرؓ نے باوجود ضعف و پیرانہ سالی کے اہل شام کے متعدد جوانون کو قتل کیا اور آخر مین خود بھی مقتول ہوے۔ ابن جویر السکونی نے عمار یاسرؓ کو ایک سخت زخم لگایا اور وہین اونکا کام تمام کردینا چاہا مگر حضرت عمار یاسرؓ کے استقلال۔ انکے ثبات اور انکی شجاعت نے محاصرہ کے ایسے نازک وقت مین بھی ایسے بیش بہا جوہر دکھلاے جنھون نے اہل شام کے تمام مردانہ اور جوانانہ عزم و استقلال کو خاک مین ملادیا اور اونکا اس مستحکم محاصرے کو توڑکر باہر نکل آے اور اپنے گھوڑے کو بڑھاتے ہوے اپنی صف مین آکھڑے ہوگئے عمار یاسرؓ نے اہل شام کے محاصرے مین بہت بڑی دلیریون سے کام لیا مگر بایں ہمہ زخم کاری کی شدت اور ضعف و نقاہت نے زیادہ سنبھلنے کی اجازت نہ دی۔ ان کے ایک خادم رشید نامی نے اپنے مخدوم کی یہ حالت دیکھکر بہت جلد دودہ اور شہد کا شیرین شربت تیار کیا قبل اسکے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ مقدس متبرک اور صحبت یافتہ رفیق زخم کی شدت سے نڈھال ہوکر گھوڑے سے نیچے اوترے اس باوفا خادم نے یہ جام آخر اپنے آقا کی خدمت مین پیش کیا حضرت عمار یاسرؓ نے اپنے جان نثار خادم کی خدمت کو نہایت حسرت سے دیکھا اور تھوڑی دیر تک سوچ کر کہا

صدقت یا رسول اللہ صلعم اذا قیل علیہ السلام یا عمار تقتلک الفئة الباغیة یدعوھم الی الجنة ویدعونک الی النار واخر زادک اللبن　　　　آپ نے سچ فرمایا تھا یا رسول اللہ صلعم کہ اے عمار تمکو ایک فرقہ باغی قتل کریگا۔ تم اونھین جنت کیطرف بلاتے ہوگے اور وہ تمہین دوزخ کیطرف اور تمہاری آخر غذا دودہ ہوگی

رشید۔ اب میری موت مجھے تیقن ہوچکی ہے اور اب اسکی نسبت مجھکو کچھ شبہ نہین ہے۔ یہکہکر وہ جام شیر خادم سے لیکر پی لیا مگر وہ تمام شربت زخم کی راہ سے نکل پڑا۔ رشید نے یہ کیفیت دیکھکر گھوڑے کی باگ تھام لی اور اپنے آقا کو میدان جنگ سے اوٹھا لایا۔ اب حضرت عمار یاسرؓ گھوڑے پر ذرا سنبھل نہ سکے۔ رشید نے ہاتھون کا سہارا دیکر گھوڑے سے زمین پر اوتارا۔ زمین پر ناتھا کہ بتقاضاے روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون طبری جلد چہارم ص ۵۸۰ ابو الفدا (اردو) ص ۲۳۵ ترجمہ تاریخ خمیس باب الصفین ص ۵۷ المرتضیٰ باسناد صحیحین

امیر المومنینؑ عمار کی لاش پر

امیر المومنین علیہ السلام کو انکی شہادت کی خبر ہوئی۔ اصحاب و انصار کے ساتھ فوراً لاش عمار پر تشریف لاے اور نہایت حسرت سے اپنے قدیم رفیق کے مردے کو دیکھکر اور اوسکی افراط محبت اور محاسن حمد

کا خیال کر کے تحمل نہ فرما سکے۔ بے ساختہ آنکھوں میں آنسو بھر آیے۔ لاش کے قریب تشریف لے گیے اور ذیل کے اشعار ارشاد فرمائے ؎

الا ایہا الموت لیس تارکی	اے موت تو مجھ کو چھوڑنے والی نہیں ہے مجھ کو بھی جلد آجا
ارحنی فقد افنیت کل خلیلی	اور مجھ کو بھی راحت دیدے جب تو میرے تمام دوستوں کو فنا کر چکی
اراک بصیرا بالذین احبہم	میں دیکھتا ہوں کہ تو میرے دوستوں کو اچھی طرح پہچان گئی ہے
کانک تنحو نحوھم بدلیل	گویا تیرا یہ جھکاؤ انکی جانب راہ دکھاتا ہے۔

(ینابیع المودۃ ص ۲۶۹)

یہ فرما کر حضرت امیر المومنین علیہ السلام عمار یاسرؓ کی لاش پر افسوس فرماتے رہے امیر المومنینؑ کے تمام اصحاب انصار کا اسوقت لاش پر ہجوم تھا امیر المومنینؑ کے علاوہ ہر شخص اس جلیل القدر صحابی رسولؐ کے دیدار آخری کا مشتاق و بیقرار تھا امیر المومنین علیہ السلام نے بکمال حزن و ملال ارشاد فرمایا۔ ایہا المومنین۔ یہ وہ بزرگ و مقدس ہستی تھی جسکی موجودگی اور حاضری میں نے صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خالی نہیں پایا جب کبھی آپ کی صحبت میں تین آدمی ہوتے تو چوتھے عمار یاسر ہوتے۔ اسیطرح جب چار آدمیوں کا مجمع آنحضرت صلعم کی خدمت میں موجود ہوتا تو پانچویں یہی بزرگ ہوتے تھے۔ تنزیہ المتین

حضرت عمار یاسرؓ کی قدر و منزلت اس حدیث سے ظاہر ہے۔

ان الجنۃ تشتاق الی ثلثہ علی و عمار و سلمان — بہشت تین شخصوں کی مشتاق ہے۔ علی۔ عمار اور سلمان کی بخاری شریف

بہرحال جناب امیر المومنین علیہ السلام نے حضرت عمارؓ کی نعش کو فرات کے کنارے غسل دیکر ومع بیس ہزار مومنین کی جماعت کثیر کے ساتھ نماز پڑھکر دفن فرما دیا روضۃ الصفا جلد دوم ص ۴۴۲ تنزیہ المتین ص ۱۰۰

شہادت عمارؓ سے لشکر شام میں انقلاب — حضرت عمارؓ کے واقعہ شہادت نے اہل عراق کو محزون و مضطر تو بنایا ہی تہا ان سے زیادہ اہل شام کو بیتاب و بیقرار کر دیا۔ ابن جویر سکسکی اور ابو الغادیہ الفزاری دو نوں قتل عمارؓ میں شریک تھے ایسے ممتاز اور ذی اثر مخالف مقابل کو مار کر دو نوں انعام و اکرام کی امید میں خوش خوش عمر عاص کے پاس آیے۔ انمیں ہر ایک کا دعویٰ تھا کہ عمارؓ کو ہم نے مارا ہے۔ عمر عاص انکی بحث کو غور سے سنتا رہا۔ انکی آنکھوں میں واقعہ عمار کے ہیبتناک اثر نے کچھ دلالت سی ہی نہیں بلکہ تمام دنیا کی دنیا تاریک کر دی تھی اور یا عمار تقتلک الفئۃ الباغیہ کی حدیث صحیح نے اسکو سراپا انتشار و اضطراب بنا رکھا تھا۔ آخرکار دو دیر کے سکوت اسدونوں کو مخاطب کر کے کہا کہ تم دونو جہنمی ہو۔ خدا کی قسم۔ میں نے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہویے اپنے کانوں سے سنا ہے کہ عمارؓ کو فرقہ باغی قتل کریگا سوانح عمری ص ۷۷ باسناد خصائص نسائی و روضۃ الصفا ج ۲ ص ۴۲۱

ان دونوں نے اپنے دعوے کی اپیل معویہ کے سامنے پیش کی اور سارا ماجرا کہہ سنایا معاویہ ایسے کیا تھے جو اپنے دعوے کو بے دلیل کہتے اور قتل عمارؓ کا الزام اپنے سر لیتے۔ مگر دل ہی دل میں جو انکی حالت ہوئی وہ عنقریب معلوم ہو جائے گی

اوسوقت تو اونھون نے ان جاہلون کو اپنے طور پر سمجھا لیا مگر پھر عمر عاص کو اپنے پاس بلا کر کہا کہ اگر تم ہر شخص کے سامنے اسی طرح اظہار حق سے کام لیا کروگے تو ہمارا کام نکل چکا۔ ولایت شام ہی کی جب امیدین منقطع ہو گئین تو امارت مصر کے موہوم خیال کب قائم رہ سکتے ہین۔

ایک ایسے جلیل القدر اور عظیم الشان صحابی کا مارا جانا کوئی معمولی بات نہ تھی نہین کہ کوئی اسپر تھوڑا بہت غور نکرتا۔ عمر عاص سے روکھا جواب سنکر خیال کیجئے کہ قاتل معاویہ کے پاس آیے معاویہ نے اونھین سمجھا دیا کہ فرض کرو یہہ حدیث صحیح بھی ہو تو پھر تمھارے سر پر اسکا الزام نہین ہے اسلئے کہ قتل عمار کا باعث وہی ہوگا جو عمار کو اپنے ساتھ لایا ہوگا اور گروہ باغیہ کا خطاب اوسیکو دیا جائیگا جس گروہ مین وہ شریک تھے۔ سوانح عمری ص ۲۰۳

اس حدیث کا ذکر معویہ کی صحبت مین بھی ہوا اوسوقت عمر عاص۔ ولید ابن عقبہ۔ عبد اللہ ابن عمر عاص اور محمد بن عمر عاص وغیرہم موجود تھے۔ سب کے سب اس حدیث کی تطبیق اور اوسکی فکر مین متفکر اور مترددتھے معویہ نے اس مجمع کے سامنے بھی قتل عمار کی نسبت وہی تاویل پیش کی جو معویانہ طور پر قاتلان عمار کے سامنے پیش کر چکے تھے عبد اللہ ابن عمر عاص سے نرہا گیا بول اوٹھا کہ اے امیر یہہ تیری دلیل کیسی معقول اور یہہ تیرا دعویٰ کیسا ضعیف ہے۔ اگر اپنے رفع الزام کیلئے اسوقت تم نے یہہ اصول قائم کر لیے تو غزوات رسولؐ مین اون اہل اسلام کا خون کس کے سر جائیگا جو آنحضرت صلعم کی رفاقت مین درجہ سعادت پر فائز ہوے اخر وہ تو اسلام مین آنحضرت صلعم کے ساتھ آیے تھے۔ پھر اونکے قتل کا باعث کسے ٹھہراوگے؟ اور یہہ خطاب کس کے سر جائیگا؟ اگر میرے باپ کی شرکت اس جنگ مین ہوتی اور باپ کی اطاعت منجانب اللہ مجھپر فرض ہوتی تو مین اسیوقت تیری متابعت چھوڑ دیتا اور ازادی سے گھر کی راہ لیتا معویہ کو اسکی تقریر نے مضطرب الحال بنا دیا اور یہہ اوس کے پاس سے اوٹھکر چلے آیے

خلاصۃ الوفاء اور تاریخ خمیس مین ہے۔

لما قتل عمار بن یاسر امسک عمر عاص عن القتال وتابعہ علی ذلک خلق کثیر فقال معویہ لم لاتقاتل قال قتلنا ھذا الرجل وقد سمعت رسول اللہ صلعم یقول تقتلہ الفئۃ الباغیۃ فدل علی انا نحن بغاۃ فقال معویہ اسکت انحن قتلناہ۔ انما قتلہ علی واصحابہ جاؤا بہ حتی القوہ بیننا فبلغ ذلک علیا فقال ان کنت لنا قتلتہ فالنبی صلعم قتل حمزہ حین ارسلہ الی قتال الکفار

جب عمار یاسرؓ قتل ہو گئے۔ تو عمر عاص نے لڑائی سے ہاتھ روک لیا اور اس بات مین جماعت کثیر نے عمر عاص کی تقلید کی معویہ نے عمر عاص سے اسکا سبب پوچھا تو اونھون نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلعم کو کہتے ہوے سُنا ہے کہ عمار کو گروہ باغی قتل کریگا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم لوگ باغی ہین معویہ بولا چپ رہو۔ عمارؓ کے قاتل ہم نہین ہین بلکہ علیؑ اور اونکے اصحاب ہین جنھون نے عمار کو لاکے ہم مین ڈالدیا۔ حضرت علیؑ کو اسکی اطلاع ہوئی تو فرمایا کہ جو شخص مجھے عمار کا قاتل کہے گویا وہ یہہ کہتا ہے کہ حضرت حمزہؑ کے قاتل رسول مقبولؐ ہین کیونکہ آنحضرتؐ ہی نے تو اونکو (ہمراہ لاکر) کفار سے لڑنیکو بھیجا تھا۔

اسد الغابہ مین ہے

عن مخنف بن سليم قال اتينا ابا ايوب الانصاری فقلنا قاتلت بسيفك المشرکين مع رسول الله صلعم ثم جئت تقاتل المسلمين قال امرنی رسول الله صلعم بقتل الناکثين والقاسطين والمارقين وعن ابو سعيد الخدری قال رسول الله صلعم بقتال الناکثين والقاسطين والمارقين فقلنا يا رسول الله امرتنا بقتال هولاء فمع من فقال مع علی ومعه يقتل عمار بن ياسر رض

مخنف ابن سلیم نے ابو ایوب انصاری سے جو حضرت علی کے لشکر میں تھے کہا کہ تم نے رسول اللہ کی ہمراہی میں مشرکین سے قتال کی تھی اور اب مسلمانوں کو قتل کرتے آتے ہو۔ ابو ایوب نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلعم نے ہمیں ناکثین قاسطین اور مارقین کے ساتھ لڑنے کا حکم دیا ہے۔ ہم نے آپ سے پوچھا تھا کہ یا رسول اللہ ہم کس کے ساتھ ہو کر ناکثین قاسطین اور مارقین سے لڑینگے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ علی ابن ابی طالب کے ساتھ جنکی رفاقت میں عمار بن یاسر بھی شہید ہونگے

ابن اثیر نہایہ میں لکھتے ہیں۔

الناکثين اهل الجمل والقاسطين اهل الصفين والمارقين الخوارج

ناکثین سے اہل جمل۔ قاسطین سے اہل صفین اور مارقین سے خوارج مراد ہیں۔

عمر عاص کی .. مورخ مسعودی مروج الذہب میں لکھتے ہیں

قرآن فروشی

فكانت ليلة الجمعة وهی ليلة الهرير فكان جملة من قتل علی بكفه فی يومه وليلة خمس ماية وثلاثة عشر رجلا وكان الاشتر فی هذا اليوم علی ميمنة علی و قد اشرف علی الفتح ونادت مشيخة اهل الشام الله الله فی الحرمات والنساء والبنات فقال معوية هلم مخبأتك يا ابن العاص فقد هلكنا وتذكر ولاية مصر فقال عمر عاص ايها الناس من كان معه مصحف فليرفعه علی رمحه فكثر فی الجيش رفع المصاحف ونادوا كتاب الله بيننا وبينكم

جب وہ شب جمعہ ہوئی جسے لیلۃ الہریر کہتے ہیں تو اوس رات کو اور اوسکی صبح کو حضرت علی نے نفس نفیس پانچسو تیس ۵۲۳ آدمی قتل کیے حضرت علی کے میمنہ لشکر پر مالک اشتر تھے اونہوں نے حملہ میں اتنی کوشش کی اور دلاوری دکھلائی کہ قریب تھا کہ حضرت علی کا لشکر مظفر و منصور ہو۔ یہ حالت دیکھکر بزرگان شام چلا اوٹھے کہ خدا ہی ہمارے لڑکوں اور بچوں پر رحم کرے پس معویہ نے مضطرب ہو کر عمر عاص سے کہا کہ اگر مصر کی حکومت مطلوب ہے تو جلد کوئی حیلہ مقرر سوچو ورنہ ہم سب ہلاک ہوا چاہتے ہیں۔ عمر عاص نے اپنے لشکر والوں سے کہا کہ جسکے پاس قرآن ہو وہ اوسے نیزے پر بلند کرے۔ پس فوج اہل شام نے کثرت سے قرآن مجید نیزوں پر بلند کیے اور منادی کی ہمارے تمہارے درمیان کتاب اللہ ہے

مورخ ابو الفدا اسکے آگے لکھتے ہیں۔

ففعلوا ذلك فلما رای اهل العراق ذلك قالوا لعلی الا نجيب الا كتاب الله فقال علی امضوا علی حقكم وصدقكم فی قتال عدوكم فان عمرو ابن ابی معيط ومعاويه وابن ابی

جب اہل شام نے قرآن بلند کیے تو اہل عراق نے (جو حضرت علی کے لشکر میں تھے) کہا کہ اے علی تم کتاب اللہ کیوں قبول نہیں کرتے۔ حضرت علی نے جواب دیا کہ تم لوگ دشمن سے مقابلہ کرنے میں اپنے حق پر اور اپنی صدق

سرح والضحاک ابن قیس لیسوا باصحب دین ولا قرآن وانا اعرف بهم منکم ویحکم والله ما رفعوها الا خدیعة و مکیدة فقالوا تمنعنا ان ندعی الی کتاب الله فتابی فقال علی انما قاتلتهم لیدینوا بحکم کتاب الله فانهم قد عصوا الله فیما امرهم -

لیکن اونھون نے تو حکم خدا کی صریح نافرمانی کی

پر ثابت قدم ہو۔ عمرعاص۔ ابن معیط معویہ۔ ابن ابی سرح ضحاک ابن قیس نہ اہل دین ہیں نہ اہل قرآن۔ میں اونھیں خوب جانتا ہوں سمجھا اونھوں نے قرآن کو محض مکاری سے بلند کیا ہے۔ اہل عراق بولے کہ تم ہمکو کتاب اللہ کی طرف انیسے کیوں کہتے ہو جبکہ ہم اوسکی طرف بلائے جاتے ہیں؟ حضرت علی نے کہا کہ مخالفین کے مقابلہ میں میرا یہی تو مقصد محض اسلیے ہو کہ وہ حکم خدا و کتاب خدا کے مطابق عمل کریں

تاریخ ابن واضح میں ہے۔

فقال علی انها مکیدة ولیسوا باصحب القرآن فاعترض الاشعث بن قیس الکندی وقد کان معویه استماله فقال والله لئن لم تجبهم انصرفت علیک

منظور نہ کرو گے تو میں ابھی تمہارے پاس سے چلا جاؤں گا۔

حضرت علی نے فرمایا یہ معویہ والوں کا فریب ہے جو اونھوں نے قرآن بلند کیئے ہیں حالانکہ وہ قرآن سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ یہ سنکر اشعث بن قیس کندی جو پردہ معویہ سے ملا ہوا تھا کہنے لگا کہ اگر تم معاویہ والوں کی درخواست

روضۃ الاحباب اور حبیب السیر میں یہ عبارت تحریر ہے

حضرت علی فرمود کہ من سزاوارترم از ہمہ کس باجابت کتاب خدای تعالی اما این حیلہ ایست کہ اندیشیدہ اند و مکریست کہ پیش آوردہ اند و مقصود مخالف از رفع مصاحف عمل بکتاب خدا نیست بلکہ چون از حرب دلتنگ اندہ اند و از نصرت مایوس شدہ اند و فتح و ظفر ما بعین الیقین دیدہ اند می خواہند کہ باین کید ازین مہلکہ جان بیرون برند من با ایشان مقاتلہ خواہیم کرد تا بحکم باری تعالی سبحانہ راضی گردند و چون اکثر امرا و اعیان سپاہ امیر المومنین علی رشوتہا از معاویہ گرفتہ بودند گفتند اے امیر المومنین دعوت معاویہ را اجابت کن کہ ترا بکتاب الہی می خواند ورنہ ترا گرفتہ بخصم سپاریم علی فرمود انا للہ و انا الیہ راجعون

حضرت علی نے کہا میں تم سے زیادہ کتاب اللہ کے قبول کرنے کا سزاوار ہوں مگر جانتا ہوں کہ رفع مصحف سے مخالفین کا مقصود عمل کتاب اللہ نہیں ہے بلکہ وہ لڑائی سے عاجز آگئے ہیں اپنی کامیابی سے مایوس ہو چکے ہیں اور ہماری فتح کا اونھیں یقین کامل ہو چکا ہے لہذا اس حیلہ سے اپنی جان بچانا چاہتے ہیں میں اون سے قتال کرونگا تاآنکہ وہ حکم خدا پر راضی ہوں حضرت علی کی سپاہ والے بہت سے امرا اور اعیان جو معویہ سے رشوتیں لے چکے تھے کہنے لگے اے امیر المومنین تم معویہ کی درخواست قبول کرلو کیونکہ وہ کتاب خدا کی طرف ہمیں بلاتا ہے کیونکہ ورنہ ہم تمکو دشمن کے حوالہ کردینگے۔ حضرت علی نے فرمایا انا للہ و انا الیہ راجعون

مورخ ابو الفدا آسکے آگے یون لکھتے ہین -

فقال له مسعود التميمي وزيد ابن حصين الطائي
في عصابة من الذين صاروا خوارج يا علي اجب الى
كتاب الله اذا دعيت اليه والا دفعناك برمتك الى القوم
ونفعل بك ما فعلنا بابن عفان فقال علي ان تطيعوني
فقاتلوا وان تعصوني فافعلوا ما بدا لكم قالوا فابعث
الى الاشتر فليأتك فبعث اليه يدعوه فقال الاشتر
ليس هذه الساعة التي ينبغي لك ان تزيلني عن
موقفي فرجع الرسول واخبره بالخبر فارتفعت الاصوات
وكثر الرهج من جهة الاشتر فقالوا لعلي ما نراك امرته
بالقتال فقال هل رأيتموني ساررت رسولي اليه
ليأتك والا اعتزلناك فرجع الرسول الى الاشتر فاعلمه
فقال قد علمت والله ان رفع المصاحف يوقع اختلافا
وانها مشورة ابن العاهرة فرجع الاشتر الى علي
فقال خدعتم فانخدعتم وكان غالب تلك العصابة
الذين لخواص القتال سألوا معاوية بأي شيء رفعت
المصاحف فقال تنصبوا حكما منكم وحكما منا و
ناخذ عليهما ان يعملا بما في كتاب الله ثم نتبع
ما اتفقا عليه فوقعت الاجابة من الفريقين الى ذلك وقال
الاشعث بن قيس وهو اكبر الخوارج انا قد رضينا بابي
موسى الاشعري فقال علي قد عصيتموني في اول الامر
فلا تعصوني الآن لا ارى ان اولي ابا موسى فقالوا
نرضى الا به فقال علي انه ليس بثقة (الى ان قال)

مسعود تمیمی اور زید بن حصین الطائی جو آخر خارجی ہو گئے کہنے لگے اے علی
جب تم کتاب خدا کی طرف بلائے جاتے ہو تو قبول کر لو ورنہ ہم تم کو تمہارے حوالہ
کر دینگے اور تمہارے ساتھ بھی وہی کرینگے جو عثمان کے ساتھ کر چکے ہین -
حضرت علی نے کہا کہ اگر تم میرے مطیع ہو تو جنگ جاری رکھو اور اگر نافرمان ہو تو
پھر جو مناسب سمجھو وہ کرو - انہون نے کہا کسی کو بھیجکر اشتر کو بلا بھیجو حضرت
علی نے انکے کہنے کے مطابق اشتر کو بلایا تو انھون نے کہلا بھیجا کہ یہ وقت ایسا
نہین ہے کہ مین اپنی جگہ سے ہٹا یا جاؤن اس اثنا مین جہان اشتر لڑ رہے تھے
شور وغل بڑھ گیا تو لوگون نے حضرت علی سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم نے انکو
جنگ ہی کا حکم دیا ہے - روکا نہین ہے حضرت علی نے کہا کیا تم نے مجھکو قاصد
سے سرگوشی کرتے دیکھا ہے؟ اور کیا تم نے پیامبر سے جو بات ہم نے کہی تھی وہ
نہین سنی تھی؟ انھون نے کہا اچھا پھر اشتر کو بلوا بھیجو ورنہ ہم تم
سے منحرف ہو جائینگے - حضرت علی نے اشتر سے دوبارہ کہلا بھیجا کہ چلے آؤ
یہ حکم سنکر اشتر کہنے لگے کہ مین سمجھ گیا کہ پسر زانیہ عمر عاص نے قرآن بلند
کرا کر اختلاف ڈالدیا پس اشتر نے میدان جنگ سے واپس آکر اپنے لشکر والون
سے کہا کہ افسوس تم دشمنون کے فریب مین آگئے ورنہ ہماری فتح جو اسوقت قتال
سے ہو گئی تھی وہ ہر طرح غالب آگئی تھی اور جب حضرت علی کے لشکر والون نے
قتال سے ہاتھ روک دیا تو معاویہ سے رفع مصاحف کا سبب پوچھا گیا
معاویہ نے جواب دیا مین چاہتا ہون کہ فریقین کی طرف سے حکم مقرر ہون اور ان سے
عہد کر لیا جائے کہ وہ موافق حکم کتاب خدا عمل کرینگے پھر جس امر پر وہ اتفاق
کرینگے ہم اور تم اوسی کے پابند رہینگے اہل عراق اور اہل شام نے اسے قبول کر لیا
اہل عراق مین سے اشعث ابن قیس نے جو اکابر خوارج سے تھا کہا کہ ہم ابو
موسی الاشعری کو حکم مقرر کرتے ہین حضرت علی نے کہا دیکھو امر اول مین تم

ولكن ابن عباس اولى منه فقالوا ابن عباس ابن عمك ولا
نريد الا رجلا هو منك ومن معوية سواء فقال على الاشتر
فابوا وقالوا هل اسعرها الا الاشتر فاضطر على اجابتهم
واخرج ابو موسى واخرج معوية وعمرو ابن عاص ابن وائل
واجتمع الحكمان عند على وكتب بحضرته كتاب القضية
وهو بسم الله الرحمن الرحيم هذا ما تقاضى امير المومنين
ص فقال عمرو عاص هو اميركم واما اميرنا فلا فقال الاحنف
لا تمح اسم امير المومنين فقال الاشعث بن قيس امح
هذا الاسم فاجاب على ومحاه وقال على والله اكتب
مثله في السنة والله انى لكاتب رسول الله يوم الحديبية
فكتبت محمد رسول الله فقالوا لست برسول الله ولكن اكتب
اسمه واسم ابيه فامرني رسول الله صلعم بمحوه فقلت لا
استطيع فقال فارنيه فاريته فمحاه بيده وقال لى انك
ستدعى الى مثلها فتجيب فقال عمرو عاص سبحان الله اتشبهنا
بالكفار فقال على يا ابن النابغة ومتى لم تكن للفاسقين
وليا وللمومنين عدوا فقال عمرو والله لا يجمع بيني وبينك
مجلس بعد اليوم فقال على انى لارجو ان يطهر الله مجلسي
منك ومن اشباهك وكتب الكتاب

میں تم نے میری بات نہیں مانی اور میری نافرمانی کر چکے ہو اب تو مجبور ہوں ابو موسی
کو بہتر نہیں جانتا اونہوں نے کہا ہم سوائے ابو موسی اشعری کے اور کسی دوسرے کے حکم ہونے
پر راضی نہیں ہیں حضرت علیؑ نے کہا میں ابو موسی کو ثقہ نہیں جانتا ابن عباس
اون سے بہتر ہیں اصحاب معاویہ نے اس تجویز کو تسلیم نہیں کیا اور کہا کہ ابن عباسؓ
تمہارے چچیرے بھائی ہیں حکم ایسا ہونا چاہیئے جس کا تعلق تمہارے اور معویہ کے ساتھ
برابر ہو۔ حضرت علی نے کہا کہ اچھا مالک ابن اشتر کو حکم مقرر کرو مخالفین نے
اس تجویز کو بھی نامنظور کیا۔ اور حضرت علی کو مجبور ہونا پڑا چنانچہ حضرت علی کی
طرف سے ابو موسی اور معویہ کی طرف سے عمرو عاص حکم قرار پائے اور دونوں نے حضرت
علی کے پاس جمع ہو کر کتبہ لکھنا شروع کر دیا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وہ اقرارنامہ ہے
جسکو امیر المومنین علیؑ۔ ہنوز اتنا ہی لکھا گیا تھا کہ عمرو عاص بولا علی تمہارے امیر ہیں
ہمارے امیر نہیں۔ اس لفظ کو مٹا دو۔ احنف کاتب عہدنامہ نے کہا میں امیر المومنین
کا لفظ نہیں مٹا سکتا۔ اشعث بن قیس نے کہا ضرور مٹانا چاہیئے۔ حضرت علیؑ
نے وہ کاغذ لیکر اپنے ہاتھ سے لفظ امیر المومنین مٹا ڈالا۔ اور فرمایا کہ اللہ اکبر یہ
معاملہ بھی مطابق سنت نبوی ہے جسکی خبر مخبر صادقؐ نے مجھکو دی تھی قسم خدا کی
جب روز حدیبیہ میں نے صلحنامہ میں لفظ محمد رسول اللہ لکھا تھا تو کفار قریش نے
لفظ رسول اللہ کے متعلق ایسے ہی قیل وقال کیا تھا جیسا کہ تم کرتے ہو اور رسول اللہ
نے خود کاغذ اپنے ہاتھ میں لیکر لفظ رسول اللہ کو محو کر دیا تھا اور مجھسے فرمایا تھا کہ اے
علی تمکو بھی ایسا ہی معاملہ پیش آئے گا اور تمکو قبول کرنا ہوگا۔ یہ سنکر عمرو عاص بولنے لگا۔
سبحان اللہ ہمکو کفار سے تشبیہ دیتے ہو۔ حضرت علی نے جواب دیا کہ اے ابن باغیہ تو فاسقین کا دوست اور مومنین کا دشمن کب نہ تھا عمرو عاص نے کہا کہ اب
آیندہ میں تمہارے ساتھ کبھی یکجا نہوں گا حضرت علیؑ نے فرمایا میں خدا سے امید کرتا ہوں کہ وہ میری مجلس کو تجھسے اور تیرے ایسے لوگوں سے پاک رکھے گا۔

اسکے بعد اقرارنامہ تحریر ہوا۔ جسکا خلاصہ مضمون بقول صاحب حبیب السیر یہ تھا

علی واتباع او ومعویه واشیاع او قبول نمودند که بحکم کتاب الہی
قیام نمایند و آیات بینات باو شاہی مگذرند و علی و شیعه

علیؑ اور اونکے متبعین معویہ اور اونکے موافقین نے قبول کیا کہ
حکم خدا و کتاب اللہ کے موافق عمل کرینگے اور احکام خداوندی سے

متمرا

دعلی وشیعه او راضی شدند که عبدالله ابن قیس یعنی ابوموسی اشعری در این باب حکم باشد و معویه و یاران او رضا دادند که از قبیل ایشان عمرو عاص حکم کند۔

متجاوز ہون گیے۔ اور حضرت علیؓ اور اونکے شیعہ بھی اس بات پر راضی ہوئے کہ اونکی جانب سے ابوموسی اشعری حکم ہون اور معویہ اور اونکے گروہ کیطرف سے عمرو عاص حکم مقرر ہوئے

اس کے آگے کے حالات تاریخ ابن الوردی مین یون لکھے ہوئے ہین۔

واجلا القضاء الی رمضان من هذه السنة وان احیا ان یوخرا ذلک اخراه (الی ان قال) ثم سار علیؓ الی العراق وقدم الی الکوفه ولم تدخل الخوارج معه الی الکوفه واعتزلوا عنهٗ

ابوموسی اور عمرو عاص نے فیصلہ کا زمانہ ماہ رمضان سنہ رواں مقرر کیا اور اسکے ساتھ یہ بھی لگادی کہ اگر دونو حکم چاہین تو میعاد مقررہ مین تاخیر کر سکتے ہین اور جب یہ معاملہ طے ہوگیا تو حضرت علی مع ہمراہیون کوفہ چلے گئے البتہ اونمین سے ایک گروہ (جو خارجی ہوگیا) وہ حضرت علی کی رفاقت ترک کرکے اونکے ساتھ واپس نہ گیا۔

عمرو عاص کی ایمان فروشی اور ابوموسی کی بے وقوفی

اجماع حکمین کا جب زمانہ قریب ہوا تو جانبین کے حکم (مقام دومۃ الجندل مین) جمع ہوئے۔ تاریخ ابن خلدون مین ہے۔

فلما انقضی الاجل وحان وقت التحکیم بعث علیؓ ابا موسی الاشعری فی اربعة مائة رجلا (الی ان قال) و بعث معویه عمرو ابن العاصی فی اربعمایة من اهل الشام والتقوا باذرح من دومة الجندل

جب میعاد منقضی ہوئی اور مصالحہ کا وقت آگیا تو حضرت علیؓ کیطرف سے ابوموسی اشعری مع چارسو ہمراہیون کے اور معویہ کی جانب سے عمرو عاص مع چارسو شامیون کے مقام اذرح واقعہ دومۃ الجندل مین وارد ہوئے

اس بے ایمان فیصلے اور ایمان فروش حکمین کی بے ایمانیون کی کیفیت تفصیل سے تاریخ ابو الفدا مین یون مرقوم ہے

والتقی الحکمان فدعی عمرو ابا موسی ان یجعل الامر الی معوية فابی ودعی ابا موسی عمرو ان یجعل الامر الی عبد الله بن عمر بن الخطاب فابی ثم قال وما تری انت فقال تری ان نخلع علیا ومعاویه ونجعل الامر شوری بین المسلمین فاظهر له عمرو ان هذا هو الرای ووافقه علیه ثم اقبلا الی الناس فقد اجتمعوا وقال ابوموسی ان انا قد اتفق علی رای نرجو به صلاح هذه الامة فقال عمرو

جب میعاد منقضی ہوئی اور دونو حکم جمع ہوئے تو عمرو عاص نے ابوموسی سے چاہا کہ وہ معویہ کو خلیفہ قبول کرلے مگر ابوموسی نے انکار کیا اسی طرح ابوموسی نے عمرو عاص سے استدعا کی کہ وہ عبد اللہ ابن عمر ابن خطاب کو خلیفہ تجویز کرے لیکن عمرو عاص نے اسکو نہ مانا۔ بعد ازان ابوموسی سے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے ابوموسے نے کہا ہماری تو یہ رائے ہے کہ علی اور معویہ دونون معزول کردیے جائین اور خلافت کا معاملہ مسلمانون کے شوری پر چھوڑ دیا جاوے۔ عمرو عاص نے اس رائے کی تحسین کر

وصدّق بقوله فتكلم يا ابا موسى فلما تقدّم لحقه عبد
الله ابن عباس فقال له ويحك والله لقد اظن انه
خدعك ان كنتما فقد اتفقتما على امر فقدّمه قبلك
فانى لا آمن ان يخالفك فقال ابا موسى انا قد اتفقنا
فحمد الله واثنى عليه وقال يا ايها الناس انا لم نر ا
اصلح الامر هذه الامة قد اجتمع عليه رأيي ورأي
عمرو وهو ان نخلع عليا ومعوية ونستقبل هذه الامة
هذا الامر فيولوا منهم من احبوا واني قد خلعت عليا
ومعوية واستقبلوا امركم وولوا عليكم من رأيتموه
لهذا الامر اهلا ثم تنحى واقبل عمرو فقام مقامه
فحمد الله واثنى عليه ثم قال ان هذا قد قال
ما سمعتم وخلع صاحبه وانا اخلع صاحبه كما
خلعه واثبت صاحبي فانه ولي عثمان والطالب
بدمه واحق الناس بمقامه فقال له ابو موسى
ما لك لا وفقك الله غدرت وفجرت فركب ابو موسى
ولحق بمكة حياء من الناس

اور کہا کہ مجھکو تمہاری آپس میں اتفاق ہے یہ گفتگو کر کے دونون شخص -
فریقین کے مجمع میں آیے ابوموسی نے لوگون کیطرف مخاطب ہو کر کہا کہ ہم
دونو آدمیون کی رائین ایک ایسے امر پر متفق ہوئی ہین جو صلاحیت امت پر
مبنی ہین عمر عاص نے اسکی تصدیق کر کے ابوموسی سے کہا کہ جو رائے تم نے
قائم کی ہے بیان کرو۔ ابوموسی آگے بڑھے تو عبداللہ ابن عباس نے ان سے
کہا کہ اگر عمر عاص نے تم پر یہ ظاہر کیا ہے کہ اوسکو تمہاری رائے سے اتفاق ہے
تو واللہ مین خیال کرتا ہون اوسنے تمکو دہوکا دیا ہے اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے
کہ پہلے عمر عاص کو تقریر کرنے دو ورنہ پچہتاؤ گے ابوموسی نے اس بات پر
اعتنا نہین کی اور کھڑے ہو کر بعد حمد وثنا ے الہی کہا کہ ایہا الناس مین
مسلمانون کے لیے اس سے بہتر صلح کی کوئی بات نہین سمجھتا ہون جس پر
میری اور عمر عاص کی رائے متفق ہو چکی ہے وہ یہ ہے کہ علی اور معاویہ دونو
علیحدہ کر دیے جائین اور مسلمانون کا گروہ غور کرنے کے بعد جسکو چاہے
خلیفہ مقرر کرے لہذا مین نے علی اور معویہ دونون کو علیحدہ کیا اب تملوگ
غور کر کے جسکو امر خلافت کے لیے موزون سمجھو خلیفہ مقرر کرو یہ کہکر ابوموسی
پیچھے ہٹے اور عمر عاص روبرو سے جمع کھڑے ہوے اور بعد حمد وثنا ے ایزدی
کہا کہ جو کچھ ابوموسی نے کہا تم لوگون نے سن لیا پس جو کچھ ابوموسی نے علی کو خلافت
سے معزول کیا جس سے مجھکو بھی اتفاق ہے لہذا مین بھی علی کو علیحدہ کرتا ہون اور معاویہ کو خلیفہ قرار دیتا ہون کیونکہ وہ عثمان کے ولی ہے۔ اونکے خون کے طالب
اور اونکی قائمقامی کے مستحق ہین - یہ سنکر ابوموسی نے عمر عاص سے کہا کہ خدا تجھکو توفیق نہ دے تو نے سخت غداری اور برائی کی - یہ کہکر اوسیوقت ابوموسی سوار
ہوے اور شرم کے مارے مکہ چلے گئے -

ابوموسی اور عمر عاص
مین - تو تو - مین مین
ابوموسی کو صحابہ کی لے دے

خواجہ سید السید صاحب امرتسری ارجح المطالب (سوانح عمری علی علیہ السلام) مین لکھتے ہین
عمر عاص کا فیصلہ تحکیم سنکر ابوموسی نے کہا اے عمر عاص یہ تجھکو کیا ہو گیا ہے - خدا تجھکو یاری نہ دے
تو نے بڑی بیوفائی کی ہے - اور برا کام کیا ہے - تیری مثال اوس کتے کی ہے - جسکا ذکر خدا ے پاک نے اپنے کلام پاک مین کیا ہے کہ
جو ہانپتا بھی تو دم ہلاتا ہے اور بلاؤ تو بھی دم ہلاتا ہے - ابن عاص نے کہا تیری مثال ٹھیک اوس گدہے کی ہے جس پر بہت سی کتابین
لدی ہوئی ہون جیسا قران مجید مین مرقوم ہے -
دیکھ مین سعد ابن ابی وقاص نے ابوموسی سے کہا کہ عمر عاص نے تجھکو اپنے مکر سے کسقدر ضعیف کر دیا ہے - ابوموسی نے کہا -

ہین کیا کرون اس نے اول ایک بات پر مجھے اتفاق ایا پھر جسے بدعہدی کی۔ ابن عباس کہنے لگے بیتیرا قصور نہین ہے بلکہ اوسکا قصور ہے جس نے تجھے اس مقام پر پیش کیا۔ عبدالرحمن ابن ابی بکر کہنے لگے۔ اگر اشعری اج کے دن سے پہلے دنیا سے اٹھ جاتا تو بہتر تہا۔ شریح ابن ہانی نے ابن عاص پر کوڑے لگائے۔ عمر عاص نے شریح پر عصا اوٹھایا۔ لوگون نے بیچ بچاؤ کر دیا۔ اکثر شریح کہا کرتے تھے مین کسی بات پر اسقدر نہین پچھتاتا ہون اور افسوس کرتا ہون جیسا اس امر پر کہ مین نے اوسدن عمر عاص پر کوڑے کے عوض تلوار کیون نہ چلائی کہ اوسکا خاتمہ ہی ہوجاتا۔ ارجح المطالب طبع لاہور ص ۵۴۲-۵۴۳

ابو موسی کی ندامت — قصۂ تحکیم کے بعد لوگون نے ابو موسی کو تلاش کیا لیکن معلوم ہوا کہ وہ سوار ہو کر مکہ چلدیے۔ ابو موسی کہا کرتے تہے کہ مجھکو ابن عباس نے ابن عاص کے فریب سے پہلے ہی ڈرا دیا تھا اور اگاہ کر دیا تھا لیکن مین نے ابن عاص کی باتون پر اطمینان کرلیا اور مجھے یقین ہوگیا کہ یہ خدا مسلمانون کی مصلحت اور امت کی خیرخواہی مین کسیطرح سے اپنے غدر کا اثر ظاہر نہین کریگا مگر افسوس سب خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم۔ لا فطرة الله تبديلا

عمر عاص کی حکومت مصر — یہ سب کچھ ہوتا رہا۔ ذلت بھی حقارت بھی شرم بھی ندامت بھی۔ لیکن عمر عاص حکومت مصر لے ہی مرے۔ مورخ ابو الفدا لکھتے ہین

محمد ابن ابوبکر کی شہادت

ثم دخلت سنة ثمان وثلثين فيها بعث معوية عمرو عاص بعسكر الى مصر وكتب محمد بن ابى بكر يستنجد عليا فارسل اليه الاشتر فلما وصل الاشتر الى القلزم سقاه رجل عسلا مسموما فمات منه

پھر سنہ ۳۸ھ شروع ہوا معاویہ نے عمر عاص کو لشکر دیکر مصر بھیجا جہان کے عامل حضرت علی کی طرف سے محمد بن ابی بکر تھے جب محمد ابن ابوبکر کو عمر عاص کے آنیکی خبر معلوم ہوئی تو اونھون نے حضرت علی کو خبر دی اور مدد مانگی حضرت علی نے مالک ابن اشتر کو اونکی مدد کیلیے روانہ فرمایا۔ اشتر قلزم تک پہنچے تھے کہ اونکو ایک شخص نے شہد مین زہر دیکر مار ڈالا اور وہین اونھون نے وفات پائی۔

اسکے اگے امام المورخین طبری لکھتے ہین۔

فاقبل الذى سقاه الى معوية فاخبره بهلاك الاشتر فقام معوية فى الناس خطيبا فحمد الله واثنى عليه و قال اما بعد فانه كانت لعلى ابن ابى طالب يدان يمينان قطعت احدهما فى صفين يعنى عمار بن ياسر رض وقطعت الاخرى اليوم الاشتر

جس شخص نے اشتر کو زہر دیا تہا اوس نے معویہ کو اشتر کے انتقال کی خبر دی تو معاویہ نے کھڑے ہوکر خطبہ پڑہا خدا کی حمد و ثنا کی اور کہا اما بعد علی ابن ابیطالب کے دو داہنے ہاتھ تھے اونمین سے ایک جنگ صفین مین کٹ گیا یعنی عمار ابن یاسر رض۔ دوسرا آج قطع ہوگیا۔ یعنی مالک ابن اشتر رض

تاریخ ابن وردی مین محمد ابن ابی بکر کی تفصیلی کیفیت شہادت یون مرقوم ہے۔

ودخل عمرو بن عاص مصر وقاتله اصحاب محمد بن ابی بكر فهزمهم عمرو فتفرق عن محمد اصحابه فمشى محمد ماشياً حتى انتهى الى خربة فقبض عليه واتوا به الى معوية بن خديج فقتله۔

جب عمرو عاص نے مصر پہنچکر محمد ابن ابوبکر سے جنگ کی تو محمد ابن ابی بکر کا لشکر شکست کھا کر منتشر ہوگیا محمد ابن ابی بکر بھاگ گئے اور افتان و خیزان ایک خرابے تک پہونچے تھے کہ لوگ اونھین پکڑ کر معاویہ ابن خدیج کے پاس لے گئے اور اوس نے اونھین قتل کردیا۔

تاریخ ابوالفدا مین ہے۔

فلما بلغ عائشة قتل اخيها محمد جزعت عليه وقنتت في دبر كل صلوة تدعوا على معاوية وعمرو ابن العاص ولما بلغ عليا قتله جزع عليه

جب حضرت عائشہ کو محمد ابن ابی بکر کے قتل کی خبر پہنچی تو وہ نہایت رنجیدہ ہوئین اور ہر نماز کے بعد معاویہ اور عمرو عاص کو قنوت مین بددعا اور نفرین کرتی تھین اور جب حضرت علی کو خبر ملی تو آپ بھی نہایت ملول ہوئے

تاریخ مروج الذہب مین مرقوم ہے

ولما بلغ معوية قتل محمد اظهر الفرح والسرور

معویہ کو محمد کے قتل کی خبر پہونچی تو بہت شاد و مسرور ہوئے

عمرو عاص کی موت — ابوالفدا مین ہے۔

ثم دخلت سنة ثلثين واربعين وسنة ثلاث واربعين فيها توفي عمرو ابن العاص

پھر ۴۲ھ و ۴۳ھ کا دور شروع ہوا اور سال اخر الذکر مین عمرو عاص کی وفات ہوئی تھی

زیاد ابن سمیہ

معاویہ صاحب خود بڑے اصیل تھے اور اونکی قوت حرب کچھ تو ان اصیلون سے بھری پڑی تھی معویہ صاحب کی اصالت معلوم ہوچکی ہے۔ مروان الحکم کی اصلیت مذکور ہوچکی۔ عمرو عاص کی مجہولیت معروف ہوچکی اب زیاد ابن سمیہ کی حقیقت نسبی کا انکشاف حسب ذیل ہے۔

زیاد ابن سمیہ کی ولدیت۔ انکے قانونی باپ تو عبید رومی غلام حارث ابن کلدہ ثقفی تھے۔ اور عارضی والد ماجد ابوسفیان بن حرب طرفہ تو یہ ہے کہ اپنی تمام عمر تک خود ابوسفیان کو اپنے اس فرزند کی ولدیت نہ معلوم ہوسکی۔ اور نہ اس بیٹے ہی کو کامل پچاس برس تک اپنے آباجان ابوسفیان کی ابوّت کی کوئی خبر ہوسکی۔ غرضکہ پچاس برس کی مدت تک انکی ولدیت اور اونکی ابوت صیغہ راز مین رہی۔ مورخ ابوالفدا اس عجیب الخلقت ترکیب نسبی کی تفصیل حسب ذیل عبارت مین لکھتے ہین۔

استلحق معاوية زياد ابن سمية وكانت سمية جارية للحارث بن كلدة الثقفي فزوجها لعبد له الرومي

معویہ نے زیاد بن سمیہ کو اپنے نسب مین داخل کرلیا اور اوسکو اپنا بھائی بنالیا سمیہ مذکورہ حارث بن کلدہ ثقفی کی لونڈی تھی اور حارث نے

اوسکی

يقال له عبيد فولدت سمية زياداً على فراشه وكان
ابوسفيان قد سار في الجاهلية الى الطائف فنزل على
انسان يبيع الخمر يقال له ابو مريم فقال له ابوسفيان
قد اشتهيت النساء فقال ابو مريم هل لك سمية
فقال ابوسفيان هاتها على ذميها وفر بطنها فوقع
عليها فيقال انها علقت منه زياد (الى ان قال) فاستلحق
معوية زياداً فاحضر الناس وحضر من يشهد الزياد
بالنسب وكان ممن حضر لذلك ابو مريم الخمار الذي
احضر سمية الى ابوسفيان بالطائف وشهد بنسب زياد
من ابى سفيان وقال رائيت اسكتي سمية يقطران من
منى ابوسفيان فاستلحقه معوية وهذا اول واقعة
خولفت فيها الشريعة علانية

اسکی شادی اپنے ایک غلام رومی عبید نامی سے کر دی تھی جس سے زیاد
پیدا ہوا۔ زمانہ جاہلیت میں ابوسفیان طائف اوگئے تو ابو مریم شراب فروش
کے یہاں اوترے اور ابو مریم سے کہنے لگے کہ مین اسوقت عورت کی خواہش رکھتا
ہے جسمین ہوں ابو مریم بولا اگر تم سمیہ کو پسند کرو تو مین اوسکو بلا دون
ابوسفیان نے بیجان خواہش مین کہا کہ اوسی کو لاؤ وہ بادجودیکہ وہ دراز پستان
اور قبیح البطن ہے۔ ابو مریم نے سمیہ کو بلوایا۔ ابوسفیان اوس سے ہمبستر ہوئے
اور سمیہ اوس سے حاملہ ہوگئی چنانچہ کہا جاتا ہے زیاد ابوسفیان ہی کے نطفہ
سے پیدا ہوا تھا جب معاویہ نے زیاد کو اپنے سلسلہ نسب مین داخل کرنا چاہا تو لوگون
کو اس بات مین گواہی دینے کے لئے طلب کیا منجملہ او لوگون کے ابو مریم
شراب فروش نے بھی گواہی دی جو سمیہ کو طائف مین ابوسفیان کے لئے
بلا لایا تھا اس نے بیان کیا کہ مین نے اپنی آنکھون سے سمیہ کے اندام نہانی
سے ابوسفیان کے مادہ حیوانی کو ٹپکتے ہوئے دیکھا ہے۔ پس معاویہ نے
زیاد کو اپنے نسب مین شامل کر لیا اور یہ پہلا واقعہ ہے جسمین علانیہ طور پر شریعت کی مخالفت کی گئی۔

شریعت ہو یا طریقت۔ خلوص ہو یا طریقت یہ سب معویہ کی خود غرضی اور نفسانیت پر نثار تھین اور ان سب
کو وہ اپنے حصول مطلب پر قربان کرنیوالے تھے۔ پھر اونکو مخالف شرع ہونیکی کیا پروا جس صورت و غرض کے اندر زیاد بنی
ثقیف کی خیل غلامان سے نکال کر بنی امیہ کے سلسلہ خاندان مین ملا گیا تھا وہ بہت جلد ہمارے سلسلہ بیان سے معلوم ہوگی
زیاد کا وجود عالم وجود مین جسطرح قائم ہوا معلوم ہو چکا ہے۔ خلافت اولیٰ تک اسکا کوئی حال تاریخ اسلام
مین پایا نہین جاتا۔ خلافت ثانی کے دور مین عمالان ملکی کی طول طویل فہرست مین انکا نام بھی دکھائی دیتا ہے اور علاقہ
فارس کے تازہ فتحشدہ صوبون مین سے بعض صوبون کی ولایت پر انکا تعین بھی پایا جاتا ہے اور پھر عراق کی خدمتون کی
درستی کے لئے فارس سے بلائے جاتے ہین اور ام جمیل والے مقدمہ زناکاری مین کوفہ سے گواہ استغاثہ مقرر ہوئے ہین مگر
حضرت عمر کی اشارت اور تعلقات ملازمت کی وجہ سے انکو حقیقت حال پر نقاب افگنی کرنی ہوئی۔ دیکھو تاریخ طبری جلد پنجم
خلافت ثالث مین جب تمام ممالک پر مسلمان قابض ہو جاتے ہین تو یہ تمام قلمرو فارس کے عامل بنائے جاتے ہین اور یہ اپنی فطرتی
ذہانت اور خلقی متانت کی وجہ سے ممالک ایران کا ایسا کامل انتظام کر دیتے ہین کہ باوجود اسکے کہ تمام بلاد اسلامیہ مین

خلیفہ عصر کے خلاف ،، رہو تے ہیں ۔ لغاوتیں عمل میں لائی جاتی ہیں مگر ممالک ایران میں کسی کو کانون کان خبر نہیں ہوتی اور وہان اس عالمگیر بدامنی کے زمانے میں بھی تمام امن وامان قائم رہتا ہے خلافت چہارم کے عہد میں بھی انکے کارنامون پر نظر دیکھکر حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالبؑ نے بھی انکو انکی جگہہ پر بحال رکھا ۔ اور اسمین بھی کلام نہین کہ انھون نے پوری دیانتداری سے کام کیا اور انکی شہادت تک اوسی دیانت و امانت پر قائم رہے ۔ اس اثنامین معاویہ کیطرف سے انکے بہکانے اور سازش مین لانے کی بڑی بڑی کوششین عمل مین لائی گئین لیکن ایک بھی کارگر نہوئی معویہ نے اپنی مفسدہ پردازیون سے قریب قریب تمام ممالک اسلامیہ مین فساد پھیلادئے سوائے قلمرو ایران کے کہ وہان زیاد کی وجہہ سے انکی کوئی ترکیب نہ چلی حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے بعد سے حضرت امام حسنؑ کے آغاز خلافت تک زیاد کی فرمانبرداری اور وفاداری کی یہی صورت قائم رہی اور تحریر صلحنامہ تک زیاد اپنی راسخ الاعتقادی پر قایم رہا ۔ او معاویہ اوسکی پاداری اور استقلال طبعی سے بہت خائف تہا مگر سوچتے سوچتے اصل مدعا تک پہونچگیا اور زیاد کی اوس حقیقی کمی کو سمجہ گیا جسکی وجہہ سے وہ اپنے تمام اقتدار و اختیار کو بالکل ہیچ سمجہتا تہا اور حقیقت مین زیاد کے رام کرنیکی اس سے بڑھکر کوئی دوسری ترکیب نہین تہی ۔ چنانچہ سوانح عمری حالات حضرت امام حسنؑ مین بیان ہوچکا ہے ۔

زیاد حضرت امام حسن علیہ السلام کے زمانہ صلح تک راسخ العقیدہ رہا مگر حقیقت مین اوسکو اپنی مجہول النسبی کا عرب کے ایسے ملک مین ضرور خیال تہا اور اوسکا یہ خیال مردم و ہر لحظہ پہلو کا نیش تہا جو اسکے موجودہ اقتدار و اختیار کو اوسکی نگاہون مین بالکل خاک کئے ہوئے تہا معاویہ چونکہ اسکی خوش عقیدگی اور راسخ الاعتقادی سے واقف تہا اسلئے اس سے اپنی کسی سازش کی ترکیب پہلے جرات بہی نہین کرتا تہا ۔ یہان تک کہ جب زمانہ کی بداعمالیون نے بلاد اسلامی کی عنان حکومت معویہ کی گردن مین ڈالدی تو اوسکو اپنی اس تحریک کے پیش کرنیکا بہی موقع ملگیا ۔ اس نے اسی ضرورت سے زیاد کو اپنا بھائی بنایا اور اوسکو مذکورہ بالا طریقہ سے علی رؤس الاشہاد اپنی اخوت کا یقین و اعتماد دلوا دیا ۔ پھر تو سلامتی سے زیاد اپنے بڑے بہائی صاحب کے ایسے مطیع و منقاد اور شیدائی و فدائی نکلے کہ اگلے پچھلے تمام تعلقات و معتقدات کو فراموش کر گئے اور انہین کے قدم بقدم چلنے لگے شیعون کی غریب جانون کی وہ بربادی مچائی کہ تمام عراق مین واویلا مچگئی ۔ انکے مظالم کی کیفیت اعثم کوفی یون لکھتے ہین

اشیاع و دوستان امیر المومنینؑ القتل رسانید و در بہر کجا کہ
یکے از جماعت می یافت کہ کشت دوست و پائے الشان
را می برید و چشم ہار ابر می کند و معویہ ہمیشہ بمصلحت و بر ادمی زیست

زیاد نے عراق مین امیر المومنینؑ کے شیعون کو قتل کرایا اور
اون لوگون مین سے جس شخص کو جہان پاتا تہا قتل کراتا تہا ۔
اونکے ہاتھ پاؤن کاٹ ڈالتا تہا آنکھین نکلوا لیتا تہا اور
معویہ ہمیشہ اوسی کی صلاح و مصلحت اپنے پر چلاتا تہا ۔

کتاب احداث مین امام ذہبی اسکی حسب ذیل تفصیل کرتے ہین

اشتد البلاء حینئذ اہل الکوفہ لکثرۃ من بہا
پہر شیعان علی علیہ السلام پر سخت ترین بلا و مصیبت ٹوٹ پڑی

من الشيعة فاستعمل عليه زياد بن سمية وهو بهم عارف لانه كان منهم في ايام علي عليه السلام فقتلهم تحت كل حجر ومدر واخافهم وقطع الايدي والارجل وسمل العيون وصلبهم على جذوع النخل وسيّرهم عن العراق فلم يبق بها معروف منها

معویہ نے زیاد ابن سمیہ کو کوفہ کا عامل کیا وہ شیعان کوفہ کے بچہ بچہ کو جانتا تھا اسلئے کہ حضرت علیؑ کے وقت مین یہ بھی شیعون مین داخل تھا اس نے شیعون کو تمام خشکی وتری مین ڈہونڈہ ڈہونڈہ کر قتل کیا۔ اونکو خوب خوب ڈرایا اور دھمکایا۔ اونکے ہاتھ پاون کو کٹوایا۔ اونکی آنکھون مین سلائی پھروا کر اندہا کروایا۔ اونکو درختون کی شاخون مین لٹکا کر سولی دلوائی اونکو حدود عراق سے باہر نکلوایا۔ یہانتک کہ ممتازین شیعہ مین سے ایک متنفس بھی وہان باقی نرہا۔

حجر ابن عدی صحابی

مورخ ابو الفدا لکھتے ہین

زیاد ابن سمیہ

وكان معوية وعماله يدعون لعثمان في الخطبة يوم الجمعة ويسبّون عليا ويقعون فيه ولما كان المغيرة متولي الكوفة كان يفعل ذلك طاعة لمعوية فكان يقوم حجر وجماعة معه فيردون عليه سبّه لعلي وكان المغيرة يتجاوز عنهم فلما ولي زياد دعى لعثمان وسبّ عليا فقام حجر وقال كما كان يقول من الثناء على عليّ فغضب زياد وامسكه واوثقه بالحديد وثلاثة عشر نفرا معه وارسلهم الى معوية فارسل معاوية من قتلهم بعذراء وكان حجر اعظم الناس دينا وصلواة وروى عن الشافعي انه اسرّ الى الربيع انه لا يقبل شهادة اربعة من الصحابة وهم معوية وعمرو ابن العاصي والمغيرة وزياد

معویہ اور اونکے عمال جمعہ کے دن خطبہ مین حضرت عثمان کو دعا دیتے تھے اور حضرت علیؑ کو برا کہتے تھے چنانچہ جب مغیرہ ابن شعبہ والی کوفہ معاویہ کے حکم سے حضرت علیؑ کو برا کہتا تھا تو حجر ابن عدی مع اپنی جماعت کے کھڑے ہوکر اوسکا رد کیا کرتے تھے اور مغیرہ حجر کی کچھ مزاحمت نکرتا تھا مگر جب زیاد نے عامل کوفہ ہوکر حضرت علیؑ کو برا کہا اور حجر ابن عدی نے حسب المعمول اوسکے مقابلہ مین حضرت علیؑ کی مدح وثنا کی تو زیاد نے غضبناک ہوکر حجر ابن عدی کو مع اونکے تیرہ رفیقون کے گرفتار کر لیا اور معویہ کے پاس بھیجدیا معویہ نے اون سب کو مقام عذرا مین بھیجکر قتل کرا ڈالا۔ حالانکہ حجر ابن عدی بزرگان اسلام مین بڑے دیندار اور نمازگذار شخص تھے اور امام شافعی نے بطور وصیت ربیع سے کہا کہ صحابہ مین چار صحابیون کی گواہی قابل اعتبار نہین۔ وہ معاویہ۔ عمرو عاص ابن وائل۔ مغیرہ ابن شعبہ اور زیاد ابن سمیہ ہین۔

زیاد کی موت عذاب

معویہ کی عزت افزائی کچھ کام نہ ائی صحابی بھی بنایا اور بقول صاحب تنسیخ کافیہ حضرت ام المومنین ام حبیبہ کا حاجب شرعی بھی ٹہرایا مگر حدود عرب مین کسی نے بھی انکو زیاد بن سمیہ چھوڑ زیاد ابن ابوسفیان نہ خود کہا نہ کہلوایا۔ بقول صاحب روضۃ الصفا اس شقی ترین کے مظالم ایسے ہی ناقابل عفو تھے کہ منتقم حقیقی نے بہت جلد اسکو اسکے کیفر دار کی سزا تک پہونچایا۔ ظاہرا پاون پر ایک دانہ نکلا اور اوسمین خارش پیدا ہوئی اور وہ اتنی جلد جلد بڑھی کہ کمر تک آماس آگیا۔ رات بھر اوسی کرب و اضطراب مین کٹی۔ صبح

ہوئے ہی اونکی سمیت سو زیاد ابن سمیہ ٹھنڈے ہو گئے - انکی موت بلا اختلاف ۵۳ھ مین واقع ہوئی ابوالفدا

ولید ابن عقبہ

حضرت عثمان کے اخیافی بھائی تھے - سن ولادت معلوم نہو سکا - مگر اکثر واقعات سے معلوم ہوتا ہی کہ معویہ ابن ابوسفیان کے ہمعصر تھے - بنی امیّہ ہو نیکی تمام اوصاف خصوصی سے موصوف اور اخلاق ذمیمہ اور عادات رذیلہ مین مشہور و معروف تھے مین یہہ ہی کہ انکے ابتدائی حالات تو بہرحال ایسے ہین جس سے صحیح طور پر اندازہ کیا جاسکتا ہی کہ اون ایام مین انکی کوئی حالت قابل ذکر نہین تھی سبقت اسلام کے شرف خاص سے بالکل محروم - جب بنی امیہ کا تمام قبیلہ اس شرف سی محروم نظر آتا ہو تو پھر انکی محرومی کیون حیرت انگیز ہونے لگی - فتح مکہ کے بعد ۸ھ مین جبکہ بنی امیہ مجبور او ہر طرف سے مایوس ہو کر مسلمان ہو کر وہان یہہ بھی اور اپنے تمام قبیلہ کیطرح یہہ بھی گروہ مؤلفۃ القلوب مین داخل ہوئے - دربار رسالت سے انکو کوئی ملکی - مالی اور فوجی خدمت یا عہدہ نہین دیا گیا - ہان اور بنی امیہ کیطرح اگر انکا نام بھی صدقات و زکوۃ کی تحصیلی مذکورون مین لکھا گیا ہو تو کوئی تعجب نہین - مگر سیرۃ النبی مین شبلی صاحب کی داخل کردہ فہرست محصلین زکواۃ و صدقات انکے نام سے خالی دکھلائی دیتی ہے -

ولید اور رسالت کے بعد ایام خلافت مین بھی - خلافت اولیٰ تک انکا نام کہین نہین پایا جاتا - ہان - خلافت ثانیہ کے حضرت عمر بنی امیّہ نواز زمانے مین جہان اس تمام خاندان کی ایک ضرورت خاص سے پرورش و سرپرستی فرمائی گئی - وہان انکی بھی - حضرت عمر کے یہہ مربیانہ اخلاق و اشفاق انپر وقت وفات تک قائم رہے - جسکی وجہہ سے وہ حضرت عمر کی خدمت مین بہت بیباکی سے باتین کرتے تہ - چنانچہ ہم کنز العمّال سے ذیل کا واقعہ نقل کرتے ہین - جس سے ہمارے بیان پر کافی روشنی پڑتی ہے

عن ابی مجلز قال قال عمر من تستخلفون بعدی فقال رجل من القوم الزبیر ابن العوام فقال اذا تستخلفونه شحیحا غلقا یعنی سیئی الاخلاق فقال رجل نستخلف طلحۃ بن عبید اللہ فقال کیف تستخلفون رجل کان اول شی نحلہ رسول اللہ صلعم ارضا نحلّہا ایاہ فجعلہا فی رھن یھودیۃ فقال رجل من القوم نستخلف علیا فقال انکم لعمری لا تستخلفونہ والذی نفسی بیدہ لو استخلفتموہ لاقامکم علی الحق وان کرھتم فقال الولید ابن عقبہ قد علمنا الخلیفۃ من بعدک فقال من قال عثمان بن عفّان

ابو المجلز سے مروی ہے کہ حضرت عمر نے (اپنی وفات کے قریب) لوگون سے پوچھا کہ میرے بعد تم کسکو خلیفہ بناؤگے ایک شخص نے کہا زبیر ابن العوام کو حضرت عمر بولے کہ ایسے آدمی کو کیونکر خلیفہ کروگے جو بخیل اور بدخلق شخص ہے پھر دوسرے شخص نے کہا کہ ہم طلحہ کو خلیفہ کرینگے - حضرت عمر نے کہا واہ ایسے آدمی کو کیا خلیفہ بناؤگے جس نے رسول اللہ صلعم کی عطا کی ہوئی زمین کو ایک یہودیہ کے پاس رہن کر دالا - یہہ سنکر ایک تیسرے شخص نے کہا کہ ہم تو علیؑ کو خلیفہ کرینگے - حضرت عمر نے کہا مجھکو قسم ہے اپنی جان کی تم علیؑ کو خلیفہ نکرنا بخدا اگر علیؑ کو تم خلیفہ کروگے تو چاہے تم خوش ہو یا ناخوش - وہ تمکو امر حق پر قائم کیے بغیر نہ رہینگے - یہہ سنکر ولید ابن عقبہ بول اوٹھے - ہم سمجھ گئے آپ جسکو خلیفہ کرنا چاہتے ہین - حضرت عمر نے کہا کسکو؟ ولید نے کہا عثمان ابن عفان کو -

حضرت عثمان کی خلافت تو گھر کی دولت تھی - حضرت عثمان کے اس کلیہ نے کہ

واللّٰہ لو ان مفاتیح الجنۃ بیدی لاعطیتھا بنی امیۃ

خدا کی قسم اگر بہشت کی کنجیاں میرے پاس ہوتیں تو مین اون کو بنی امیہ کو دیدیتا تمام بنی امیہ کو خوشحال۔ فارغ البال اور ضرورت سے زاید مالامال کر دیا۔ غنائم افریقہ مین سے پانچ لاکھ درم نقد لیے تھے ولید ابن عقبہ بھی ہاتھ لگی اور اوسکے ساتھ کوفہ کی امارت نفع مین۔

کوفہ مین ولید کی آمد

دربار خلافت سے پروانہ ولایت لیکر ولید ابن عقبہ کوفہ پہونچے۔ اور دار الامارۃ کی شاہی عمارت مین بیٹھکر داد عیش و عشرت دینے لگے کیسا نظم ملکی اور کہان کا انتظام مالی۔ امام علی بن برہان الدین شافعی۔ لسان العیون فی سیرۃ الامین والمامون مین انکے روزانہ مشاغل اور طور و اطوار کا پورا نقشہ ذیل کے الفاظ مین کھینچتے ہین۔

وکان الولید شاعرا ظریفا حلیما شجاعا کریما یشرب الخمر کل لیلۃ من اول اللیل الی الفجر فلما اذن المؤذن الصلوٰۃ الفجر خرج الی المسجد وصلی باھل الکوفۃ الصبح اربعۃ رکعات وصار یقول فی رکوعہ وسجودہ اشرب واسقنی ثم قاء فی المحراب ثم سلّم وقال ھل ازیدکم فی الصلوات فقال لہ ابن مسعود لا زادک اللہ خیرا ولا من بعثک علینا

ولید مرد شاعر تھا۔ ظریف تھا۔ حلیم تھا اور شجاع و کریم تھا۔ شرابی تھا اور ہر شب کو ابتداے شام سے طلوع فجر تک شراب پیا کرتا تھا۔ ایکبار موذن نے نماز صبح کی اذان دی تو مسجد مین آیا مگر اسقدر نشہ سے بدحواس تھا کہ دو رکعتون کی جگہہ چار رکعتین پڑہا گیا اور رکوع و سجود مین ذکر تسبیح کے عوض "اشرب" "واسقنی" "پیو اور مجھے پلاؤ" کہتا جاتا تھا۔ یہان تک کہ وہین محراب مین قے کردی۔ جب ہوش ہوا تو لوگون سے پوچہا کیا مین نے تملوگون کو زیادہ نماز پڑہا دی۔ عبد اللہ ابن مسعود سا جلیل القدر صحابی جو خصوصا علم القرآن مین مشکل سے اپنا نظیر رکھتا تہا ایسے ناپاک امام کا مقتدی بنا ہوا تھا کہنے لگا کہ خدا تجھے میرے لیے کبھی نیکی زیادہ نکرے۔ اور نہ اوسکے لیے جسنے تجہکو ہم پر امیر بنا کر بھیجا ہے۔ ہم نے تو ہمیشہ تیرے پیچھے زیادہ نماز پڑہا ہی کی ہے۔

یہی واقعہ ایک دوسرے مورخ کی زبانی

مورخ مسعودی اپنی تاریخ مروج الذہب مین اس واقعہ کو زیادہ تفصیل سے حسب ذیل عبارت مین لکھتے ہین ـ

وکان من عمالہ جماعۃ منھم الولید ابن عقبہ بن ابی معیط (اخو عثمان لامہ) علی الکوفہ وھو من اخبر النبی صلعم انہ من اھل النار (قال المسعودی) ان الولید بن عقبہ کان یشرب مع ندمائہ ومغنیہ من اول اللیل الی الصباح فلما اذنہ المؤذن بالصلوات خرج منفصلا فی غلائلہ فتقدم الی المحراب فی صلوٰۃ الصبح فصلی لھم اربعا قال اتریدون ان ازیدکم وقیل انہ قال فی سجودہ وقد اطال

جو عمال حضرت عثمان نے مقرر کیے تھے اونہین کی جماعت مین ولید ابن عقبہ بھی تھے جو حضرت عثمان کے اخیافی (مانجایے) بھائی تھے جسکے جہنمی ہونیکی خبر جناب رسولخدا صلعم نے دی تھی۔ ولید ابن عقبہ تمام رات اپنے مصاحبین اور ارباب نشاط کے ساتھ شراب نوشی مین مشغول رہتا تھا اور سر شام سے طلوع صبح تک شراب پیا کرتا تہا اور جب موذن نماز کے لیے اوسکو بلایا کیا کرتے تھے تو وہ اوسی طرح (مخمور) مسجد مین جاکر لوگون کو نماز صبح پڑہایا کرتا تہا اور بجاے دو رکعت کے چار رکعت پڑہا کر کے کہا کرتا تہا کہ اگر کہو تو دو رکعتون کو اور زیادہ کردون

اشرب واسقی وقال بعض من کان خلفه فی الصف الاوّل واللّٰه لا اعجب الا من بعثك الینا والیا وعلینا امیرا الی ان قال، فظهر فسقه ومداومته شرب الخمر فهجم علیه جماعة من المسجد منهم ابو زینب بن عوف و ابو جندب بن زهیر وغیرهما فوجدوه سکران مضطجعا علی سریره لا یعقل فایقظوه من رقدته فلم یستیقظ فانتزعوا خاتمه من یده وخرجوا من فورهم الی المدینة فاتوا عثمان بن عفان فشهدوا عنده علی الولید انه شرب الخمر التی کنا نشربها فی الجاهلیه و اخرجا خاتمه فدفعاه الیه فزجرهما ودفع فی صدورهما وقال تنحیا عنی فخرجا

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ولید مذکور جب مسجد میں جاتا تھا تو دیر تک پڑا رہتا تھا اور کہتا تھا "پی اور مجھ کو پلا"۔ چنانچہ ایک بار جو لوگ اوسکے پیچھے صف اوّل میں تھے اونمیں سے کسی نے کہا کہ واللہ الخ ہم تجھپر تعجب نہیں کرتے لیکن اوسپر متعجب ہیں جسنے تجھ ہمارا والی اور امیر کرکے یہاں بھیجا ہے جب ولید ابن عقبہ کے فسق اور دائم الخمری کی خبر مشہور ہوئی تو مسلمانوں کے ایک گروہ نے جنمیں ابو جندب اور ابو زینب بھی تھے مسجد میں اکر ولید پر ہجوم کیا دیکھا کہ ولید مسند حکومت پر نشہ شراب میں بیہوش پڑا ہے۔ لوگوں نے اوسے ہشیار کرنا چاہا۔ جب وہ کسی طرح سے ہوشمیں نہ آیا تو اوسکی اونگلی سے انگوٹھی اوتار لی اور فوراً مدینہ میں اکر حضرت عثمان سے ولید کی شراب نوشی کا تمام ماجرا بیان کیا۔ حضرت عثمان نے ابو زینب اور ابو جندب سے پوچھا کہ تم نے کیونکر جانا کہ ولید نے شراب پی۔ انھوں نے ولید کی مخموری کے ثبوت میں اوسکی انگشتری پیش کرکے کہا کہ اوسنے شراب پی جو ہم لوگ زمانہ جاہلیت میں پیا کرتے تھے۔ حضرت عثمان نے اونکو ڈانٹا اور سینہ پر دہکا دیکر فرمایا کہ میرے پاس سے ہٹ جاؤ۔ یہ سنکر وہ دونوں اوٹھے اور وہاں سے باہر نکل پڑے۔

حضرت عثمان کی برادر نوازیاں انکو کوفہ میں اپنے زمانہ خلافت تک سنبھالے رہیں لیکن حضرت علیؑ کے وقت میں یہ خود علٰحدہ ہو کر معویہ کے پاس شام میں چلے گئے۔ اور آخر وقت تک وہیں رہے۔ صفین کے معرکوں میں انکی کسی جنگی خدمت کا کوئی ذکر نہیں پایا جاتا نہیں معلوم صاحب لسان العیون نے انکو "کان شجاعا" کس اعتبار پر لکھدیا۔ اسی طرح نظام ملکی میں بھی کوئی خدمت انکے متعلق نہیں لکھی ہے۔ صاحب سرّ الشہادتین کو امام حسین علیہ السلام اور بیعت یزید کے ابتدائی معاملات میں ان پر والی مدینہ ہونیکا شبہہ ہوا ہے اس لئے اونھوں نے اپنی عبارت میں ولید ابن عقبہ کو عامل مدینہ لکھدیا ہے لیکن صاحب روضۃ الاحباب محدث شیرازی نے صاف صاف اس واقعہ کی تفصیل میں لکھدیا ہے۔ کہ ولید ابن عتبہ ابن ابو سفیان عامل مدینہ عامل مدینہ۔ عبداللہ ابن عمر بن عثمانؓ را طلب امیر المومنین حسین و عبداللہ ابن زبیر فرستاد۔" یہ صحیح ہے کہ معویہ نے اپنی وفات کے قریب مروان کو ولایت مدینہ سے معزول کر کے ولید کو والی مدینہ مقرر کیا تھا مگر وہ ولید ابن عقبہ نہیں تھا بلکہ وہ ولید ابن عتبہ تھا جو معاویہ کا بھتیجا تھا جیسا کہ محدث شیرازی نے تشریح کردی ہے۔ خیابات شاہ صاحب کو عقبہ اور عتبہ کی تجنیس خطی نے دہوکہ میں ڈال دیا ہے۔

بہرحال ولید ابن عقبہ کے مذکورۂ بالا حالات سے زاید کوئی حال قابل ذکر نہیں ہے۔ نہ ان سے کوئی اسلامی خدمت متعلق معلوم ہوتی ہے نہ کوئی ملکی اور نہ مالی نہ فوجی۔ اسی سے اندازہ کرلیا جاسکتا ہے کہ معاویہ کی دربارداری اور حاضرباشی کے سوا انکے کوئی اور مشاغل نہیں تھے بشر بالنار ہونیکی وجہ سے تمام مسلمان ان سے متنفر تھے اسلئے اسلامی کتب سیر و تاریخ میں انکا اس سے زاید ذکر نہیں پایا جاتا۔ یہاں تک

کہ انکے مرنیکا سال بھی کسی نے لکھکر نہ بتلایا -

مغیرہ ابن شعبہ

عرب کے مشہور شاطر عیاری اور مکاری مین عمر عاص کے ردیف اور ہموزن - ابن الوقتی اور زود جہتی مین مشہور - قبل اسلام قریش مین انکی کوئی حیثیت معلوم نہین ہوتی - اسلئے تاریخ وسیر کی کتابین انکے ابتدائی حالات سے خالی ہین - اسی وجہ خاص سے کوئی انکا سال ولادت بھی لکھکر نہ بتلا سکا

فتح مکہ کے بعد یہہ اسلام لائے - معرکہ حنین مین شریک تہے - مگر خالد ابن ولید والے رسالے مین - جو سب سے پہلے میدان جنگ سے بھاگ نکلا - رسالت کے باقیماندہ ڈہائی برس کی مدت مین کوئی اسلامی خدمت ان سے متعلق نہین پائی جاتی خلافت اول کے ڈہائی برس مین بھی انکو کوئی ملکی مالی اور فوجی عہدہ نہین دیا گیا - حضرت عمر کے زمانہ مین خلافت کی پالیسی بدلی - اور حضرت عمر کو خلافت کی نئی اسکیم کی مجوزہ کی مشین چلانیکے لئے - عمر عاص مغیرہ ابن شعبہ معویہ ابن ابو سفیان اور زیاد ابن سمیہ کی ایسے لوگون کی ضرورت ہوئی جو بقول شبلی صاحب کے اونکے نظام ملکی کے کل پرزے تہے - الفاروق

مصلحت وقتی اور حصول مطلب کی غرض خاص سے دربار خلافت کی یہہ نو رتن تیار کی گئی - اور خلیفہ عصر نے انمین سے ہر ایک فرد واحد کی وہ جا و بیجا قدر و منزلت کی جو کبھی انکے خواب و خیال مین بھی نہ آئی ہوگی - ہر قسم کی مراعات - ہر طرح کی خاطرداری - ہر طریقہ سے انکی تائید اور جانبداری خلافت اور خلیفہ کا نصب العین قرار پاچکا تھا - یہان تک کہ مغیرہ ابن شعبہ کی کھلی بدکاری پر بھی اپنی روا داری کا دامن ڈالا اور اونکے صحیح و صریح جرم کو چھپا ڈالا - تفصیل حسب ذیل ہے - تاریخ کامل مین ہے -

ام جمیل امرأة من بنی ھلال بن عامر وکان لھا زوج من ثقیف ھلک قبل ذلک یقال لہ الحجاج بن عبید وکان المغیرۃ و ھو امیر البصرۃ یختلط الیھا سرا فبلغ ذلک اھل البصرۃ

ام جمیل اصل مین قبیلہ بنی ہلال بن عامر کی ایک عورت تھی اوسکی شادی قبیلہ ثقیف مین حجاج ابن عبید کے ساتھ ہوئی تہی جو اس واقعہ سے قبل مرچکا تہا - مغیرہ ابن شعبہ امیر بصرہ تھے اور وہ خفیہ طور سے ام جمیل کے ساتھ آلودہ تھے یہ شدہ شدہ اسکی خبر تمام اہل بصرہ کو ہوگئی تھی -

انھین تاریخون مین آئندہ سلسلہ بیان حسب ذیل حسب ذیل ہے -

ایک دن ابو بکرہ شبل بن معبد نافع اور زیاد بن سمیہ ایک مکان مین بیٹھے تہے اور وہ مکان ام جمیل کے مکان کے مقابل واقع تھا - اتفاق وقت سے ہوا چلی تو ام جمیل کے گھر کی کھڑکی کا دروازہ کھل گیا اور ابو بکرہ اور اوسکے ہمراہیون نے دیکھا کہ مغیرہ ام الجمیل کے ساتھ زنا کر رہا ہے - انھون نے دونو کو غور و تامل سے دیکھا تو دونو کو پورے یقین کے ساتھ پہچان لیا اور اس واقعہ کو پوری تفصیل سے لکھکر دربار خلافت مین اطلاع بھیجدی - حضرت عمر نے بظاہر ضابطہ کے مطابق مستغیث کو اوسکے استغاثہ

کے گواہون کے ساتھ طلب فرمایا۔ مدعی اپنی گواہان ثبوت کے ہمراہ دربار خلافت مین حاضر ہوا مقدمہ کھلا۔ شہادتین گذرین۔ گواہون مین سے ابوبکرہ۔ سہل بن معبد اور نافع نے حسب المشاہدہ حضرت عمر دار المحکمہ مین اپنی اپنی شہادتین قلمبند کرائین۔ ان تینون گواہون نے بلا اختلاف اپنے بیانات اور چشم دید واقعات بیان کیے اور مجرم کا جرم ثابت کردیا۔ مگر اونکی بدقسمتی سے خود خلیفہ عصر کو اونکی یہ راست گوئی اور انصاف جوئی مغیرہ ابن شعبہ کے خلاف ناگوار گذری۔ اسلئے وہ جادۂ انصاف سے ہٹکر۔ اپنے معتمد علیہ خاص مغیرہ ابن شعبہ کی پوری پوری جانبداری کرنے لگے۔ چوتھی گواہی زیاد بن سمیہ کی تھی جو انکا دوسرا معتمد علیہ افسر تھا اور ہر طریقہ سے انکے اختیار اور قابو مین۔ چنانچہ شہادت کے لئے جب زیاد ابن سمیہ انکے سامنے لایا گیا تو اوسکے اظہار لینے سے پہلے اوس سے اپنی یہ تمہیدی تقریر بیان کی۔

می بینم مردے راکہ رسوا نخواہد کرو زبان او مردے را از مسلمین — میرے سامنے اب وہ شخص ہے جسکے متعلق مجھے یہ یقین ہے کہ وہ اپنی زبان سے کسی مرد مسلمان کو رسوا نکریگا۔ طبری فارسی جلد چہارم مطبوعہ نولکشور لکھنو۔

زیاد کو اتنی چشمک کافی ہوگئی۔ انھون نے ذرا پردہ ڈالکر یون بیان کیا۔

رائیت مجلسا ونفسا حثیثا وانتہازا ورائیتہ مستبطنہا ودرجلین کالحمار — مین نے دونون کو اکٹھا دیکھا۔ دونون کی سانسین چڑھی ہوئین اور مغیرہ ابن شعبہ کو میں نے ام جمیل کو پیٹ کے بل لٹائے اور خود اوسکی ٹانگون کے درمیان بیٹھا ہوا دیکھا۔

یہ سنکر حضرت عمر ڈرے کہ یہ بھی مغیرہ کو پھنسانا ہی چاہتا ہے۔ فوراً قلم انصاف کو روک کر اور گواہ کو ٹوک کر کہنے لگے

ھل رائیتہ کالمیل فی المکحلۃ — ارے کیا تو نے مغیرہ کو سلائی اور سرمہ دانی والے عالم مین (عورت کے ساتھ) دیکھا؟

یہ سوال خلیفہ صاحب کا ہر گواہ سے ہوا تھا مگر یاد رکھنا چاہئیے کہ وہ تینون خلیفہ اور خلافت سے آزاد تھے اور قطعی بے سروکار۔ اسلئے خلیفہ کے اس اصلاح پر تینون گواہون نے صاف کہدیا تھا۔

نعم اشہد علیٰ ذالک — ہان۔ ہم نے ایسا ہی دیکھا

زیاد اتنا آزاد کہان۔ وہ خلیفہ صاحب کا مدعا پہلے ہی سمجھا تھا اور اب تو اور خاطر خواہ سمجھ گیا۔ ڈرکر کہنے لگا لا۔ نہین۔ سے عاقلان را اشارہ کافیست۔ صرف ایک گواہ کے ذرا سے اختلاف پر اون تینون گواہون کے متفقہ بیانات ناکافی اور غلط سمجھ گئے۔ استغاثہ مسترد اور مدعا علیہ رہا کردیا گیا۔

لیکن حقیقت پھر حقیقت ہے وہ کبھی بے نہ مٹائے مٹتی ہے اور نہ چھپائے چھپتی ہے۔ جب فریقین اور حاضرین سے حضرت عمر کا دار القضا خالی ہوگیا اور صحبت مین صرف خاص خاص لوگ رہگئے تو حضرت عمر نے مغیرہ کو خطاب کرکے حقیقت کا خود ان الفاظ مین اقرار فرمایا۔

قسم بخدا گمان نمی کنم کہ ابوبکرہ بر تو دروغ بستہ باشد وگاہے — خدا کی قسم مجھے گمان نہین ہے کہ ابوبکرہ نے تجھپر جھوٹ باندھا ہو

وگاہے بیمم تر اگر اینکہ خوف دارم کہ از آسمان سنگباران شوم ۔ اور اب جب تو میرے سامنے آیا ہی تو مجھی یہہ خوف ہوتا ہے کہ کہین تیری جنبہ داری کے لئے مجھپر آسمان سے پتھر نہ گرایا جاوے ۔

سبحان اللہ کیا فیصلۂ خلافت ہے اور کیا خلیفہ صاحب کی معاملہ فہمی إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ

مغیرہ ابن شعبہ طبری مین ہے

حضرت علی کو مشورہ — جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے قبول خلافت فرماتے ہی حضرت عثمان کے مقرر کردہ عمالون کی تبدیلی اور اونکی جگہہ پر صحابۂ سابقین رسول صلعم کی تقرری کی تجویز کا اعلان فرمایا تو مغیرہ ابن شعبہ نے جو مدینہ مین معویہ کی طرف سے محض جاسوسی کے لئے ٹہرایا گیا تھا تو اوسکو سب سے پہلے معویہ کے انجام کار کا خیال آیا اور اپنے دلمین یہہ سوچا کہ امیر المومنین کا استمزاج لینا چاہیے اور معویہ کیطرف سے اونکے خیالات دریافت کرنے چاہئین ۔ یہہ سوچکر امیر المومنین کی خدمت مین حاضر ہوا اور تھوڑی ۔ گفتگو کے بعد عرض کرنے لگا کہ چند امور بنظر اصلاح پیش کرتا ہون وہ یہہ ہے چونکہ بنائے سلطنت ابھی استوار نہین مناسب ہے کہ عاملان عثمان کی معزولی یا تبدیلی مین جلدی نفرمائی جاوے خصوصاً معاویہ کی نسبت جو مدت سے ملک شام مین حکومت کر رہا ہے اسکی حکومت اسی پر مستقل رکھی جاوے اور عمرو عاص کو جو نہایت مرد تیز فہم ۔ چالاک ۔ صاحب حیلہ و تدبیر ہے ۔ بہتر ہے کہ حکومت مصر کے وعدے پر رضامند کر کے اپنی اطاعت مین لایا جاوے کہ استحکام سلطنت کے واسطے بغیر انکے چارہ نہین ۔

امیر المومنین علیہ السلام نے غور سے مغیرہ کی باتون کو سنا ۔ معویہ کیطرف سے جو شکایتین اہل اسلام اور باقیماندہ اصحاب رسول اللہ کو خلافت گذشتہ کے زمانے مین پیدا ہوئی تھین وہ اسوقت تک سینون مین محفوظ تھین ۔ جاگیر و الاعمال ۔ غنیمت جزیرہ قبرس ۔ سرقہ یاقوت سرخ ۔ حضرت ابوذر رضی کی جلاوطنی کا حکم وغیرہ وغیرہ ۔ ایسی ایسی باتین تھین جنھون نے اہل اسلام کو معویہ ابن ابوسفیان کیطرف سے پورا مشکوک کر دیا تھا ۔ مگر مروان کا ایسا گہرا اثر تھا کہ انلوگون کی کچھہ نہ چلی اور انکی تمام شکایتین ایسی ہی رکھی رہین ۔ اس خلافت کے زمانہ مین تو معویہ خلافت سے باغی اور اجماع امت سے منکر ہو گئے اور اس خلافت کو کسی طرح تسلیم نہ کر سکے اور شام کے علاقہ مین خود مختارانہ مسلط ہو بیٹھے ۔ اب بغیر کسی چشم نمائی کے وہ ملک کا ملک یونہین چھوڑ دینا یا اون کے خوف و دہشت سے مرعوب ہو کر خاموش ہو جانا ۔ مروان اور شاہ مردان کے فیصلۂ تدبیر مین بہت کم فرق باقی چھوڑتا ۔

ان تدبیرون سے تو سوائے اسکے کہ اسلام سے دیانت و اصابت رائے اوٹھہ جاوے ۔ اسکی صداقت اور راستبازی کا خاتمہ ہو جاوے ۔ حسد ۔ کینہ ۔ مخالفت ۔ حرص دولت ۔ طمع دنیاوی کی بنیادین مضبوط کیجاوین اور کچھہ حاصل نہین ۔ اسلام جبکی غرض خاص و عام کی ہدایت تھی اور دینداری ۔ اخلاق کی شائستگی ۔ اخلاص و اتحاد کی تعلیم و تربیت اور ان تعلیمات کا مدعا تہا کہ سابق شریعتون کے اون نامکمل اور غیر مرتب ضروریات کی پوری تکمیل ہو جائے ۔ جو ابھی تک ناقص اور ادھورے

تھے۔ اسلام کا پہلا فرض تہا کہ وہ دنیا کو صداقت کی تعلیم دیے اور راستبازی سے کام لیکر ایک کو دوسرے کا شریک و ہمدرد بنا دے امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السّلام انھین اصول سے خلافت کا کام کرنیوالے تھے مغیرہ ابن شعبہ کی تجویز کو امیر المومنین کے اس حسن تدبیر سے کیا علاقہ۔ اس اصول مین اسلام کی سچائی تھی اور دینداری۔ اور اوسمین چالاکی اور عیاری۔ اگرچہ یہہ امور سیاست ملکی کے جزو خاص بھی قرار دیے جائین مگر تاہم اوس ملک اور تخت کے شایان نہین ہو سکتے جہان اسلام کے نام سکہ جاری اور مخبر صادق کے نام کا خطبہ پڑہا جاتا تہا۔ اس بنا پر امیر المومنین علیہ السّلام مغیرہ کی اس تجویز کو ایک ساعت کے لئے بھی سن نہ سکے اور نہایت متانت و استقامت کے ساتھ اوسکے جواب مین ارشاد فرمایا۔

مَاکُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّیْنَ عَضُدًا — مین گمراہون کو اپنا مددگار بنانا نہین چاہتا

اب ایسی صریح و صحیح انکار کے بعد مغیرہ کو کسی اور امر کی کہان گنجائش باقی ہی یہہ سنکر اوٹھے اور اپنے گھر واپس گیے۔ اب مغیرہ ابن شعبہ کی آیندہ چال غور کے قابل ہے۔ انکی مشورت تو محض بیکار گئی۔ نتیجہ بالکل خلاف امید نکلا تو دوسرے دن مغیرہ پھر امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوے یہہ اس غرض سے کہ چلکر کل کی تقریر کا اثر آپکے دل سے نکالدین نہین تو آپ کو ضرور شک ہوگا کہ مغیرہ معویہ کی سازش مین ہے۔ اور اوسکی جانبداری کرتا ہے۔ امیر المومنین اوسوقت تنہا تھے اور اپکی صحبت بالکل خالی تہی مغیرہ نے موقع پاکر نہایت اہستگی سے عرض کی کہ مین نے سب کو اپنی تجویز اور اپکی تدبیر سیاسی پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت کا مجوزہ نظم عمل نہایت مناسب ہے۔ اسلئے کہ اس عزل ولغت سے یہہ فائدہ ہوگا کہ مخالف سے موافق کی اور سرکش سے مطیع کی تمیز کامل ہوجایے گی۔ امیر المومنین مغیرہ کی دو جہتی کو خوب سمجھتے تھے۔ اور انکی مغویانہ ترکیبون کو خوب جانتے تھے اسلئے سوا ایے سکوت کے کچھہ نہ بولے۔ مغیرہ بھی انتظار جواب کرکے واپس گئے۔ عبد اللہ ابن عباس بھی اتفاقاً اوسیدن مکہ سے واپس آیے امیر المومنین کے پاس آے تو اپنے اون سے مغیرہ کی دونون مشورت کی تفصیلی کیفیت بیان کردی۔ تو عبد اللہ ابن عباس نے کہا

لقد صدق بالاوّل وکذب بالاٰخر — اوسکی پہلی تجویز صحیح تھی اور اخر غلط

یہہ سنکر امیر المومنین نے اونکو سمجھایا کہ مین اسکی مصلحت کو خوب سمجھتا ہون مگر اسمین سوا ایے دنیاوی فائدے کے اسلام کا کوئی نفع نہین ہے مین دنیا کے فائدے پر اہل اسلام کو حریص بنانا نہین چاہتا۔ مین اسلام کا امیر بھی ہون اور امین بھی۔ مجھکو سب سے پہلے وہی طریقے اختیار کرنے ہون گے جو ابتدا سے اسکے اصول قرار پا چکے ہین۔ مین اون اصول کو غیر مستقل اور ناکامل نہین چھوڑ سکتا اور نہ امت اسلام پر ایسے لوگون کو مسلط کرنا چاہتا ہون جو ان اصول کی پابندی نہین کرتے اور نہ اونکو حکومت اور رعایا کے ساتھ اپنی خود غرضی کے اگے کوئی ہمدردی ہے۔ ہمارا فرض اوّلین ہے کہ ہم اہل اسلام کو جو بیشک خدا کی امانتین ہین ایسے ظالم۔ حیلہ جو اور خود غرض کی متابعت مین سپرد نکرین۔ جو نہ اونکے ہمدرد ہین اور نہ اونکو اصول اسلامی کی تعلیم دیے سکتے ہین

مغیرہ اور حضرت عائشہ — شکست بصرہ کی ہزار خرابیون کے بعد جب حضرت عائشہ باعزاز تمام وبا کامل احترام مدینہ منورہ مین

تشریف لائین تو مغیرہ ابن شعبہ اونکی مزاج پرسی کو گئے۔ اپس مین حسب ذیل گفتگو ہوئی۔

حضرت عائشہ - جنگ جمل مین تم نے تو دیکھا تھا میرے ہودج مین کسطرح تیر لگے تھے۔ اونمین سے چند تیر تو میرے جلد بدن مین چبھ گیے تھے۔

مغیرہ ابن شعبہ - میری تو تمنا تھی کہ تم انھین تیرون سے قتل ہوجاتین۔

حضرت عائشہ - یہہ تم کیون کہتے ہو۔

مغیرہ ابن شعبہ - اسلئے کہ قتل عثمان مین جو تم نے سعی و کوشش کی تھی شاید اونکا کفارہ ہوجاتا۔ عقد الفرید جلد دوم صفحہ ۲۶۰

لطف تو یہہ ہے کہ خود بدولت حضرت عائشہ ہی کے جانبدارون مین تھے۔ اب ان سے کون پوچھے کہ جب آپ انکے قتل ہی کے خواہان تھے تو انکی جانبداری کیا کرنے گیے تھے۔ نہین۔ آپ تو اپنی فطرت کے موافق اپنی خودغرضی کے خیال و تمنا مین اس ارادہ کیساتھ شریک ہوگئے تھے کہ حضرت عائشہ کی فتحیابی کے بعد شاید انکے اور انکے ولی نعمت معویہ کے لئے کامیابی کا کوئی رستہ کھل جائے ہم کہتے ہین کہ مغیرہ ابن شعبہ کے ایسے مدبر کا یہہ خیال انکی سیاسی حماقت تھی اسلئے کہ حضرت عائشہ کی فتحیابی کے بعد عبد اللہ ابن زبیر سدراہ تھے اور اونکے مقابلے مین حضرت عائشہ نہ معاویہ کا کوئی وجود سمجھتی تھین اور نہ مغیرہ کی کوئی ہستی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔۔

المولفہ
عبدہٗ احقر
(خان بہادر) سید اولاد حیدر فوق بلگرامی
عفی عنہٗ

کواتھ ضلع آرہ
شریف العمارت
۹ ربیع الثانی
سنہ ۱۳۵۰ھ

—— منقول عنہ ۲۶ صفر سنہ ۱۳۵۱ ہجری ——

CHECKED - 19
فہرست
نظامی پریس بک ایجنسی وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ
مفت طلب فرمایئے